

BAEC401CCT

کلی معاشیات-II

(Macroeconomics-II)



فصلاتی اور روایتی مواد پر مبنی خود اکتسابی مواد
برائے

پیچر آف آرٹس (بی۔ اے)

(چوتھا سمسٹر)

نظامتِ فصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ-بھارت

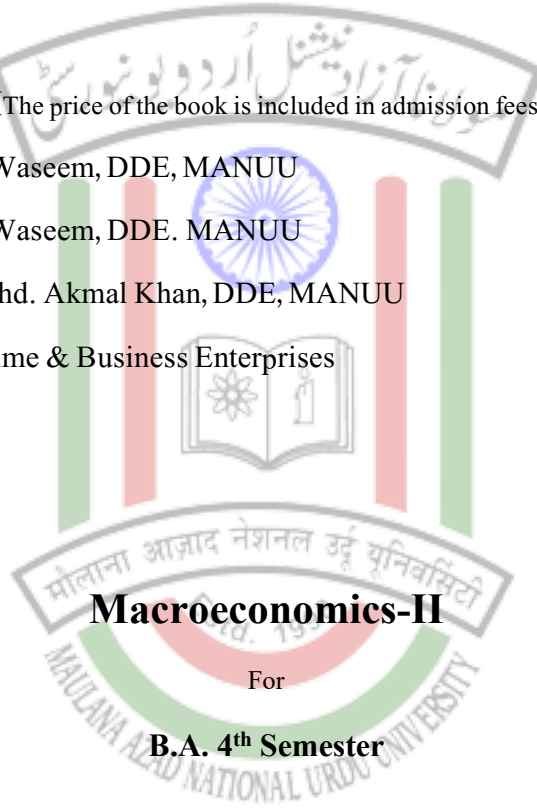
©Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

Course: Macroeconomics-II

ISBN: 978-93-95209-77-7

First Edition: June 2023

- Publisher : Registrar, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
- Publication : 2023
- Copies : 500
- Price : 475/- (The price of the book is included in admission fees of distance mode students)
- Copy Editing : Mohd Waseem, DDE, MANUU
- Graph Designing : Mohd Waseem, DDE, MANUU
- Cover Designing : Dr. Mohd. Akmal Khan, DDE, MANUU
- Printer : Print Time & Business Enterprises



Macroeconomics-II

For

B.A. 4th Semester

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS), Bharat

Director: dir.dde@manuu.edu.in Publication: dpublication@manuu.edu.in

Phone: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

©All rights reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopy, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing from the publisher (registrar@manuu.edu.in).



مدیران (Editors)

جناب محمد وسیم
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو
Mohd Waseem
DDE, MANUU

ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔
اسسٹنٹ پروفیسر، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Dr. Fasalurahman P. K.
Assistant Professor, DDE, MANUU

زبان مدیران (Language Editors)

ڈاکٹر محمد اکمل خان
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو
Doctor Mohd Akmal Khan
DDE, MANUU

جناب محمد وسیم
نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو
Mr. Mohd Waseem
DDE, MANUU

مجلس ادارت (Editorial Board)

ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔
اسسٹنٹ پروفیسر، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Dr. Fasalurahman P. K.
Assistant Professor, DDE, MANUU

جناب محمد وسیم
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Mr. Mohd Waseem
DDE, MANUU

جناب مستجاب خاطر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ معاشیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Mr. Mustajab Khatir
Assistant Professor, Department of Economics,
MANUU

پروفیسر فریدہ صدیقی
صدر، شعبہ معاشیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Professor Farida Siddiqui
Head, Department of Economics, MANUU

ڈاکٹر رخسانہ تبسم
پروفیسر صدر، شعبہ معاشیات (ریٹائرڈ)، ڈاکٹر رفیق زکریا کالج فار وومن
Dr. Rukhsana Tabassum
Head Department of Economics (Rtd.)
Dr. Rafiq Zakaria College for Women,
Aurangabad

ڈاکٹر سید حسن قائد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ معاشیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Dr. Sayed Hasan Qayed
Assistant Professor, Department of
Economics, MANUU

کورس کو آر ڈی نیسٹر
ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔
اسسٹنٹ پروفیسر (معاشیات)، نظامت فاصلاتی تعلیم
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

اکائی نمبر	مصنفین
1, 2, 3, 4, 9, 11, 12, 16, 21, 22, 23, 24	• جناب محمد وسیم، نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو، حیدرآباد
17, 18, 19, 20	• جناب ابصار عالم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ معاشیات، مختلا یونیورسٹی
10, 15	• ڈاکٹر فضل الرحمان پی۔ کے۔ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈی ڈی ای، مانو، حیدرآباد
5, 6, 7	• ڈاکٹر یاسر پوسوال، مانو، حیدرآباد
13, 14	• ڈاکٹر عروج افشائ
8	• ڈاکٹر پٹھان مجاہد، گیسٹ فیکلٹی، شعبہ معاشیات، مانو، حیدرآباد
	پروف ریڈرس:
	اول : جناب محمد وسیم
	دوم : جناب مستجاب خاطر
	فائنل : جناب فضل الرحمان پی۔ کے۔



فہرست

7	وائس چانسلر	پیغام
8	ڈائریکٹر	پیغام
9	کورس کو آرڈی نیٹر	کورس کا تعارف
پیداوار بازار اور زر بازار کا توازن		
11	تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین	I 1 اکائی
26	آئی ایس-ایل ایم خطوط	2 اکائی
42	آئی ایس-ایل ایم ماڈل: عام توازن	3 اکائی
60	مالیاتی پالیسی، زرعی پالیسی اور آئی ایس ایل ایم ماڈل	4 اکائی
زر کی رسد کے نظریات		
78	زر کے معنی، اقسام اور افعال	II 5 اکائی
99	زر کا ارتقا	6 اکائی
114	زر کی رسد کے تعینات، ہائی پاورڈ منی اور ضارب زر	7 اکائی
127	زر کی رسد اور کریڈٹ کی تخلیق	8 اکائی
زر کی طلب کے نظریات		
140	زر کی طلب کا کلاسیکی نظریہ-I	III 9 اکائی
155	زر کی طلب کا کلاسیکی نظریہ-II	10 اکائی
169	کیسنز کا نظریہ سیالیت	11 اکائی
188	فریڈمین کا نظریہ مقدر زر	12 اکائی
افراط زر اور تجارتی چکر کے نظریات		
203	افراط زر کا مفہوم اور اقسام، جمود کا تصور	IV 13 اکائی

218	افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان تعلق۔ فلپس خط	14	اکائی
228	مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے کے اقدامات	15	اکائی
252	کاروباری چکر	16	اکائی

ادائیگی کا توازن اور شرح مبادلہ

270	توازن ادائیگی	17	اکائی
284	بو او پی کے عدم توازن کی اقسام اور وجوہات	18	اکائی
297	بی او پی عدم توازن کو درست کرنے کے اقدامات	19	اکائی
310	شرح مبادلہ اور شرح مبادلہ کا تعین	20	اکائی

معاشی نمو

326	معاشی نمو اور اس کے متعینات	21	اکائی
342	معاشی نمو کا ہیرڈ-ڈومر ماڈل	22	اکائی
359	سولوماڈل	23	اکائی
377	مضاف سولوماڈل	24	اکائی
394			نمونہ امتحانی پرچہ



پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی 1998 میں وطن عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔ اس کے چار نکاتی مینڈیٹس یہ ہیں۔
(1) اردو زبان کی ترویج و ترقی (2) اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3) روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔
قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشا اردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اردو زبان سمٹ کر چند ”ادبی“ اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت اکثر رسائل و اخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اردو قاری اور اردو سماج دور حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔ چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد و پیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر ان شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح پر اردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چوں کہ اردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہذا ان تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرین علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہماری یونیورسٹی اپنی تاسیس کی 25 ویں سالگرہ منا رہی ہے، مجھے اس بات کا اکتشاف کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یونیورسٹی کا نظامت فاصلاتی تعلیم از سر نو اپنی کارکردگی کے نئے سنگ میل کی طرف رواں دواں ہے اور نظامت فاصلاتی تعلیم کی جانب سے کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں بھی تیزی پیدا ہوئی ہے۔ نیز ملک کے کونے کونے میں موجود تشنگان علم فاصلاتی تعلیم کے مختلف پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ گرچہ گزشتہ دو برسوں کے دوران کووڈ کی تباہ کن صورت حال کے باعث انتظامی امور اور ترسیل و ابلاغ کے مراحل بھی کافی دشوار کن رہے تاہم یونیورسٹی نے اپنی حتی المقدور کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نظامت فاصلاتی تعلیم کے پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل کیا ہے۔ میں یونیورسٹی سے وابستہ تمام طلباء کو یونیورسٹی سے جڑنے کے لیے صمیم قلب کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لیے مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کا تعلیمی مشن ہر لمحہ ان کے لیے راستے ہموار کرے گا۔

پروفیسر سید عین الحسن

وائس چانسلر

پیغام

فاصلاتی طریقہ تعلیم پوری دنیا میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقہ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جا چکا ہے اور اس طریقہ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اس طرز تعلیم کو اختیار کیا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور ٹرانسلیشن ڈویژن سے ہوا اور اس کے بعد 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔ نو قائم کردہ شعبہ جات اور ٹرانسلیشن ڈویژن میں تقریریں عمل میں آئیں۔ اس وقت کے اربابِ مجاز کے بھرپور تعاون سے مناسب تعداد میں خود مطالعاتی مواد تحریر و ترجمے کے ذریعے تیار کرائے گئے۔

گزشتہ کئی برسوں سے یو جی سی۔ ڈی ای بی UGC-DEB اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظام تعلیم کے نصاب اور نظامات کو روایتی نظام تعلیم کے نصاب اور نظامات سے کما حقہ ہم آہنگ کر کے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے طلباء کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرز تعلیم کی جامعہ ہے، لہذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور روایتی نظام تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ اور معیار بلند کر کے خود اکتسابی مواد SLM از سر نو بالترتیب یو جی اور پی جی طلباء کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کرائے جا رہے ہیں۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم یو جی پی جی بی ایڈ ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ پندرہ کورسز چلا رہا ہے۔ بہت جلد تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جائیں گے۔ متعلمین کی سہولت کے لیے 9 علاقائی مراکز بنگلور، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 6 ذیلی علاقائی مراکز حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراتلی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تیار کیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سر دست 144 متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) نیز 20 پروگرام سنٹرس (Programme Centres) کام کر رہے ہیں، جو طلباء کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ نظامتِ فاصلاتی تعلیم نے اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا استعمال شروع کر دیا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جا رہی ہیں، نیز جلد ہی آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کالنگ بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ایس ایم ایس کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو مرکزی دھارے میں لانے میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم کا بھی نمایاں رول ہو گا۔

پروفیسر محمد رضاء اللہ خان

ڈائریکٹر، نظامتِ فاصلاتی تعلیم

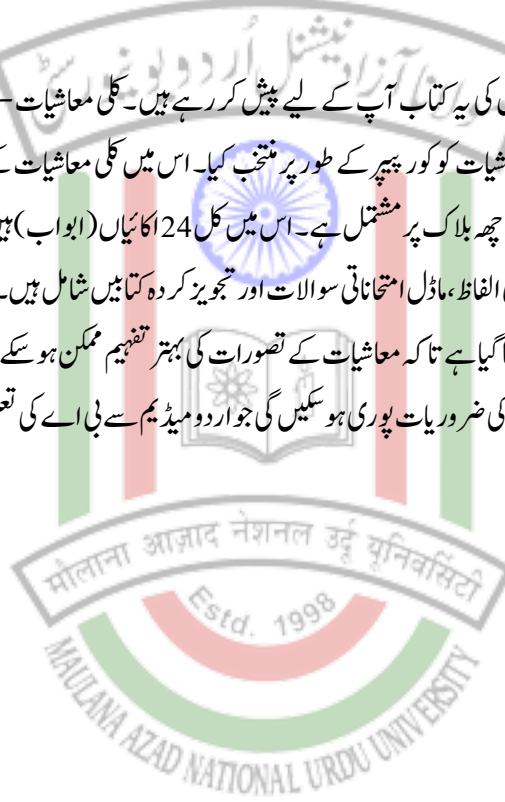
کورس کا تعارف

نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد کے لیے یہ بات انتہائی باعث مسرت ہے کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یوجی سی)، ڈسٹنس ایجوکیشن بیورو (ڈی ای بی) کے 2017 ضابطوں اور دوسرے ترمیمی ضوابط 2018 کے مطابق معاشیات کے موضوع پر اردو زبان میں درسی مواد تیار کیا گیا ہے۔ یوجی سی ہدایت کے تحت یونیورسٹی کے روایتی اور فاصلاتی نظام تعلیم کے لیے ایک ہی نصاب لازمی قرار دیا گیا ہے؛ تاکہ نہ صرف ان دونوں نظام تعلیم کے طلبہ کا معیار یکساں ہو، بلکہ حصول تعلیم کے لیے فراہم کی جانے والی مختلف سہولیات کے اس دور میں ایک نظام تعلیم کے طلبہ کے لیے دوسرے نظام تعلیم کی طرف منتقلی بھی قابل عمل ہو۔ ان ضوابط کے تحت یونیورسٹی میں فراہم کیے جارہے تمام مضامین میں روایتی اور فاصلاتی نظام تعلیم کا ایک ہی نصاب تیار کیا گیا، اور اس کے مطابق درسی مواد کی تیاری کی گئی جو بیک وقت دونوں نظام تعلیم کے طلبہ و طالبات کے لیے ذریعہ استفادہ بن سکے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہم بی اے کورس کی یہ کتاب آپ کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ کئی معاشیات-I کے عنوان سے یہ کتاب بی اے تیسرے سمسٹر کے ان طلبہ کے لیے ہے جنہوں نے معاشیات کو کور پیپر کے طور پر منتخب کیا۔ اس میں کئی معاشیات کے متعلق مختلف تصورات اور نظریات سے متعلق تحریری مواد فراہم کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چھ بلاک پر مشتمل ہے۔ اس میں کل 24 اکائیاں (ابواب) ہیں۔ اکائیوں کی ساخت میں تعارف، مقاصد، عنوانات، ذیلی عنوانات، اکتسابی نتائج، کلیدی الفاظ، ماڈل امتحاناتی سوالات اور تجویز کردہ کتابیں شامل ہیں۔ کتاب میں زیر بحث تصورات کی نظریاتی، گرافیکل اور ریاضیاتی وضاحت کو ذہن میں رکھا گیا ہے تاکہ معاشیات کے تصورات کی بہتر تفہیم ممکن ہو سکے۔ امید ہے کہ اس کتاب سے صرف مانو کے ہی نہیں بلکہ اطراف و جوانب کے ان تمام طلبہ کی ضروریات پوری ہو سکیں گی جو اردو میڈیم سے بی اے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب فضل الرحمان پی۔ کے۔

کورس کوآرڈینیٹر





بلاک I: پیداوار بازار اور زر بازار کا توازن

اکائی 1: تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین

(Income Determination in Three Sector and Four Sector Economy)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	1.0
مقاصد (Objectives)	1.1
تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین (Income Determination in Three Sector Economy)	1.2
یک مشتم ٹیکس کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Lump Sum Tax)	1.2.1
انتقالی ادائیگیوں کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Transfer Payments)	1.2.2
تابع ٹیکس کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Induced Tax)	1.2.3
چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین (Income Determination in Four Sector Model)	1.3
کھلی معیشت میں قومی آمدنی کا تعین (Income Determination in Open Economy)	1.3.1
کیسزنی ماڈل کے مضمرات (Implications of Keynesian Model)	1.4
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	1.5
کلیدی الفاظ (Keywords)	1.6
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	1.7
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	1.7.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	1.7.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	1.7.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	1.8

دو سیکٹر معیشت میں آمدنی و روزگار کے تعین کے بارے میں آپ پچھلی کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔ دواہم مفروضے وہاں یہ قائم کیے گئے تھے کہ (1) معیشت آزاد بازار معیشت ہے جس میں حکومت معاشی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرتی اور (2) معیشت بند معیشت ہے یعنی متعلقہ معیشت دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات نہیں رکھتی۔ لیکن دور حاضر کی تمام معیشتوں میں حکومت معاشی سرگرمیوں میں مداخلت کرتی ہے اور اسی طرح، معیشتیں ایک دوسرے سے تجارتی تعلقات بھی رکھتی ہیں۔ اس اکائی میں ہم دو سیکٹر بند معیشت کے مفروضوں کو ترک کر کے کیسز، ماڈل کا تجزیہ تین سیکٹر معیشت اور چار سیکٹر معیشت کے پس منظر میں کریں گے۔

گھریلو شعبے (Household Sector) اور تجارتی شعبے (Business Sector) کے علاوہ حکومت معیشت کا تیسرا بنیادی شعبہ ہے۔ حکومت کے معاشی مقاصد میں روزگار پیدا کرنا، معاشی نمو و ترقی (Economic Growth & Development) کو فروغ دینا اور سماج کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سڑکوں، پلوں، اسکولوں، کالجوں، ہسپتالوں وغیرہ کی تعمیر پر کثیر رقم خرچ کرتی ہے۔ حکومت کی معاشی سرگرمیوں کا اثر مجموعی طلب پر اور نتیجے میں قومی آمدنی کے تعین پر پڑتا ہے۔ لہذا، تین سیکٹر معیشت میں توازن آمدنی کے تعین میں سرکاری شعبے کو شامل کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا جدید دنیا کی تمام ہی معیشتیں کسی نہ کسی حد تک دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات رکھتی ہیں۔ ایک معیشت دوسری معیشتوں سے ایشیا و خدمات خریدتی ہے اور انہیں اپنی ایشیا و خدمات فروخت کرتی ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان کے کئی ممالک سے تجارتی تعلقات ہیں۔ ہندوستان بہت سی ایشیا جیسے چاول، روئی، دوائیاں وغیرہ دیگر ممالک کو برآمد کرتا ہے اور بہت سی ایشیا جیسے کھلونے، کمپیوٹر، موبائل وغیرہ دوسرے ممالک سے درآمد کرتا ہے۔ برآمد سے معیشت کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ درآمد سے معیشت کی آمدنی کم ہوتی ہے۔ لہذا، چار سیکٹر معیشت میں قومی آمدنی کے تعین کے ماڈل میں خارجی شعبے کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کے تعین کی وضاحت کرنا۔
- چار سیکٹر معیشت میں آمدنی کے تعین کی وضاحت کرنا۔

1.2 تین سیکٹر معیشت میں آمدنی کا تعین (Income Determination in Three Sector Economy)

جدید معیشتوں میں حکومت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ علم معاشیات میں کیسز کی ایک اہم خدمت یہ تھی کہ انہوں نے معیشت کے استحکام کے لیے حکومت کی مداخلت کے کردار پر زور دیا۔ ان کے مطابق، معیشت میں خود کو درست کرنے کا میکانزم نہیں ہوتا جیسا کہ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا ماننا تھا۔ ایسی صورت میں معیشت کے عدم استحکام کو ختم کرنے کے لیے حکومت کی مداخلت ضروری ہو جاتی ہے۔ مثال کے

طور پر، معاشی مندی یا بحران کی صورت میں مجموعی طلب کی کمی ہوتی ہے اور لہذا حکومت اپنے اخراجات میں اضافہ کر کے مجموعی طلب میں اضافہ کر سکتی ہے اور معیشت کو معاشی بحران سے نکالنے میں مدد کر سکتی ہے۔ اسی طرح، مہنگائی کے زمانے میں حکومت اپنے اخراجات میں کمی اور ٹیکس میں اضافہ کر کے مجموعی طلب میں کمی کر سکتی ہے اور مہنگائی کو قابو کر سکتی ہے۔ حکومت کے اس طرح کے اقدامات کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کہتے ہیں۔ مالیاتی پالیسی حکومت کی اخراجات اور آمدنی سے متعلق پالیسی ہے۔ کیسز کے مطابق حکومت مالیاتی پالیسی کے ذریعے مجموعی طلب کو منضبط کر سکتی ہے اور معیشت میں استحکام پیدا کر سکتی ہے۔ اس لیے ہم حکومت کو آمدنی کے تعین کے تجزیے میں شامل کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کے اخراجات کا انحصار قومی آمدنی یا اس میں تبدیلی پر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آمدنی کے تعین کے کیسز میں ماڈل میں سرکاری اخراجات کو مستقل یا آزاد سمجھا جاتا ہے یعنی یہ آمدنی پر منحصر نہیں ہوتا اور آمدنی میں تبدیلی سے اس میں تبدیلی نہیں آتی۔ تجزیے کو آسان رکھنے کے لیے آئیے سب سے پہلے ایسی سادہ معیشت کا تجزیہ کرتے ہیں جس میں سرکار اشیا و خدمات کی خرید پر اخراجات کرتی ہے لیکن کسی طرح کا ٹیکس عائد نہیں کرتی۔ ساتھ ہی یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ حکومت انتقالی ادائیگیاں (Transfer Payments) بھی نہیں کرتی۔ اس طرح، معیشت کے مجموعی اخراجات (جسے مجموعی طلب بھی کہتے ہیں)، صرفی اخراجات (C)، سرمایہ کاری کے اخراجات (I) اور سرکاری اخراجات پر مشتمل ہوں گے۔ اگر سرکاری اخراجات کو G سے ظاہر کریں تو مجموعی اخراجات کی مساوات ہوگی:

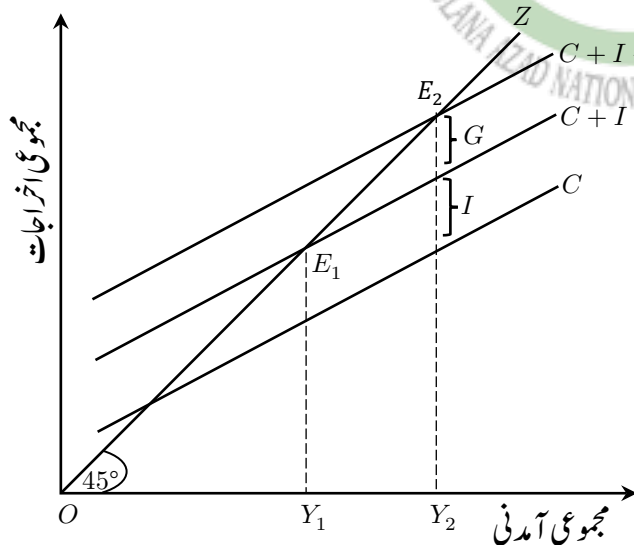
$$AE = AD = C + I + G \quad (1.1)$$

یاد کریں کہ کیسز کے نظریے میں قومی آمدنی کا تعین مجموعی طلب اور مجموعی رسد کی مساوات سے ہوتا ہے۔ یعنی توازن آمدنی وہ آمدنی ہوتی ہے جو مجموعی طلب کے مساوی ہو۔ اس طرح قومی آمدنی کے توازن کی مساوات ہوگی:

$$Y = AD \quad (1.2)$$

$$Y = C + I + G \quad (1.3)$$

مساوات (1.3) دکھاتی ہے کہ توازن آمدنی کا تعین اس نقطے پر ہوتا ہے جہاں صرفی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات اور



تصویر 1.1: تین سیکنڈ معیشت میں توازن آمدنی کا تعین

سرکاری اخراجات مجموعی رسد یا قومی آمدنی کے مساوی ہوتے ہیں۔ چونکہ صرفی اخراجات مساوی ہوتے ہیں $C = a + bY$ کے، لہذا، مساوات (1.3) کو ذیل کی طرح لکھا جاسکتا ہے۔

$$Y = a + bY + I + G$$

$$Y - bY = a + I + G$$

$$Y(1 - b) = a + I + G$$

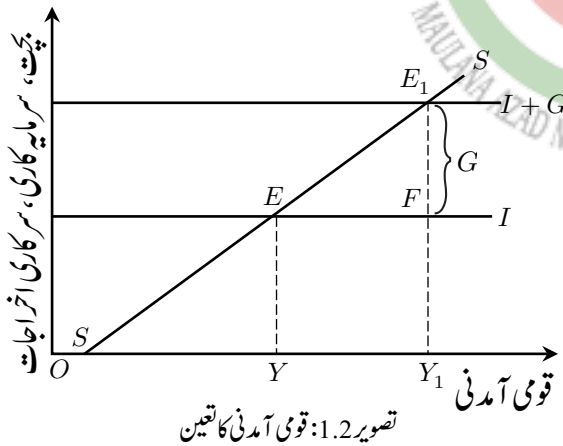
$$Y = \frac{1}{1 - b} (a + I + G) \quad (1.4)$$

مساوات (1.4) تین سیکنڈ معیشت میں قومی

آمدنی کے توازن کی مساوات ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ توازی آمدنی کی سطح، مستقل صرف (a)، مستقل سرمایہ کاری (I) اور سرکاری اخراجات (G) کے جمع (a + I + G) گناضارب $(\frac{1}{1-b})$ کے مساوی ہوتی ہے۔ توازی آمدنی کے تعین کی تریسی وضاحت تصویر 1.1 میں کی گئی ہے۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ نجی سرمایہ کاری کی طرح، سرکاری اخراجات بھی مستقل ہوتے ہیں یعنی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتے۔ تصویر میں C خط تقابل صرف خط ہے اور یہ آمدنی کا تقابل ہے یعنی یہ آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتا ہے۔ صرف میں نجی سرمایہ کاری کے اخراجات کو جوڑنے پر C + I خط حاصل ہوتا ہے۔ دو سیکنڈ معیشت میں C + I خط یعنی مجموعی طلب خط 45° خط کو نقطہ E₁ پر قطع کرتا ہے جس سے توازی آمدنی OY₁ متعین ہوتی ہے۔ C + I کو ہم نجی اخراجات (Private Expenditure) کہہ سکتے ہیں۔ اس کی تفصیل آپ کئی معاشیات-I میں پڑھ چکے ہیں۔ لیکن چونکہ معیشت میں حکومت بھی اہم کردار ادا کرتی ہے لہذا نجی مجموعی اخراجات میں ہم سرکاری اخراجات G کو جوڑ کر مجموعی طلب خط C + I + G حاصل کرتے ہیں۔ یہ مجموعی طلب خط 45° ڈگری خط کو نقطہ E₂ پر قطع کرتا ہے جس سے توازی آمدنی OY₂ متعین ہوتی ہے۔ اس طرح سرکاری اخراجات کی موجودگی میں مجموعی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجتاً مجموعی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں روزگار میں اضافہ ہوتا ہے۔

کیزنز کے تین سیکنڈ معیشت کے توازن کو بچت-سرمایہ کاری گراف سے بھی دکھایا جاسکتا ہے۔ تصویر 1.2 پر غور کریں جہاں SS بچت خط اور II نجی سرمایہ کاری خط ہے۔ دو سیکنڈ معیشت میں ان دونوں خطوط کے تقاطع سے قومی آمدنی OY₁ کا تعین ہوتا ہے۔ غور کریں کہ آمدنی کے دائروں بہاؤ کے مطابق بچت، آمدنی کے دائروں بہاؤ سے رساؤ (Leakage) ہے اور سرمایہ کاری آمدنی کے دائروں بہاؤ میں انجکشن (Injection) ہے۔ توازن کی صورت میں رساؤ اور انجکشن مساوی ہوتے ہیں۔ تصویر 1.2 میں نقطہ E پر بچت اور سرمایہ کاری مساوی ہیں۔ اب اگر حکومت کا شعبہ بھی معیشت میں شامل ہوتا ہے تو حکومت کے اخراجات قومی آمدنی کے بہاؤ میں انجکشن ہوں گے۔ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ سرمایہ کاری اور سرکاری اخراجات قومی آمدنی پر منحصر نہیں کرتے ہیں۔ اس طرح، تصویر میں I + G خط آمدنی محور کے متوازی ہے۔ I + G قومی آمدنی میں انجکشن ہے اور S قومی آمدنی سے رساؤ ہے۔ توازن کے لیے رساؤ اور انجکشن کا مساوی (S = I + G) ہونا ضروری ہے۔ یہ مساوات نقطہ E₂ پر قائم ہوتی ہے اور قومی آمدنی OY₁ کا تعین ہوتا ہے۔ غور کریں کہ سرکاری اخراجات کی وجہ سے قومی آمدنی دو سیکنڈ معیشت کی توازی آمدنی (OY) سے زیادہ ہے۔



تصویر 1.2: قومی آمدنی کا تعین

1.2.1 یک مشت ٹیکس کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Lump Sum Tax)

درج بالا میں ہم نے سرکاری اخراجات کے ساتھ قومی آمدنی کے تعین کا مطالعہ کیا۔ حکومت معیشت میں اخراجات کرنے کے

ساتھ ساتھ مختلف ذرائع سے آمدنی بھی کماتی ہے جن میں سب سے اہم ذریعہ ٹیکس ہے۔ ٹیکس کی ایک آسان شکل یک مشت ٹیکس (Lump Sum Tax) ہے۔ یک مشت ٹیکس میں حکومت ایک متعین رقم وصول کرتی ہے چاہے معیشت کی آمدنی کچھ بھی ہو۔ مثال کے طور پر اگر حکومت 50 کروڑ روپے کا ٹیکس وصول کرنا چاہتی ہے اور اس کے لیے وہ یک مشت ٹیکس عائد کرتی ہے تو معیشت کے تمام افراد پر ایک مقررہ مقدار کا ٹیکس عائد ہوگا قومی آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو۔ یاد رہے کہ ٹیکس افراد کی قابل صرف آمدنی (Disposable) یا تصرفی آمدنی میں کمی کرتا ہے لہذا 50 کروڑ کے ٹیکس سے افراد کی تصرفی آمدنی بھی 50 کروڑ کے بقدر کم ہو جائے گی۔ تصرفی آمدنی میں کمی سے افراد کے صرفی اخراجات میں کمی ہوگی۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ یک مشت ٹیکس سے صرفی اخراجات میں مساوی مقدار میں کمی نہیں ہوگی کیونکہ ٹیکس کی وجہ سے کم ہوئی تصرفی آمدنی کا اثر صرفی اخراجات اور بچت دونوں پر پڑتا ہے۔ یک مشت ٹیکس کی وجہ سے تصرفی آمدنی میں کمی سے صرفی اخراجات میں ٹیکس کی مقدار (T) گنا حاشیائی میلان صرف (MPC) کے مساوی کمی ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر 50 کروڑ کے یک مشت ٹیکس کے نتیجے میں تصرفی آمدنی میں 50 کروڑ کمی ہوگی۔ تصرفی آمدنی میں کمی سے صرفی اخراجات میں آمدنی میں کمی گنا حاشیائی میلان صرف کے مساوی کمی ہوگی۔ اگر معیشت کی MPC کی قدر 0.7 ہو تو 50 کروڑ کمی سے صرفی اخراجات میں محض 35 کروڑ کمی ہوگی۔ علامتی زبان میں:



تصویر 1.3: یک مشت ٹیکس کا تفاعل صرف پر اثر

آئیے اب حکومت کے اخراجات اور یک مشت ٹیکس کی موجودگی میں قومی آمدنی کے تعین کو دیکھتے ہیں۔

$$Y = C + I + G \quad (1.1)$$

ٹیکس کی موجودگی میں تفاعل صرف کی مساوات ہوگی:

$$C = a + bY_d \quad (1.5)$$

جہاں Y_d تصرفی آمدنی ہے جس کی مساوات ہوتی ہے:

$$Y_d = Y - T \quad (1.6)$$

اس طرح تفاعل صرف ہوگا:

$$C = a + b(Y - T) \quad (1.7)$$

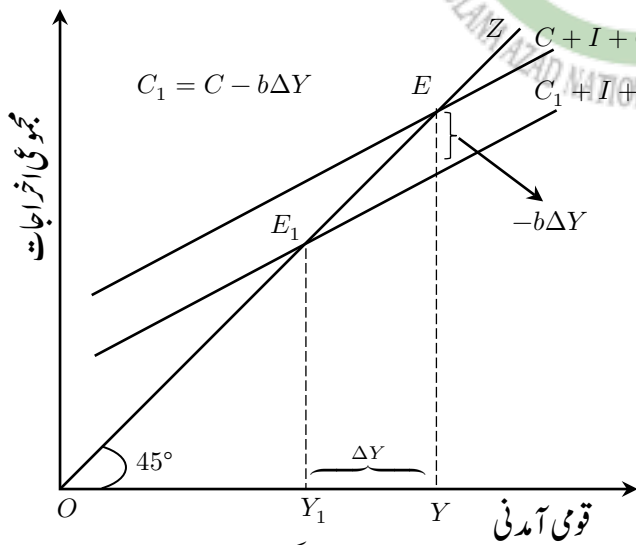
قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$\begin{aligned}
 Y &= a + bY_d + I + G \\
 Y &= a + b(Y - T) + I + G \\
 Y &= a + bY - bT + I + G \\
 Y - bY &= a - bT + I + G \\
 Y(1 - b) &= a - bT + I + G \\
 Y &= \frac{1}{1 - b}(a - bT + I + G) \quad (1.8)
 \end{aligned}$$

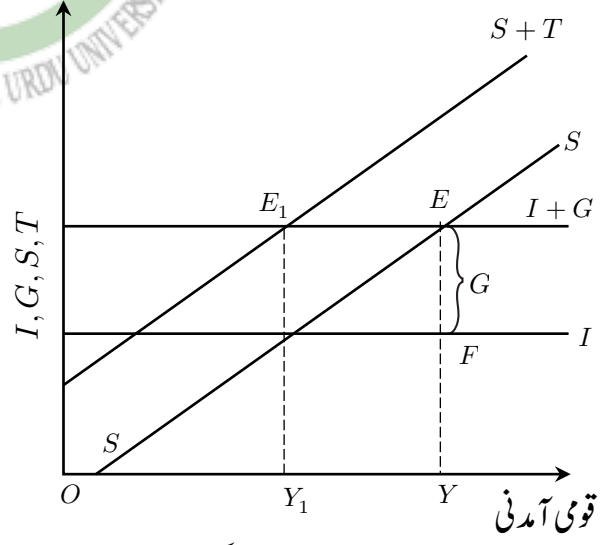
مساوات (1.8) کے مطابق توازن آمدنی، $(a - bT + I + G)$ گنا $\left[\frac{1}{1-b}\right]$ کے مساوی ہوگی۔ غور کریں کہ جہاں سرکاری اخراجات سے توازن قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے (کیونکہ مساوات میں G کی علامت مثبت ہے)، ٹیکس کی وجہ سے توازن قومی آمدنی میں کمی ہوتی ہے (کیونکہ مساوات میں bT کی علامت منفی ہے)۔ تصویر 1.5 پر غور کریں۔ تصویر کے مطابق $(C + I + G)$ خط اور 45° خط کے نقطہ تقاطع سے توازن آمدنی OY متعین ہوتی ہے۔ نوٹ کریں کہ $(C + I + G)$ خط میں سرکاری اخراجات بھی شامل ہیں۔ اب فرض کریں کہ حکومت T مقدار میں یک مشتم ٹیکس عائد کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معیشت کے تصرفی اخراجات میں کمی ہوگی اور نتیجتاً مجموعی طلب خط $(C + I + G)$ نیچے کی جانب منتقل ہو کر $(C_1 + I + G)$ ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی کم ہو کر OY_1 ہو جائے گی۔

بچت سرمایہ کاری کے نقطہ نظر سے بھی ٹیکس اور حکومتی اخراجات کی موجودگی میں قومی آمدنی کے توازن کو دکھایا جاسکتا ہے۔ یاد کریں کہ قومی آمدنی کا توازن اس نقطے پر ہوتا ہے جہاں مجموعی اخراجات (مجموعی طلب) مجموعی رسد کے مساوی ہوتی ہے۔ یعنی:

$$\begin{aligned}
 AD &= AS \\
 C + I + G &= C + S + T \\
 I + G &= S + T \quad (1.9)
 \end{aligned}$$



تصویر 1.5: تین سیکٹر معیشت میں یک مشتم ٹیکس کے ساتھ توازن آمدنی کا تعین



تصویر 1.4: بچت سرمایہ کاری خطوط سے یک مشتم ٹیکس کے ساتھ آمدنی کا تعین

مساوات (1.9) پر غور کریں تو آپ دیکھیں کہ مساوات کی داہنی جانب میں قومی آمدنی سے رساؤ کو دکھایا گیا ہے جبکہ بائیں جانب میں قومی آمدنی میں انجکشن کو دکھایا گیا ہے۔ اس طرح، قومی آمدنی کا توازن اس نقطے پر ہو گا جہاں قومی آمدنی سے رساؤ قومی آمدنی میں انجکشن کے مساوی ہو۔ اس کی وضاحت کے لیے تصویر 1.2 میں دکھائے گئے گراف کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ تصویر 1.4 میں پیش کیا گیا ہے۔ ٹیکس سے پہلے توازنی آمدنی کا تعین نقطہ E پر ہوتا ہے جہاں بچت خط (S خط) اور $I + G$ خط ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں اور توازنی آمدنی OY کا تعین ہوتا ہے۔ ٹیکس کے عائد ہونے سے بچت خط بائیں جانب منتقل ہو کر $S + T$ خط ہو جاتا ہے اور $I + G$ خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس نے نئی توازنی آمدنی OY_1 کا تعین ہوتا ہے۔

1.2.2 انتقالی ادائیگیوں کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Transfer Payments)

جس طرح یک مشت ٹیکس کا اثر تصرفی آمدنی پر پڑتا ہے، اسی طرح انتقالی ادائیگی کا اثر بھی تصرفی آمدنی پر پڑتا ہے۔ حالانکہ انتقالی ادائیگیاں سرکاری اخراجات کا حصہ ہیں لیکن ان کا اثر قومی آمدنی پر مختلف ہوتا ہے۔ ہم نے اشیا و خدمات کی خرید پر کیے گئے سرکاری اخراجات کو G سے ظاہر کیا ہے اور انتقالی ادائیگیوں کو TR سے ظاہر کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ سرکاری اخراجات G کے عوض اشیا و خدمات کا تبادلہ ہوتا ہے جبکہ انتقالی ادائیگیوں TR کے عوض اشیا و خدمات کا تبادلہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں توازنی آمدنی کی مساوات کو درج ذیل طریقے سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔

$$Y = C + I + G$$

$$C = a + bY_d$$

$$Y_d = Y - T + TR$$

$$C = a + b(Y - T + TR)$$

قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$Y = a + bY_d + I + G$$

$$Y = a + b(Y - T + TR) + I + G$$

$$Y = a + bY - bT + bTR + I + G$$

$$Y - bY = a - bT + bTR + I + G$$

$$Y(1 - b) = a - bT + bTR + I + G$$

$$Y = \frac{1}{1 - b} (a - bT + bTR + I + G) \quad (1.10)$$

اس طرح، مساوات (1.10) سرکاری اخراجات، انتقالی ادائیگیوں اور ٹیکس کے ساتھ توازنی آمدنی کی مساوات کو دکھاتی ہے۔

1.2.3 تابع ٹیکس کے ساتھ آمدنی کا تعین (Income Determination with Induced Tax)

اب تک ہمارا تجربہ اس مفروضے پر مبنی تھا کہ حکومت کے عائد کردہ ٹیکس یک مشت ٹیکس ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آمدنی کی سطح کچھ بھی ہو، حکومت ٹیکس کی مد میں ایک مخصوص رقم حاصل کرتی ہے۔ یعنی ٹیکس قومی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتا ہے۔ لیکن حقیقی دنیا

میں، مکمل ٹیکس ایک مشت ٹیکس نہیں ہوتا۔ جہاں ٹیکس کا کچھ حصہ مستقل ہوتا ہے اور آمدنی پر منحصر نہیں کرتا وہیں ٹیکس کا ایک حصہ آمدنی پر منحصر کرتا ہے اور آمدنی میں اضافے سے ٹیکس کی رقم میں اضافہ ہوتا اور آمدنی میں کمی سے ٹیکس کی رقم میں کمی آتی ہے۔ اس کے علاوہ، ٹیکس کی شرح میں بھی آمدنی میں اضافے کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حکومت ہند مختلف آمدنی والے افراد پر ٹیکس کی مختلف شرح عائد کرتی ہے (اس طرح کے ٹیکس کو متزاہد ٹیکس کہتے ہیں)۔ ایسی صورت جس میں حکومت کی کل ٹیکس آمدنی کا کچھ حصہ مستقل ہوتا ہے اور کچھ حصہ آمدنی پر منحصر کرتا ہے، اس کے ٹیکس تفاعل کو ذیل سے دکھایا جاسکتا ہے۔

$$T = t_0 + tY \quad (1.11)$$

جہاں، T ٹیکس کی کل مقدار ہے، t_0 مستقل ٹیکس اور t ٹیکس کی شرح ہے۔ اسے ٹیکس کا حاشیائی میلان (*Marginal*)

بھی کہہ سکتے ہیں۔ قومی آمدنی کی مساوات ہوتی ہے۔

$$Y = C + I + G$$

$$C = a + bY_d$$

$$Y_d = Y - T + TR$$

$$Y_d = Y - (t_0 + tY) + TR$$

$$Y_d = Y - t_0 - tY + TR$$

$$C = a + b(Y - t_0 - tY + TR)$$

قومی آمدنی کی مساوات میں C کی قدر رکھنے پر:

$$Y = a + bY_d + I + G$$

$$Y = a + b(Y - t_0 - tY + TR) + I + G$$

$$Y = a + bY - bt_0 + btY + bTR + I + G$$

$$Y - bY + btY = a - bt_0 + bTR + I + G$$

$$Y(1 - b + bt) = a - bt_0 + bTR + I + G$$

$$Y = \frac{1}{(1 - b + bt)} (a - bt_0 + bTR + I + G) \quad (1.12)$$

مساوات (1.12) تابع ٹیکس کے ساتھ تین سیکنڈ معیشت میں توازن قومی آمدنی کی مساوات کو دکھاتی ہے۔

1.3 چار سیکنڈ معیشت میں آمدنی کا تعین (Income Determination in Four Sector Model)

دور حاضر کی تقریباً ہر معیشت کے کسی نہ کسی حد تک دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات ہیں۔ ایسی معیشت جس کے دوسری معیشتوں سے تجارتی تعلقات ہوں کھلی معیشت کہلاتی ہے۔ کھلی معیشت دوسری معیشتوں سے اشیاء و خدمات اور زرعی اثاثوں کی خرید و فروخت کرتی ہے۔ معیشتوں کے اس کھلے پن کی وجہ سے ایک معیشت میں پیش حالات کا اثر دوسری معیشتوں پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر 2007 - 08 میں امریکہ میں آئی عظیم مندی (*Great Recession*) کے اثرات دوسرے ممالک پر دیکھنے کو ملے۔

ممالک / معیشتوں کے مابین تجارت کو خارجی تجارت یا غیر ملکی تجارت (*Foreign Trade or International Trade*)

کہتے ہیں۔ ہماری معیشت کے افراد جب دوسری معیشتوں سے ایشیا و خدمات کی خرید کرتے ہیں تو اسے درآمد (Imports) کہتے ہیں اور جب دوسری معیشتوں کے افراد ہماری ایشیا و خدمات کی خرید کرتے ہیں تو اسے برآمد (Exports) کہا جاتا ہے۔ برآمد و درآمد کے فرق کو خالص برآمد (Net Exports) کہا جاتا ہے۔ کھلی معیشت میں غیر ملکی تجارت یا برآمد و درآمد ملکی پیداوار بازار کو متاثر کرتی ہے اور نتیجتاً قومی توازنی آمدنی کا تعین کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھلی معیشت میں خالص برآمدات مجموعی طلب کا حصہ ہوتے ہیں۔

1.3.1 کھلی معیشت میں قومی آمدنی کا تعین (Income Determination in Open Economy)

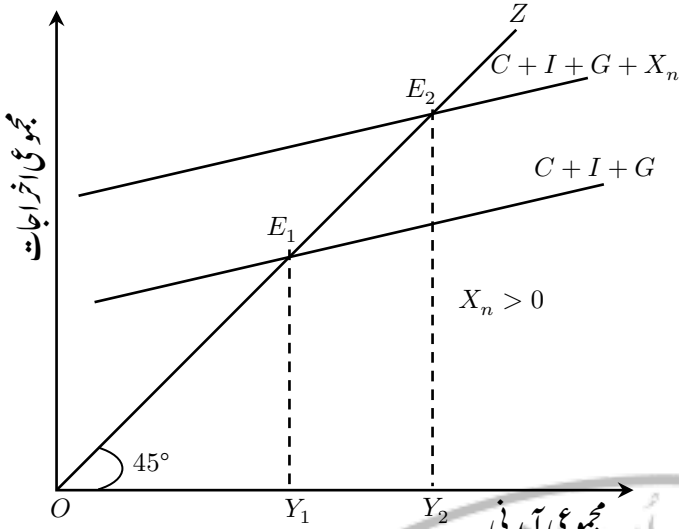
کھلی معیشت کی قومی آمدنی کے تعین کے لیے مجموعی طلب میں نجی صر فی اخراجات، سرمایہ کاری کے اخراجات اور سرکاری اخراجات کے ساتھ ساتھ خالص درآمدات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خالص درآمدات کا اثر بھی قومی آمدنی پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان کی برآمدات ہندوستان کی ایشیا و خدمات کے لیے غیر ملکی طلب کو دکھاتی ہے اور ہندوستانیوں کے لیے آمدنی پیدا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس، درآمدات ہندوستانیوں کی طرف سے غیر ملکی ایشیا و خدمات کی طلب کو دکھاتی ہے اور دوسرے ممالک کے افراد کے لیے آمدنی پیدا کرتی ہیں۔ اس سے ہندوستانی افراد کی آمدنی میں کمی آتی ہے۔ اس طرح، غیر ملکی تجارت کے قومی آمدنی پر اثرات کا انحصار خالص درآمدات یعنی درآمدات و برآمدات کے فرق پر ہوتا ہے۔

آسانی کے لیے فرض کریں کہ برآمدات و درآمدات آمدنی پر منحصر نہیں کرتے یعنی خالص درآمدات آمدنی کی سطح سے آزاد ہیں۔ مزید، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، برآمدات اور درآمدات کی وجہ سے مجموعی اخراجات یا طلب میں اضافے یا کمی کا انحصار خالص برآمدات پر ہوتا ہے۔ اگر خالص برآمدات مثبت ہوں، تو معیشت کی مجموعی طلب یا اخراجات میں اضافہ ہو گا۔ اس کے برعکس، اگر خالص برآمدات منفی ہوں تو مجموعی اخراجات میں کمی ہو گی۔ اس طرح، جب ہم اپنے تجزیے میں خالص برآمدات (X_n) کو شامل کرتے ہیں تو ہمیں توازنی آمدنی کے لیے درج ذیل مساوات حاصل ہوتی ہے:

$$\begin{aligned}
 Y &= C + I + G + (X - M) \\
 Y &= a + bY + I + G + (X - M) \\
 Y - bY &= a + I + G + X_n \text{ where } X_n = X - M \\
 (1 - b)Y &= a + I + G + X_n \\
 Y &= \frac{1}{1 - b} (a + I + G + X_n) \quad (1.13)
 \end{aligned}$$

اس طرح، آمدنی کی توازن کی سطح تمام مقررہ آزاد اخراجات کا مجموعہ (یعنی، $a - bT + I + G + X_n$) گناضارب $[\frac{1}{1-b}]$ ہو گی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ چار سیکٹر ماڈل میں قومی آمدنی کا تعین اس سطح پر ہوتا ہے جس پر صرف اور آمدنی کے درمیان بچت فرق (Saving Gap) سرمایہ کاری، سرکاری اخراجات اور خالص برآمدات (یعنی $I + G + X_n$) کے مساوی ہو۔

تصویر 1.6 میں قومی آمدنی کے تعین کو اس صورت میں دکھایا گیا ہے جب مثبت خالص برآمدات ہوں (یعنی جب برآمدات درآمدات سے زیادہ ہوں، $(X - M > 0)$)۔ مثبت خالص برآمدات (X_n) کے ساتھ مجموعی طلب خط $C + I + G$ سے منتقل ہو کر



پر E_2 خط کو نقطہ 45° کا اور $C + I + G + X_n$ ہو جائے گا اور 45° خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرے گا۔ اس سے توازنی آمدنی OY_2 متعین ہوگی۔ یاد رہے کہ اگر خالص برآمدات کی قدر منفی ہو تو مجموعی طلب خط نیچے کی جانب منتقل ہوگا اور توازنی آمدنی کی سطح کم ہو جائے گی۔

اوپر توازنی آمدنی کے تعین کے چار سیکنڈ ماڈل کے تجزیے میں ہم نے یہ فرض کیا کہ برآمدات اور درآمدات دونوں مستقل ہوتے ہیں اور آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں

کرتے۔ آئیے اس مفروضے کو ترک کرتے ہوئے اس صورت کا تجزیہ کرتے ہیں جہاں خالص برآمدات آمدنی کی سطح پر منحصر

تصویر 1.6: تین سیکنڈ معیشت میں یک سمت ٹیکس کے ساتھ توازنی آمدنی کا تعین

کرتے ہیں۔ عموماً، ملکی معیشت کی برآمدات، دوسرے ممالک کی اشیاء کی قیمتوں کے مقابلے اس معیشت کی اشیاء کی قیمتوں پر، ملکی معیشت اور دوسری معیشتوں میں نافذ ٹارف اور خارجی تجارت پالیسی، زر مبادلہ بازار میں کرنسی کی افراط و تفریط، دوسرے ممالک کی آمدنی، معیشت کی اپنی درآمد وغیرہ جیسے عوامل پر منحصر کرتی ہے۔ اس طرح، برآمد کا تعین کرنے والے اہم عوامل کا معیشت کی آمدنی سے براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ مفروضہ حقیقت کے قریب ہوگا کہ معیشت کی برآمدات کی سطح آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتی۔

اس کے برعکس، معیشت کی درآمد کی سطح کا تعین کرنے والے اہم عوامل میں سے آمدنی اہم عامل ہے۔ دیگر عوامل کو متعین فرض کرتے ہوئے، معیشت کی آمدنی کی سطح میں اضافے سے معیشت کی درآمدات میں اضافہ ہوگا اور آمدنی کی سطح میں کمی سے درآمدات میں کمی ہوگی۔ وجہ ظاہر ہے۔ آمدنی میں اضافے سے صرئی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس اضافی اخراجات کا ایک حصہ درآمدی اشیاء و خدمات کی خرید پر کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، کھلی معیشت میں، درآمد کو قومی آمدنی کے مثبت تفاعل کے طور پر مساوات (1.13) سے بیان کیا جاسکتا ہے۔

$$M = M_a + mY \quad (1.13)$$

جہاں، M_a درآمد پر کیے گئے مستقل اخراجات ہیں، mY آمدنی پر منحصر برآمدات کو دکھاتا ہے اور m حاشیائی میلان درآمد (Marginal Propensity to Import) ہے۔ حاشیائی میلان درآمد، آمدنی میں تبدیلی (ΔY) سے درآمد میں تبدیلی (ΔM) کو دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ آمدنی میں اضافے کا کتنا حصہ درآمد پر خرچ کیا جائے گا۔ اس طرح کے برآمد تفاعل کے ساتھ چار سیکنڈ معیشت میں توازنی آمدنی کے تعین کی مساوات ہوگی:

$$\begin{aligned} Y &= C + I + G + X_n \\ C &= a + bY_d + I + G + X_n \\ Y &= a + b(Y - T) + I + G + (X - [M_a + mY]) \\ Y &= a + bY - bT + I + G + X - M_a - mY \\ Y - bY + mY &= a - bT + I + G + X - M_a \end{aligned}$$

$$Y(1 - b + m) = a - bT + I + G + X - M_a$$

$$Y = \frac{1}{1 - b + m}(a - bT + I + G + X - M_a) \quad (1.14)$$

جہاں، $\frac{1}{a-b+m}$ غیر ملکی تجارت کا ضارب ہے جس کی قدر کا تعین حاشیائی میلانِ صرف (Marginal Propensity to Consume) اور حاشیائی میلانِ درآمد (Marginal Propensity to Import) سے ہوتا ہے۔ غور کریں کہ ماڈل کے کسی بھی آزاد متغیر جیسے X, G, I, a, M_a میں تبدیلی سے متغیر میں تبدیلی گنا ضارب کی قدر کے مساوی قومی آمدنی میں تبدیلی ہوگی۔ مثال کے طور پر برآمدات (X) میں ΔX کی تبدیلی سے قومی آمدنی میں $\Delta X \cdot \frac{1}{a-b+m}$ کے مساوی تبدیلی ہوگی۔

اگر آمدنی کے تعین کے مذکورہ بالا چار سیکنڈ ماڈل میں تابع ٹیکس کو بھی شامل کیا جائے تو توازنِ آمدنی کی مساوات ہو جائے گی:

$$Y = \frac{1}{1 - b + bt_0 + m}(a - bt_0 + I + G + X - M_a) \quad (1.15)$$

1.4 کیسزنی ماڈل کے مضمرات (Implications of Keynesian Model)

قومی آمدنی کے تعین کا کیسزنی تجزیہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آزاد بازار معیشت میں اکثر معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کبھی بازار میں تیزی آتی ہے تو کبھی مندی کا دور آتا ہے۔ کبھی معیشت میں بے روزگاری بڑھ جاتی ہے تو کبھی اسے افراط زر کے مسئلے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیسزنی تجزیہ کساد بازاری یا مندی پر قابو پانے، اور بے روزگاری اور افراط زر کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے معاشی پالیسی کی تشکیل میں مدد کرتا ہے۔

اوپر کی وضاحت سے آپ دیکھ چکے ہیں کہ مجموعی طلب کے کسی بھی جز میں تبدیلی لاکر توازنِ آمدنی کی سطح میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، صرفی اخراجات (C)، نجی سرمایہ کاری کے اخراجات (I) یا خالص برآمدات (X_n) میں تبدیلی سے مجموعی اخراجات خط کو اوپر یا نیچے کی جانب منتقل کیا جاسکتا ہے اور نتیجتاً توازنِ آمدنی کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ آئیے اس کو کچھ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

سب سے پہلے صرفی اخراجات کو دیکھتے ہیں۔ صرفی اخراجات مجموعی طلب کا اہم حصہ ہیں۔ معیشت میں اگر مندی اور بے روزگاری کے حالات ہوں تو ایسی پالیسیاں اختیار کی جاسکتی ہیں جن سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہو۔ اس کے برعکس، افراط زر کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے صرفی اخراجات کو کم کرنے والی پالیسیاں اختیار کی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، 1964 میں، امریکی صدر جان کینیڈی نے انکم ٹیکس میں کمی کی جس سے صرفی اخراجات اور نتیجتاً مجموعی طلب میں اضافہ ہوا اور امریکہ کی مجموعی آمدنی اور روزگار میں اضافہ ہوا، بے روزگاری کی شرح میں کمی آئی اور امریکی معیشت معاشی مندی سے باہر آگئی۔ اسی طرح، 2002 میں جارج بوش نے بھی امریکی معیشت کو بحال کرنے کے لیے انکم ٹیکس میں کٹوتی کی۔ اس کے بھی مثبت اثرات دیکھنے کو ملے۔ 2007 کی عظیم مندی (Great Recession) سے نکلنے کے لیے پھر سے امریکی حکومت نے انکم ٹیکس میں بھاری کٹوتی۔ ہندوستان میں بھی حکومت نے معیشت کو مندی سے نکالنے کے لیے مختلف ترغیبات دیں تاکہ صرفی اخراجات میں اضافہ کیا جاسکے۔

نجی سرمایہ کاری کے اخراجات (I) کو بڑھا کر بھی قومی آمدنی اور روزگار کے توازن کی سطح میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ کیسز کے نظریے میں شرح سود سرمایہ کاری کے تعین کا ایک اہم عامل ہے۔ شرح سود میں اضافے سے سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے اور شرح سود میں اضافے سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح، قرض کی دستیابی میں تبدیلی کر کے سرمایہ کاری پر اثر انداز ہو جاسکتا ہے۔ منافع ٹیکس بھی سرمایہ کاری کو متاثر کرتا ہے۔ منافع ٹیکس کو کم کر کے حکومت سرمایہ کاری کو فروغ دے سکتی ہے اور اس کے برعکس منافع ٹیکس میں اضافہ کر کے نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔ سرمایہ کاری کی سطح میں اضافے سے مجموعی طلب خط کی اوپر کی جانب منتقلی ہوگی جس سے توازن آمدنی و روزگار میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس، سرمایہ کاری میں کمی سے مجموعی طلب خط نیچے کی جانب منتقل ہوگا اور نتیجتاً افراط زر میں کمی ہوگی۔

سرکاری اخراجات (Government Expenditure) بھی چونکہ مجموعی طلب کا حصہ ہیں لہذا ان کی سطح میں تبدیلی میں لا کر قومی آمدنی و روزگار میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ مندی کے دور سے نکلنے اور بے روزگاری کم کرنے کے لیے سرکاری اخراجات میں اضافہ کیسز کی بنیادی سفارشات میں سے تھی۔ 1930 کے عظیم معاشی بحران کے دور میں کیسز نے سرکاری اخراجات میں اضافے کی تجویز پیش کی۔ انھوں نے کہا کہ عظیم بحران کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت لوگوں کو مالی اعانت فراہم کرنے والے پروگرام شروع کرے۔ کیسز کے مطابق اگر کوئی اور کام مہیا نہ بھی ہو تو بھی حکومت لوگوں کو غیر پیداواری کام جیسے زمین میں گڈھے کھودنے اور بھرنے کے کام پر ہی لگائے۔ حالانکہ اس کام سے کچھ کارگر شے پیدا نہیں ہوگی لیکن لوگوں کو آمدنی ملے گی جس سے مجموعی طلب میں اضافہ ہوگا جو سرمایہ کاری میں اضافے کا سبب بنے گا جس سے مزید آمدنی اور روزگار میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح، زمین کھودنے جیسے بے جا کام سے بھی معیشت بحران سے باہر آجائے گی۔ کیسز کی عوامی اخراجات میں اضافے کی تجویز کو امریکہ نے نیو ڈیل پالیسی (New Deal Policy) کے تحت اپنایا اور اس کے خاطر خواہ اثرات امریکی معیشت پر دیکھنے کو ملے۔ 94 - 1993 میں، صدر کلنٹن نے امریکی معیشت میں کساد بازاری پر قابو پانے اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے امریکہ میں عوامی کاموں پر سرکاری اخراجات میں اضافہ کیا۔ سرکاری اخراجات میں اضافے کی یہ پالیسی کافی کامیاب ثابت ہوئی اور 95 - 1994 میں امریکی معیشت میں بحالی ہوئی اور بے روزگاری میں کمی آئی۔

مجموعی اخراجات کے چوتھے جز، خالص برآمدات (X_n) میں اضافہ بھی قومی آمدنی اور روزگار کے توازن کی سطح میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے برعکس، اگر ملک کا تجارتی توازن خسارے کا شکار ہو جاتا ہے، یعنی اگر درآمدات برآمدات سے زیادہ ہو جاتی ہیں (یعنی، $X_n < 0$ یا $X < M$)، تو اس سے قومی آمدنی کے توازن کی سطح پر منفی اثر پڑتا ہے۔

آخر میں، افراط زر عام طور پر قیمتوں کی موجودہ سطح پر پیداوار کی مجموعی رسد کے مقابلے میں مجموعی طلب کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیسز نے دکھایا کہ کس طرح جب مجموعی طلب آمدنی کی مکمل روزگار کی سطح پر مجموعی رسد سے زیادہ ہو جاتی ہے تو افراط زر کا فرق پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے قیمت کی عمومی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ مجموعی طلب میں کمی کے ذریعے افراط زر کو روکنے کے لیے مناسب زری اور مالیاتی پالیسیاں اختیار کی جاسکتی ہیں۔

حکومت اپنے اخراجات کو کم کر سکتی ہے اور ٹیکسوں میں اضافہ کر سکتی ہے تاکہ مجموعی طلب کو کم کیا جاسکے۔ مرکزی بینک سخت مالیاتی پالیسی بھی اپنا سکتی ہے جس میں وہ کریڈٹ کی فراہمی کو محدود کرنے کے لیے کیش ریزرو ریشو (CRR) کی شرحوں میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ کساد بازاری اور افراط زر کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے زری اور مالیاتی پالیسیوں کی تشکیل کے لیے قومی آمدنی کے تعین کا یکسزی تجزیہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

1.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد:

- طلبا تین سیکٹر معیشت کے توازن کی وضاحت کر سکتے ہیں۔
- طلبا چار سیکٹر معیشت کے توازن کی وضاحت کر سکتے ہیں
- طلبا یکسز کے ماڈل کے معیشت پر مضمرات بیان کر سکتے ہیں۔

1.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

خالص برآمدات: *Net Exports* - برآمدات اور درآمدات کا فرق۔
عظیم مندی: *Great Recession* - سال 2007 سے 2009 کی عالمی مندی کا دور جس کا مشاہدہ عالمی سطح پر معیشتوں نے کیا۔

1.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

1.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. مالیاتی پالیسی ہوتی ہے:

- حکومت کی ٹیکس اور اخراجات سے متعلق پالیسی
- حکومت کی بین الاقوامی پالیسی
- مرکزی بینک کی زر کی رسد سے متعلق پالیسی
- حکومت کی زرعی اور صنعتی پالیسی

2. تین سیکٹر معیشت میں مجموعی طلب یا مجموعی اخراجات کی مساوات ہوتی ہے:

- $AD = C + I + T$
- $AD = C + I + G$
- $AD = C + I - G$
- $AD = C + I - T$

3. ایک معیشت کی حاشیائی میلان صرف کی قدر 0.8 ہے۔ حکومت 100 کروڑ روپے کا ایک مثبت ٹیکس عائد کرتی ہے۔ اس کے صرفی

اخراجات میں کتنی کمی ہوگی؟

- (a) 8 کروڑ (b) 80 کروڑ
(c) 20 کروڑ (d) 100 کروڑ

4. یک مشت ٹیکس میں اضافے سے:

- (a) توازنی آمدنی میں کمی ہوگی۔ (b) توازنی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔
(c) توازنی آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ (d) درج بالا سبھی ممکن ہیں۔

5. ایک معیشت کا حاشیائی میلان صرف 0.5 ہے، سرمایہ کاری 100 کروڑ ہے، مستقل صرف اخراجات 50 کروڑ ہے اور عوامی اخراجات 20 کروڑ ہے۔ اس معیشت کی توازنی آمدنی کیا ہوگی؟

- (a) 300 (b) 320
(c) 340 (d) 360

6. سوال 5 میں اگر حکومت ساتھ ہی 20 کروڑ کا ایک مشت ٹیکس بھی عائد کرتی ہے۔ توازنی آمدنی ہوگی:

- (a) 300 (b) 320
(c) 340 (d) 360

7. ایک معیشت کی خالص برآمدات میں 100 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے۔ اگر معیشت کی حاشیائی میلان صرف 0.8 ہو تو آمدنی میں کتنی کمی یا اضافہ ہوگا؟

- (a) 100 کروڑ کا اضافہ (b) 100 کروڑ کی کمی
(c) 500 کروڑ کا اضافہ (d) 500 کروڑ کی کمی

8. یک مشت ٹیکس کی صورت میں توازنی آمدنی کی مساوات ہوگی:

$$Y = \frac{-bT}{1-b}(a + I + G) \quad (b) \quad Y = \frac{1}{1-b}(a - bT + I + G) \quad (a)$$
$$Y = \frac{-b}{1-b}(a + bT + I - G) \quad (d) \quad Y = \frac{1}{1-b}(a + bT + I - G) \quad (c)$$

9. اگر حکومت مہنگائی کو کم کرنا چاہتی ہے تو اس کے لیے درست پالیسی ہوگی:

- (a) عوامی اخراجات میں اضافہ (b) ٹیکس میں اضافہ
(c) ٹیکس میں کمی (d) (a) اور (c)

10. چارسیکٹر معیشت میں مجموعی اخراجات ہوں گے:

$$AD = C + S + X - M \quad (b) \quad AD = C + I + X + M \quad (a)$$

$$AD = C + I + X - M \quad (d) \quad AD = C + S + X + M \quad (c)$$

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(d)	(b)	(a)	(c)	(b)	(c)	(b)	(b)	(b)	(a)	

1.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. عوامی اخراجات (G) کے ساتھ توازی آمدنی کی مساوات اخذ کریں۔
2. یک مشت ٹیکس (T) کے ساتھ توازی آمدنی کی مساوات اخذ کریں۔
3. درج ذیل مساواتوں سے توازی آمدنی کو اخذ کریں۔

$$C = 20 + 0.8Y_d$$

$$I = 50$$

$$G = 20$$

$$T = 10$$

4. درآمدات اور برآمدات کا مجموعی طلب اور توازی آمدنی پر کیا اثر پڑتا ہے؟
5. یک مشت ٹیکس کے صرنی اخراجات پر اثر کی وضاحت کریں۔

1.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. تین سیکنڈ معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی تفصیل سے وضاحت کریں۔
2. چار سیکنڈ معیشت میں قومی آمدنی کے توازن کی تفصیل سے وضاحت کریں۔
3. ایک معیشت کے لیے درج ذیل اعداد و شمار دیے گئے ہیں:

$$C = 85 + 0.5Y_d$$

$$I = 85$$

$$G = 60$$

$$T = 40 + 0.25Y$$

- (a) توازی صرف اور آمدنی کی قدر حاصل کریں۔ (b) توازن کی صورت میں حکومت کو ٹیکس کی مد میں کتنی آمدنی حاصل ہوگی؟
- (c) حکومت کا بجٹ سرپلس میں ہو گا یا ڈیفیٹ میں ہو گا؟

1.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory*.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 2: آئی ایس- ایل ایم خطوط

(IS-LM Curves)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	2.0
مقاصد (Objectives)	2.1
آئی ایس خط (IS Curve)	2.2
آئی ایس خط کا اشتقاق (Derivation of IS Curve)	2.2.1
آئی ایس خط کی منتقلی (Shift in IS Curve)	2.2.2
آئی ایس خط کا الجبرائی اشتقاق (Algebraic Derivation of IS Curve)	2.2.3
ایل ایم خط (LM Curve)	2.3
ایل ایم خط کا اشتقاق (Derivation of LM Curve)	2.3.1
ایل ایم خط کی منتقلی (Shift of LM Curve)	2.3.2
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	2.4
کلیدی الفاظ (Keywords)	2.5
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	2.6
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	2.6.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	2.6.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	2.6.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	2.7

تمہید (Introduction) 2.0

آئی ایس- ایل ایم ماڈل (IS-LM Model) مجموعی طلب کا ایسا بنیادی ماڈل ہے جو پیداوار بازار کے ساتھ ساتھ زر بازار کا بھی تجزیہ

کرتا ہے۔ یہ کلی معاشیات کا ایسا آلہ ہے جو ایشیا و خدمات کے بازار (پیداوار بازار) اور زر بازار میں شرح سود اور پیداوار (یا آمدنی) کے درمیان تعلق بیان کرتا ہے۔ یہ ان ذرائع کو بیان کرتا ہے جن کے ذریعے زری پالیسی (Monetary Policy) اور مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) معیشت کو متاثر کرتی ہے۔ آئی ایس۔ ایل ایم ماڈل دو خطوط آئی ایس (IS) خط اور ایل ایم (LM) خط پر مبنی ماڈل ہے۔ ان خطوط کا نقطہ تقاطع ایسے عام نقطہ توازن کو دکھاتا ہے جس پر پیداوار بازار اور زر بازار بیک وقت توازن میں ہوتے ہیں۔

سابقہ سمسٹر اور اس بلاک کی پہلی اکائی میں آپ نے آمدنی اور روزگار کے تعین کے کلاسیکی اور کیسز کی نظریات کا مطالعہ کیا۔ کلاسیکی نظریے کے تجزیے میں آپ نے کلاسیکی دو فریٹ (Dichotomy) کا مطالعہ کیا۔ اس کے مطابق حقیقی متغیرات پر زری متغیرات کا اثر نہیں پڑتا۔ زر محض لین دین کا ذریعہ ہے۔ اس طرح، کلاسیکی نظریے میں زر بازار اور پیداوار بازار کے توازن کا تعین جدا جدا ہوتا ہے اور ان دونوں بازاروں کا اور ان کے متغیرات کا اثر ایک دوسرے پر نہیں پڑتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں بازاروں کے متغیرات ایک دوسرے سے متعلق ہوتے ہیں، ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیسز نے بھی پیداوار بازار اور زر بازار کے توازن کے نظریات کا جدا جدا تجزیہ کیا لیکن ان کے نظریے میں زر بازار کے توازن کا اثر دیکھا جاسکتا ہے۔ یاد کریں کہ کیسز کے مجموعی طلب کا ایک جز سرمایہ کاری کی طلب ہے۔ سرمایہ کاری کی طلب دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ، شرح سود پر منحصر کرتی ہے۔ کیسز کے مطابق شرح سود کا توازن زر بازار میں زر کی رسد اور زر کی طلب سے ہوتا ہے۔ اس طرح کیسز کے نظریے میں زر بازار کا پیداوار بازار پر اثر بظاہر دیکھنے کو ملتا ہے۔ لیکن پیداوار بازار کے توازن کا اثر زر بازار پر کیسز کے نظریے میں بھی بظاہر نظر نہیں آتا۔

ہکس (Hicks)، ہینسن (Hansen)، لرنر (Lerner) اور جانسن (Johnson) وغیرہ نے کیسز کی فریم ورک پر مبنی ایک ایسا مکمل ماڈل پیش کیا جس میں حقیقی متغیرات جیسے سرمایہ کاری، قومی آمدنی، اور زری متغیرات جیسے شرح سود، زر کی طلب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور باہمی طور پر ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ اس ماڈل میں زر بازار اور پیداوار بازار کے توازن کو ایسے خطوط سے دکھایا جاسکتا ہے جنہیں آئی ایس اور ایل ایم خطوط کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اس ماڈل میں زر بازار اور شے بازار کا توازن ایک ساتھ ہوتا ہے اور دونوں بازار ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس اکائی میں اور لاحقہ دو اکائیوں میں ہم آئی ایس اور ایل ایم ماڈل کا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- آئی ایس (IS) کے معنی اور تصور کی وضاحت کرنا۔
- آئی ایس (IS) خط کے اشتقاق اور اس میں تبدیلی کی وضاحت کرنا۔
- ایل ایم (LM) کے معنی اور تصور کی وضاحت کرنا۔
- ایل ایم (LM) خط کے اشتقاق اور اس میں تبدیلی کی وضاحت کرنا۔

اشیا بازار یا پیداوار بازار اس وقت توازن میں ہوتا ہے جب مجموعی طلب مجموعی رسد کے مساوی ہوتی ہے۔ آپ سابق میں بڑھ چکے ہیں کہ مجموعی طلب، نجی صرفی اخراجات، نجی سرمایہ کاری کے اخراجات، سرکاری یا عوامی اخراجات اور خالص برآمد پر مشتمل ہوتی ہے۔ آسانی کے لیے فی الحال ہم عوامی اخراجات اور خالص برآمدات کو نظر انداز کرتے ہیں (آپ تجزیے میں ان کو شامل کر کے بھی یکساں نتیجے پر پہنچیں گے)۔ ایسی صورت میں مجموعی اخراجات (Y)، نجی صرفی اخراجات (C) اور سرمایہ کاری کے اخراجات (I) کے مساوی ہوں گے۔

کیزنز کا توازن کا ماڈل ہو گا:

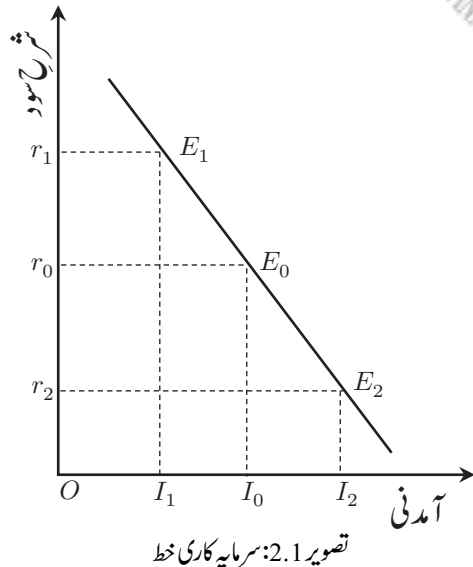
$$Y = C + I \quad (2.1)$$

$$C = a + bY \quad (2.2)$$

$$I = \bar{I} \quad (2.3)$$

کیزنز کے درج بالا ماڈل میں ہم نے سرمایہ کاری کو مستقل فرض کیا تھا یعنی یہ فرض کیا تھا کہ یہ خارجی عامل ہے اور اس کا تعین ماڈل سے باہر ہوتا ہے۔ آپ یہ بھی بڑھ چکے ہیں کہ سرمایہ کاری کے تعین کے عوامل میں سے دو ایک اہم عوامل سرمایے کی حاشیائی استعداد اور شرح سود ہے۔ کیزنز کے مطابق شرح سود کا تعین زر بازار میں زر کی طلب اور رسد کے توازن سے ہوتا ہے۔ اس طرح، زر بازار میں زر کی رسد یا طلب میں تبدیلی آنے سے شرح سود میں تبدیلی ہوگی اور اس کا اثر سرمایہ کاری پر پڑے گا جس کے نتیجے میں توازن آمدنی پر اثر پڑے گا۔ اس طرح، ہم کہہ سکتے ہیں کہ زر بازار کا اثر پیداوار بازار پر پڑتا ہے۔ اگر ہم درج بالا ماڈل میں شرح سود کو شامل کریں تو سرمایہ کاری خارجی عامل کے بجائے داخلی عامل ہو جائے گی۔ شرح سود میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں تبدیلی ہوگی۔ اگر شرح سود میں اضافہ ہوگا تو سرمایہ کاری میں کمی ہوگی اور شرح سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ سرمایہ کاری میں تبدیلی سے مجموعی طلب میں تبدیلی ہوگی اور نتیجتاً توازن آمدنی میں تبدیلی ہوگی۔ تصویر 2.1 پر غور کریں۔

تصویر میں جب شرح سود r_0 تھی تب معیشت کی مجموعی سرمایہ کاری I_0



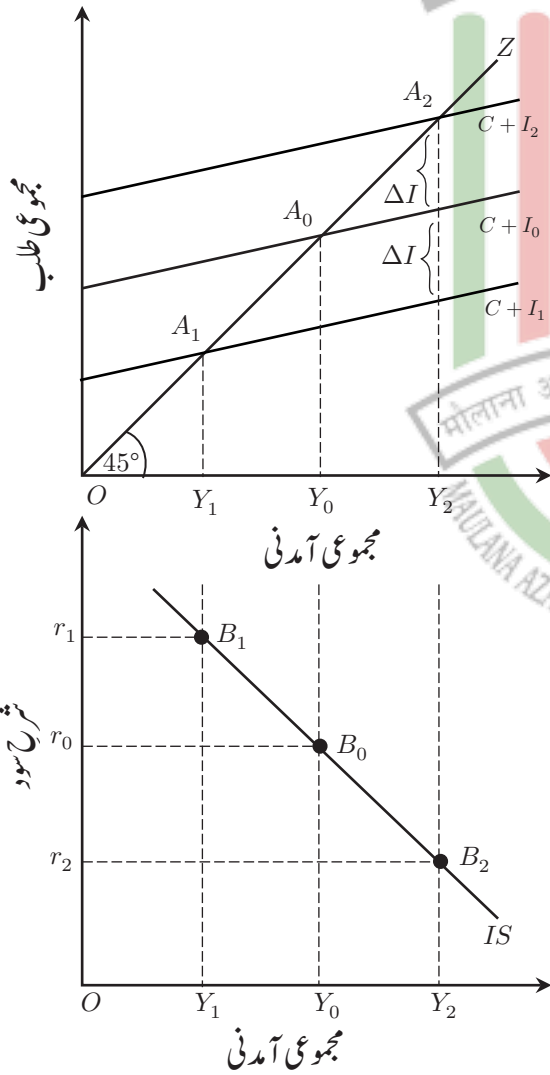
تھی۔ اگر شرح سود بڑھ کر r_1 ہو جائے تو سرمایہ کاری کم ہو کر I_1 ہو جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرح سود سرمایہ کاری کی لاگت ہے۔ اس میں اضافے سے سرمایہ کار کے منافع کے مواقع میں کمی ہوگی اور وہ سرمایہ کاری کم کرے گا۔ اسی طرح، جب شرح سود کم ہو کر r_2 ہو جائے تو سرمایہ کاری بڑھ کر I_2 ہو جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرح سود میں کمی سے سرمایہ کاری کی لاگت کم ہوگی اور سرمایہ کار کا منافع بڑھے گا اور لہذا وہ زیادہ سرمایہ کاری کرے گا۔ اس طرح، ہم دیکھتے ہیں کہ شرح سود اور سرمایہ کاری کے مابین معکوسی تعلق ہے۔ چونکہ سرمایہ کاری مجموعی طلب کا حصہ ہے لہذا، سرمایہ کاری میں تبدیلی سے مجموعی طلب میں تبدیلی ہوگی۔ اس تبدیلی کا اثر

توازنی آمدنی پر ہوگا۔ جتنی زیادہ شرح سود ہوگی، اتنی ہی کم توازنی آمدنی ہوگی اور جتنی کم شرح سود ہوگی اتنی ہی زیادہ توازنی آمدنی ہوگی۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ زر بازار کے متغیر شرح سود میں تبدیلی سے پیداوار بازار کے متغیر سرمایہ کاری اور اس کے نتیجے میں مجموعی طلب اور توازنی آمدنی میں تبدیلی آتی ہے۔

2.2.1 آئی ایس خط کا اشتقاق (Derivation of IS Curve)

آئی ایس خط کے اشتقاق میں ہم پیداوار بازار میں دی گئی شرح سود سے متعین سرمایہ کاری کی سطح پر پیداوار بازار کے توازن سے متعین توازنی آمدنی کو دریافت کرتے ہیں۔ اس طرح، آئی ایس خط مختلف توازنی آمدنی اور شرح سود کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آئی ایس خط شرح سود اور آمدنی کے ان مجموعوں کو دکھاتا ہے جن پر پیداوار بازار توازن میں ہوتا ہے۔ یہ ایسا خط ہے جو شرح سود اور آمدنی کے ان مجموعوں کو دکھاتا ہے جن پر مجموعی آمدنی مجموعی اخراجات کے مساوی ہوتی ہے۔ یاد کریں کہ دو سیکٹر معیشت میں توازن کی حالت میں مطلوبہ بچت (Desired Saving) مطلوبہ سرمایہ کاری (Desired Investment) کے مساوی ہوتی ہے لہذا آئی ایس خط اس

خط کو کہتے ہیں جس پر سرمایہ کاری اور بچت مساوی ہوتے ہیں۔ آئی ایس خط کا مطلب ہے سرمایہ کاری بچت کے مساوی ہے (Investment Equals Saving)۔



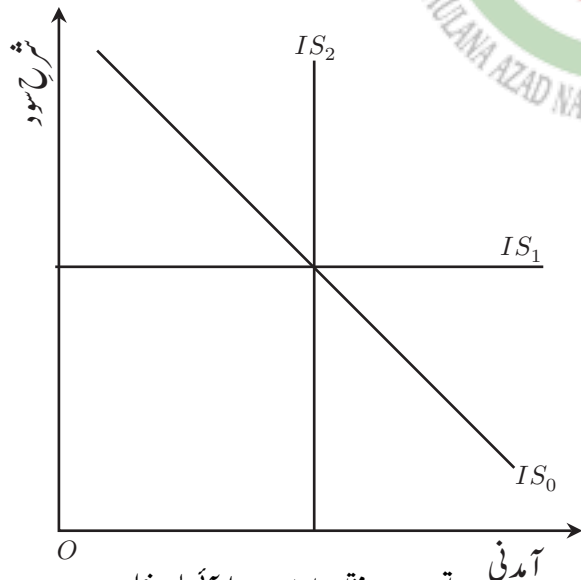
تصویر 2.2 کے اوپری حصے میں مبداء سے 45° زاویے کا ایک خط OZ کھینچا گیا ہے جو ان تمام نقاط کو دکھاتا ہے جن پر مجموعی اخراجات مجموعی آمدنی کے مساوی ہیں۔ اس طرح، توازنی آمدنی کا تعین OZ خط کے کسی نقطے پر ہوگا۔ تصویر کے نچلے حصے میں محور X پر آمدنی اور محور Y پر شرح سود کو دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں مجموعی اخراجات خط $C + I_0$ ہیں۔ مجموعی اخراجات خط OZ خط کو نقطہ A_0 پر قطع کرتا ہے جس سے توازنی آمدنی Y_0 کا تعین ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا سرمایہ کاری کا عامل شرح سود ہے۔ لہذا سرمایہ کاری I_0 کے مقابل ایک شرح سود ہوگی۔ آئیے اس شرح سود کو r_0 کہیں۔ اس طرح $C + I_0$ مجموعی طلب خط شرح سود r_0 کے ساتھ ہے جس میں I_0 کا تعین شرح سود r_0 سے ہوتا ہے۔ تصویر کے نچلے حصے میں Y_0 اور r_0 کو پلاٹ کریں۔ اس طرح تصویر کے نچلے حصے میں ہمیں شرح سود r_0 اور آمدنی Y_0 کے ساتھ نقطہ B_0 حاصل ہوگا۔ اب فرض کریں کہ شرح سود r_0 سے بڑھ کر r_1 ہو جاتی ہے۔ r_1 شرح سود سے سرمایہ کاری میں

تصویر 2.2: آئی ایس خط کا اشتقاق

کمی ہوگی اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات خط نیچے کی جانب منتقل ہوگا۔ اسے تصویر کے اوپری حصے میں خط $C + I_1$ سے دکھایا گیا ہے۔ غور کریں کہ سرمایہ کاری میں کمی سے توازنی آمدنی کی مقدار کم ہو کر OY_1 ہوگئی۔ اس سے تصویر کے نچلے حصے میں ہمیں آمدنی OY_1 اور شرح سود r_1 کے ساتھ نقطہ B_1 حاصل ہوا۔ اس کے برعکس فرض کریں کہ شرح سود کی مقدار کم ہو کر r_2 ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا اور نتیجتاً مجموعی خط منتقل ہو کر $C + I_2$ ہو جائے گا اور اس سے توازنی آمدنی OY_2 کا تعین ہوگا۔ اس طرح، ہمیں تصویر کے نچلے حصے میں شرح سود r_2 اور آمدنی Y_2 سے نقطہ B_2 حاصل ہوا۔ اگر ہم تینوں نقاط B_0 ، B_1 اور B_2 کو ملا دیں تو ہمیں خط IS حاصل ہوگا۔ غور کریں کہ آئی ایس خط نیچے کو ڈھلواں خط ہے۔ یعنی شرح سود میں اضافے سے توازنی آمدنی کم ہوتی ہے اور شرح سود میں کمی سے توازنی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

آئی ایس خط کے نیچے کو ڈھلواں ہونے کی وجہ سرمایہ کاری اور شرح سود میں منفی تعلق کا ہونا ہے۔ جب شرح سود میں کمی ہوتی ہے تو سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافے سے مجموعی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ضارب کے عمل سے آمدنی میں کمی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جب شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے تو اس سے سرمایہ کاری میں کمی ہوتی ہے اور مجموعی اخراجات میں کمی آتی ہے اور اس کے نتیجے میں ضارب کے عمل سے آمدنی میں کمی گنا کمی آتی ہے۔ اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ شرح سود کے ساتھ زیادہ آمدنی ہوتی ہے اور زیادہ شرح سود کے ساتھ کم آمدنی ہوتی ہے۔ یہ تعلق آئی ایس خط کو مائل بنشیب خط بناتا ہے۔

آئی ایس خط کا ڈھلان دو عوامل پر منحصر کرتا ہے۔ اول سرمایہ کاری کی شرح سود سے متعلق حساسیت یا لچک پذیری اور دوم ضارب کی قدر۔ سرمایہ کاری کی شرح سود لچک کا مطلب ہے شرح سود میں فیصد تبدیلی سے سرمایہ کاری میں فیصد تبدیلی۔ جتنا زیادہ سرمایہ کاری کی لچک ہوگی اتنی ہی زیادہ شرح سود میں تبدیلی سے سرمایہ کاری میں تبدیلی ہوگی اور اس کے نتیجے میں اتنا ہی زیادہ مجموعی اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس اگر سرمایہ کاری کی سود لچک بہت کم ہوگی تو شرح سود میں تبدیلی سے سرمایہ کاری پر زیادہ اثر نہیں ہوگا اور اس کے نتیجے میں مجموعی اخراجات خط میں زیادہ منتقلی نہیں ہوگی اور لہذا قومی



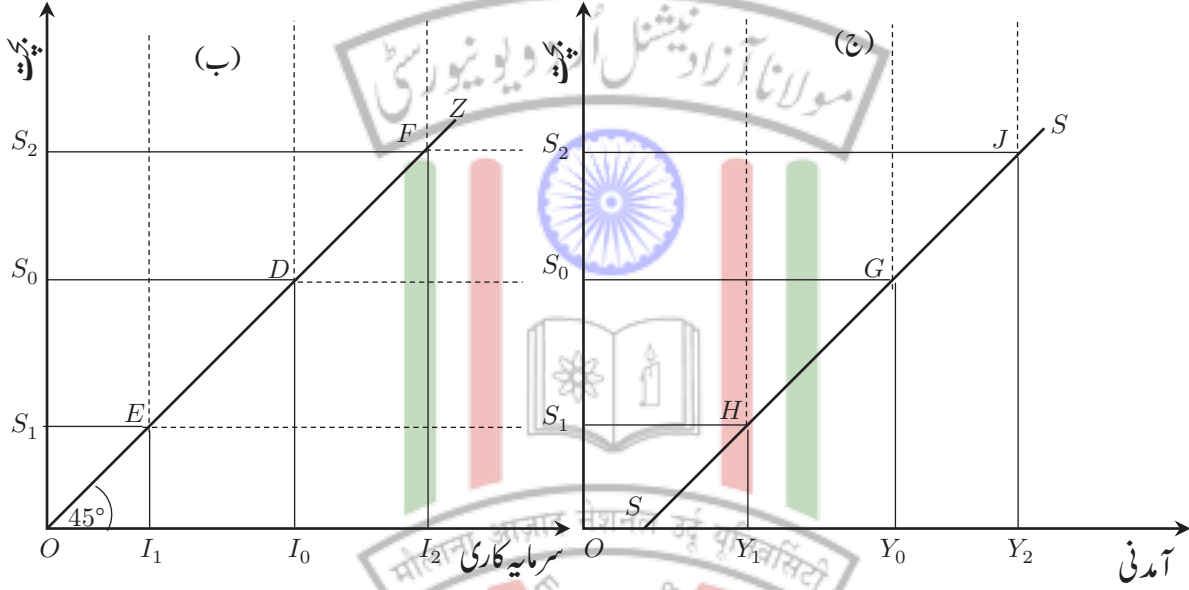
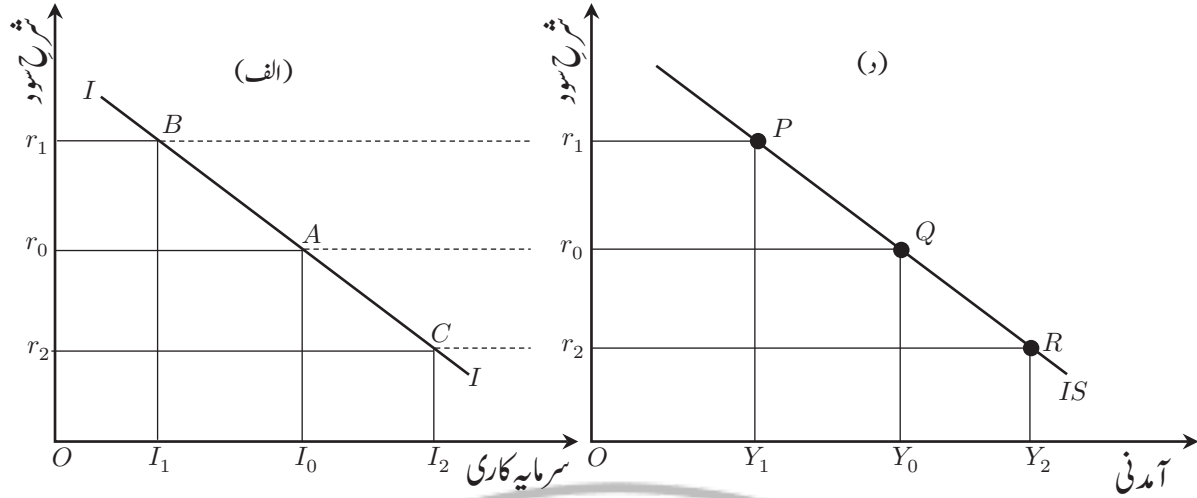
تصویر 2.3: مختلف ڈھلان والے آئی ایس خطوط

آمدنی میں زیادہ اضافہ نہیں ہوگا۔ اس طرح، سرمایہ کاری خط کی لچک جتنی زیادہ ہوگی، آئی ایس خط اتنا ہی زیادہ مسطح (فلٹ) ہوگا۔ سرمایہ کاری کی لچک جتنی کم ہوگی آئی ایس خط اتنا ہی ڈھلوان ہوگا۔

آئی ایس خط کا ڈھلان ضارب کی قدر پر بھی منحصر کرتا ہے۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہوں گے کہ ضارب کی قدر حاشائی میلان صرف پر منحصر کرتی ہے۔ حاشائی میلان صرف جتنا زیادہ ہوگا ضارب کی قدر بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اگر ضارب کی قدر زیادہ ہوگی تو سرمایہ کاری میں دیے گئے اضافے سے مجموعی اخراجات خط بڑی مقدار میں منتقل ہوگا

اور لہذا قومی آمدنی پر بڑا اثر پڑے گا۔ اس کے برعکس، اگر حاشیائی میلان صرف کی قدر کم ہوگی تو ضارب کی قدر کم ہوگی اور سرمایہ کاری میں دیے گئے اضافے سے مجموعی اخراجات میں کم مقدار میں اضافہ ہوگا۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی میں کم اضافہ ہوگا۔ اس طرح، ضارب کی قدر جتنی زیادہ ہوگی آئی ایس خط اتنا ہی زیادہ مسطح ہوگا اور ضارب کی قدر جتنی کم ہوگی آئی ایس خط اتنا ہی ڈھلوان ہوگا۔ تصویر 2.3 میں تین مختلف آئی ایس خطوط کو دکھایا گیا ہے۔ IS_1 خط محور X کے متوازی خط ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شرح سود میں چھوٹی سی تبدیلی سے آمدنی میں لامحدود تبدیلی ہوگی۔ اس کے برعکس آئی ایس خط IS_2 محور Y کے متوازی خط ہے۔ اس کا یہ معنی ہے کہ شرح سود میں تبدیلی سے توازنی آمدنی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ IS_0 خط ان دو انتہا کے بیچ کا خط ہے۔

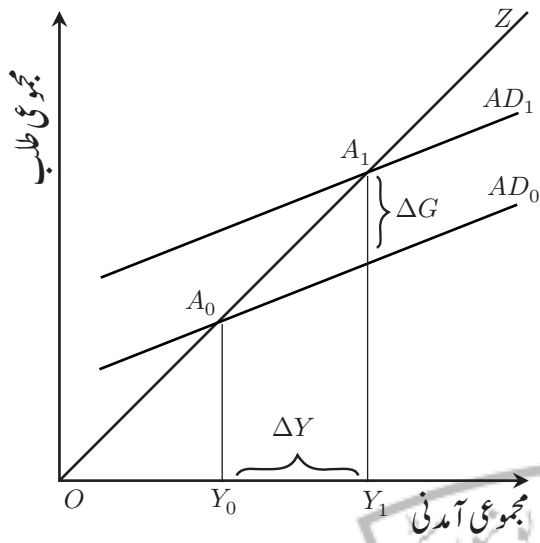
آپ جانتے ہیں کہ آئی ایس خط کا معنی ہے سرمایہ کاری بچت کے مساوی ہے (*Investment equals Savings*)۔ آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ دو سیکٹر معیشت میں توازن کی صورت میں مطلوبہ بچت اور مطلوبہ سرمایہ کاری مساوی ہوتے ہیں۔ اس طرح سرمایہ کاری بچت کی مساوات سے بھی آئی ایس خط کو اخذ کیا جاسکتا ہے۔ تصویر 2.4 دیکھیں۔ تصویر کے حصہ (الف) میں سرمایہ کاری اور شرح سود کے مابین تعلق کو دکھایا گیا ہے۔ حصہ (ب) میں OZ خط پیداوار بازار کے توازن کو دکھاتا ہے۔ یہ اس لیے کہ خط OZ کے ہر نقطے پر سرمایہ کاری بچت کے مساوی ہے اور لہذا اس خط کے ہر نقطے پر پیداوار بازار کا توازن ہوگا۔ حصہ (ج) بچت تفاعل کو دکھاتا ہے اور حصہ (د) IS خط کو دکھاتا ہے۔ ابتدا میں شرح سود r_0 کے ساتھ I_0 سرمایہ کاری کی طلب ہوگی (نقطہ A)۔ شرح سود کے ساتھ اگر سرمایہ کاری I_0 ہے تو توازن کی صورت میں بچت بھی سرمایہ کاری کے مساوی ہوگی۔ اس طرح، تصویر کے حصہ (ب) سے ہمیں خط OZ پر S_0 بچت حاصل ہوتی ہے۔ تفاعل بچت کے مطابق S_0 بچت کی صورت میں آمدنی OY_0 ہوگی جسے حصہ (ج) میں نقطہ G سے دکھایا گیا ہے۔ اس طرح، ہمیں توازن کی صورت میں آمدنی Y_0 اور شرح سود r_0 کا جوڑ ملا۔ حصہ (الف) سے r_0 سے سیدھا افقی خط کھینچیں اور حصہ (ج) سے Y_0 سے سیدھا عمودی خط کھینچیں۔ اس سے آپ کو حصہ (د) میں نقطہ Q حاصل ہوگا۔ اگر شرح سود بڑھ کر r_1 ہو جاتی ہے تو سرمایہ کاری کم ہو کر I_1 ہو جاتی ہے (نقطہ B)۔ پیداوار بازار کے توازن کی صورت میں اس سے بچت S_1 کا تعین ہوتا ہے (نقطہ E)۔ بچت S_1 کے لیے تفاعل بچت کے مطابق آمدنی Y_1 کی ضرورت ہوگی جسے حصہ (ج) میں نقطہ H سے دکھایا گیا ہے۔ اس طرح، ہمیں شرح سود اور توازنی آمدنی کا جوڑ (r_1, Y_1) حاصل ہوتا ہے۔ پہلے ہی کی طرح، حصہ (الف) سے r_1 سے سیدھا افقی خط کھینچیں اور حصہ (ج) سے Y_1 سے سیدھا عمودی خط کھینچیں۔ اس سے آپ کو حصہ (د) میں نقطہ P حاصل ہوگا۔ اسی طرح، اگر شرح سود کم ہو کر r_2 ہو جاتی ہے تو سرمایہ کاری کی مقدار بڑھ کر I_2 ہو جاتی ہے جس سے بچت بھی بڑھ کر S_2 ہو جاتی ہے اور آمدنی Y_2 ہو جاتی ہے۔ اس طرح، ہمیں پیداوار بازار کے توازن کے لیے شرح سود اور آمدنی کا جوڑ (r_2, Y_2) جوڑ ملتا ہے۔ تصویر کے حصہ (د) میں اسے نقطہ R سے دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح، ہم مختلف شرح سود کے ساتھ پیداوار بازار کی توازنی آمدنی حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی شرح سود اور آمدنی کے مختلف جوڑوں کو حاصل کر سکتے ہیں جن پر پیداوار بازار توازن میں ہوتا ہے۔ اگر ہم مختلف نقاط جیسے نقطہ P اور Q اور R کو جوڑ دیں تو ہمیں IS خط حاصل ہوگا۔ IS خط کے اوپر اور دائیں جانب کے نقاط اشیا کی اضافی رسد کے نقاط ہیں جب کہ آئی ایس خط کے نیچے اور بائیں جانب کے نقاط اشیا کی اضافی طلب کو دکھاتے ہیں۔



تصویر 2.4: بچت-سرمایہ کاری سے آئی ایس خط کا اشتقاق

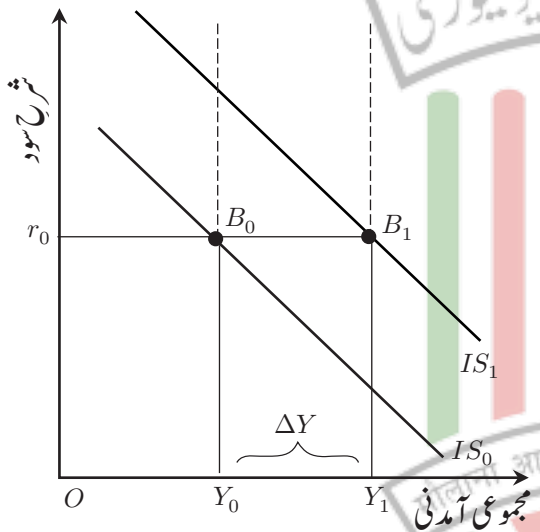
2.2.2 آئی ایس خط کی منتقلی (Shift in IS Curve)

IS خط کی پوزیشن کا تعین آزاد اخراجات سے ہوتا ہے اور ان میں تبدیلی سے آئی ایس خط کی پوزیشن تبدیل ہوتی ہے۔ آزاد اخراجات سے ہماری مراد وہ اخراجات ہیں جو آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتے جیسے سرکاری اخراجات، آزاد صرفی اخراجات، آزاد سرمایہ کاری کے اخراجات وغیرہ۔ سرکاری اخراجات کو ہی لیں، اس کا تعین حکومت کی پالیسی اور دیگر عوامل سے ہوتا ہے لیکن شرح سود اور آمدنی پر یہ منحصر نہیں کرتے۔ اسی طرح صرفی اخراجات کا ایک حصہ آمدنی کی سطح سے آزاد ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری کا بھی ایک حصہ آمدنی کی سطح سے آزاد ہوتا ہے۔ یقیناً گینز کے نظریے میں سرمایہ کاری کا تعین شرح سود اور سرمایے کی حاشیائی استعداد سے ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی سرمایہ کاری کا ایک حصہ شرح سود سے آزاد ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بڑھتی آبادی کی رہائش کے لیے، سڑکوں کی تعمیر کے لیے سرمایہ کاری کی جو ضرورت ہوتی ہے اس کا انحصار آمدنی کی سطح اور شرح سود پر نہیں ہوتا ہے۔ ان عوامل میں تبدیلی آنے سے IS خط کی پوزیشن میں تبدیلی ہوگی۔ اس کی وضاحت کے لیے تصویر 2.5 دیکھیں۔ ابتدا میں شرح سود r_0 اور آمدنی Y_0 کے ساتھ معیشت IS_0 خط کے نقطہ B_0 پر توازن



میں تھی۔ اس صورت میں عوامی اخراجات G_0 تھے۔ اب حکومت ΔG مقدار سے عوامی اخراجات میں اضافہ کرتی ہے۔ اس سے مجموعی طلب کے بقدر اوپر کو منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے اور OZ خط کو نقطہ A_1 پر قطع کرتا ہے۔ اس سے آمدنی Y_1 کا تعین ہوتا ہے۔ غور کریں کہ آمدنی میں Y_0 سے Y_1 کا اضافہ عوامی اخراجات میں تبدیلی گنا ضارب کی قدر کے مساوی ہو گا۔ آمدنی Y_1 کا مطلب یہ ہے کہ آمدنی کی یہ سطح جہاں آمدنی اخراجات کے برابر ہے دی گئی شرح سود r_0 پر پہلے کے مقابلے زیادہ ہے۔

یعنی اس صورت میں متعینہ شرح سود r_0 کے ساتھ پیداوار بازار اس وقت توازن میں ہو گا جب آمدنی کی سطح Y_1 ہو۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نیا آئی ایس خط پرانے آئی ایس خط کے داہنی جانب ہو گا۔ نئے آئی ایس خط کا ایک نقطہ B_1 ہو گا۔ اسی طرح، دیگر شرح سود کے ساتھ عوامی اخراجات میں اضافے سے مجموعی طلب خط اوپر کو منتقل ہو گا اور مجموعی اخراجات کی وہ سطح جو آمدنی کے مساوی ہے پہلے کے مقابلے زیادہ ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ IS خط داہنی جانب منتقل ہو جائے گا۔ نوٹ کریں کہ IS خط کی منتقلی عواملی اخراجات میں تبدیلی گنا ضارب $(\Delta G \frac{1}{1-b})$ کے مساوی ہو گی۔ IS خط کے متعلق چند اہم نکات درج ذیل ہیں:



تصویر 2.5: آئی ایس خط کی منتقلی

1. IS خط ان مختلف شرح سود اور آمدنی کے امتزاج کا شیڈول ہے

جن پر شے بازار یا پیداوار بازار توازن میں ہوتا ہے۔

2. IS خط منفی ڈھلان والا ہوتا ہے کیونکہ شرح سود میں اضافہ مطلوبہ سرمایہ کاری کے اخراجات کو کم کرتا ہے اور اس وجہ سے مجموعی

طلب کم ہوتی ہے جس سے پیداوار بازار کا توازن آمدنی کی کم سطح پر قائم ہوتا ہے۔

3. سرمایہ کاری ضارب جتنا چھوٹا اور سرمایہ کاری کی سود چمک جتنی کم ہو گی IS خط اتنا ہی زیادہ ڈھلان والا ہو گا۔

4. IS خط آزاد اخراجات میں تبدیلیوں سے منتقل ہو جاتا ہے۔ آزاد اخراجات جیسے سرمایہ کاری میں اضافہ، عوامی اخراجات میں اضافہ

IS خط کو دائیں طرف منتقل کر دیتے ہیں۔

5. IS خط کے دائیں جانب، ایشیا بازار میں اضافی رسد ہوتی ہے جب کہ بائیں جانب اضافی طلب ہوتی ہے۔

2.2.3 آئی ایس خط کا الجبرائی اشتقاق (Algebraic Derivation of IS Curve)

آئی ایس خط کے شروع میں پیش کیسز کے ماڈل کو قدرے تبدیلی کے ساتھ ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

$$Y = C + I \quad (2.1)$$

$$C = a + bY \quad (2.2)$$

$$I = \bar{I} - di \quad (2.4)$$

اس ماڈل میں مساوات (2.4) پہلے پیش کی گئی مساوات (2.3) سے مختلف ہے۔ اس مساوات کے مطابق سرمایہ کاری شرح سود پر

منحصر کرتی ہے۔ جتنی زیادہ شرح سود ہوگی سرمایہ کاری اتنی ہی کم ہوگی۔ درج بالا مساواتوں کو حل کرنے پر:

$$Y = a + bY + \bar{I} - di$$

$$Y(1 - b) = a + \bar{I} - di$$

$$Y = \frac{1}{1 - b} (a + \bar{I} - di) \quad (2.5)$$

$$Y = k(A - di) \quad (2.6)$$

مساوات (2.6) میں k ضارب ہے جس کی قدر $\frac{1}{1-b}$ ہے اور A آزاد اخراجات کو دکھاتا ہے جس کی قدر $a + \bar{I}$ ہے۔

مثال: ایک معیشت کا سرمایہ کاری تعامل اور صرف تعامل ذیل ہیں:

$$I = 190 - 20i$$

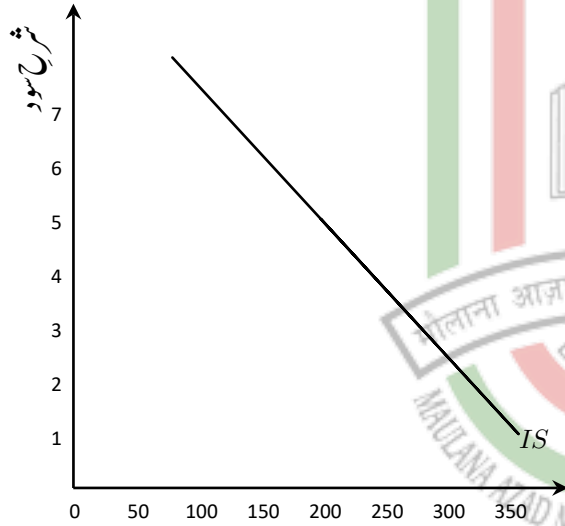
$$C = 10 + 0.5Y$$

اس معیشت کا IS خط ہوگا:

$$Y = \frac{1}{(1 - b)} (a + \bar{I} - di)$$

$$Y = \frac{1}{(1 - 0.5)} (10 + 190 - 20i)$$

$$Y = 400 - 40i$$



تصویر 2.6: آئی ایس خط

آئی ایس خط کی درج بالا مساوات کے خط کو تصویر 2.6 میں دکھایا گیا ہے۔

الجبرائی طریقے سے IS خط کی مساوات کو درج ذیل طریقے

سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

$$S = -a + sY$$

$$I = \bar{I} - di$$

$$I = S$$

$$\bar{I} - di = -a + sY$$

$$sY = a + \bar{I} - di$$

$$Y = \frac{1}{s} (a + \bar{I} - di) \quad (2.7)$$

$$k(A - di) \quad (2.6)$$

غور کریں کہ درج بالا مساواتوں میں s حاشیائی میلان بچت ہے اور i صارف سرمایہ کاری k ہے۔

2.3 ایل ایم خط (LM Curve)

LM خط سے مراد ہے سیالیت (Liquidity) زر (Money) - LM خط شرح سود اور آمدنی کے ان مجموعوں کو دکھاتا ہے جن پر زر بازار توازن میں ہوتا ہے۔ ایل ایم خط کے اشتقاق کے لیے ہم کیزنز کے نظریہ ترجیح سیالیت کا استعمال کر سکتے ہیں۔ کیزنز کے مطابق زر کی طلب تین محرکات کے لیے کی جاتی ہے۔ لین دین کا محرک اور تخمینی محرک¹۔ لین دین کا محرک پر منحصر ہوتا ہے۔ جتنی زیادہ آمدنی ہوگی اتنی زیادہ زر کی طلب ہوگی۔ تخمینی طلب شرح سود پر منحصر ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ شرح سود ہوگی زر کی طلب اتنی ہی کم ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زر کو اپنے پاس رکھنے کی لاگت شرح سود ہے۔ جتنی زیادہ سود کی شرح ہوگی اتنا ہی زر کو اپنے پاس رکھنے پر سود کا نقصان ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر شرح سود 10 فیصد ہے۔ اگر ایک فرد 100 روپے کی بچت کرتا ہے / ادھار دیتا ہے تو ایک سال بعد اس کو 110 روپے ملیں گے۔ اس کے برعکس اگر وہ 100 روپے اپنے پاس رکھتا ہے تو اسے سود کی مدد کے 10 روپے نہیں ملیں گے اور ایک سال بعد اس کے پاس 100 ہی روپے رہیں گے۔ اس طرح، زر اپنے پاس رکھنے سے اسے ان 10 روپوں کا نقصان ہوا جو وہ کسی کو ادھار دے کر کما سکتا تھا۔ علامتی زبان میں زر کی طلب کو ذیل سے دکھایا جاسکتا ہے:

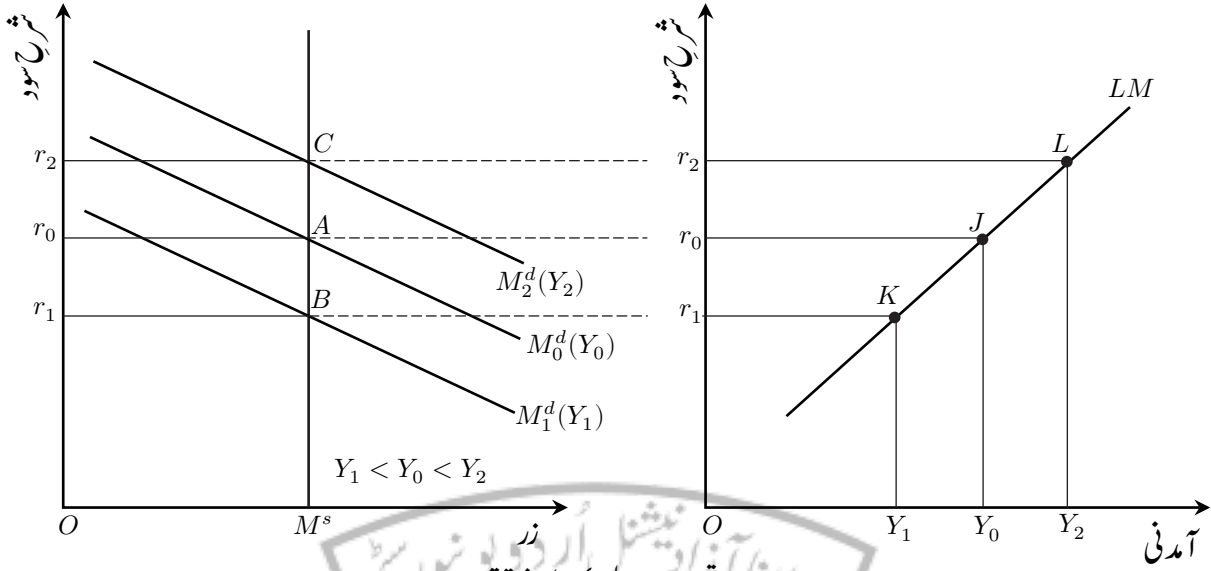
$$M^d = f(Y, r) \quad (2.8)$$

جہاں، M^d زر کی طلب، Y آمدنی اور r شرح سود ہے۔

2.3.1 ایل ایم خط کا اشتقاق (Derivation of LM Curve)

ایل ایم خط کے اشتقاق کو تصویر 2.7 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے بائیں حصے میں محور X پر زر کو اور محور Y پر شرح سود کو دکھایا گیا ہے۔ دائیں حصے میں محور X پر آمدنی اور محور Y پر شرح سود کو دکھایا گیا ہے۔ داہنا گراف زر بازار میں زر کے توازن کو دکھاتا ہے۔ M^d زر کی طلب کا خط ہے جبکہ M^s زر کی رسد کا خط ہے۔ دونوں خطوط کے نقطہ تقاطع پر زر بازار توازن میں ہوتا ہے۔ دی گئی متعینہ آمدنی Y_0 کے ساتھ زر کی طلب کا خط M_0^d ہے۔ زر بازار شرح سود r_0 پر توازن میں ہوگا کیونکہ اس شرح سود پر زر کی طلب اور زر کی رسد دونوں مساوی ہیں۔ اس طرح، ہمیں آمدنی اور شرح سود کا ایک جوڑا (Y_0, r_0) ملتا ہے (نقطہ J) جس پر زر کی رسد اور طلب مساوی ہیں۔ اب، فرض کریں کہ آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور بڑھ کر Y_2 ہو جاتی ہے۔ آمدنی میں اضافے سے زر کی طلب کا خط دائیں طرف منتقل ہوگا جس سے زر بازار کا توازن نقطہ C پر ہوگا اور توازن شرح سود r_2 کا تعین ہوگا۔ غور کریں کہ r_2 کی قدر r_0 سے زیادہ ہے۔ اس سے ہمیں شرح سود اور آمدنی کا ایک اور جوڑا (Y_2, r_2) ملتا ہے جس پر زر بازار توازن میں ہے (دائیں حصے میں نقطہ L)۔ اب، فرض کریں کہ آمدنی کم ہو کر Y_1 ہو جاتی ہے۔

¹ کیزنز کے مطابق زر کی طلب کے دراصل تین محرکات ہیں۔ تیسرا محرک احتیاطی محرک ہے۔ یہاں ہم نے آسانی کے لیے احتیاطی محرک کو ذکر نہیں کیا۔ لین دین کے محرک کی ہی طرح کیزنز کے مطابق احتیاطی محرک بھی آمدنی کی سطح پر منحصر ہوتا ہے۔ ان تینوں محرکات کے بارے میں آپ اکائی 11 میں تفصیل سے پڑھیں گے۔



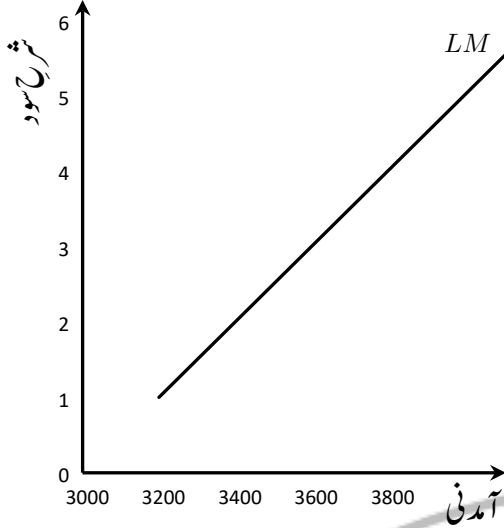
تصویر 2.7: ایل ایم خط کا اشتقاق

آمدنی میں کمی سے زر کی طلب کا خط بائیں طرف منتقل ہو کر M_1^d ہو جائے گا جس سے زر بازار کا توازن نقطہ B پر ہو گا اور توازنی شرح سود r_1 کا تعین ہو گا۔ غور کریں کہ r_1 کی قدر r_0 سے کم ہے۔ اس سے ہمیں شرح سود اور آمدنی کا ایک اور جوڑا (Y_1, r_1) ملتا ہے جس پر زر بازار توازن میں ہے (دائیں حصے میں نقطہ K)۔ اسی طرح، آمدنی کی مختلف سطحوں کے ساتھ اس عمل سے ہمیں آمدنی اور شرح سود کے مختلف جوڑے ملیں گے جن کے ساتھ زر بازار توازن میں ہو گا۔ اگر ہم ان تمام نقاط مثلاً K, J, L کو جوڑ دیں تو ہمیں LM خط حاصل ہو گا۔

تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ LM خط اوپر دائیں جانب کو جاتا خط ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آمدنی کی اونچی سطح کے ساتھ زر کی زیادہ طلب کی جاتی ہے اور نتیجتاً متعینہ زر کی رسد کے ساتھ زر بازار کا توازن شرح سود کی اونچی سطح پر قائم ہوتا ہے۔ یعنی زر بازار میں، آمدنی بڑھنے سے شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایل ایم خط کا ڈھلان دو عوامل پر منحصر ہوتا ہے۔ زر کی طلب کی آمدنی میں تبدیلی کو لیکر حساسیت یعنی زر کی طلب کی آمدنی پکچ اور شرح سود میں تبدیلی کو لیکر حساسیت یعنی زر کی طلب کی سود پکچ۔ آمدنی میں اضافے سے لین دین کے لیے زر کی طلب میں اضافہ ہو گا جس سے زر بازار میں عدم توازن پیدا ہو گا اور توازن کی بحالی کے لیے شرح سود میں اضافہ ہو گا اور زر کی طلب کا خط زر کے رسد خط کو اعلیٰ شرح سود پر قطع کرے گا۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ آمدنی میں اضافے سے لین دین کے محرک کے لیے زر کی طلب میں اضافہ ہوا ہے لیکن چونکہ زر کی رسد متعین ہے لہذا، توازن کی بحالی کے لیے شرح سود میں اضافہ ہو گا اور زر کی تخمینی طلب میں کمی ہوگی۔ آمدنی میں تبدیلی سے لین دین کے محرک کے لیے زر کی طلب میں جتنا اضافہ ہو گا ایل ایم خط اتنا ہی ڈھلوان ہو گا۔

اسی طرح، شرح سود میں اضافے سے زر کی تخمینی طلب میں جتنی زیادہ تبدیلی ہوگی ایل ایم خط اتنا ہی مسطح ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں، تخمینی طلب کی پکچ جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی مسطح ایل ایم خط ہو گا۔ اگر تخمینی طلب کی پکچ زیادہ ہوگی تو ایل ایم خط نسبتاً ڈھلواں ہو گا۔ اگر تخمینی طلب کی پکچ نسبتاً کم ہوگی تو ایل ایم خط نسبتاً مسطح ہو گا۔



مثال: ایک معیشت کی زر کی طلب اور رسد کی مساوات ذیل میں دی گئی ہیں۔

$$M_d = 0.4Y - 80r \text{ and } M_s = 1200$$

ایل ایم خط زر بازار کے توازن کو دکھاتا ہے یعنی اس صورت کو جب زر کی رسد اور

زر کی طلب مساوی ہوتی ہیں۔ لہذا:

$$M_d = M_s$$

$$0.4Y - 80r = 1200$$

$$r = \frac{1}{200}Y - 15, \text{ or } Y = 200r + 3000$$

درج بالا مساوات کے ایل ایم خط کو تصویر 2.8 میں دکھایا گیا ہے۔

تصویر 2.8: ایل ایم خط

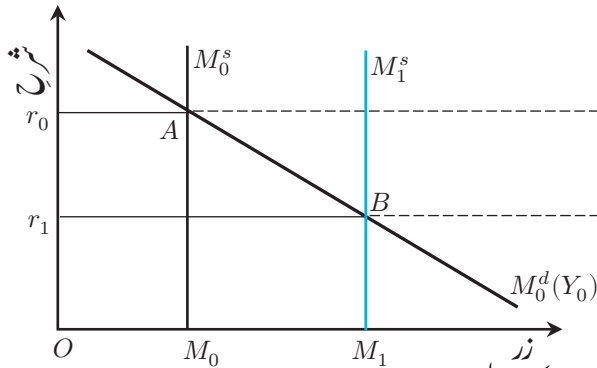
2.3.2 ایل ایم خط کی منتقلی (Shift of LM Curve)

LM خط زر کو رسد کی معین قدر کے ساتھ اخذ کیا جاتا ہے۔ لہذا زر کی رسد میں تبدیلی سے LM خط منتقل ہو گا۔ تصویر 2.9 میں زر

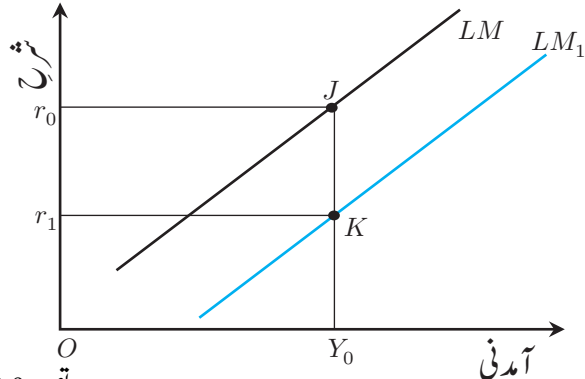
کی رسد میں اضافے کا اثر دکھایا گیا ہے۔ آمدنی کی سطح Y_0 کے ساتھ زر کی رسد میں اضافے سے توازن شرح سود r_0 سے کم ہو کر r_1 ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجموعی آمدنی Y_0 کی ابتدائی سطح کے ساتھ زر بازار کا توازن شرح سود کی کم سطح پر ہو گا۔ اس طرح، آمدنی کی ہر دی گئی سطح کے ساتھ زر کی رسد میں اضافے سے زر بازار کے توازن کی بحالی کے لیے شرح سود کم ہوگی۔ یعنی LM خط نیچے کو داہنی جانب منتقل ہو جائے گا۔ تصویر 2.9 کے داہنی حصے میں ہم نے زیادہ زر کی رسد کے ساتھ نئے LM خط پر ایک نقطہ K دکھایا ہے۔

اسی طرح، آمدنی کی مختلف سطحوں پر، زر کی رسد میں اضافے سے شرح سود میں کمی ہوگی تاکہ زر کی طلب میں اضافہ ہو اور وہ نئی

رسد کے مساوی ہو جائے۔ یہ عمل LM خط کو داہنی جانب منتقل کرے گا۔ اس کے برعکس توازن آمدنی کی دی گئی سطح کے ساتھ، زر کی رسد میں کمی سے توازن شرح سود میں اضافہ ہو گا جو LM خط کو اوپر بائیں جانب منتقل کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دی گئی آمدنی کی سطح کے ساتھ، زر کی رسد میں کمی سے زر کی رسد اور طلب کا توازن برہم ہو گا۔ یعنی زر کی طلب رسد سے زیادہ ہوگی۔ توازن کے بحال ہونے کے لیے شرح سود میں اضافہ ہو گا اور زر بازار کا توازن اعلیٰ شرح سود پر قائم ہو گا۔ اس سے دی گئی آمدنی کے ساتھ زر کی رسد میں کمی سے توازن کے لیے ہمیں اعلیٰ شرح سود حاصل ہوگی۔ اسی طرح، آمدنی کی مختلف سطحوں پر زر کی رسد میں اضافے سے اعلیٰ شرح سود پر زر بازار کا توازن



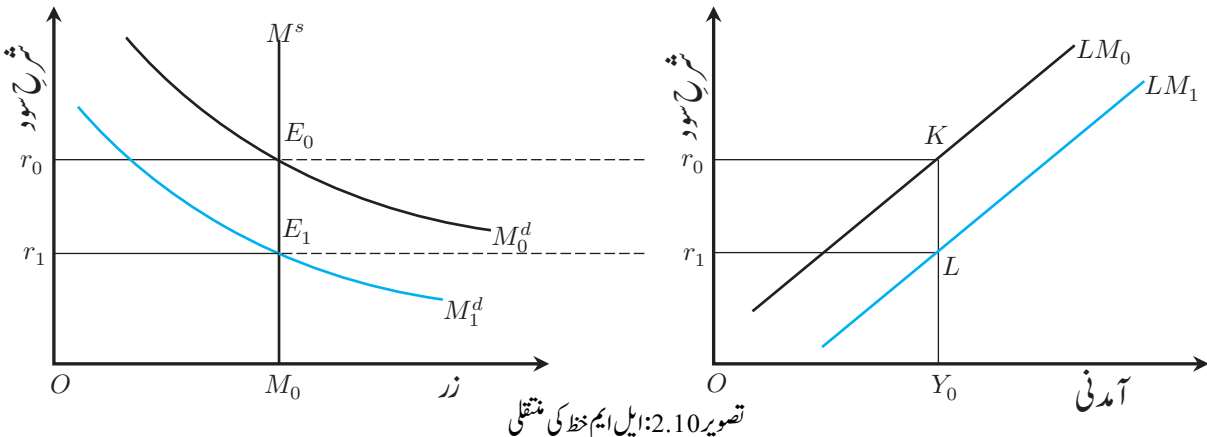
تصویر 2.9: ایل ایم خط کی تبدیلی



قائم ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ زر کی رسد میں کمی سے LM خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہوگا۔ ایک سادہ اصول یہ ہے اگر زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو LM خط داہنی جانب منتقل ہوتا ہے اور اگر زر کی رسد میں کمی ہوتی ہے تو LM خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ مختصراً، زر کی رسد کے خط کے منتقل ہونے سے LM خط منتقل ہوتا ہے۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ زر کی رسد سے ہماری مراد حقیقی زر کی رسد ہے۔ حقیقی زر کی رسد (M^s) کو قیمت کی سطح (P) سے تقسیم کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ قیمت کی سطح میں اضافے سے حقیقی زر کی رسد میں کمی ہوتی ہے اور لہذا LM خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس قیمت کی سطح میں کمی سے حقیقی زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں LM خط داہنی جانب منتقل ہوتا ہے۔ تجزیے کو آسان رکھنے کے لیے ہم نے اس اکائی میں قیمت کی سطح کو ماڈل میں شامل نہیں کیا اور یہ فرض کیا کہ M^s اور حقیقی زر کی رسد یا $\frac{M^s}{P}$ مساوی ہیں۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے قیمت کی سطح (P) کو 1 فرض کیا ہے۔

دوسرا عامل جو LM خط کی منتقلی کا سبب بنتا ہے وہ ترجیح سیالیت یا زر کے طلب تفاعل میں تبدیلی ہے۔ اگر متعینہ آمدنی اور متعینہ زر کی رسد کے ساتھ، زر کا طلب خط اوپر کو منتقل ہوگا تو زر بازار کا توازن اعلیٰ شرح سود پر قائم ہوگا۔ جس سے LM خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہوگا۔ اس کے برعکس، اگر زر کا طلب خط نیچے کو منتقل ہوگا تو زر بازار کا توازن کم شرح سود پر قائم ہوگا جس سے LM خط نیچے کو بائیں جانب منتقل ہوگا۔ تصویر 2.10 دیکھیں۔ ابتدا میں رسد زر خط (M^s) اور طلب خط (M_0^d) کے نقطہ تقاطع E_0 پر زر بازار کا توازن قائم ہوتا ہے اور شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اسے LM_0 خط پر نقطہ K سے دکھایا گیا ہے۔ اب فرض کریں کہ زر کی طلب میں کمی آتی ہے اور وہ نیچے کو بائیں جانب منتقل ہو کر M_1^d ہو جاتا ہے۔ اس سے زر بازار کا توازن برہم ہوگا۔ دی گئی شرح سود پر زر کی طلب رسد سے کم ہوگی۔ توازن کے بحال ہونے کے لیے شرح سود میں کمی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی آمدنی Y_0 کی ابتدائی سطح کے ساتھ زر بازار کا توازن شرح سود کی کم سطح پر ہوگا۔ اسے LM_1 خط پر نقطہ L سے دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح، آمدنی کی مختلف سطحوں پر، زر کی طلب میں کمی سے شرح سود میں کمی ہوگی تاکہ زر کی طلب میں اضافہ ہو اور رسد کے مساوی ہو جائے۔ یہ عمل LM خط کو داہنی جانب منتقل کرے گا۔ اس کے برعکس تو زر کی آمدنی کی دی گئی سطح کے ساتھ، زر کی طلب میں اضافے سے توازن شرح سود میں اضافہ ہوگا جو LM خط کو اوپر بائیں جانب منتقل کرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دی گئی آمدنی کی سطح کے ساتھ، زر کی طلب میں اضافے سے زر کی رسد اور طلب کا توازن برہم ہوگا۔ یعنی زر کی طلب رسد سے زیادہ



ہوگی۔ توازن کی بحالی کے لیے شرح سود میں اضافہ ہوگا اور زر بازار کا توازن اعلیٰ شرح سود پر قائم ہوگا۔ اس سے دی گئی آمدنی کے ساتھ زر کی طلب میں اضافے سے توازن کے لیے ہمیں اعلیٰ شرح سود حاصل ہوگی۔ اسی طرح، آمدنی کی مختلف سطحوں پر زر کی رسد میں اضافے سے اعلیٰ شرح سود پر زر بازار کا توازن قائم ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ زر کی رسد میں کمی سے LM خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہوگا۔ LM خط سے متعلق درج ذیل نکات یاد رہیں۔

1. LM خط سود کی شرحوں اور آمدنی کی سطحوں کے ان امتزاج کا شیڈول ہے جن پر زر بازار توازن میں ہوتا ہے۔
2. LM خط مثبت ڈھلان والا ہوتا ہے۔ دی گئی زر کی رسد کے ساتھ آمدنی کی سطح میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے جس سے شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے۔
3. LM خط نسبتاً مسطح ہوتا ہے اگر زر کی طلب کی سوچ زیادہ ہو۔ اس کے برعکس، اگر زر کی طلب کی سوچ کم ہو تو LM خط نسبتاً زیادہ ڈھلوان ہوتا ہے۔
4. زر کی رسد میں اضافے سے LM خط نیچے کو داہنی جانب منتقل ہوتا ہے اور کمی سے اوپر کو بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔
5. زر کی طلب میں اضافے سے LM خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہوتا ہے جبکہ کمی سے نیچے کو داہنی جانب منتقل ہوتا ہے۔

2.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- IS کے معنی اور تصور کی وضاحت کر سکیں۔
- IS خط کے اشتقاق اور اس میں تبدیلی کی وضاحت کر سکیں۔
- LM کے معنی اور تصور کی وضاحت کر سکیں۔
- LM خط کے اشتقاق اور اس میں تبدیلی کی وضاحت کر سکیں۔

2.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

- آئی ایس خط: IS Curve - خط جس کے ہر نقطے پر پیداوار بازار توازن میں ہوتا ہے۔ شرح سود اور آمدنی کے امتزاج کو دکھاتا ہے۔
- ایل ایم خط: LM Curve - شرح سود اور آمدنی کے ان امتزاج کا خط جن پر زر بازار توازن میں ہوتا ہے۔

2.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

2.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. شرح سود میں اضافے سے:

- (a) آئی ایس خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔
 (b) آئی ایس خط بائیں جانب منتقل ہو گا۔
 (c) آئی ایس خط پر اوپر کو حرکت ہوگی۔
 (d) آئی ایس خط پر نیچے کو حرکت ہوگی

2. آمدنی میں اضافے سے

- (a) ایل ایم خط داہنی جانب منتقل ہو گا۔
 (b) ایل ایم خط بائیں جانب منتقل ہو گا۔
 (c) ایل ایم خط پر اوپر کو حرکت ہوگی۔
 (d) ایل ایم خط پر نیچے کو حرکت ہوگی

3. اگر سرمایہ کاری کی سود چک صفر ہو تو آئی ایس خط ہو گا:

- (a) عمودی خط
 (b) افقی خط

- (c) اوپر کو جاتا خط
 (d) نیچے کو ڈھلوان خط

4. ایل ایم خط اور کے ان امتزاج کو دکھاتا ہے جن پر بازار توازن میں ہوتا ہے۔

- (a) آمدنی اور شرح سود
 (b) سرمایہ کاری اور شرح سود
 (c) صرف اور آمدنی
 (d) درج بالا سبھی درست

5. آئی ایس خط کے ہر نقطے پر بازار توازن میں ہوتا ہے۔

6. اس ایل ایم خط کی صورت میں آمدنی کی صرف ایک سطح ہوگی جس پر بازار توازن میں ہو گا۔

- (a) عمودی
 (b) افقی

- (c) اوپر کو ڈھلوان
 (d) نیچے کو ڈھلوان

7. اس آئی ایس خط کی صورت میں آمدنی کی صرف ایک سطح ہوگی جس پر پیداوار بازار توازن میں ہو گا

- (a) عمودی
 (b) افقی

- (c) اوپر کو ڈھلوان
 (d) نیچے کو ڈھلوان

8. قیمت کی سطح میں اضافے سے ایل ایم خط:

- (a) بائیں جانب منتقل ہو گا۔
 (b) دائیں جانب منتقل ہو گا۔

- (c) منتقل نہیں ہو گا۔
 (d) درج بالا سبھی ممکن ہیں۔

9. حکومت ٹیکس میں کمی کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط:

- (a) بائیں جانب منتقل ہو گا۔
 (b) دائیں جانب منتقل ہو گا۔

- (c) منتقل نہیں ہو گا۔
 (d) درج بالا سبھی ممکن ہیں۔

10. سرمایہ کاری میں کمی سے آئی ایس خط:

(صحیح / غلط)

- (a) بائیں جانب منتقل ہو گا۔
 (b) دائیں جانب منتقل ہو گا۔
 (c) منتقل نہیں ہو گا۔
 (d) درج بالا سبھی ممکن ہیں۔

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(a)	(b)	(a)	(a)	(a)	صحیح	(a)	(a)	(c)	(c)	

2.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. آئی ایس خط کی وضاحت کریں۔
2. ایل ایم خط کی وضاحت کریں۔
3. آئی ایس خط کی منتقلی کب ہوتی ہے؟
4. ایل ایم خط کی منتقلی کب ہوتی ہے؟
5. اگر عوامی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کا نتیجہ آئی ایس خط پر کیا ہو گا؟ تصویر سے دکھائیں۔

2.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. آئی ایس خط کے اشتقاق کو مع تصویر تفصیلاً بیان کریں۔
2. ایل ایم خط کے اشتقاق کو مع تصویر تفصیلاً بیان کریں۔
3. دو آئی ایس خطوط لیں۔ ایک میں، حاشیائی میلان صرف (MPC) نسبتاً بڑا ہے، دوسرے میں MPC نسبتاً چھوٹا ہے۔ دکھائیں کہ MPC کی زیادہ یا کم قدر IS خط کی ڈھلان کو کیسے متاثر کرتی ہے۔

2.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory*.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 3: آئی ایس- ایل ایم ماڈل: عام توازن

(IS-LM Model: General Equilibrium)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	3.0
مقاصد (Objectives)	3.1
زر بازار اور پیداوار بازار کا انضمام (Integration of Money Market and Product Market)	3.2
آئی ایس اور ایل ایم خطوط میں منتقلی (Shifts in IS and LM Curves)	3.3
ایل ایم خط میں تبدیلی کا اثر (Effect of Change in LM Curve)	3.3.1
آئی ایس خط میں تبدیلی کا اثر (Effect of Change in IS Curve)	3.3.2
مجموعی طلب خط کا اشتقاق (Derivation of Aggregate Demand Curve)	3.4
آئی ایس- ایل ایم ماڈل کا الجبری تجزیہ (Algebraic Analysis of IS-LM Model)	3.5
آئی ایس خط کی مساوات کا اشتقاق (Derivation of Equation for IS Curve)	3.5.1
ایل ایم خط کی مساوات کا اشتقاق (Derivation of LM Curve)	3.5.2
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	3.6
کلیدی الفاظ (Keywords)	3.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	3.8
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	3.8.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	3.8.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	3.8.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	3.9

3.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں ہم نے آئی ایس خط اور ایل ایم خط کے معنی اور اس کے اشتقاق کے بارے میں سیکھا۔ آئی ایس خط شرح سود اور آمدنی کے ان امتزاج کا مجموعہ ہے جن پر اشیا بازار توازن میں ہوتا ہے۔ ایل ایم خط شرح سود اور آمدنی کے ان امتزاج کا مجموعہ ہے جن پر زر بازار توازن میں ہوتا ہے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں ہم اشیا بازار اور زر بازار کے بیک وقت توازن کا مطالعہ کریں گے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

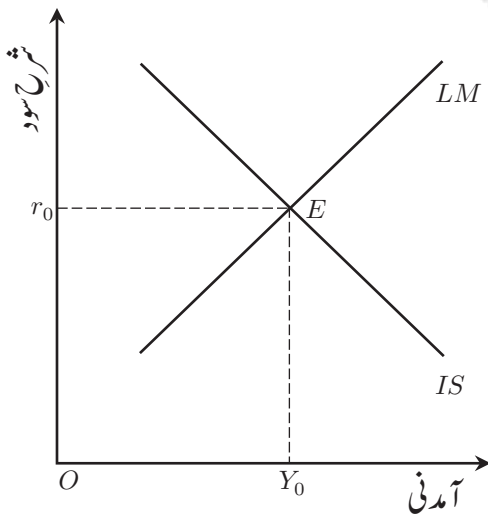
اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- آئی ایس ایل ایم خطوط کے ذریعے معیشت کے عام توازن کی وضاحت کرنا۔
- معیشت پر آئی ایس ایل ایم خطوط میں تبدیلی کے اثر کی وضاحت کرنا۔
- آئی ایس ایل ایم خطوط سے مجموعی طلب خط کو اخذ کرنا۔
- آئی ایس ایل ایم ماڈل کا الجبری تجزیہ کرنا۔

3.2 زر بازار اور پیداوار بازار کا انضمام (Integration of Money Market and Product Market)

IS اور LM خطوط (a) آمدنی اور (b) شرح سود کے مابین تعلق قائم کرتے ہیں اور لہذا، ان دونوں متغیرات کا تعین ان دونوں خطوط کے نقطہ تقاطع سے ہوتا ہے۔ چونکہ آئی ایس اور ایل ایم خطوط بالترتیب زر بازار اور اشیا یا پیداوار بازار میں شرح سود کے ایسے نقاط کو دکھاتے ہیں جن پر یہ توازن میں ہوتے ہیں لہذا ان دونوں خطوط کے نقطہ تقاطع سے شرح سود اور آمدنی کا ایسا جوڑ حاصل ہوتا ہے جس پر پیداوار یا اشیا بازار اور زر بازار بیک وقت توازن میں ہوتے ہیں۔

تصویر 3.1 میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ تصویر میں محور X پر آمدنی اور محور Y پر شرح سود کو دکھایا گیا ہے۔ آئی ایس اور ایل



تصویر 3.1: زر بازار اور اشیا بازار کا بیک وقت توازن

ایم ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے توازنی آمدنی Y_0 اور توازنی شرح سود r_0 متعین ہوتی ہے۔ شرح سود اور آمدنی کی یہ سطح ایسی ہے جس پر زر بازار اور اشیا بازار دونوں توازن میں ہیں۔ اس طرح شرح سود اور آمدنی کی یہ قدریں ایسی ہیں جن پر مجموعی طلب اور مجموعی رسد مساوی ہیں یا یوں کہیں کہ مجموعی اخراجات آمدنی کے مساوی ہے۔ اسی طرح، زر کی طلب زر کی رسد کے مساوی ہے۔

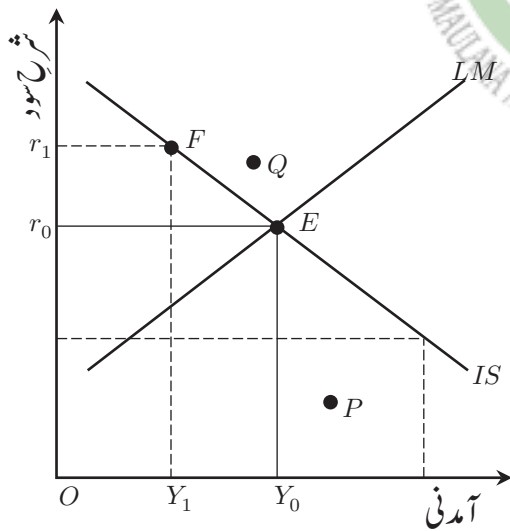
آپ جانتے ہیں کہ حالت توازن وہ حالت ہوتی ہے جس پر متغیرات میں تبدیلی کا رجحان نہیں ہوتا۔ اسی طرح، آئی ایس ایل ایم خطوط کے نقطہ تقاطع پر آمدنی اور شرح سود کی ایسی قدریں متعین ہوتی ہیں جن میں تبدیلی کا رجحان نہیں ہوتا۔

آمدنی اور شرح سود کی دیگر قدریں توازن کی قدریں نہیں ہوں گی کیونکہ ماڈل کے اندر ایسی قوتیں ہوں گی جو ان متغیرات میں تبدیلی پیدا کریں گی۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ آئی ایس ایل ایم ماڈل میں کس طرح عدم توازن سے توازن پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لیے درج ذیل نقاط محل نظر رہیں:

اول، آئی ایس ایل ایم خطوط کے نقطہ تقاطع کے علاوہ ہر نقطہ معیشت کے عدم توازن کو دکھاتا ہے۔ دوم، ایل ایم خط کے نیچے داہنی طرف ہر نقطہ زر بازار کے عدم توازن کی اس صورت کو دکھاتا ہے جس میں زر کی طلب زر کی رسد سے زیادہ ($M^d > M^s$) ہوتی ہے (مثال کے طور پر تصویر 3.2 میں نقطہ P)۔ اسی طرح، ایل ایم خط کے اوپر بائیں جانب زر بازار کے عدم توازن کی اس صورت کو دکھاتا ہے جس میں زر کی طلب زر کی رسد سے کم ($M^d < M^s$) ہوتی ہے (مثال کے طور پر نقطہ Q)۔ ایل ایم خط کے ہر نقطے پر زر بازار توازن میں ہوتا ہے یعنی زر کی طلب زر کی رسد کے مساوی ہوتی ہے۔

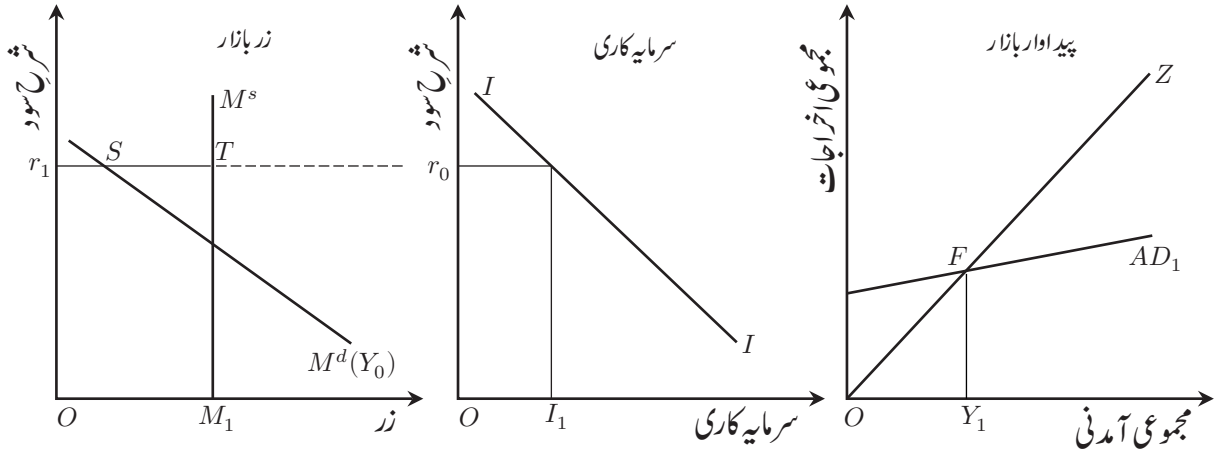
سوم، آئی ایس خط کے نیچے اور بائیں جانب ہر نقطہ پیداوار بازار کے عدم توازن کی اس صورت کو دکھاتا ہے جس میں مجموعی طلب مجموعی رسد یعنی آمدنی سے زیادہ ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں سرمایہ کاری بچت سے زیادہ ہوتی ہے (مثال کے طور پر نقطہ P)۔ اسی طرح، آئی ایس خط کے اوپر داہنی جانب کا ہر نقطہ پیداوار بازار کے عدم توازن کی اس صورت کو دکھاتا ہے جس میں مجموعی طلب مجموعی رسد یا آمدنی سے کم ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں سرمایہ کاری بچت سے کم ہوتی ہے (مثال کے طور پر نقطہ Q)۔ آئی ایس خط کے ہر نقطے پر پیداوار بازار توازن میں ہوتا ہے یعنی مجموعی طلب آمدنی کے مساوی ہوتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد آئیے فرض کریں کہ معیشت تصویر 3.2 میں نقطہ F پر ہے یعنی معیشت میں r_1 شرح سود اور Y_1 آمدنی ہے۔ آپ نے محسوس کر لیا ہو گا کہ نقطہ F نقطہ توازن نہیں ہے۔ نقطہ F پیداوار بازار کے توازن کو دکھاتا ہے لیکن اس نقطے پر زر بازار عدم توازن میں ہے اس طرح کہ اس نقطے پر زر کی طلب زر کی رسد سے کم ہے۔ اس طرح، ہم کہہ سکتے ہیں کہ شرح سود اور آمدنی کا جوڑ (Y_1, r_1) توازن جوڑ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں شرح سود میں کمی ہوگی اور آمدنی میں اضافہ ہو گا اس طرح کہ شرح سود کم ہو کر r_0 ہو جائے گی اور آمدنی بڑھ کر Y_0 ہو جائے گی اور معیشت نقطہ E پر ہوگی۔ سود اور آمدنی کی ان سطحوں پر زر بازار اور پیداوار بازار دونوں توازن میں ہوں گے۔



تصویر 3.2: آئی ایس ایل ایم ماڈل میں عدم توازن

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ شرح سود میں کمی ہوگی اور آمدنی میں اضافہ ہو گا؟ اور معیشت یہ توازن کیسے حاصل کرے گی؟ ان سوالوں کے جواب کے لیے آئیے $IS - LM$ ماڈل کے پیچھے گراف کو سامنے لائیں۔ تصویر 3.3 دیکھیں۔ تصویر کے بائیں حصے میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ r_1 شرح سود پر زر بازار عدم توازن میں ہے۔ عدم توازن کی وجہ یہ ہے کہ اس شرح سود پر زر کی طلب زر کی رسد سے کم ہے۔ زر کی طلب $r_1 S$ ہے جبکہ زر کی رسد $r_1 S$ ہے۔ r_1 شرح سود سے متعلق سرمایہ کاری کے مطابق سرمایہ کاری I_1 کا تعین ہوتا ہے



تصویر 3.3: آئی ایس۔ ایل ایم خطوط کے پیچھے زر بازار اور پیدا اور بازار کے توازن

(تصویر کا درمیانی حصہ دیکھیں)۔ تصویر کے دائیں حصے میں I_1 سرمایہ کاری سے مجموعی طلب خط AD_1 بنتا ہے جو 45° خط کو نقطہ F پر قطع کرتا ہے جس سے آمدنی Y_1 کا تعین ہوتا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ شرح سود r_1 کے ساتھ پیدا اور بازار توازن میں ہے لیکن زر بازار توازن میں نہیں ہے۔

r_1 شرح سود پر زر کی طلب زر کے رسد سے کم ہونے کی وجہ سے اس میں کمی ہوگی۔ شرح سود میں کمی کا اثر زر بازار اور پیدا اور بازار دونوں پر ہوگا۔ شرح سود میں کمی سے پیدا اور بازار میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا اور اس کے نتیجے میں مجموعی طلب خط اوپر کو منتقل ہوگا اور اعلیٰ آمدنی کی سطح پر پیدا اور بازار کا توازن قائم ہوگا۔ اس طرح نقطہ F آئی ایس خط پر نیچے کو نقطہ E کی جانب منتقل ہوگا۔ زر بازار میں زر کی طلب میں دو وجہ سے اضافہ ہوگا۔ اول، پیدا اور بازار میں آمدنی میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہوگا۔ دوم، شرح سود میں کمی سے زر کی طلب میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح نقطہ F ایل ایم خط پر نیچے کو نقطہ E کی جانب منتقل ہوگا۔ اس نقطے پر معیشت، آمدنی اور شرح سود کے جوڑ (Y_0, r_0) کو حاصل کرے گی جس پر معیشت عمومی توازن میں ہوگی۔

3.3 آئی ایس اور ایل ایم خطوط میں منتقلی (Shifts in IS and LM Curves)

غور کریں کہ آئی ایس خط اور ایل ایم خط سرمایہ کاری تفاعل، تفاعل صرف، زر کی طلب اور زر کی رسد پر منحصر ہوتے ہیں۔ اس طرح، آئی ایس ایل ایم ماڈل کے مطابق حقیقی عوامل / متغیرات جیسے بچت، سرمایہ کاری، پیداواریت، میلان بچت و میلان صرف اور زر متغیرات / عوامل جیسے ترجیح سیالیت یعنی زر کی طلب اور زر کی رسد دونوں طرح کے متغیرات معیشت کے توازن میں کردار ادا کرتے ہیں۔ ان عوامل میں سے کسی بھی عامل میں تبدیلی IS خط یا LM خط میں تبدیلی کا سبب بنے گی اور اس وجہ سے شرح سود اور آمدنی کے توازن کی سطحوں میں تبدیلی آئے گی۔

3.3.1 ایل ایم خط میں تبدیلی کا اثر (Effect of Change in LM Curve)

جیسا کہ آپ نے سابقہ اکائی میں دیکھا ایل ایم خط میں تبدیلی ان زر متغیرات کی وجہ سے ہوتی ہے جو زر بازار کے توازن پر اثر ڈالتے

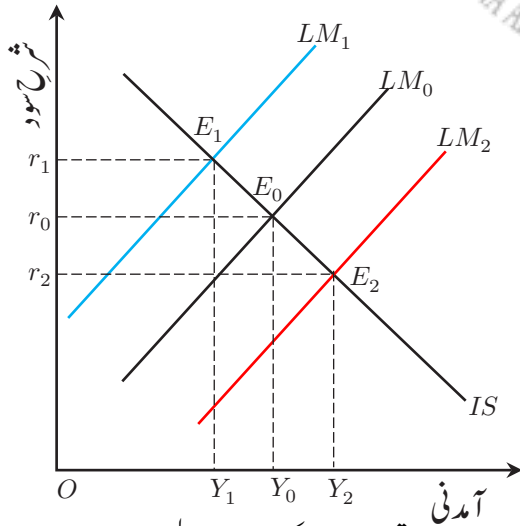
ہیں۔ ان عوامل میں زر کی رسد اور زر کی طلب، قیمت کی سطح وغیرہ شامل ہیں۔

آئیے سب سے پہلے زر کی رسد میں تبدیلی کا اثر دیکھتے ہیں۔ اگر زر کی رسد میں اضافہ ہوگا تو متعینہ آمدنی کے ساتھ شرح سود میں کمی ہوگی۔ اس کے نتیجے میں ایل ایم خط داہنی جانب منتقل ہوگا۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط اور ایل ایم خط ایک دوسرے کو کم شرح سود اور اعلیٰ آمدنی کی سطح پر قطع کریں گے۔ یعنی زر کی رسد میں اضافے سے شرح سود میں کمی ہوگی اور توازنی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ زر کی رسد میں تبدیلی سے زر بازار کے توازن میں خلل پیدا ہوگا۔ یعنی دی گئی شرح سود پر معیشت میں زر کی رسد زیادہ ہوگی اور زر کی طلب کم ہوگی۔ یعنی معیشت میں اضافی زر ہوگا۔ اس کے نتیجے میں زر بازار میں توازن کی بحالی کے لیے یعنی زر کی طلب اور رسد کے مساوی ہونے کے لیے شرح سود میں کمی ہوگی۔ اب یاد کریں کہ شرح سود پیداوار بازار میں سرمایہ کاری کو متاثر کرتی ہے۔ زر بازار میں شرح سود میں کمی سے پیداوار بازار میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ سرمایہ کاری میں اضافے سے مجموعی طلب میں اضافہ ہوگا اور آمدنی کی اعلیٰ سطح پر معیشت کا توازن قائم ہوگا۔

اسی طرح، زر کی رسد میں کمی کے اثر کو بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ زر کی رسد میں کمی سے زر بازار کے توازن میں خلل پیدا ہوگا یعنی زر کی طلب زر کی رسد سے زائد ہوگی۔ اس کے نتیجے میں متعینہ آمدنی کے ساتھ زر بازار کے توازن کے لیے شرح سود میں اضافہ ہوگا۔ اس کے نتیجے میں ایشیا بازار میں سرمایہ کاری میں کمی ہوگی۔ سرمایہ کاری میں کمی سے مجموعی طلب کم ہوگی اور آمدنی کی کم سطح پر ایشیا بازار کا توازن قائم ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کے لیے تصویر 3.4 پر غور کریں۔ فرض کریں کہ ابتدا میں آئی ایس خط IS اور ایل ایم خط LM_0 ایک دوسرے کو نقطہ E_0 پر قطع کرتے ہیں۔ جس سے توازنی آمدنی Y_0 اور توازنی شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اب فرض کریں کہ زر بازار میں زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں LM خط منتقل ہو کر LM_2 ہو جاتا ہے اور آئی ایس خط کو نقطہ E_2 پر قطع کرتا ہے۔ اس سے توازنی آمدنی بڑھ کر Y_2 ہو جاتی ہے اور شرح سود کم ہو کر r_2 ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر زر کی رسد میں کمی ہوتی ہے تو LM خط منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے اور IS خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے۔ اس سے معیشت کی توازنی آمدنی کم ہو کر Y_1 ہو جاتی ہے اور شرح سود بڑھ کر r_1 ہو جاتی ہے۔



تصویر 3.4: زر کی رسد میں تبدیلی کا اثر

ترجیح سیالیت یا زر کی طلب میں تبدیلی کا بھی اثر وہی ہے جو زر کی رسد میں تبدیلی کا ہے۔ ترجیح سیالیت میں تبدیلی سے LM خط منتقل ہوگا اور نتیجتاً آئی ایس اور ایل ایم خطوط کے نقطہ تقاطع میں تبدیلی ہوگی۔ اگر دی گئی آمدنی کے ساتھ زر کی طلب میں کمی ہوتی ہے تو دی گئی شرح سود پر زر بازار میں عدم توازن پیدا ہوگا۔ اس کے نتیجے میں توازن کی بحالی کے لیے شرح سود میں کمی ہوگی اور زر بازار کا توازن کم شرح سود پر قائم ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زر کی متعینہ رسد کے ساتھ زر کی طلب میں کمی سے آمدنی کی ہر سطح پر شرح سود میں

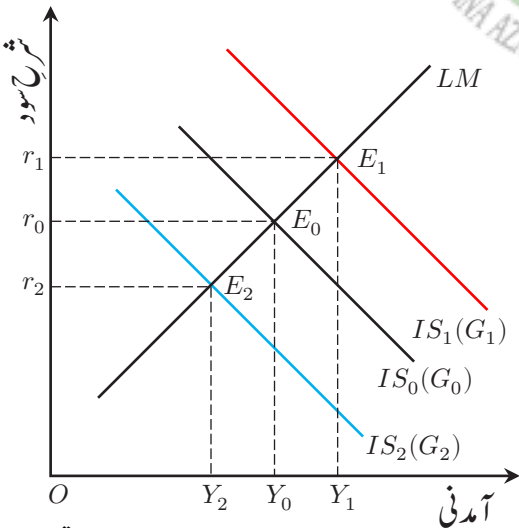
اضافہ ہوگا۔

اس کے برعکس، اگر زر کی طلب میں اضافہ ہو گا تو LM خط بائیں جانب منتقل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زر کی متعینہ رسد کے ساتھ، زر کی طلب میں اضافے سے زر کے طلب خط میں دائیں جانب منتقلی ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ آمدنی کی ہر سطح پر دی گئی شرح سود پر زر بازار عدم توازن میں ہو گا یعنی زر کی طلب زر کی رسد سے زیادہ ہوگی اور لہذا توازن کی بحالی کے لیے شرح سود میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح، LM خط میں بائیں جانب تبدیلی سے شرح سود کے توازن کی سطح گر جائے گی اور قومی آمدنی کے توازن کی سطح بڑھ جائے گی۔

3.3.2 آئی ایس خط میں تبدیلی کا اثر (Effect of Change in IS Curve)

آزاد اخراجات مثلاً عوامی اخراجات، آزاد سرمایہ کاری، آزاد صرف وغیرہ جیسے عوامل میں تبدیلی سے آئی ایس خط منتقل ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں آئی ایس ایل ایم خطوط کے نقطہ تقاطع میں تبدیلی ہوتی ہے۔ تصویر 3.5 میں عوامی اخراجات G میں تبدیلی کے اثر کو دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں G_0 عوامی اخراجات کے ساتھ آئی ایس خط IS_0 اور ایل ایم خط LM کے نقطہ تقاطع E_0 پر زر بازار اور اشیا بازار کا توازن قائم ہوتا ہے جس سے آمدنی Y_0 اور شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اب فرض کریں کہ عوامی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ بڑھ کر G_1 ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط اوپر کو دائیں جانب منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے اور ایل ایم خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی Y_0 سے بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے اور شرح سود بھی بڑھ کر r_1 ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس فرض کریں کہ عوامی اخراجات G_0 سے کم ہو کر G_2 ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط نیچے کو منتقل ہو کر IS_2 ہو جاتا ہے اور نقطہ E_2 پر ایل ایم خط کو قطع کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی آمدنی کم ہو کر Y_2 ہو جاتی ہے اور شرح سود بھی کم ہو کر r_2 ہو جاتی ہے۔

کیا وجہ ہے کہ عوامی اخراجات میں اضافے سے آمدنی اور شرح سود دونوں میں اضافہ ہوتا ہے اور کمی سے آمدنی اور شرح سود دونوں میں کمی ہوتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوامی اخراجات میں اضافے سے مجموعی طلب خط اوپر کو منتقل ہوتا ہے۔ اس سے اشیا بازار میں آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا، عوامی اخراجات میں اضافے سے شرح سود اور آمدنی دونوں کی سطح



تصویر 3.5: عوامی اخراجات میں تبدیلی سے آئی ایس خط میں منتقلی

میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس عوامی اخراجات میں کمی سے مجموعی طلب خط نیچے کو منتقل ہوتا ہے۔ اس سے اشیا بازار میں آمدنی میں کمی ہوتی ہے۔ آمدنی میں کمی سے زر بازار میں زر کی طلب میں کمی ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں شرح سود میں کمی ہوتی ہے۔ لہذا، عوامی اخراجات میں کمی سے شرح سود اور آمدنی دونوں کی سطح میں کمی ہوتی ہے۔ اسی طرح، آپ مجموعی اخراجات پر اثر ڈالنے والے دیگر عوامل، جیسے میلان صرف، سرمایہ کاری، خالص برآمدات وغیرہ جیسے عوامل میں تبدیلی سے آئی ایس ایل ایم خطوط کے ذریعے معیشت کے

توازن میں تبدیلی کا تجزیہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح زر کی طلب اور رسد میں تبدیلی، میلان صرف میں تبدیلی، آزاد سرمایہ کاری یا حکومتی اخراجات میں تبدیلی سے ایل ایم خط یا آئی ایس خط منتقل ہو گا جس سے شرح سود اور آمدنی میں تبدیلی آئے گی۔ درج ذیل جدول شرح سود اور آمدنی پر مختلف متغیرات میں اضافے کے اثرات کو دکھاتی ہے۔

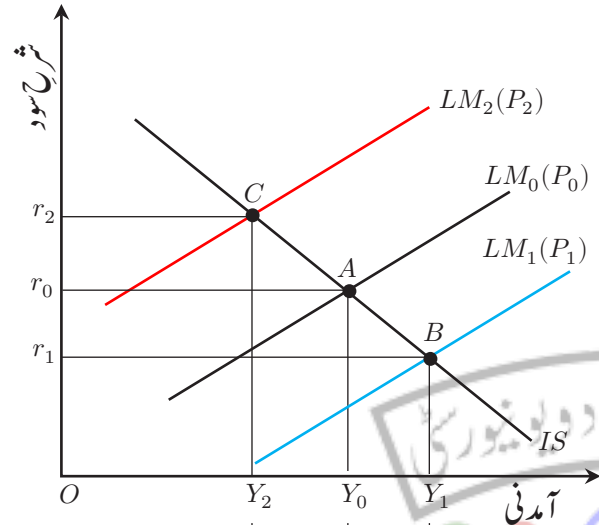
متغیر	متوقع اثر	وجہ
M^s	$Y \uparrow, r \downarrow$	ایل ایم خط نیچے کو دائیں جانب منتقل ہو گا۔
M^d	$Y \uparrow, r \uparrow$	ایل ایم خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہو گا۔
P	$Y \downarrow, r \uparrow$	ایل ایم خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہو گا۔
C	$Y \uparrow, r \uparrow$	آئی ایس خط اوپر کو دائیں جانب منتقل ہو گا۔
I	$Y \uparrow, r \uparrow$	آئی ایس خط اوپر کو دائیں جانب منتقل ہو گا۔
X_n	$Y \uparrow, r \uparrow$	آئی ایس خط اوپر کو دائیں جانب منتقل ہو گا۔
G	$Y \uparrow, r \uparrow$	آئی ایس خط اوپر کو دائیں جانب منتقل ہو گا۔
T	$Y \downarrow, r \downarrow$	آئی ایس خط نیچے کو بائیں جانب منتقل ہو گا۔

3.4 مجموعی طلب خط کا اشتقاق (Derivation of Aggregate Demand Curve)

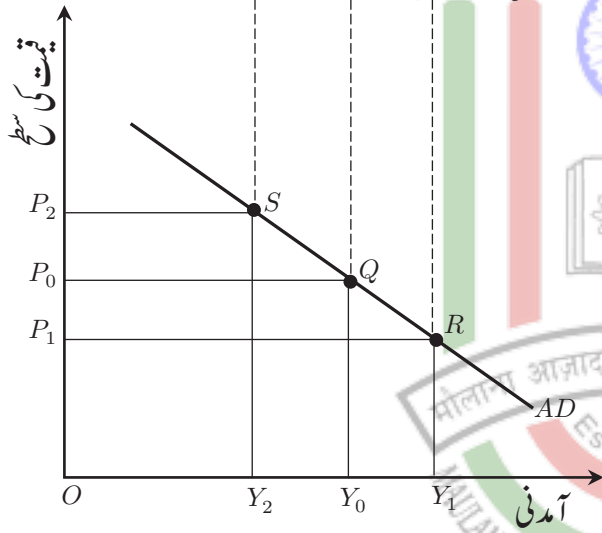
سابق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجموعی طلب (Aggregate Demand) اشیا اور خدمات کی کل مطلوبہ مقدار کو کہتے ہیں جسے صارفین، سرمایہ کار، حکومت اور غیر ملکی افراد و ادارے مختلف ممکنہ قیمت پر خریدتے ہیں۔ مجموعی طلب خط، قیمت کی سطح اور مجموعی طلب کے مابین تعلق کو دکھاتا ہے۔ یاد کریں کہ کلی معاشیات میں مجموعی موثر طلب مجموعی پیداوار یا آمدنی کے مساوی ہوتی ہے۔ اس طرح سے دیکھیں تو مجموعی طلب قیمت کی سطح اور مجموعی آمدنی کے مابین نسبت دکھاتا ہے۔

آئی ایس۔ ایل ایم فریم ورک میں مجموعی طلب خط کی تعریف ہم ایسے خط کے طور پر کر سکتے ہیں جو قیمت کی سطح اور آمدنی کے ان نقاط کو دکھاتا ہے جن پر زر بازار اور پیداوار بازار دونوں توازن میں ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی طلب خط وہ خط ہے جو قیمت کی سطح اور آمدنی کی سطح کے ان نقاط کو دکھاتا ہے جو آئی ایس خط اور ایل ایم خط دونوں پر ہوتے ہیں۔ یاد کریں کہ متعینہ زر کی رسد کے ساتھ قیمت کی سطح میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیمت کی سطح میں اضافے سے زر کی قدر کم ہوتی ہے اور لہذا افراد کو اشیا و خدمات کی خرید کے لیے زیادہ زر کی طلب ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں زر کی طلب کا خط اوپر کو دائیں جانب منتقل ہوتا ہے اور نتیجتاً شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایل ایم خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس قیمت کی سطح میں کمی سے اشیا و خدمات کی خرید کے لیے زر کی طلب کم ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں زر کی طلب کا خط نیچے کو بائیں جانب منتقل ہوتا ہے اور نتیجتاً LM خط نیچے کو دائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔

آئی ایس۔ ایل ایم ماڈل سے مجموعی طلب خط کے اشتقاق کو تصویر 3.6 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے اوپری حصے میں محور X پر آمدنی اور محور Y پر شرح سود کو دکھایا گیا ہے۔ یعنی اوپری حصہ آئی ایس ایل ایم خطوط کو دکھاتا ہے۔ نچلے حصے میں محور X پر آمدنی کو اور محور Y پر قیمت کی سطح کو دکھایا گیا ہے۔



ابتدا میں ایک خاص قیمت کی سطح مثال کے طور پر P_0 کے ساتھ شروع کریں۔ دیگر خارجی متغیرات کو متعین مانتے ہوئے، اس سے LM_0 خط LM کی پوزیشن کا تعین ہوتا ہے۔ آئی ایس خط IS اور LM_0 خط LM کے نقطہ تقاطع A پر زر بازار اور پیداوار بازار کے توازن کا تعین ہوتا ہے۔ اس سے شرح سود r_0 اور آمدنی Y_0 حاصل ہوتی ہے۔ تصویر کے نچلے حصے میں اس سے ہمیں آمدنی اور قیمت کی سطح کا ایک جوڑ (P_0, Y_0) حاصل ہوتا ہے جسے نقطہ Q سے دکھایا گیا ہے۔



تصویر 3.6: مجموعی طلب خط کا اخذ

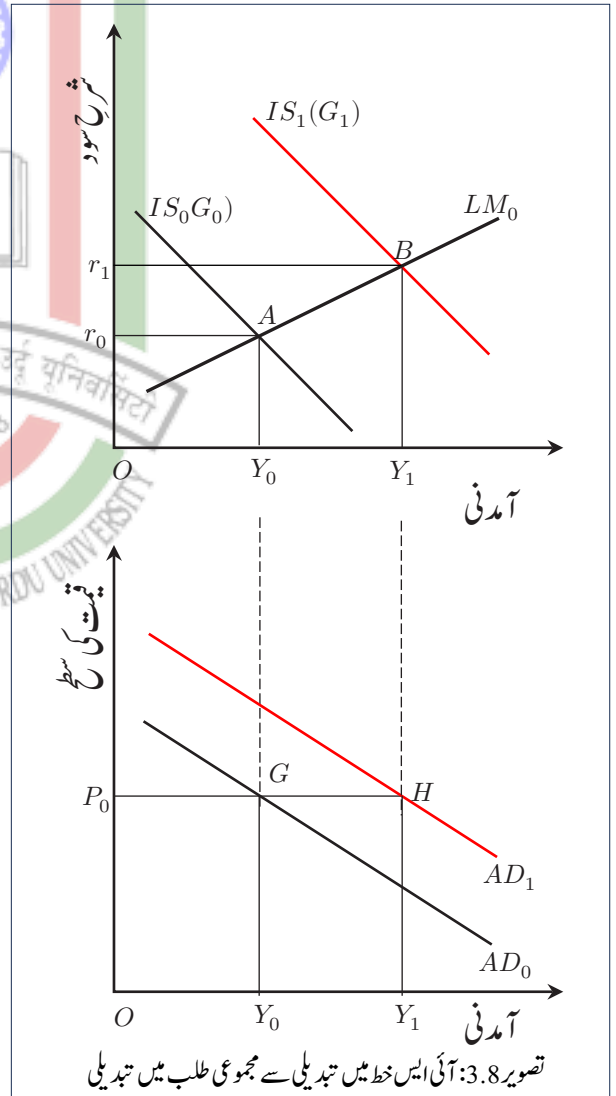
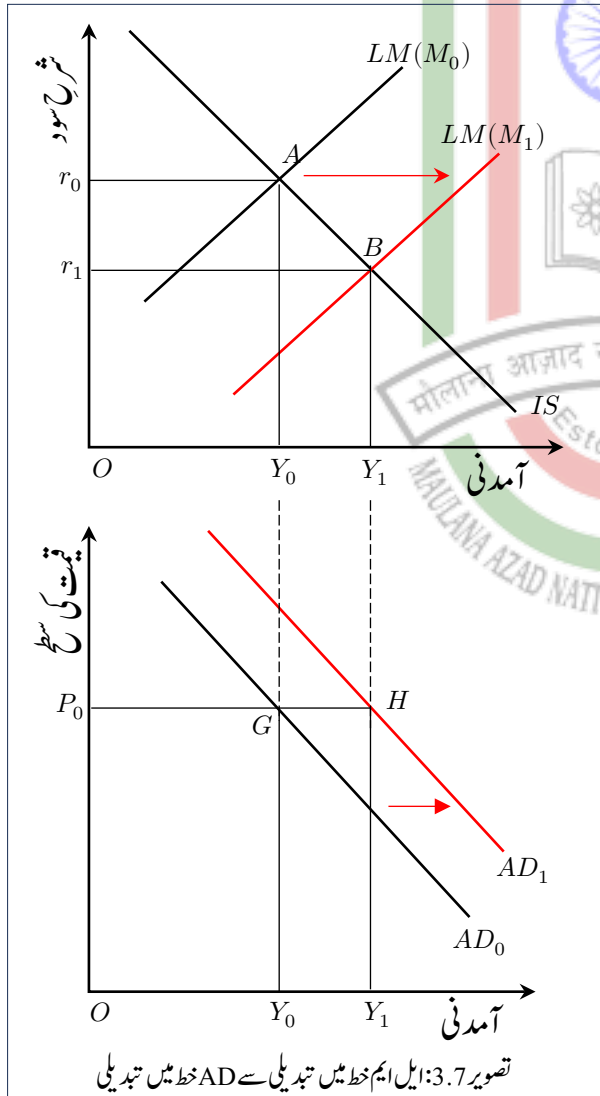
اب، قیمت کی سطح P_1 کو لیں جو P_0 سے کم ہے۔ قیمت کی سطح کا کم ہونا LM_0 خط کو نیچے کو دائیں طرف منتقل کرنے کا سبب بنتا ہے یعنی ایل ایم خط منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے اور IS خط کو نقطہ B پر قطع کرتا ہے جس سے شرح سود کم ہوتی ہے اور پیداوار کی سطح بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ اس سے ہمیں آمدنی اور قیمت کی سطح کا ایک اور جوڑ (P_1, Y_1) ملتا ہے جو نقطہ Q کے جنوب مشرق میں ہے۔ اسے نقطہ R سے دکھایا گیا ہے۔ اب اعلیٰ قیمت کی سطح P_2 کو لیں۔ اس کی وجہ سے LM خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہو کر LM_2 ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں آئی ایس اور ایل ایم خطوط ایک دوسرے کو نقطہ C پر قطع کرتے ہیں۔ اس سے

آمدنی کی کم سطح Y_2 متعین ہوتی ہے۔ اس سے نقطہ S پر آمدنی اور قیمت کا ایک اور جوڑ (P_2, Y_2) حاصل ہوتا ہے جو اصل آمدنی اور قیمت کی سطح کے مجموعے کے شمال مغرب میں ہے۔ ان نقاط یعنی Q اور R اور S کو جوڑنے پر ہمیں نیچے کو ڈھلواں خط ملتا ہے۔ اس خط کو AD خط کہیں گے۔

AD خط تمام ان تمام خارجی متغیرات کی دی گئی قدر کے ساتھ کھینچا جاتا ہے جو IS یا LM خطوط پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ خارجی متغیرات میں تبدیلیاں جو یا تو LM یا IS خط کو منتقل کرنے کا سبب بنتی ہیں AD خط کو بھی منتقل کرنے کا سبب بنتی ہیں سوائے قیمت کی سطح (P) کے۔ قیمت کی سطح میں تبدیلی LM خط کو منتقل کرنے کا سبب بنتی ہے، لیکن AD خط کو منتقل نہیں کرتی بلکہ قیمت کی سطح میں تبدیلی

سے AD خط پر حرکت ہوتی ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ کس طرح IS یا LM کو تبدیل کرنے والے عوامل میں تبدیلیاں AD خط کی پوزیشن کو متاثر کرتی ہیں۔

آئیے پہلے ان متغیرات کا اثر دیکھیں جو LM خط کو تبدیل کرتے ہیں۔ LM خط کو متاثر کرنے والا ایک عامل زر کی رسد میں تبدیلی ہے۔ زر کی رسد میں اضافے سے LM خط نیچے کو دائیں جانب منتقل ہو جاتا ہے اور اسی طرح AD خط بھی اوپر کو دائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس زر کی رسد میں کمی سے LM خط اوپر کو بائیں جانب منتقل ہوتا ہے اور اس سے AD خط نیچے کو بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔ تصویر 3.7 میں زر کی رسد میں اضافے کے اثر کو دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں قیمت کی متعین سطح P_0 کے ساتھ M_0 زر کی رسد کے ساتھ آئی ایس ایل ایم خطوط کے نقطہ تقاطع A سے توازنی آمدنی Y_0 اور شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجموعی طلب خط قیمت اور آمدنی کے مجموعے (P_0, Y_0) سے گزرتا ہے۔ اس مجموعی طلب خط کو تصویر کے نچلے حصے میں AD_0 خط سے دکھایا گیا ہے اور قیمت اور آمدنی کے مجموعے کو نقطہ G سے دکھایا گیا ہے۔



اب فرض کریں کہ زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں LM خط دائیں طرف منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے اور آئی ایس خط کو نقطہ B پر قطع کرتا ہے جس کے نتیجے میں قیمت کی متعین سطح کے ساتھ پیداوار بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ AD خط کو اب قیمت اور پیداوار کے جوڑ (P_0, Y_1) یعنی نقطہ H سے گزرنا ہو گا، جو اصل جوڑ (P_0, Y_0) یعنی نقطہ G کے دائیں طرف ہے۔ چونکہ نقطہ H بھی معیشت کے توازن کو دکھاتا ہے لہذا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نقطہ بھی مجموعی طلب خط پر ہو گا۔ اس مجموعی طلب خط کو AD_1 سے دکھایا گیا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ زر کی رسد میں اضافے سے مجموعی طلب خط AD_0 سے منتقل ہو کر AD_1 ہو گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں زر کی رسد میں اضافہ AD خط کو دائیں طرف منتقل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے برعکس، زر کی رسد میں کمی سے مجموعی طلب خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے۔

آئیے اب IS خط میں تبدیلی کے نتیجے میں مجموعی طلب خط میں تبدیلی کو دیکھتے ہیں۔ آئی ایس خط میں تبدیلی عوامی اخراجات، مستقل صرف، ٹیکس وغیرہ جیسے عوامل میں تبدیلی سے آتی ہے۔ مثال کے طور پر عوامی اخراجات میں اضافے سے آئی ایس خط داہنی جانب منتقل ہوتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں مجموعی طلب خط بھی داہنی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ اسے تصویر 3.8 میں دکھایا گیا ہے۔

ابتدا میں قیمت کی سطح P_0 کے ساتھ، آئی ایس ایل ایم خطوط کے نقطہ تقاطع A سے توازن قائم ہوتا ہے اور آمدنی اور شرح سود کی بالترتیب Y_0 اور r_0 سطح متعین ہوتی ہے۔ اس طرح قیمت P_0 اور آمدنی Y_0 کا ایک نقطہ حاصل ہوتا ہے جو مجموعی طلب خط AD_0 سے ہو کر گزرتا ہے۔ اب عوامی اخراجات G_0 سے بڑھ کر G_1 ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے اور معیشت کا توازن نقطہ B پر قائم ہوتا ہے اور آمدنی کی سطح Y_1 متعین ہوتی ہے۔ اس طرح، تصویر کے نچلے حصے میں ہمیں آمدنی اور قیمت کے امتزاج (Y_1, P_0) کا نقطہ H حاصل ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے۔ اس طرح عوامی اخراجات میں اضافے سے مجموعی طلب خط منتقل ہو کر داہنی جانب چلا جاتا ہے اور دی گئی قیمت پر زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔

3.5 آئی ایس-ایل ایم ماڈل کا الجبرائی تجزیہ (Algebraic Analysis of IS-LM Model)

اب تک آپ نے آئی ایس ایل ایم ماڈل کا تجزیہ گراف کی مدد سے سمجھا۔ آئیے اب اس ماڈل کو الجبرائی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

3.5.1 آئی ایس خط کی مساوات کا اشتقاق (Derivation of Equation for IS Curve)

یاد کریں کہ آئی ایس خط پیداوار بازار کے توازن کو دکھاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آئی ایس خط آمدنی اور شرح سود کے ان امتزاجات کو دکھاتا ہے جن پر پیداوار بازار توازن میں ہوتا ہے یعنی وہ امتزاجات جن پر مجموعی طلب آمدنی کے مساوی ہوتی ہے۔ اس کتاب کی پہلی اکائی میں آپ نے پڑھا کہ 4 سیکٹر معیشت میں مجموعی طلب (*Aggregate Demand*) صرفی طلب (*Consumption Demand*)، سرمایہ کاری کی طلب (*Investment Demand*)، عوامی اخراجات (*Government Expenditure*) اور خالص برآمدات (*Net Exports*) پر مشتمل ہوتی ہے۔ اب صرفی طلب آمدنی (*Disposable Income*) کا تفاعل ہے۔ تصرفی آمدنی

وہ آمدنی ہوتی ہے جو صارف کو اپنی صواب دید سے خرچ کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ آمدنی سے ٹیکس کو منہا کر کے اور انتقالی ادائیگیوں (Transfer Payments) کو جوڑ کر تصرفی آمدنی کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح، سرمایہ کاری شرح سود پر منحصر کرتی ہے۔ اعلیٰ شرح سود پر سرمایہ کاری کم ہوگی اور کم شرح سود پر سرمایہ کاری زیادہ ہوگی۔ آسانی کے لیے فرض کرتے ہیں کہ عوامی اخراجات اور ٹیکس آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتے اور انتقالی ادائیگیوں کی مقدار صفر ہے۔ اسی طرح، خالص برآمدات بھی آمدنی کی سطح پر منحصر نہیں کرتیں۔ ان مفروضات کے ساتھ پیداوار بازار کے توازن کو درج ذیل مساواتوں کے حل سے حاصل کیا جاسکتا ہے:

$$AD = Y = C + I + G + X_n \quad (3.1)$$

$$C = a + bY^d \quad (3.2)$$

$$Y^d = Y - T \quad (3.3)$$

$$I = I_0 - dr \quad (3.4)$$

مساوات (3.3) کو مساوات (3.2) میں رکھنے پر

$$C = a + b(Y - T) \quad (3.5)$$

مساوات (3.4) اور مساوات (3.5) کو مساوات (3.1) میں رکھنے پر

$$Y = a + b(Y - T) + I_0 - dr + G + X_n$$

$$Y = a + bY - bT + I_0 - dr + G + X_n$$

$$Y - bY = a - bT + I_0 - dr + G + X_n$$

$$Y(1 - b) = a - bT + I_0 - dr + G + X_n$$

$$Y = \frac{1}{1 - b} (a - bT + I_0 - dr + G + X_n)$$

$$Y = \frac{1}{1 - b} (a - bT + I_0 + G + X_n) - \frac{1}{1 - b} dr \quad (3.6)$$

مساوات (3.6) آئی ایس خط کی مساوات ہے۔ غور کریں کہ یہ مساوات اکائی 1 میں پیش کی گئیں تو ازنی آمدنی کی مساواتوں جیسی ہی ہے۔ ان مساواتوں کے اخذ میں ہم نے سرمایہ کاری کے اخراجات کو آزاد اخراجات فرض کیا تھا۔ یہاں ہم نے سرمایہ کاری کو شرح سود پر منحصر فرض کیا ہے۔

مساوات (3.6) کے دو ٹرم ہیں۔ پہلا ٹرم $(a - bT + I_0 + G + X_n)$ آزاد اخراجات کو دکھاتا ہے جو نہ آمدنی کی سطح پر منحصر کرتے ہیں اور نہ شرح سود پر۔ یہ ٹرم اکائی 1 میں بیان کردہ آزاد اخراجات کی طرح ہے۔ دوسرا ٹرم $\frac{1}{1-b} dr$ آمدنی اور شرح سود کے مابین تعلق کو دکھاتا ہے۔ اگر آزاد اخراجات کے ٹرم کو A سے ظاہر کریں تو درج بالا مساوات کو لکھا جاسکتا ہے:

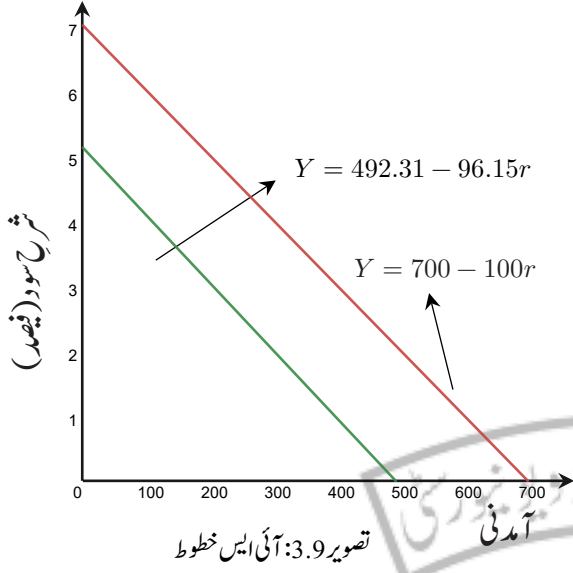
$$Y = \frac{1}{1 - b} A - \frac{1}{1 - b} dr \quad \text{or} \quad Y = \frac{1}{1 - b} (A - dr) \quad (3.7)$$

مساوات (3.7) میں $\frac{1}{1-b}$ ضارب ہے اور b حاشیائی میلان صرف ہے۔ A آئی ایس خط کے انٹر سیپٹ کو دکھاتا ہے اور d آئی ایس خط کے ڈھلان کو دکھاتا ہے۔ سرمایہ کاری کی سود چک جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ آئی ایس خط کا ڈھلان ہوگا۔ اسی طرح ضارب کی قدر جتنی

زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ آئی ایس خط کا ڈھلان ہوگا۔ اگر ضارب کو k کہیں تو مساوات (3.7) کو لکھا جاسکتا ہے:

$$k(A - dr)$$

مثال: ایک معیشت کے پیداوار بازار کے لیے درج ذیل مساواتیں دی گئی ہیں:



$$C = 100 + 0.75^d$$

$$I = 50 - 25r$$

$$T = G = 100$$

ان مساواتوں سے IS خط ہوگا:

$$Y = C + I + G$$

$$Y = 100 + 0.75(Y - 100) + 50 - 25r + 100$$

$$Y = 125 - 0.75Y - 25r$$

$$Y = 700 - 100r$$

درج بالا مساوات آئی ایس خط کی مساوات ہے۔ اس کا گراف تصویر 3.9 میں دکھایا گیا ہے۔

مثال:

$$C = 100 + 0.6Y^d$$

$$I = 100 - 50r$$

$$G = 80$$

$$T = 40 + 0.3Y$$

درج بالا سے آئی ایس خط کی مساوات ہوگی:

$$Y = C + I + G$$

$$Y^d = Y - T$$

$$C = 100 + 0.6(Y - (40 + 0.2Y))$$

$$C = 100 + 0.6Y - 24 - 0.12Y$$

$$C = 76 + 0.48Y$$

$$Y = 76 + 0.48Y + 100 - 50r + 80$$

$$Y = 492.31 - 96.15r \text{ (approx)}$$

اس مساوات کا خط بھی تصویر 3.9 میں دکھایا گیا ہے۔

3.5.2 ایل ایم خط کی مساوات کا اشتقاق (Derivation of LM Curve)

یاد کریں کہ ایل ایم خط زر بازار کے توازن کو دکھاتا ہے۔ یعنی آمدنی اور شرح سود کے ان امتزاجات کو دکھاتا ہے جن پر زر بازار

توازن میں ہوتا ہے۔ زر بازار توازن میں اس وقت ہوگا جب زر کی طلب اور زر کی رسد مساوی ہوں گی۔ یہاں یہ محل نظر رہے کہ زر کی طلب

سے ہماری مراد حقیقی زر کی طلب ہے۔ حقیقی زر کو زر کی مقدار کو قیمت کی سطح سے تقسیم کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

کیزنز کے نظریے کے مطابق زر کی طلب کے تین اہم محرکات ہیں۔ زر کی طلب لین دین کے مقصد کے لیے کی جاتی ہے یا احتیاطی مقصد کے لیے کی جاتی ہے یا تخمینی مقصد کے لیے۔ پہلے دو مقاصد کا انحصار آمدنی کی سطح پر ہوتا ہے جبکہ تیسرے محرک یعنی تخمینی محرک کا انحصار حقیقی شرح سود پر ہوتا ہے۔ اس طرح، حقیقی زر کی مجموعی طلب آمدنی کی سطح اور شرح سود پر منحصر کرتی ہے۔ حقیقی آمدنی میں اضافے سے حقیقی زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جب حقیقی شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے تو زر کی طلب کم ہوتی ہے۔ اس طرح، زر بازار کے توازن کو درج ذیل مساواتوں سے دکھایا جاسکتا ہے۔

$$\frac{M^d}{P} = fY - hi \quad (3.9)$$

زر کی رسد زر کی حکام کی طرف سے معین ہوتی ہے۔ اس طرح حقیقی زر کی رسد ہوگی:

$$\frac{M^s}{P} = \frac{M}{P} \quad (3.10)$$

حقیقی شرح سود مہنگائی اور زر شرح سود کے مابین فرق ہے۔

$$r = i - \pi^e \quad (3.11)$$

مساوات (3.11) فشر کی مساوات کہلاتی ہے۔ اس مساوات کے مطابق حقیقی شرح سود (r) زر شرح سود (i) اور مہنگائی کی توقع

(π^e) (Inflation Expectations) کے مابین فرق ہے۔ آسانی کے لیے فرض کریں کہ مہنگائی کی شرح صفر ہے۔ اس صورت میں $r =$

i ہوگا۔ زر بازار توازن میں ہوگا جب:

$$\frac{M^d}{P} = \frac{M^s}{P}$$

$$\frac{M}{P} = fY - hi$$

$$hi = fY - \frac{M}{P}$$

$$i = \frac{1}{h} \left(fY - \frac{M}{P} \right)$$

$$r = \frac{1}{h} \left(fY - \frac{M}{P} \right) \quad (3.12)$$

مساوات (3.12) ایل ایم خط کی مساوات ہے۔ یہ مساوات حقیقی شرح سود اور آمدنی کے مابین مثبت تعلق کو دکھاتی ہے۔

مثال: زر بازار کے متعلق درج ذیل مساوات دی گئی ہیں:

$$\frac{M^d}{P} = 2Y - 8000r$$

$$\frac{M}{P} = 1600$$

اس سے ایل ایم خط کی مساوات ہوگی:

زر بازار توازن میں ہوتا ہے جب زر کی رسد زر کی طلب کے مساوی ہو۔

$$\frac{M^d}{P} = \frac{M}{P}$$

$$2Y - 8000r = 1600$$

$$r = \frac{1}{4000} - 0.2$$

مثال: زر بازار کے متعلق درج ذیل معلومات دی گئی ہے:

$$\frac{M^d}{P} = Y - 50i$$

$$M^s = 2000$$

$$\pi^e = 4$$

$$P = 2$$

درج بالا سے ایل ایم خط کی مساوات ذیل طریقے سے اخذ کی جاسکتی ہے:

$$\frac{M^s}{P} = \frac{M^d}{P}$$

$$Y - 50i = \frac{2000}{2}$$

$$Y - 50(r + 4) = 1000$$

$$r = \frac{1}{50}Y - 20$$

کیا آپ دونوں مثالوں کے خطوط کو تصویر کی مدد سے دکھا سکتے ہیں؟

چونکہ IS اور LM ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں، لہذا پیداوار اور شرح سود کی ایک خاص سطح ہوتی ہے جہاں IS اور LM برابر ہوتے ہیں۔ اس سے ہمیں Y اور r کی ایسی قدریں ملتی ہیں جن پر پیداوار اور بازار اور زر بازار دونوں توازن میں ہوتے ہیں۔ آئی ایس اور ایل ایم کی مساواتوں کو حل کرنے پر ہمیں آمدنی اور شرح سود کی ایسی قدریں ملیں گی جن پر زر بازار اور پیداوار بازار دونوں توازن میں ہوں گے۔

مثال: ایک معیشت کے متعلق درج ذیل معلومات دی گئی ہیں۔

$$C = 100 + 0.8Y^d$$

$$I = 50 - 25r$$

$$G = T = 50$$

$$\frac{M^s}{P} = 200$$

$$M^d = Y - 25r$$

درج بالا معلومات سے آئی ایس اور ایل ایم کی مساواتیں ہوں گی۔

$$Y = C + I + G$$

$$Y = 100 + 0.8Y^d + 50 - 25r + 50$$

$$Y = 100 + 0.8(Y - T) + 50 - 25r + 50$$

$$Y = 800 - 125r \Rightarrow IS \text{ Equation}$$

ایل ایم خط

$$M^d = \frac{M^s}{P}$$

$$Y - 25r = 200$$

$$Y = 200 + 25r \Rightarrow LM \text{ Equation}$$

آئی ایس اور ایل ایم دونوں کی مساواتوں کو حل کرنے پر آمدنی اور شرح سود کی قدریں ہوں گی:

$$800 - 125r = 200 + 25r$$

$$r = 4$$

$$Y = 800 - 125r = 800 - 125 \times 4 = 400$$

3.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کی تکمیل کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ

- آئی ایس اور ایل ایم خطوط کے ذریعے معیشت کے عام توازن کی وضاحت کر سکیں۔
- معیشت پر آئی ایس اور ایل ایم خطوط میں تبدیلی کے اثرات کی وضاحت کر سکیں۔
- آئی ایس اور ایل ایم خطوط سے مجموعی طلب خط کو اخذ کر سکیں۔
- آئی ایس اور ایل ایم ماڈل کا الجبری تجزیہ کر سکیں۔

3.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

- مجموعی طلب خط: *Aggregate Demand Curve*۔ وہ خط جو مجموعی طلب اور قیمت کی سطح کے مابین تعلق کو دکھاتا ہے۔ وہ خط جو آمدنی اور قیمت کی سطح کے مابین تعلق دکھاتا ہے۔
- مہنگائی کی توقع: *Inflation Expectations*۔ قیمت کی سطح میں اضافے سے متعلق توقعات۔ اس کا اثر حقیقی شرح سود پر پڑتا ہے۔
- حقیقی شرح سود: *Real Interest Rate*۔ زری شرح سود اور مہنگائی کی توقعات یا مہنگائی کی شرح کا فرق۔

3.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

3.8.1 معروفی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. آئی ایس اور ایل ایم ماڈل معیشت کے ---- توازن کو دکھاتا ہے۔

- (a) جزوی (b) عام

- (c) ایشیا بازار کے (d) زر بازار کے
2. آئی ایس ایل ایم ایشیا بازار اور زر بازار کے / کی----- دکھاتا ہے۔
 (a) علاحدگی (b) انضمام
 (c) بندش (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔
3. آئی ایس ایل ایم ماڈل میں جب عوامی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے تو شرح سود میں----- اور آمدنی میں----- ہے۔
 (a) اضافہ ہوتا ہے، کمی ہوتی ہے۔ (b) اضافہ ہوتا ہے، اضافہ ہوتا ہے۔
 (c) کمی ہوتی ہے، اضافہ ہوتا ہے۔ (d) کمی ہوتی ہے، کمی ہوتی ہے۔
4. آئی ایس ایل ایم خطوط کا باہمی تعامل تعین کرتا ہے:
 (a) قیمت کی سطح اور مہنگائی کی شرح کا۔ (b) شرح سود اور قیمت کی سطح کا۔
 (c) سرمایہ کاری اور زر کی رسد کا۔ (d) شرح سود اور آمدنی کی سطح کا۔
5. مجموعی طلب خط قیمت اور پیداوار کے ان امتزاجات کو دکھاتا ہے جن کے ساتھ معیشت:
 (a) آئی ایس خط پر ہوتی ہے۔ (b) ایل ایم خط پر ہوتی ہے۔
 (c) آئی ایس اور ایل ایم خط پر ہوتی ہے۔ (d) نہ آئی ایس خط پر اور نہ ایل ایم خط پر ہوتی ہے۔
6. مندرجہ ذیل میں سے کون سی تبدیلی AD خط کو نیچے اور بائیں طرف منتقل کرتی ہے؟
 (a) عوامی اخراجات میں اضافہ۔ (b) آمدنی ٹیکس میں اضافہ۔
 (c) زر کی رسد میں اضافہ۔ (d) سرمایہ کاری میں اضافہ۔
7. مندرجہ ذیل میں سے کون سا LM - IS خطوط کے متعلق درست جملہ نہیں ہے؟
 (a) عوامی اخراجات میں اضافہ IS خط کو اوپر کو دائیں طرف منتقل کرتا ہے۔
 (b) زر کی رسد میں اضافہ LM خط کو نیچے کو دائیں طرف منتقل کرتا ہے۔
 (c) ٹیکس کی شرح میں کمی IS خط کو اوپر کو دائیں طرف منتقل کرتی ہے۔
 (d) زر کی رسد میں اضافہ LM خط کو اوپر کو بائیں طرف منتقل کرتا ہے۔
8. معیشت آئی ایس اور ایل ایم خطوط دونوں پر ہے۔ اس معیشت کے لیے درست جملہ ہے:
 (a) آمدنی مجموعی طلب کے مساوی ہے (b) زر کی رسد زر کی طلب کے مساوی ہے۔
 (c) (a) اور (b) دونوں۔ (d) مندرجہ بالا میں کوئی نہیں
9. ایک معیشت ایل ایم خط پر ہے لیکن آئی ایس خط پر نہیں ہے۔ اس معیشت کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں:

- (a) زر بازار توازن میں ہے پیداوار بازار نہیں۔ (b) پیداوار بازار توازن میں ہے زر بازار نہیں
(c) دونوں بازار توازن میں ہیں۔ (d) دونوں بازار توازن میں نہیں ہیں۔

10. حقیقی شرح سود (r) زر شرح سود (i) کے مساوی ہوگی جب:

- (a) مہنگائی زر شرح سود کے مساوی ہو۔ (b) مہنگائی حقیقی شرح سود کے مساوی ہو۔
(c) مہنگائی کی توقع صفر سے کم ہو۔ (d) مہنگائی صفر ہو۔

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(d)	(a)	(c)	(a)	(b)	(c)	(d)	(b)	(b)	(b)	

3.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. زر کی رسد میں کمی کے آمدنی اور شرح سود پر اثرات کی مع تصویر وضاحت کریں۔
2. درج ذیل مساواتوں سے آئی ایس خط کو اخذ کریں۔

$$C = 200 + 0.25Y^d$$

$$I = 150 + 0.25Y - 1000r$$

$$G = 250$$

$$T = 200$$

3. درج ذیل مساواتوں سے ایل ایم خط کو اخذ کریں۔

$$\left(\frac{M}{P}\right)^d = 2Y - 8000r$$

$$\frac{M}{P} = 1600$$

4. عوامی اخراجات میں کمی کے شرح سود اور آمدنی پر اثرات کی وضاحت کریں۔
5. آمدنی ٹیکس میں اضافے سے مجموعی طلب خط پر کیا اثر پڑتا ہے؟

3.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. معیشت کے درج ذیل ماڈل کو فرض کریں، جس میں قیمت کی سطح مقرر ہے۔

$$C = 0.8Y^d$$

$$T = 1,000$$

$$I = 800 - 20r$$

$$G = 1,000$$

$$Y = C + I + G$$

$$\left(\frac{M}{P}\right)^s$$

$$\left(\frac{M}{P}\right)^s = \left(\frac{M}{P}\right)^d = 0.4Y - 40r$$

$$M^s = 1,200$$

I. آئی ایس خط کی مساوات کو اخذ کریں۔ ایل ایم خط کی مساوات کو اخذ کریں۔ C, I, Y اور r کی توازنی قدروں کا حساب کریں۔

II. فرض کریں کہ G میں 200 کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے توازنی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا؟

III. اب فرض کریں کہ G اپنی اصل حالت پر ہے لیکن زر کی رسد میں 200 کا اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے توازنی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا؟

2. مجموعی طلب خط کیا ہوتا ہے؟ آئی ایس ایل ایم ماڈل کے ذریعے مجموعی طلب خط کے اشتقاق کو تفصیل سے بیان کریں۔

3. قومی آمدنی اور شرح سود پر مندرجہ ذیل کے اثرات کی وضاحت کریں۔

I. عوامی اخراجات میں اضافہ

II. آزاد سرمایہ کاری میں اضافہ

III. زر کی طلب میں کمی

IV. زر کی رسد میں کمی

3.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory*.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 4: مالیاتی پالیسی، زری پالیسی اور آئی ایس ایل ایم ماڈل

(Fiscal Policy, Monetary Policy and IS-LM Model)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	4.0
مقاصد (Objectives)	4.1
مالیاتی پالیسی کا اثر (Effect of Fiscal Policy)	4.2
زری پالیسی کا اثر (Effect of Monetary Policy)	4.3
مالیاتی پالیسی کی تاثیریت (Effectiveness of Monetary Policy)	4.4
مالیاتی پالیسی کی تاثیریت (Effectiveness of Fiscal Policy)	4.5
تین رینج تجزیہ (Three Range Analysis)	4.6
زری پالیسی (Monetary Policy)	4.6.1
مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)	4.6.2
زری-مالیاتی مکس (Monetary-Fiscal Mix)	4.7
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	4.8
کلیدی الفاظ (Keywords)	4.9
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	4.10
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	4.10.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	4.10.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	4.10.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	4.11

اس بلاک کی سابقہ اکائیوں میں آپ نے آئی ایس ایل ایم خطوط کے اشتقاق اور ان خطوط کے ذریعے معیشت کے توازن کے تعین کے بارے میں پڑھا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں ہم آئی ایس ایل ایم ماڈل کے ذریعے حکومت کی معیشت میں مالیاتی اور زری پالیسیوں کے ذریعے مداخلت کے اثرات کا مطالعہ کریں گے۔ ہم دیکھیں گے کہ حکومت کے مالیاتی اور زری اقدامات کا معاشی متغیرات بالخصوص آمدنی پر کیا اثر پڑتا ہے۔

معیشت کے پاس دو اہم پالیسیاں ہیں جو مجموعی طلب اور آمدنی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ مالیاتی پالیسی اور زری پالیسی۔ پھر یہ دونوں پالیسیاں توسیعی بھی ہو سکتی ہیں اور انکماش بھی۔ جب ایسے اقدامات لیے جاتے ہیں جو مجموعی طلب اور آمدنی میں اضافے کا سبب بنتے ہیں تو پالیسی توسیعی کہلاتی ہے۔ جب ایسے اقدامات لیے جاتے ہیں جو مجموعی طلب اور آمدنی میں کمی کا سبب بنتے ہیں تو پالیسی انکماش کہلاتی ہے۔ مالیاتی پالیسی کا ابتدائی اثر پیداوار بازار پر پڑتا ہے جبکہ زری پالیسی کا ابتدائی اثر زر بازار پر پڑتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ دونوں بازار ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں لہذا مالیاتی اور زری پالیسی کا اثر پیداوار اور شرح سود دونوں پر پڑتا ہے۔ توسیعی زری پالیسی سے ایل ایم خط داہنی جانب منتقل ہوتا ہے جس سے آمدنی میں اضافہ اور شرح سود میں کمی ہوتی ہے۔ انکماش زری پالیسی سے ایل ایم خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں آمدنی میں کمی اور شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے۔ توسیعی مالیاتی پالیسی آئی ایس خط کو داہنی جانب منتقل کرتی ہے جس سے شرح سود اور آمدنی دونوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ انکماش مالیاتی پالیسی سے آئی ایس خط بائیں جانب منتقل ہوتا ہے جس سے آمدنی اور شرح سود دونوں میں کمی ہوتی ہے۔

4.1 مقاصد (Objectives)

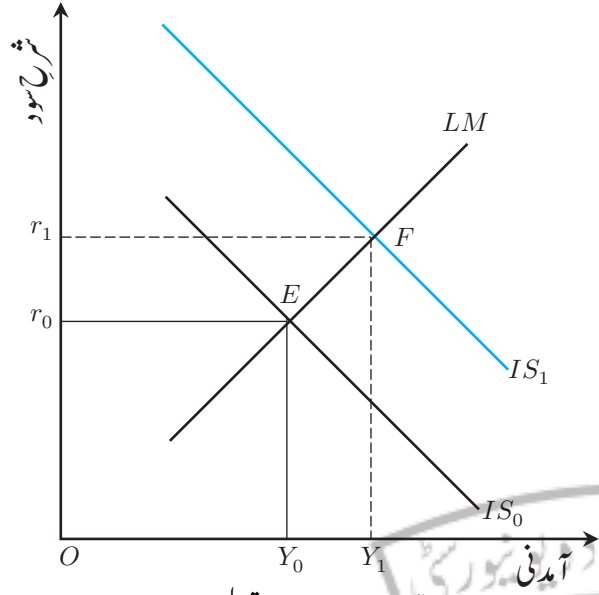
اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- آئی ایس ایل ایم ماڈل کے تحت حکومت کی زری اور مالیاتی پالیسی کی تاثیریت کی وضاحت کرنا۔
- زری مالیاتی پالیسی مکس کی وضاحت کرنا۔

4.2 مالیاتی پالیسی کا اثر (Effect of Fiscal Policy)

عوامی اخراجات اور ٹیکسوں میں تبدیلی کی حکومت کی پالیسی کو مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) کہتے ہیں۔ مالیاتی پالیسی توسیعی (Expansionary) ہوتی ہے اگر حکومت اپنے اخراجات میں اضافہ یا ٹیکسوں میں کمی کرتی ہے۔ توسیعی مالیاتی پالیسی سے معیشت کی آمدنی اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، حکومت کے اپنے اخراجات میں کمی یا ٹیکسوں میں اضافے کے اقدامات کو انکماش (Contractionary) مالیاتی پالیسی کہتے ہیں۔ اس طرح کے اقدامات سے آمدنی اور پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔

ہم مالیاتی پالیسی کے اثرات کو دیکھنے کے لیے آئی ایس ایل ایم ماڈل کا استعمال کر سکتے ہیں۔ آئیے توسیعی مالیاتی پالیسی کے اثرات کا

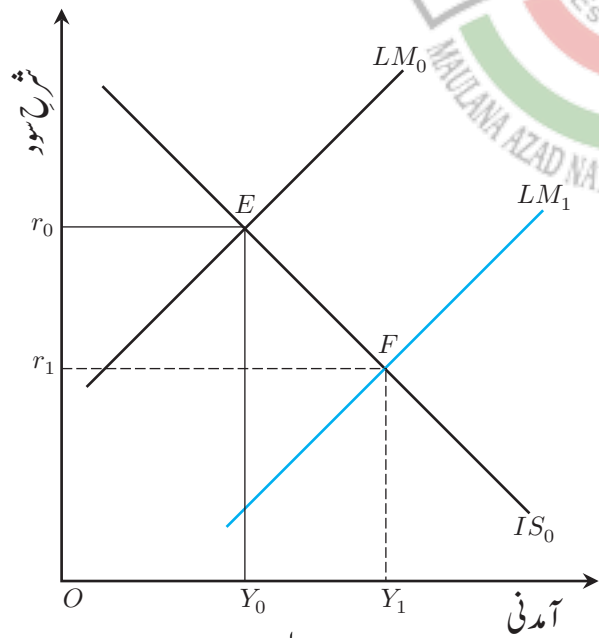


تصویر 4.1: توسیعی مالیاتی پالیسی کا اثر

جائزہ لیں۔ اس کے لیے تصویر 4.1 پر غور کریں۔ ابتدا میں آئی ایس خط اور ایل ایم خط کے نقطہ تقاطع E پر معیشت توازن میں ہوتی ہے جس سے شرح سود اور آمدنی کا تعین ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نقطہ E پر اشیا و خدمات کی طلب ان کی پیداوار کے مساوی ہے اور زر کی طلب زر کی رسد کے برابر ہے۔ اب حکومت توسیعی مالیاتی پالیسی اختیار کرتی ہے۔ ٹیکس میں کمی یا عوامی اخراجات میں اضافے کو توسیعی مالیاتی پالیسی کہتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط داہنی جانب منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے اور ایل ایم خط کو نقطہ F پر قطع کرتا ہے۔ اس سے توازن آمدنی بڑھ کر Y_1 اور شرح سود بڑھ کر r_1 ہو جاتی ہے۔ اس طرح آئی ایس ایل ایم ماڈل کے مطابق توسیعی مالیاتی پالیسی سے آمدنی اور شرح سود دونوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسی طرح، آپ انکماش مالیاتی پالیسی کے اثرات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ انکماش مالیاتی پالیسی جیسے عوامی اخراجات میں کمی سے آئی ایس خط بائیں جانب منتقل ہو گا اور ایل ایم خط کو ابتدائی نقطہ توازن کے شمال مغرب میں قطع کرے گا۔ اس کی وجہ سے شرح سود اور آمدنی دونوں میں کمی ہوگی۔

4.3 زری پالیسی کا اثر (Effect of Monetary Policy)



تصویر 4.2: توسیعی زری پالیسی کے اثرات

مالیاتی پالیسی کی ہی طرح حکومت زری پالیسی کی مدد سے بھی معیشت پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ زری پالیسی بھی توسیعی یا انکماش ہو سکتی ہے۔ زری پالیسی پہلے شرح سود کو متاثر کرتی ہے اور پھر مجموعی طلب کو متاثر کر کے معیشت کو متاثر کرتی ہے۔ آئی ایس ایل ایم ماڈل کے ذریعے زری پالیسی کے اثرات کے تجزیے کے لیے تصویر 4.2 پر غور کریں۔ ابتدا میں معیشت آئی ایس خط IS_0 اور ایل ایم خط LM_0 کے نقطہ تقاطع E پر توازن میں تھی جس سے شرح سود r_0 اور آمدنی Y_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اب فرض کریں کہ مرکزی بینک زر کی رسد میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایل ایم خط داہنی جانب منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے اور آئی ایس خط کو نقطہ F پر قطع کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں

شرح سود کم ہو کر r_1 ہو جاتی ہے اور آمدنی بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ اس طرح، آئی ایس ایل ایم ماڈل کے مطابق توسیعی زری پالیسی سے شرح سود میں کمی ہوتی ہے اور آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ بدیہی طور پر، توسیعی زری پالیسی کا Y پر مثبت اثر پڑتا ہے کیونکہ زر کی رسد میں اضافے کی وجہ سے شرح سود میں کمی آتی ہے۔ شرح سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ انکماش زری پالیسی میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جب حکومت انکماش یا سخت زری پالیسی اپناتی ہے اور زر کی رسد میں کمی کرتی ہے تو اس کے نتیجے میں زر بازار کا توازن اعلیٰ شرح سود پر قائم ہوتا ہے۔ شرح سود میں اضافے سے پیداوار بازار میں سرمایہ کاری کے اخراجات میں کمی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں آمدنی Y میں کمی ہوتی ہے۔

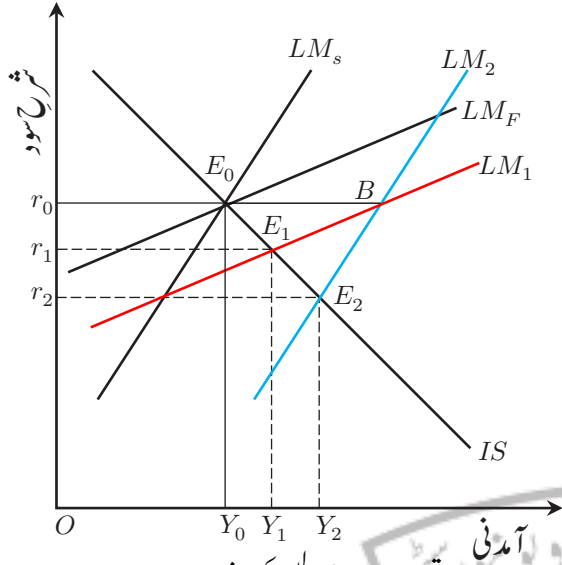
4.4 مالیاتی پالیسی کی تاثیریت (Effectiveness of Monetary Policy)

کسی بھی معاشی پالیسی کی تاثیریت سے مراد ہے کہ وہ پالیسی کس حد تک اپنے مطلوبہ مقاصد یا اہداف کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ معاشی پالیسی کی تاثیریت کا جائزہ لینے کے لیے، پالیسی ساز عموماً متعلقہ معاشی اشاریوں یا نتائج کی بنیاد پر اس کے اثرات کی پیمائش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی پالیسی افراط زر کو کم کرنے کے لیے بنائی گئی ہے، تو پالیسی ساز وقت کے ساتھ ساتھ افراط زر کی شرح کو دیکھیں گے تاکہ یہ تعین کیا جاسکے کہ آیا پالیسی اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں موثر رہی ہے۔ اسی طرح، اگر کوئی پالیسی معاشی نمو کو فروغ دینے کے لیے بنائی گئی ہے، تو پالیسی ساز GDP نمو، روزگار کی شرح، یا پیداواری سطح جیسے متغیرات کو دیکھ سکتے ہیں۔ $IS-LM$ فریم ورک میں، زری اور مالیاتی پالیسیوں کی نسبتی تاثیریت سے مراد معیشت پر ان دو پالیسی کے تقابلی اثرات ہیں۔ $IS-LM$ فریم ورک میں، زری اور مالیاتی پالیسیوں کی تاثیریت کا اندازہ ان کے مجموعی طلب پر اور نتیجتاً آمدنی پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت کی بنا پر کیا جاتا ہے۔

زری اور مالیاتی پالیسی کی نسبتی تاثیریت معاشی ماہرین کے درمیان ایک مختلف فیہ موضوع رہا ہے۔ کینزی نظریے کے مطابق معاشی عدم استحکام کو قابو میں کرنے کے لیے مالیاتی پالیسی زیادہ موثر ہوتی ہے اور زری پالیسی موثر نہیں ہوتی۔ ان کے مطابق زر کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ اس کے برعکس، مانیٹر سٹ معاشی استحکام کے لیے زری پالیسی کو مالیاتی پالیسی سے زیادہ موثر سمجھتے ہیں۔ مانیٹر سٹ کے مطابق صرف زر کی ہی اہمیت ہے۔ پھر ان دو انتہائی نظریات کے مابین کچھ ماہرین معاشیات ہیں جو درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ماہرین معاشیات کے مابین اس اختلاف کی اہم وجہ آئی ایس خط اور ایل ایم خط کی چک (Elasticity) یا ڈھلان (Slope) سے متعلق مفروضات سے پیدا ہوتی ہے۔

اوپر ہم دیکھ چکے ہیں کہ حکومت مانیٹری پالیسی کے ذریعے سرمایہ کاری، روزگار، پیداوار اور آمدنی پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ جب مانیٹری اتھارٹی زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے تو وہ توسیعی زری پالیسی کہلاتی ہے۔ اس پالیسی کے نتیجے میں LM خط دائیں طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس زر کی رسد میں کمی کرنے کو انکماش زری پالیسی کہتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں LM خط بائیں طرف منتقل ہوتا ہے۔

دوبارہ سے تصویر 4.2 پر غور کریں جس میں توسیعی زری پالیسی کے اثر کو دکھایا گیا ہے۔ معیشت Y_0 آمدنی اور r_0 سود کی شرح کے



تصویر 4.3: زری پالیسی کی تاثیریت

ساتھ نقطہ E پر توازن میں تھی۔ مانیٹری اتھارٹی کی طرف سے زر کی رسد میں اضافہ متعینہ IS_0 خط کے ساتھ LM_0 خط کو منتقل کر کے LM_1 کر دیتا ہے۔ اس سے شرح سود r_0 سے کم ہو کر r_1 ہو جاتی ہے جس سے سرمایہ کاری اور قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح قومی آمدنی Y_0 سے بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔

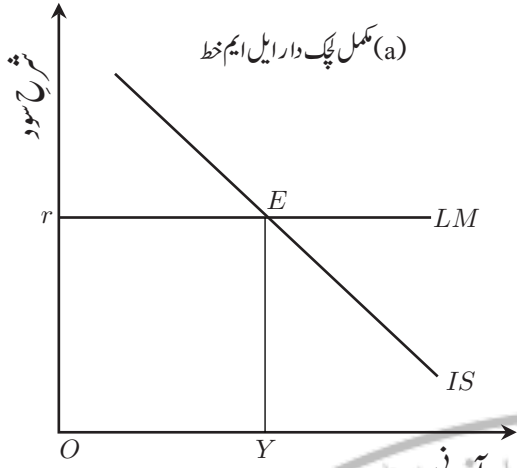
لیکن مانیٹری پالیسی کی نسبتی تاثیر LM خط اور IS خط کی شکل پر منحصر ہوتی ہے۔ مانیٹری پالیسی اس صورت میں زیادہ موثر ہوتی ہے جب LM خط کا ڈھلان زیادہ ہو۔ ڈھلوں LM خط کا مطلب ہے کہ زر کی طلب کی سود چک کم ہوگی۔ طلب کی سود چک کم ہونے کی صورت میں زر

کی رسد میں اضافے سے شرح سود میں اتنی ہی زیادہ کمی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زر کی طلب کی جب سود چک کم ہوتی ہے تو زر کی رسد میں اضافہ بڑی مقدار میں شرح سود میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ شرح سود میں بڑی کمی سرمایہ کاری اور قومی آمدنی میں زیادہ اضافے کا باعث بنتی ہے۔

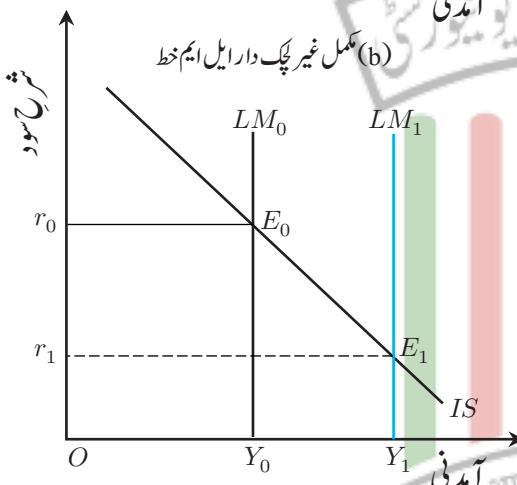
اسے تصویر 4.3 میں دکھایا گیا ہے جہاں دو مختلف LM خطوط جو E_0 پر ایک ہی ابتدائی توازن پیدا کرتے ہیں دکھائے گئے ہیں۔ نقطہ E_0 پر r_0 شرح سود اور آمدنی Y_0 کا تعین ہوتا ہے۔ تصویر میں ڈھلوں ایل ایم خط LM_s نسبتاً سٹائپ ایل ایم خط LM_F کے مقابلے زر کی طلب کی کم سود چک کو دکھاتا ہے۔ یعنی شرح سود میں ایک فیصد تبدیلی سے LM_s پر LM_F کے مقابلے زیادہ فیصد کی تبدیلی ہوگی۔ اب حکومت تو سیمی زری پالیسی اپناتی ہے اور زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں دونوں خطوط کی صورت میں یکساں مقدار میں ایل ایم خط داہنی جانب منتقل ہوں گے۔ اسے فاصلے E_0B سے دکھایا گیا ہے¹۔ نسبتاً ڈھلوں LM_s خط دائیں طرف منتقل ہو کر LM_2 ہو جاتا ہے اور نیا توازن E_2 پر قائم ہوتا ہے۔ نتیجتاً، شرح سود r_0 سے r_2 تک گر جاتی ہے اور آمدنی Y_0 سے Y_2 تک بڑھ جاتی ہے۔ اب نسبتاً زر کی طلب جتنی زیادہ سود چک دار ہوتی ہے، زر کی رسد میں اضافے سے شرح سود میں کمی اتنی ہی کم ہوتی ہے۔ آئیے اب اس پالیسی کا اثر نسبتاً سٹائپ ایل ایم خط کی صورت میں دیکھیں۔ اس پالیسی سے جب سٹائپ LM_F خط منتقل ہو کر LM_1 ہوتا ہے تو E_1 پر نیا توازن قائم ہوتا ہے جو r_1 شرح سود اور آمدنی کی سطح پیدا کرتا ہے۔ اس صورت میں، شرح سود میں ہونے کی کمی $(r_0 r_1)$ نسبتاً ڈھلوں ایل ایم خط کی صورت میں ہونے کی کمی $(r_0 r_2)$ کے مقابلے کم ہے۔ اس کے نتیجے میں نسبتاً ڈھلوں ایل ایم خط کی صورت میں آمدنی میں اضافہ $(Y_0 Y_2)$ نسبتاً سٹائپ ایل ایم خط کی صورت میں آمدنی میں اضافے $(Y_0 Y_1)$ سے زیادہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نسبتاً سٹائپ LM خط کی صورت میں زری پالیسی کم

¹ یہ فرض کرتے ہوئے کہ زر کی طلب کی آمدنی چک دونوں LM خطوط میں یکساں ہے۔ زر کی رسد میں $\Delta(\frac{M}{P})$ کی تبدیلی سے ایل ایم خطوط $\Delta(\frac{M}{P})$ مقدار میں منتقل ہوں گے۔ اسے تصویر 4.3 میں افقی فاصلے E_0B سے دکھایا گیا ہے۔

موثر اور نسبتاً ڈھلواں LM خط کی صورت میں زیادہ موثر ہوتی ہے۔



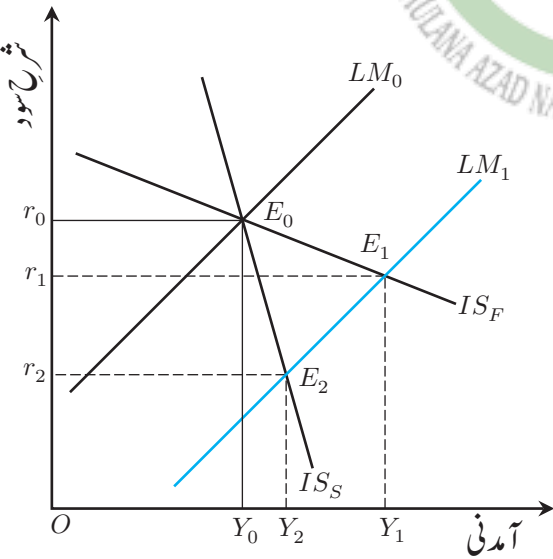
اگر LM خطوط افقی ہوں، تو مانیٹری پالیسی مکمل طور پر غیر موثر ہوتی ہے کیونکہ زر کی طلب مکمل سود چپ دار ہوتی ہے۔ اس صورت کو کینز کے لفظوں میں دام سیالیت (Liquidity Trap) کہا جاتا ہے۔ جب معیشت دام سیالیت میں پھنستی ہے تو زر کی رسد میں تبدیلی کا شرح سود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور جب شرح سود پر فرق نہیں پڑتا تو آمدنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ایسے معاملے کو تصویر 4.4 کے حصہ (a) میں دکھایا گیا ہے۔



اس کے برعکس، اگر LM خط عمودی ہو، تو مانیٹری پالیسی انتہائی موثر ہوتی ہے کیونکہ زر کی طلب کی سود چک صفر ہوتی ہے۔ تصویر 4.4 کے حصہ (b) میں اس صورت کو دکھایا گیا ہے۔ عمودی LM خط LM0 کے ساتھ معیشت کا توازن نقطہ E0 پر قائم ہوتا ہے جس سے شرح سود r0 اور آمدنی Y0 کا تعین ہوتا ہے۔ اب حکومت توسیعی زر پالیسی اختیار کرتی ہے اور زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے ایل ایم خط منتقل ہو کر LM1 ہو جاتا ہے اور شرح سود r0 سے کم ہو کر r1 ہو جاتی ہے اور آمدنی بڑھ کر Y1 ہو جاتی ہے۔

تصویر 4.4: زر پالیسی اور افقی اور عمودی ایل ایم خطوط

اب آئی ایس خط کے ڈھلان کے ساتھ زر پالیسی کی تاثیریت کو دیکھتے ہیں۔ IS خط جتنا فلیٹ ہو گا زر پالیسی اتنی ہی زیادہ موثر ہوگی۔



آئی ایس خط کے فلیٹ ہونے کا مطلب ہے کہ سرمایہ کاری شرح سود کے متعلق انتہائی حساس ہے۔ شرح سود میں تھوڑی سی تبدیلی سے سرمایہ کاری میں بڑی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں مجموعی طلب میں بڑی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور لہذا آمدنی بڑی مقدار میں بڑھتی ہے۔

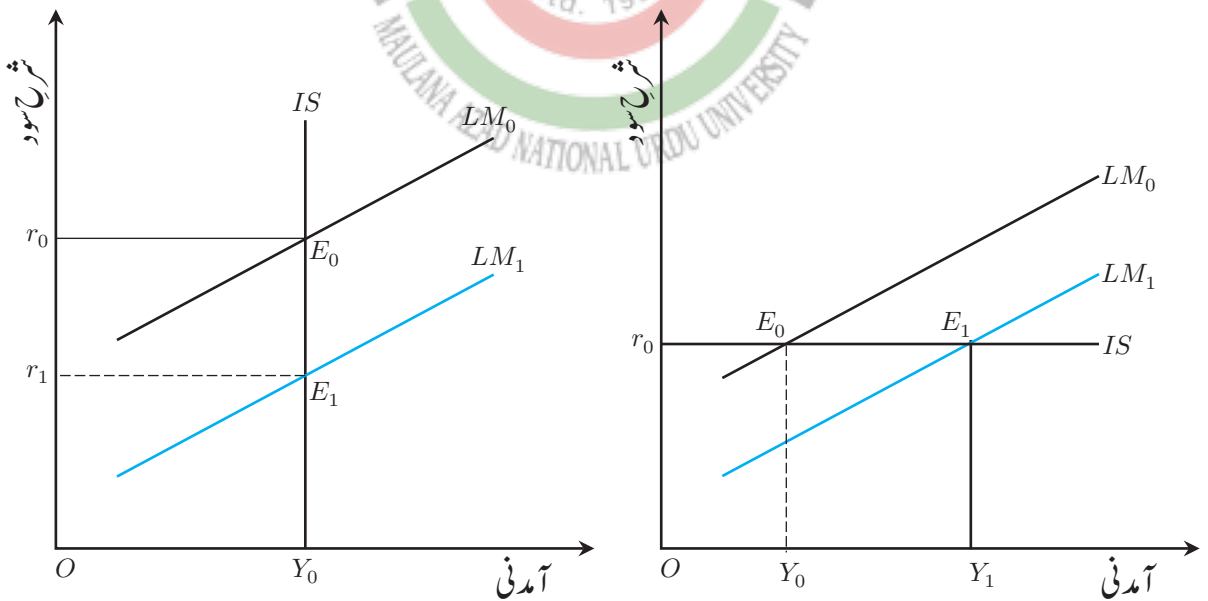
اسے تصویر 4.5 میں دکھایا گیا ہے جہاں نسبتاً سپاٹ اور ڈھلواں دو آئی ایس خطوط اور ایل ایم خط LM0 کے ساتھ نقطہ توازن E0 پر قائم ہوتا ہے جس سے شرح سود r0 اور آمدنی Y0 کا تعین ہوتا ہے۔

ہے۔ زر کی رسد میں اضافے سے ایل ایم خط منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے اور سپاٹ آئی ایس خط IS_F کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے شرح سود r_1 اور آمدنی Y_1 کا تعین ہوتا ہے۔

اگر آپ اس توازن کا موازنہ نسبتاً ہلواں آئی ایس خط IS_S اور LM_1 کے نقطہ تقاطع E_2 سے کریں تو شرح سود r_2 اور آمدنی Y_2 کا تعین ہوتا ہے۔ نسبتاً ہلواں آئی ایس خط کی صورت میں نسبتاً مسطح آئی ایس خط کے مقابلے آمدنی میں کم اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نسبتاً سپاٹ آئی ایس خط کی صورت میں جب زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے تو شرح سود میں ایک چھوٹی سی کمی سرمایہ کاری میں بڑے اضافے کا باعث بنتی ہے (جیسا کہ تصویر میں Y_0Y_1 کا اضافہ) اس صورت کے مقابلے جب آئی ایس خط نسبتاً ہلواں ہوتا ہے (جیسا کہ تصویر میں Y_0Y_2 کا اضافہ)۔ اس طرح سپاٹ آئی ایس خط زر کی پالیسی کو زیادہ موثر بناتا ہے۔

اگر IS خط عمودی ہو تو زر کی پالیسی مکمل طور پر غیر موثر ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری کی سود چک صفر ہوتی ہے۔ زر کی رسد میں اضافے سے شرح سود میں کمی آنے پر بھی سرمایہ کاری میں اضافہ نہیں ہوتا اور اس وجہ سے آمدنی میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کو تصویر 4.6 کے بائیں حصے میں دکھایا گیا ہے۔ ابتدا میں LM_0 خط اور IS خط کے نقطہ تقاطع سے آمدنی Y_0 کا تعین ہوتا ہے۔ حکومت کی توسیعی زر کی پالیسی کی وجہ سے ایم خط منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں شرح سود گر کر r_1 ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ سرمایہ کاری مکمل طور پر غیر چک دار ہے لہذا شرح سود میں کمی سے سرمایہ کاری میں تبدیلی نہیں ہوتی اور آمدنی Y_0 میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

دوسری طرف، اگر IS خط افقی ہو، تو زر کی پالیسی انتہائی موثر ہوتی ہے کیونکہ سرمایہ کاری کے اخراجات مکمل سود چکدار ہوتے ہیں۔ تصویر 4.6 کے دائیں حصے میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ زر کی رسد میں اضافے کے ساتھ، LM خط منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے۔ لیکن شرح سود میں کوئی تبدیلی نہ ہونے کے باوجود آمدنی میں Y_0 سے Y_1 تک کی بڑی تبدیلی ہوتی ہے جو یہ دکھاتی ہے کہ افقی آئی ایس خط کی صورت میں مانیٹری پالیسی انتہائی موثر ہوتی ہے۔



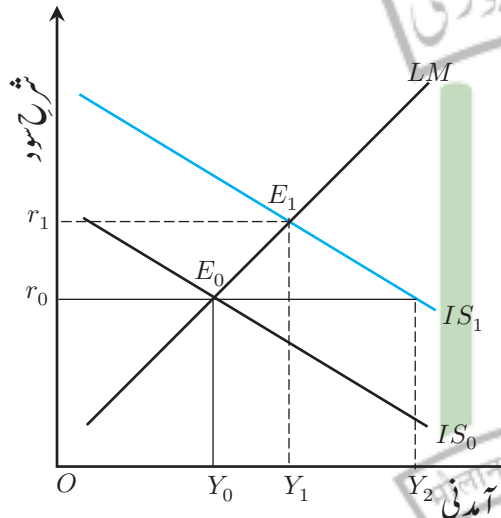
تصویر 4.6: عمودی اور افقی آئی ایس خطوط اور زر کی پالیسی کی تاثیریت

4.5 مالیاتی پالیسی کی تاثیریت (Effectiveness of Fiscal Policy)

تصویر 4.7 میں IS اور LM خطوط کے ساتھ توسیعی مالیاتی پالیسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ فرض کریں کہ معیشت r_0 سود کی شرح اور Y_0 آمدنی کے ساتھ نقطہ E_0 پر توازن میں ہے۔ سرکاری اخراجات میں اضافہ یا ٹیکسوں میں کمی IS خط کو اوپر کی طرف منتقل کرے گی اور یہ نیا آئی ایس خط ایل ایم خط کو نقطہ E کے شمال مشرق میں قطع کرے گا جیسا کہ نقطہ E_1 ۔ اس سے قومی آمدنی Y_0 سے Y_1 تک بڑھ جائے گی۔ قومی آمدنی میں اضافے سے چونکہ زر کی طلب بڑھ جاتی ہے، تو نتیجے میں، شرح سود r_0 سے r_1 تک بڑھ جاتی ہے۔ شرح سود میں اضافے سے نجی سرمایہ کاری کے اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔

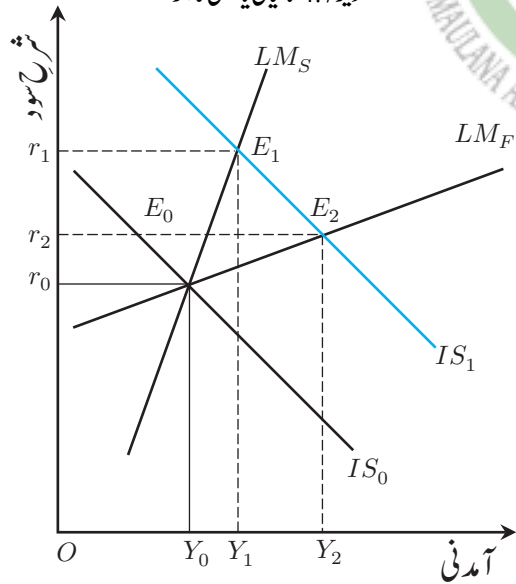
اگر سرکاری اخراجات میں اضافے کے ساتھ شرح سود میں تبدیلی نہ ہوتی تو آمدنی Y_2 کی سطح تک بڑھ جاتی۔ لیکن آمدنی میں حقیقی

اضافہ Y_2 سے کم ہوا ہے جس کی وجہ شرح سود میں r_1 تک اضافہ ہوا ہے جس سے نجی سرمایہ کاری کے اخراجات میں کمی آئی ہے۔ آکاشی مالیاتی پالیسی میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔



تصویر 4.7: مالیاتی پالیسی کا اثر

مالیاتی پالیسی کی نسبتی تاثیر LM خط اور IS خط کی ڈھلوان پر منحصر ہوتی ہے۔ مالیاتی پالیسی زیادہ موثر ہوتی ہے، جب LM نسبتاً سپاٹ ہوتا ہے، اور کم موثر ہوتی ہے جب LM خط نسبتاً زیادہ ڈھلواں ہوتا ہے۔ جب سرکاری اخراجات میں اضافے کے ساتھ IS خط اوپر کی طرف منتقل ہو کر IS_1 کی طرف جاتا ہے، تو قومی آمدنی پر اس کا اثر ڈھلواں LM خط کے مقابلے میں سپاٹ LM خط کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے۔



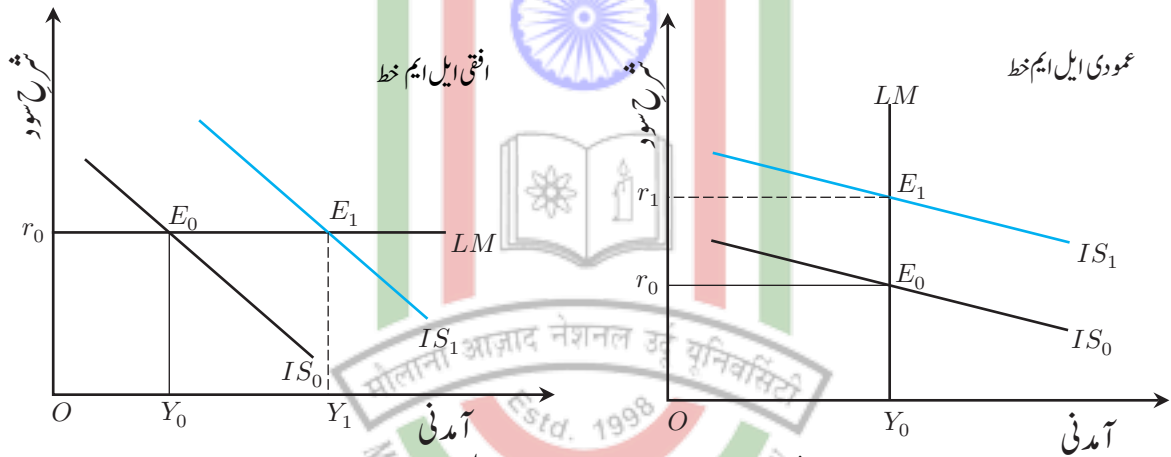
تصویر 4.8: ایل ایم خط کا ڈھلان اور مالیاتی پالیسی کی تاثیریت

اسے تصویر 4.8 میں دکھایا گیا ہے جہاں ابتدائی IS_0 خط دو مختلف

ایل ایم خطوط کے ساتھ توازن کو نقطہ E_0 سے دکھاتا ہے۔ اس نقطے پر آمدنی Y_0 اور شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ توسیعی مالیاتی پالیسی سے آئی ایس خط داہنی جانب منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے۔ IS_1 نسبتاً سپاٹ ایل ایم خط LM_F کو نقطہ E_2 پر کاٹتا ہے جس سے آمدنی Y_2 اور شرح سود r_2 کا تعین ہوتا ہے۔ دوسری طرف، IS_1 نسبتاً ڈھلواں ایل ایم خط LM_S کو نقطہ E_1 پر کاٹتا ہے جس سے آمدنی Y_1 اور شرح سود r_1 کا تعین ہوتا ہے۔ ڈھلواں LM_S کی صورت میں، آمدنی میں اضافہ زر کی طلب میں بڑے اضافے کا باعث بنتا ہے جس سے شرح سود میں بہت زیادہ (جیسے یہاں r_1) اضافہ ہوتا ہے۔

شرح سود میں بڑا اضافہ سرکاری اخراجات میں اضافے کے باوجود نجی سرمایہ کاری کو کم کرتا ہے جو بالآخر آمدنی Y_1 میں تھوڑا سا اضافہ لاتا ہے۔ لیکن سپاٹ خط LM_F کی صورت میں شرح سود میں r_2 کا اضافہ نسبتاً کم ہوتا ہے۔ نتیجتاً، یہ نجی سرمایہ کاری کو کم حد تک کم کرتا ہے اور قومی آمدنی پر اس کا خالص اثر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ اس طرح نسبتاً سپاٹ خط LM_F کے ساتھ قومی آمدنی میں اضافہ $(Y_0 Y_2)$ نسبتاً ڈھلواں ایل ایم خط LM_S کے مقابلے $(Y_0 Y_1)$ زیادہ ہوتا ہے۔

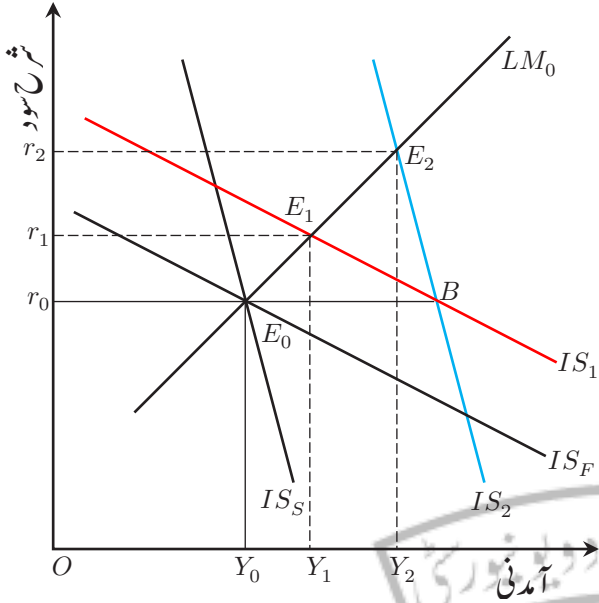
مالیاتی پالیسی مکمل طور پر غیر موثر ہوتی ہے، اگر LM خط عمودی ہو (یعنی جب زر کی طلب مکمل غیر لچک دار ہوتی ہے۔ اسے تصویر 4.9 کے داہنی حصے میں دکھایا گیا ہے۔ ابتدائی توازن IS_0 اور LM خطوط کے نقطہ تقاطع E_0 پر قائم ہوتا ہے اور آمدنی Y_0 اور شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ توسیعی مالیاتی پالیسی سے آئی ایس خط منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے اور ایل ایم خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے شرح سود r_0 سے r_1 تک بڑھ جاتی ہے لیکن قومی آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ توسیعی پالیسی سے مجموعی طلب میں جتنا اضافہ ہوتا ہے شرح سود میں اضافے سے سرمایہ کاری میں کمی سے اتنی ہی مجموعی طلب میں کمی ہوتی ہے اور لہذا مجموعی طلب اور نتیجتاً قومی آمدنی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس طرح، عمودی ایل ایم خط کی صورت میں مالیاتی پالیسی غیر موثر ہوتی ہے۔



تصویر 4.9: افقی اور عمودی ایل ایم خطوط کے ساتھ مالیاتی پالیسی کی تاثیر

افقی ایل ایم خط کی صورت میں اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ اس صورت حال کا مطلب ہے کہ زر کی طلب مکمل سود لچکدار ہوتی ہے۔ اسے تصویر 4.9 کے بائیں حصے میں دکھایا گیا ہے جہاں افقی LM خط نقطہ E_0 پر IS_0 خط کو قطع کرتا ہے جس سے r_0 شرح سود اور Y_0 آمدنی کا تعین ہوتا ہے۔ جب توسیعی مالیاتی پالیسی کی وجہ سے IS خط داہنی جانب منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے، تو آمدنی میں سرکاری اخراجات گنا ضرب مقدار میں اضافہ ہوتا ہے اور Y_1 ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں شرح سود میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ غور کریں کہ یہ صورت کیسز کے ضارب سرمایہ کاری ماڈل کی طرح ہے۔

اب آئی ایس خط کی ڈھلان لیں۔ IS خط جتنا تیز یا ڈھلواں ہو گا، مالیاتی پالیسی اتنی ہی زیادہ موثر ہوگی اور جتنا سپاٹ ہو گا اتنی ہی کم موثر مالیاتی پالیسی ہوگی۔ یہ دونوں صورتیں تصویر 4.10 میں دکھائی گئی ہیں جہاں E اصل توازن نقطہ ہے جس پر r_0 شرح سود اور Y_0 آمدنی کی سطح متعین ہوتی ہے۔ سرکاری اخراجات میں اضافہ نسبتاً سپاٹ آئی ایس خط IS_F کو IS_1 میں منتقل کرتا ہے جس سے نقطہ E_1 پر



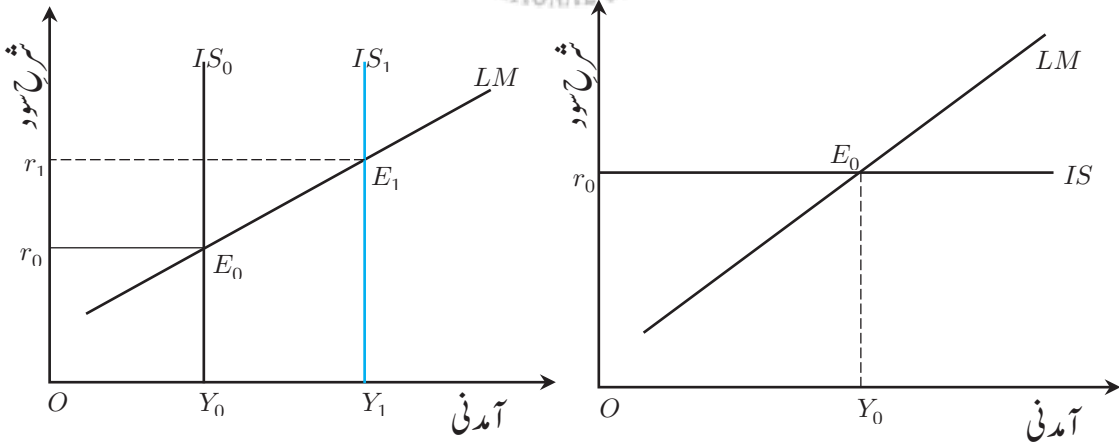
تصویر 4.10

LM خط کے ساتھ نئی توازن r_1 سود کی شرح اور Y_1 آمدنی کی سطح کا تعین ہوتا ہے۔ اسی طرح، نسبتاً ڈھلواں آئی ایس خط IS_S یکساں حکومتی اخراجات میں اضافے کے ساتھ منتقل ہو کر IS_2 ہو جاتا ہے اور نقطہ E_2 پر LM خط کے ساتھ نیا توازن r_2 سود کی شرح اور Y_2 آمدنی کی سطح کا تعین ہوتا ہے۔ نوٹ کریں کہ دونوں آئی ایس خطوط کی صورت میں پیرامیٹر ضارب یا k مساوی ہے لہذا دونوں خطوط اپنی ابتدائی جگہ سے یکساں مقدار میں منتقل ہوئے ہیں۔ اسے E_0B فاصلے سے دکھایا گیا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ نسبتاً سہل آئی ایس خط کے مقابلے میں ڈھلواں آئی ایس خط کی صورت میں مالیاتی پالیسی زیادہ موثر ہوتی ہے۔

ڈھلواں آئی ایس خط کی صورت میں آمدنی میں Y_0Y_2 کا

اضافہ ہوا ہے جبکہ سہل آئی ایس خط کی صورت میں آمدنی میں Y_0Y_1 کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ کہ ڈھلواں آئی ایس خط کی صورت میں سرمایہ کاری کی سود چمک کم ہوتی ہے اور لہذا شرح سود میں اضافے سے نجی سرمایہ کاری بڑی مقدار میں کم نہیں ہوتی اور لہذا عوامی اخراجات میں اضافہ آمدنی میں بڑے اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے برعکس، سہل آئی ایس خط کی صورت میں آمدنی میں اضافہ اس لیے کم ہوتا ہے کیوں کہ سرمایہ کاری کی سود چمک زیادہ ہوتی ہے اور لہذا شرح سود میں اضافہ سرمایہ کاری کو بڑی مقدار میں کم کرتا ہے اور لہذا آمدنی میں کم مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح نسبتاً ڈھلواں آئی ایس خط کی صورت میں مالیاتی پالیسی زیادہ موثر ہوتی ہے اور نسبتاً سہل آئی ایس خط کی صورت میں کم موثر ہوتی ہے۔

افقی آئی ایس خط کی صورت میں مالیاتی پالیسی مکمل طور پر غیر موثر ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں سرمایہ کاری کی سود چمک لامحدود ہوتی ہے۔ اس صورت میں عوامی اخراجات میں اضافے کا شرح سود اور آمدنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسے تصویر 4.10 کے

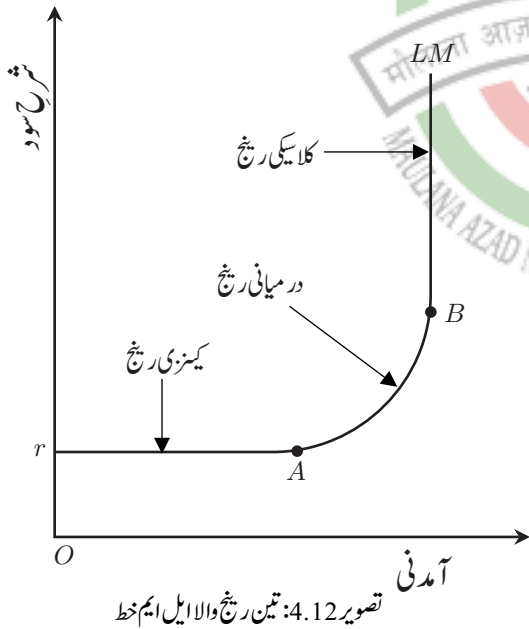


تصویر 4.11: عمودی اور افقی آئی ایس خطوط کی صورت میں مالیاتی پالیسی کی تاثیریت

داہنی حصے میں دکھایا گیا ہے۔ ابتدائی توازن آئی ایس اور ایل ایم خطوط کے نقطہ تقاطع E پر قائم ہوتا ہے اور آمدنی Y_0 اور شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ اب حکومت توسیعی مالیاتی پالیسی اختیار کرتی ہے اور عوامی اخراجات میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں یکساں اثر مزاحمہ کی وجہ سے یکساں مقدار میں نجی سرمایہ کاری میں کمی ہوتی ہے اور لہذا آمدنی اور شرح سود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دوسری انتہا پر عمودی IS خط ہے جو مالیاتی پالیسی کو انتہائی موثر بناتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں سرمایہ کاری مکمل غیر لچکدار ہوتی ہے۔ سرکاری اخراجات میں اضافہ IS خط کو داہنی جانب منتقل کرتا ہے۔ اسے تصویر 4.11 کے بائیں حصے میں دکھایا گیا ہے۔ ابتدائی توازن نقطہ E_0 پر قائم ہوتا ہے جس سے آمدنی Y_0 اور شرح سود r_0 کا تعین ہوتا ہے۔ عوامی اخراجات میں اضافے سے آئی ایس خط داہنی جانب منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے اور ایل ایم خط کو نقطہ E پر قطع کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں شرح سود بڑھ کر r_1 اور آمدنی بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ اس صورت میں بھی عوامی اخراجات میں اضافے سے کیسز کے ماڈل کی ہی طرح اخراجات میں تبدیلی گناضارب مقدار میں آمدنی میں اضافہ ہو گا۔

4.6 تین رینج تجزیہ (Three Range Analysis)

کیسز اور کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نظریات کو ہم آہنگ کرنے کے لیے بعض ماہرین معاشیات زری اور مالیاتی پالیسی کی تاثیریت کو بیان کرنے کے لیے ایل ایم خط کے تین رینج استعمال کرتے ہیں۔ LM خط دائیں طرف اوپر کی طرف ڈھلواں ہوتا ہے اور اس کے تین حصے ہیں، جیسا کہ تصویر 4.12 میں دکھایا گیا ہے۔ شروع میں کم شرح سود پر ایل ایم خط مکمل لچک دار ہوتا ہے۔ اسے کیسز رینج کہا جاتا ہے۔ قدیم کیسز ماہرین معاشیات کے مطابق، ایک مخصوص ادنی شرح سود پر ترجیح سیالیت (Liquidity Preference) مکمل سود لچک دار ہو جاتی ہے۔ کیسز نے اسے دام سیالیت (Liquidity Trap) کا نام دیا۔



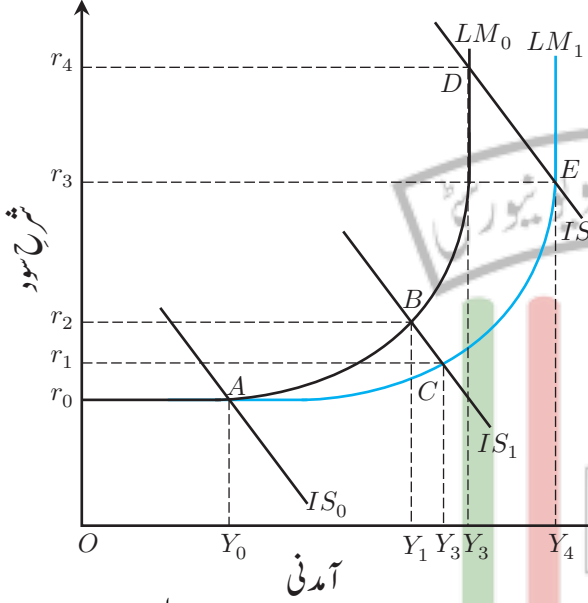
دوسری انتہا پر دائیں طرف، LM خط مکمل غیر لچکدار ہوتا ہے۔ اس حصے کو کلاسیکی رینج کے نام سے جانا جاتا ہے، کیونکہ کلاسیکیوں کا ماننا تھا کہ زر کی طلب صرف لین دین کے مقاصد کے لیے کی جاتی ہے اور لہذا زر کی طلب شرح سود پر منحصر نہیں ہوتی۔ ایل ایم خط کے ان دو حصوں کے درمیان ”درمیانی رینج“ ہے۔ اس رینج میں ایل ایم خط مثبت ڈھلان والا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حصے میں زر کی طلب سود پر منحصر کرتی ہے۔ شرح سود میں تبدیلی سے زر کی طلب میں تبدیلی آتی ہے۔ کیسز رینج مالیاتی یا کیسز نقطہ نظر کی نمائندگی کرتی ہے، کلاسیکی رینج مانیٹر سٹ نقطہ نظر کو دکھاتی ہے، اور درمیانی رینج ترکیبی نقطہ نظر کی نمائندگی کرتی ہے۔ آئیے ان تینوں رینجوں میں مالیاتی اور زری پالیسی کی تاثیریت کا جائزہ لیں۔

4.6.1 زری پالیسی (Monetary Policy)

زری پالیسی کی وضاحت تصویر 4.13 میں کی گئی ہے جہاں تین ریخ والے دو خطوط LM_0 اور LM_1 کو تین IS خطوط کے

ساتھ دکھایا گیا ہے۔ LM_0 ابتدائی خط ہے اور LM_1 زر کی رسد میں اضافے کے بعد کا خط ہے۔

کیسز ریخ: کیسز ریخ میں LM خط مکمل لچکدار ہوتا ہے۔ اس جیسی صورت کی وضاحت ہم تصویر 4.4 کے اوپری حصے میں کر چکے ہیں۔ یہ کیسز ریخ لیکویڈیٹی ٹریپ یا دام سیالیت کی صورت حال ہے جس میں LM خط افقی ہوتا ہے، اور شرح سود r_1 سے کم نہیں ہو سکتی۔ زر کی رسد



تصویر 4.13: تین ریخ ایل ایم خط اور زری پالیسی

میں اضافے سے LM خط LM_0 سے LM_1 کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

ایل ایم خط میں اس تبدیلی کا سود کی شرح پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ نتیجتاً،

سرمایہ کاری پر اثر نہیں پڑتا اور لہذا Y_0 آمدنی کی سطح میں بھی کوئی تبدیلی

نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ r_0 جیسی انتہائی کم شرح سود پر، لوگوں کی

زر کی طلب لامحدود ہوتی ہے۔ زر کی رسد میں کسی بھی اضافے کو وہ اپنے

پاس رکھیں گے اور لہذا شرح سود میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اس طرح

دام سیالیت کے کیسز مفروضے کے تحت، LM خط کے فلیٹ یا افقی حصے

میں زر کی رسد میں اضافے سے شرح سود پر فرق نہیں پڑتا۔ IS خط فلیٹ

ریخ میں LM خط کو نقطہ A پر قطع کرتا ہے جس کا سود کی شرح پر اثر نہیں

پڑتا اور نتیجتاً سرمایہ کاری اور آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس لیے

کیسز ریخ میں زری پالیسی بالکل غیر موثر ہوتی ہے۔

کلاسیکی یا مانیٹر سٹ ریخ: اب کلاسیکی ریخ پر غور کریں جہاں LM مکمل غیر لچکدار خط ہے۔ اس جیسی صورت کی وضاحت ہم تصویر 4.4 کے

نچلے حصے کے لحاظ سے کر چکے ہیں۔ کلاسیکی ریخ میں، معیشت کا ابتدائی توازن نقطہ D پر قائم ہوتا ہے جہاں IS_2 خط LM_0 خط کو قطع کرتا ہے

اور شرح سود r_4 اور آمدنی کی سطح Y_3 کا تعین ہوتا ہے۔ فرض کریں کہ مرکزی بینک توسیعی زری پالیسی اپناتا ہے اور زر کی رسد میں اضافہ کرتا

ہے۔ زر کی رسد میں اضافہ LM_0 خط کو LM_1 میں تبدیل کر دیتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، آمدنی کی سطح Y_3 سے Y_4 تک بڑھ جاتی ہے اور شرح

سود r_4 سے r_3 تک گر جاتی ہے۔

زر کی رسد میں اضافے کے نتیجے میں آمدنی کی سطح میں اضافہ اور شرح سود میں کمی اس کلاسیکی مفروضے پر مبنی ہے کہ زربندی طور

پر مبادلے کا ذریعہ ہے۔ جب مرکزی بینک زر کی رسد میں اضافہ کرتا ہے تو شرح سود گر جاتی ہے۔ لہذا، افراد اضافی زر کو نئی یا موجودہ سرمایہ

کاری میں لگاتے ہیں جس کے نتیجے میں، آمدنی کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن جب تک دولت رکھنے والوں کے پاس لین دین کے مقاصد کے

لیے درکار زر سے زیادہ زر موجود ہوگا، وہ اثاثے کمانے کے لیے مقابلہ کرتے رہیں گے۔ نتیجتاً، شرح سود گرتی رہے گی اور سرمایہ کاری بڑھتی

رہے گی جب تک کہ اس طرح کے لین دین میں اضافی زر کو پورا جذب نہیں کر لیا جاتا۔

بالآخر، آمدنی زر کی رسد میں اضافے کے مساوی بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح زر کی پالیسی کلاسیکی رینج میں انتہائی موثر ہوتی ہے جب معیشت آمدنی اور شرح سود کی اعلیٰ سطح پر ہوتی ہے اور زر کی رسد میں پورے اضافے کو لین دین کے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔ اس طرح زر کی رسد میں اضافے کے بقدر قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

انٹر میڈیٹ رینج: اب درمیانی رینج پر غور کریں جب ابتدائی توازن نقطہ B پر ہو جہاں IS_1 خط LM_0 خط کو قطع کرتا ہے، اور آمدنی کی سطح Y_1 اور شرح سود r_2 کا تعین ہوتا ہے۔ زر کی رسد میں اضافہ LM_0 خط کو LM_1 میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، نیا توازن نقطہ C پر قائم ہوتا ہے جہاں IS_1 خط LM_1 خط کو قطع کرتا ہے۔

اس کے نتیجے میں شرح سود r_2 سے کم ہو کر r_1 ہو جاتی ہے اور آمدنی کی سطح Y_1 سے بڑھ کر Y_2 ہو جاتی ہے۔ درمیانی رینج میں، آمدنی میں $Y_1 Y_2$ کا اضافہ کلاسیکی رینج آمدنی میں اضافے سے کم ($Y_1 Y_2 < Y_3 Y_4$) ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلاسیکی صورت میں زر کی رسد میں پورا اضافہ لین دین کے مقاصد کے لیے جذب ہو جاتا ہے۔ لیکن درمیانی کیس میں، زر کی رسد میں اضافے کو جزوی طور پر تخمینی مقاصد کے لیے اور جزوی طور پر لین دین کے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اضافی زر کا جو حصہ تخمینی مقاصد کے لیے رکھا جاتا ہے وہ فاضل زر کی صورت میں عوام کے پاس رہتا ہے اور آمدنی میں اضافے کا سبب نہیں بنتا۔ اس وجہ سے اس رینج میں زر کی رسد میں اضافے سے آمدنی میں اضافہ کلاسیکی رینج میں اضافے سے کم ہوتا ہے۔

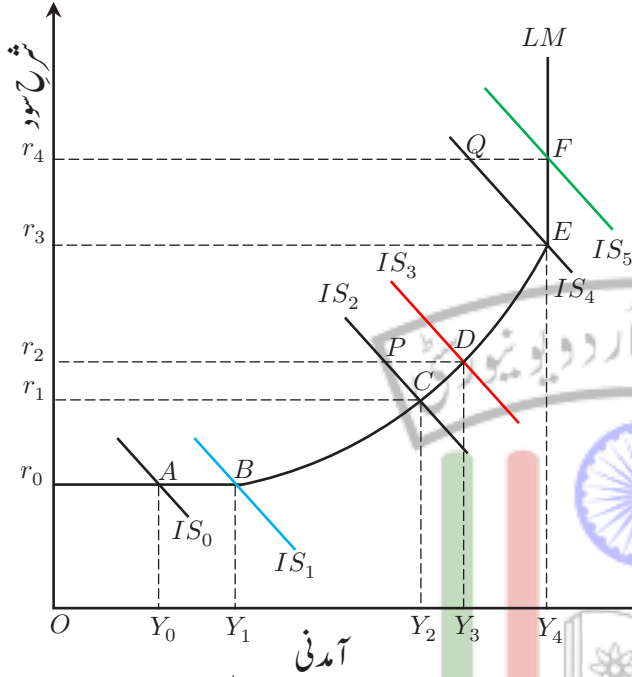
4.6.2 مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)

تصویر 4.14 میں مالیاتی پالیسی کے اثرات کی وضاحت کی گئی ہے۔ تصویر میں تین رینج والے LM خط اور چھ IS خطوط کو دکھایا گیا ہے۔ IS_0, IS_2, IS_4 ابتدائی آئی ایس خطوط ہیں۔ IS_1, IS_3, IS_5 حکومت کی توسیعی مالیاتی پالیسی کے بعد کے خطوط ہیں۔ نوٹ کریں کہ $AB = PD = QF$ ۔ اس کا مطلب ہے کہ کیسز رینج، درمیانی رینج اور کلاسیکی رینج، تینوں صورتوں میں یکساں توسیعی پالیسی دکھائی گئی ہے اور اسی وجہ سے آئی ایس خطوط یکساں مقدار میں داہنی جانب منتقل ہوئے ہیں۔ یعنی IS_0 اور IS_1 خطوط، IS_2 اور IS_3 خطوط اور اسی طرح، IS_4 اور IS_5 خطوط کا افقی فاصلہ مساوی ہے۔

کیسز رینج: پہلے کیسز رینج پر غور کریں جس میں ابتدائی توازن نقطہ A پر قائم ہوتا ہے جہاں IS_0 خط اور LM خط ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ اس کی وضاحت آپ تصویر 4.9 کے ذیل میں پڑھ چکے ہیں۔ فرض کریں کہ حکومت توسیعی مالیاتی پالیسی کے تحت عوامی اخراجات میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے اور LM خط کو نقطہ B پر قطع کرتا ہے۔ نتیجتاً، توازن آمدنی کی سطح Y_0 سے بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے اور شرح سود r_0 میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ نوٹ کریں کہ کیسز رینج میں آمدنی میں اضافہ عوامی اخراجات میں اضافے گناضرب کے بقدر ہوا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ شرح سود اور آمدنی کی کم سطح پر مقررہ زر کی رسد کے ساتھ، دولت رکھنے والوں کے پاس بہت زیادہ اضافی زر

ہوتا ہے۔ اس کا استعمال سود کی شرح میں اضافہ کیے بغیر اعلیٰ لین دین کی سطح کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ جب شرح سود میں اضافہ نہیں ہوتا ہے تو سرمایہ کاری کی سطح پہلے جیسی رہتی ہے اور آمدنی میں اضافہ سرکاری اخراجات میں اضافے کے پورے ضارب کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح یکسزی رینج میں، مالیاتی پالیسی بہت موثر ہوتی ہے۔



تصویر 4.14: تین رینج ایل ایم خط اور مالیاتی پالیسی

کلاسیکی یا مانیٹرسٹ رینج: اس طرح کی صورت کی وضاحت بھی آپ تصویر 4.9 کے ذیل میں پڑھ چکے ہیں۔ کلاسیکی رینج میں، LM خط مکمل غیر لچکدار ہے اور IS_4 خط سے نقطہ E پر کاٹتا ہے جس سے شرح سود r_3 اور آمدنی کی سطح Y_4 کا تعین ہوتا ہے۔ جب توسیعی مالیاتی پالیسی کی وجہ سے حکومتی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے، تو IS_4 خط منتقل ہو کر IS_5 ہو جاتا ہے اور LM خط کو نقطہ F پر قطع کرتا ہے جس سے شرح سود بڑھ کر r_4 ہو جاتی ہے اور آمدنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ کلاسیکی کیس کا تعلق مکمل روزگار والی معیشت سے ہے جہاں سرکاری اخراجات میں اضافے کا اثر شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے جس سے نجی سرمایہ کاری کم ہوتی ہے۔

چونکہ سرکاری اخراجات میں اضافہ بالکل نجی سرمایہ کاری میں کمی کے برابر ہوتا ہے، اس لیے آمدنی کی سطح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس طرح مالیاتی پالیسی کلاسیکی حد میں بالکل بھی موثر نہیں ہوتی ہے۔

انٹرمیڈیٹ رینج: درمیانی رینج میں، ابتدائی توازن نقطہ C پر ہے جہاں IS_2 خط اور LM خط ملتے ہیں۔ اس سے شرح سود r_1 اور آمدنی Y_2 کا تعین ہوتا ہے۔ سرکاری اخراجات میں اضافے سے IS_2 خط منتقل ہو کر IS_3 ہو جاتا ہے اور LM خط کو نقطہ D پر قطع کرتا ہے۔ نتیجے میں آمدنی Y_2 سے بڑھ کر Y_3 ہو جاتی ہے۔ اسی طرح، شرح سود بھی بڑھ کر r_2 ہو جاتی ہے۔ درمیانی رینج میں مالیاتی پالیسی کی وجہ سے آمدنی کی سطح اور شرح سود دونوں میں اضافہ دو جہات کی وجہ سے ہے۔

اولاً، سرکاری اخراجات میں اضافے کے نتیجے میں آمدنی میں اضافہ اس لیے ہوتا ہے کیونکہ لین دین کے مقاصد کے لیے اضافی رقم کے بیلنس دستیاب ہوتے ہیں۔ دوسرا، زر کی دی گئی رسد کے ساتھ، دستیاب لین دین کا ایک حصہ دولت رکھنے والوں کے ذریعے غیر فعال بیلنس کے طور پر رکھا جاتا ہے جس سے شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے۔ شرح سود میں اضافے کے نتیجے میں، سرمایہ کاری گر جاتی ہے اور مالیاتی پالیسی اتنی موثر نہیں ہوتی جتنی یکسزی رینج میں ہوتی ہے۔ عام طور پر، مالیاتی پالیسی اتنی ہی زیادہ موثر ہوگی تو توازن جتنا یکسزی رینج کے قریب ہو گا اور غیر موثر ہوگی تو توازن جتنا کلاسیکی رینج کے قریب ہو گا۔

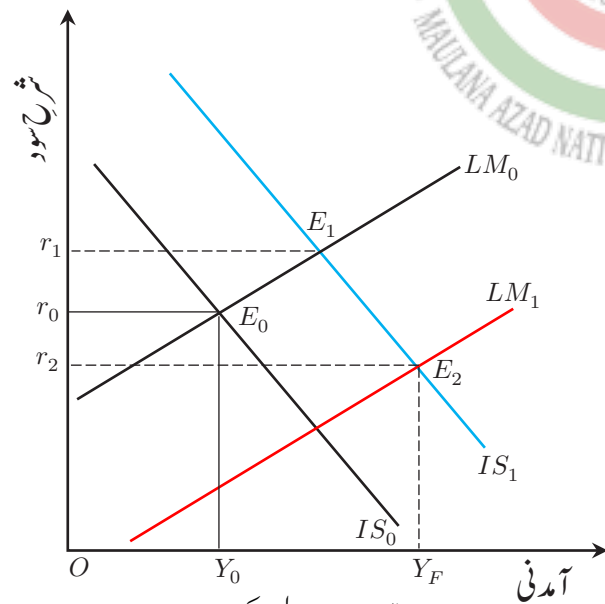
مختصراً، زری اور مالیاتی پالیسی کی نسبتی تاثیر IS اور LM خطوط کی شکل اور معیشت کی ابتدائی پوزیشن پر منحصر کرتی ہے۔ اگر معیشت کیسز ریجن میں ہے تو، مانیٹری پالیسی غیر موثرگی اور مالیاتی پالیسی انتہائی موثر ہوگی۔ دوسری طرف، کلاسیکی ریجن میں، مانیٹری پالیسی موثر ہوگی اور مالیاتی پالیسی غیر موثر ہوگی۔ لیکن درمیانی حد میں دونوں مانیٹری اور مالیاتی پالیسیاں موثر ہوں گی۔ یہ کیس کیسز اور کلاسیکی نظریات کے درمیان فرق کو ختم کرتا ہے۔ اس ریجن میں، IS اور LM خطوط کی پک نہ تو انتہائی سود لچکدار ہوتی ہے اور نہ ہی انتہائی سود غیر لچکدار ہوتی ہے۔ درحقیقت، درمیانی ریجن میں، زری اور مالیاتی پالیسیوں کی تاثیر کا انحصار زیادہ تر IS خط کی پک پر ہوتا ہے۔ اگر IS خط غیر لچکدار ہو تو، مالیاتی پالیسی زری پالیسی سے زیادہ موثر ہوگی۔ اگر IS خط لچکدار ہو، تو زری پالیسی مالیاتی پالیسی سے زیادہ موثر ہوگی۔ اس طرح زری اور مالیاتی پالیسیوں کی مکمل تاثیر کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ زری-مالیاتی پالیسی مکس کا استعمال کیا جائے۔

4.7 زری-مالیاتی مکس (Monetary-Fiscal Mix)

پالیسی مکس تکمیلی زری اور مالیاتی پالیسیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جسے ملک اپنی معیشت کو منظم کرنے یا کسی خاص معاشی بحران سے نمٹنے کے لیے اپناتا ہے۔ پالیسی مکس عموماً مرکزی بینک، اور حکومت کے تعاون سے تشکیل پاتا ہے۔

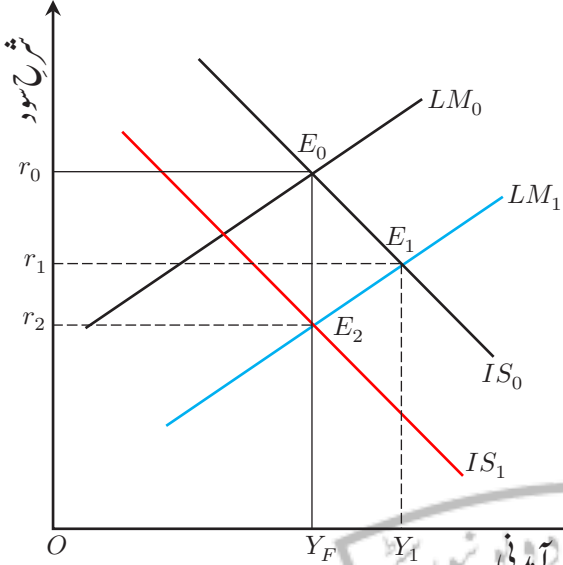
زیادہ تر جمہوری ممالک میں، منتخب وفاقی مقننہ مالیاتی پالیسی کو کنٹرول کرتے ہیں، جبکہ آزاد مرکزی بینک (ہندوستان میں رزرو بینک آف انڈیا) زری پالیسی تشکیل دیتے ہیں۔ حکومتیں اور مرکزی بینک عام طور پر اہداف کا ایک وسیع مجموعہ رکھتے ہیں۔ ان میں بے روزگاری کی کم شرح، مستحکم قیمتیں، معتدل شرح سود، اور صحت مند معاشی نمو شامل ہے۔

پالیسی مکس کی مثال کے لیے ایسی معیشت کا تصور کریں جو بے روزگاری کے مسئلے سے دوچار ہے۔ بے روزگاری دور کرنے اور مجموعی طلب کو ترغیب دینے کے لیے حکومت ٹیکس میں کمی کرتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ سرمایہ کاری کو ترغیب دینے کے لیے مرکزی بینک زری کی رسد میں اضافہ کرتا ہے جس سے شرح سود میں کمی آتی ہے۔



تصویر 4.15: پالیسی مکس

تصویر 4.15 پر غور کریں جس میں معیشت میں مکمل روزگار حاصل کرنے کے لیے زری مالیاتی پالیسیوں کا ایک وسیع مرکب اپنایا جاتا ہے۔ ابتدا میں IS_0 اور LM_0 خطوط کے تعامل کی بنیاد پر معیشت نقطہ E_0 پر توازن میں ہے۔ اس سے r_0 سود کی شرح اور Y_0 آمدنی کی سطح متعین ہوتی ہے۔ اب سرکاری اخراجات میں اضافے یا ٹیکسوں میں کمی کی صورت میں توسیعی مالیاتی پالیسی اپنائی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں آئی ایس خط منتقل ہو کر IS_1 ہو جاتا ہے۔ اگر مرکزی بینک ساتھ ہی ساتھ توسیعی زری پالیسی نہیں اپناتا تو نیا توازن نقطہ E_1 پر



تصویر 4.16: پالیسی مکس

قائم ہو گا اور شرح سود بڑھ کر r_1 ہو جائے گی۔ لیکن اگر شرح سود کو کم کرنے اور مکمل روزگار کے حصول کے مقصد کے لیے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے، مانیٹری اتھارٹی تو سبھی زری پالیسی اپناتی ہے اور زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے تو اس سے ایل ایم خط منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے اور نیا توازن نقطہ E_2 پر قائم ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں شرح سود کم ہو کر r_2 ہو جاتی ہے اور آمدنی بڑھ کر OY_F ہو جاتی ہے۔

آئیے ایک اور صورت حال کو لیں جب معیشت OY_F کی آمدنی کی مکمل روزگار کی سطح پر ہے۔ تصویر 4.16 پر غور کریں جہاں ابتدا میں IS خط LM خط کو نقطہ E_0 پر قطع کرتا ہے۔ لیکن کچھ

وجوہات کی وجہ سے، معیشت کی شرح نمو میں جمود میں آ گیا ہے۔ اس پر قابو پانے کے لیے معیشت میں مزید سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے، مانیٹری اتھارٹی زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہے جس سے ایل ایم خط منتقل ہو کر LM_1 ہو جاتا ہے اور IS خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے جس سے شرح سود کم ہو کر r_1 ہو جاتی ہے اور آمدنی کی سطح بڑھ کر Y_1 ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ معیشت مکمل روزگار کی حالت پر ہے لہذا اس زری پالیسی سے آمدنی میں ہوا اضافہ (آمدنی کے مکمل روزگار آمدنی سے زیادہ ہونے کی وجہ سے) مہنگائی کا سبب بنے گا۔ لہذا، مہنگائی کو قابو کرنے کے لیے زری-مالیاتی پالیسی مکس میں تبدیلی کی ضرورت ہوگی۔

اس کے لیے تو سبھی زری پالیسی کو انکماش مالیاتی پالیسی کے ساتھ ملایا جائے گا۔ اس کے مطابق، حکومت اپنے اخراجات میں کمی اور / یا ٹیکسوں میں اضافہ کرے گی اس طرح کہ آئی ایس خط بائیں جانب منتقل ہو کر IS_1 ہو جائے گا۔ یہ آئی ایس خط LM_1 کو نقطہ E_2 پر قطع کرے گا جس سے توازن مکمل روزگار کی حالت پر قائم ہوگا۔ اس طرح، اس زری-مالیاتی پالیسی مکس کے ذریعے مکمل روزگار آمدنی کی اس سطح کو برقرار رکھا جاسکتا ہے کیونکہ کم شرح سود معیشت میں سرمایہ کاری کے بڑے اخراجات کو برقرار رکھے گی اور سرکاری اخراجات میں کمی یا زیادہ ٹیکس مہنگائی کو قابو میں رکھیں گے۔

4.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- زری پالیسی اور مالیاتی پالیسی کے کردار کی وضاحت کر سکیں۔
- زری پالیسی اور مالیاتی پالیسی کی نسبتی تاثیریت کی وضاحت کر سکیں۔
- زری مالیاتی پالیسی مکس کی وضاحت کر سکیں۔

4.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

- مالیاتی پالیسی: *Fiscal Policy* - عوامی اخراجات اور ٹیکسوں میں تبدیلی کی حکومت کی پالیسی۔
 زری پالیسی: *Monetary Policy* - مرکزی بینک کی زر کی رسد اور شرح سود سے متعلق پالیسی۔

4.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

4.10.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. اگر مرکزی بینک زر کی رسد میں کمی کرتا ہے تو آئی ایس۔ ایل ایم ماڈل کے مطابق اس کا معیشت پر کیا اثر ہوگا؟
 - (a) قومی آمدنی میں کمی ہوگی۔
 - (b) شرح سود میں کمی ہوگی۔
 - (c) شرح سود مساوی رہے گی۔
 - (d) قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔
2. جب آئی ایس خط افقی سیدھا خط ہو تو درج ذیل میں کون سا درست نہیں ہے؟
 - (a) مالیاتی پالیسی مکمل طور پر موثر ہوتی ہے۔
 - (b) زری پالیسی مکمل طور پر موثر ہوتی ہے۔
 - (c) مالیاتی پالیسی بالکل غیر موثر ہوتی ہے۔
 - (d) دونوں پالیسیاں غیر موثر ہوتی ہیں۔
3. اگر زر کی رسد اور سرمایہ کاری دونوں میں یکساں مقدار میں اضافہ ہو تو آئی ایس ایل ایم ماڈل کے مطابق ہوگا:
 - (a) شرح سود میں اضافہ اور قومی آمدنی میں کمی
 - (b) شرح سود مساوی اور قومی آمدنی میں اضافہ
 - (c) شرح سود میں اضافہ
 - (d) شرح سود مساوی اور قومی آمدنی میں کمی
4. کیسز کے مطابق دام سیالیت کی صورت میں:
 - (a) زری پالیسی غیر موثر ہوتی ہے۔
 - (b) زری پالیسی مکمل طور پر موثر ہوتی ہے۔
 - (c) مالیاتی پالیسی غیر موثر ہوتی ہے۔
 - (d) معیشت مکمل روزگار کی سطح پر ہوتی ہے۔
5. اگر آئی ایس خط افقی خط ہو تو زری پالیسی انتہائی ----- ہوتی ہے۔ (غیر موثر / موثر)
6. مالیاتی پالیسی زیادہ موثر ہوتی ہے جب ایل ایم خط نسبتاً ----- ہوتا ہے۔ (ڈھلوان / سپاٹ)
7. کیسز ریٹخ میں زری پالیسی ----- ہوتی ہے جب کہ مالیاتی پالیسی ----- ہوتی ہے۔ (موثر / غیر موثر)
8. درمیانی ریٹخ میں زری پالیسی مالیاتی پالیسی سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔ (صحیح / غلط)
9. کلاسیکی ریٹخ میں زری پالیسی ----- ہوتی ہے جب کہ مالیاتی پالیسی ----- ہوتی ہے۔ (موثر / غیر موثر)
10. عمودی ایل ایم خط کی صورت میں مالیاتی پالیسی ----- ہوتی ہے۔ (موثر / غیر موثر)

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
غیر موثر	موثر، غیر موثر	غلط	غیر موثر، موثر	سپاٹ	موثر	(a)	(b)	(a)	(a)	

4.10.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. توسیعی مالیاتی پالیسی کیا ہوتی ہے؟ شرح سود اور آمدنی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟
2. توسیعی زری پالیسی کیا ہوتی ہے؟ شرح سود اور آمدنی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟
3. عمودی ایل ایم خط کی صورت میں زری پالیسی کی تاثیریت کی وضاحت کریں۔
4. عمودی ایل ایم خط کی صورت میں مالیاتی پالیسی کی تاثیریت کی وضاحت کریں۔
5. زری-مالیاتی پالیسی کس کسے کہتے ہیں؟

4.10.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. زری پالیسی کی تاثیریت اور ایل ایم خط کے ڈھلان کے تعلق کی وضاحت کریں۔
2. مالیاتی پالیسی کی تاثیریت اور آئی ایس خط کے ڈھلان کے تعلق کی وضاحت کریں۔
3. زری مالیاتی پالیسی کس کو تفصیل سے بیان کریں۔

4.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory*.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

بلاک II: زر کی رسد کے نظریات

اکائی 5: زر کے معنی، اقسام اور افعال

(Meaning, Types and Functions of Money)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	5.0
مقاصد (Objectives)	5.1
زر کے معنی (Meaning of Money)	5.2
پیسے (زر) کی تعریف (Definition of Money)	5.3
پیسے (زر) کی اقسام (Types of Money)	5.4
زر کے افعال (Functions of Money)	5.5
مختلف قسم کی معیشتوں میں زر کی اہمیت (Importance of Money in Different Economies)	5.6
زر کے نقائص (Disadvantages of Money)	5.7
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	5.8
کلیدی الفاظ (Keywords)	5.9
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	5.10
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	5.10.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	5.10.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	5.10.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	5.11

تمہید (Introduction) 5.0

زر کو بڑے پیمانے پر انسانی تاریخ کی سب سے اہم ایجادات میں سے ایک کے طور پر شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ اس نے ہمارے معاشی

لین دین، اشیا اور خدمات کی تجارت کے طریقے میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ کرنسی کی ابتدائی شکلوں، جیسے گولے اور موتیوں سے لے کر جدید دور کی ڈیجیٹل کرنسیوں تک، زرنے انسانی وجود اور معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس اکائی میں، ہم زر کی تعریف، معنی اور افعال کی وضاحت کریں گے تاکہ طلباء کو ہماری روزمرہ کی زندگیوں اور ملکوں کی ترقی میں اس کی اہمیت کے بارے میں گہرائی سے سمجھنے میں مدد ملے۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- زر کے معنی اور ماہرین کی جانب سے پیش کردہ مختلف تعریفوں کو بیان کرنا۔
- زر کی مختلف اقسام کی درجہ بندی کرنا۔
- زر کے مختلف افعال کی وضاحت کرنا۔

5.2 زر کے معنی (Meaning of Money)

زر درحقیقت انسانی تاریخ کی سب سے اہم ایجادات میں سے ایک ہے، کیونکہ اس نے افراد و معاشروں کو سامان اور خدمات کی تجارت زیادہ موثر طریقے سے کرنے کے قابل بنایا ہے۔ زر جدید معاشی زندگی کا ایک اہم جزو ہے اور اس کے متعدد افعال ہیں جو معاشی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ بارٹر سسٹم کی حدود کی وجہ سے، لوگ اکثر اپنے علاقے میں ایک وسیع پیمانے پر قبول شدہ شے کا انتخاب کرنے پر مجبور ہوتے تھے تاکہ زر مبادلہ کے ذریعے کام کیا جاسکے۔

بارٹر سسٹم ناقابل عمل کیوں تھا؟

زر کی ایجاد سے قبل انفرادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اشیا کا تبادلہ کیا جاتا تھا۔ بارٹر سسٹم اشیا کے بدلے اشیا کے تبادلے کو کہتے ہیں۔ اس کے باوجود، بارٹر سسٹم لوگوں کی مسلسل بڑھتی ہوئی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوا۔ بارٹر سسٹم کی کچھ خامیاں درج ذیل ہیں

1. خواہشات کا دوہرا اتفاق

خواہشات کا دوہرا اتفاق بتاتا ہے کہ دو لوگوں کے درمیان لین دین صرف اس صورت میں ہو گا جب دونوں کو ایک دوسرے کی مصنوعات کی ضرورت ہو۔ مثال کے طور پر، صرف اس صورت میں جب *Mr. A* کو اس پروڈکٹ کی ضرورت ہو جسے *Mr. B* بیچ رہا ہے، دوسری طرف، *Mr. B* بھی اسی طرح وہ مصنوعات خریدنے کے لیے بے چین ہو جو *Mr. A* فروخت کے لیے پیش کر رہا ہے، دونوں افراد سامان کی تجارت میں مشغول ہو سکتے ہیں۔ صرف ایک سادہ معیشت میں جہاں افراد ایک دوسرے کی خواہشات سے واقف ہوں اشیا اور خدمات کا ایسا تبادلہ ممکن ہے۔ لیکن، ایک پیچیدہ معیشت میں جہاں لوگوں کے مطالبات لامحدود ہیں، ایک کا یہ جاننا ممکن ہے کہ دوسرے کو کس کی ضرورت ہے۔

2. قدر کا عام پیمانہ

چونکہ بارٹر سسٹم میں قدر کا کوئی عالمی معیار نہیں ہے، اس لیے ایشیا اور خدمات کے تبادلے کے لیے ایک مقررہ تناسب قائم کرنا مشکل ہے۔ مثال کے طور پر، کوئی کپڑے کے بدلے گندم خریدنے کا خواہش مند ہے۔ اس منظر نامے میں خواہشات کے دوہرے اتفاق کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں، یہ طے کرنا مشکل ہے کہ کتنے کپڑے کے بدلے کتنی گندم کا تبادلہ کیا جائے۔ ایسے حالات میں، قدر کے مشترکہ پیمانے کے بغیر دو ایشیا کی شرح تبادلہ کا تعین کرنا مشکل ہے۔

3. ایشیا کی عدم تقسیم

ان ایشیا کی صورت میں جو حصوں میں تقسیم ہونے پر افادیت سے محروم ہو جاتے ہیں ان میں بارٹر سسٹم ناقابل عمل تھا۔ مثال کے طور پر ایک اونٹ کی قیمت دو گھوڑوں کے برابر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اونٹ کے بدلے ایک گھوڑا چاہے تو اسے آدھا اونٹ چھوڑ دینا چاہیے۔ اس صورت میں اونٹ کی افادیت ختم ہو جائے گی، اور بغیر افادیت کے ایشیا اپنی قدر رکھو دیں گی۔ دوسری طرف، اگر فرد پورے اونٹ کو ایک گھوڑے کے بدلے دے دیتا ہے، تو اسے نقصان ہو گا۔ فرد کو ایک گھوڑے کی افادیت کی قیمت کے برابر نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیے بارٹر سسٹم میں ناقابل تقسیم چیزوں کا تبادلہ مشکل تھا۔

4. قدر کا ذخیرہ

قدر کو بارٹر سسٹم کے تحت گندم، اناج اور جانوروں جیسی ایشیا میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود دولت کو ایشیا کی شکل میں ذخیرہ کرنا درج ذیل وجوہات کی بنا پر مشکل ہے:

- I. اجناس کی خرابی: سبزیاں، جانور اور پھل خراب ہونے والی ایشیا کی مثالیں ہیں جنہیں طویل عرصے تک ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ خراب ہو جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں افراد کو نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے۔
- II. مصنوعات کا معیار: اگر چیزوں کو زیادہ دیر تک محفوظ رکھا جائے تو ان کی کوالٹی مخرب ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً ان کی قدر کم ہو جاتی ہے۔
- III. ایشیا کا ذخیرہ: اجناس کی شکل میں قدر کا ذخیرہ، جیسے مویشی اور گندم، بہت زیادہ جگہ مانگتے ہیں جبکہ ذخیرہ کرنے کی گنجائش کی وسیع مقدار ہمیشہ دستیاب نہیں ہو سکتی ہے۔

IV. سامان پر اخراجات: عام طور پر، مویشیوں کی طرح ایشیا کو ذخیرہ کرنے میں زیادہ لاگت آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مویشیوں کے لیے چارہ حاصل کرنے اور حفظان صحت کے حالات کو برقرار رکھنے پر بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جیونز (Jevons) نے ایک مثال کی مدد سے قدر کو ایشیا کی شکل میں ذخیرہ کرنے کی خامی کی وضاحت کی ہے۔ اپنی مثال میں انہوں نے ایک گلوکار کا حوالہ دیا جس کا تعلق پیرس سے تھا۔ گلوکار نے گانے کی پر فارمنس دینے کے لیے افریقہ کے ایک جزیرے کا دورہ کیا۔ اس وقت افریقہ میں بارٹر سسٹم رائج تھا۔ اس لیے گلوکار کو انعام کے طور پر اناج اور مویشی ملے۔ جو اناج ملا وہ مویشی کھا گئے، پس، گلوکار کے پاس صرف مویشی ہی بچے۔ بعد ازاں، پیرس واپسی کے دوران ان کے مویشی بھی کسی بیماری کی وجہ سے مر گئے۔ اس مثال سے یہ سمجھ آتا ہے کہ قدر کے ذخیرے کے

طور پر زر کو بارٹر سسٹم پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ اشیا کو ذخیرے کے طور پر رکھنا مشکل ثابت ہو سکتا ہے۔

5. موخر ادا نیگیوں

بارٹر سسٹم کی سب سے اہم خامیوں میں سے موخر ادا نیگی ایک ہے جس سے مراد وہ ادا نیگی جو مستقبل میں کسی وقت کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر، سود، کرایہ، قرض، اور انشورنس پر بیمہ وغیرہ۔ بارٹر سسٹم میں، اشیا کو زر مبادلہ کے ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے، موخر ادا نیگیوں کو نا بہت مشکل ہے۔ چاندلر (Chandler) نامی ماہر معاشیات نے مندرجہ ذیل عوامل کو بیان کیا ہے جنہوں نے بارٹر سسٹم کے تحت موخر ادا نیگیوں کو مشکل بنا دیا:

I. اشیا کے معیار پر اختلاف کا باعث بننا: مثال کے طور پر، اگر ایک قرض دہندہ کو گندم کی شکل میں موخر ادا نیگی موصول ہوتی ہے، تو آج حاصل کی گئی گندم کا معیار وقت کی مدت میں قرض دہندہ کو واپس کی گئی گندم کے معیار سے مختلف ہو سکتا ہے۔

II. اشیا کی نوعیت پر اختلاف کا سبب بنتا ہے۔

III. وقت گزرنے کے ساتھ موخر ادا نیگیوں کے لیے استعمال ہونے والی اشیا کی قدر میں تبدیلیوں کے حوالے سے تنازعات کا باعث بنتا ہے۔

مختلف مشکلات کی بنا پر، بارٹر سسٹم افراد کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھا۔ اسی لیے ماہرین معاشیات نے زر کے تصور کو متعارف کرایا۔ نتیجے کے طور پر، اشیا کی ایک وسیع تعداد پیسے کے طور پر استعمال ہونے لگی۔ آہستہ آہستہ، انتہائی مطلوبہ دھاتیں، جیسے سونا، چاندی وغیرہ وسیع پیمانے پر استعمال ہونے لگیں۔ ان تمام اشیا کی جگہ اب پیسے نے لے لی ہے۔ کاغذی رقم نے بعد میں سہولت اور معاشی وجوہات کی بنا پر سکے کی جگہ لے لی۔ زر کی سب سے اہم شکل نقدی کے علاوہ بینک چیک، ڈرافٹ اور پرو مسری نوٹ تھے۔ آج کل، اگرچہ ہر ملک کا اپنا مالیاتی نظام ہے، اور کسی ملک کی کرنسی کو عام طور پر اس کی حدود سے باہر قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک وجہ ہے جو بین الاقوامی تجارت کو اندرونی تجارت سے مختلف بناتی ہے۔ زرا راتوں رات ایجاد نہیں ہو بلکہ اس کی ترقی کافی سست تھی۔ یہ کئی سو سال تک جاری رہنے والے ارتقا کے عمل کا نتیجہ ہے۔ زر کی مختلف اقسام زر کی ترقی کے مختلف مراحل کی نشاندہی کرتی ہیں۔

زر قدر کا ایک نظام ہے جو معیشت میں سامان کے تبادلے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ زر ہمیں اپنی بنیادی ضروریات جیسے خوراک اور رہائش خریدنے اور صحت کی دیکھ بھال کے لیے ادا نیگی کو پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ پوری تاریخ میں اور آج تک، سب سے بنیادی اس سوال پر کوئی اتفاق نہیں ہوا ہے کہ زر کیا ہے؟ تاہم، تصوراتی طور پر، ایسی چیز جو سامان اور خدمات کی ادا نیگی میں اور قرضوں کے تصفیے میں قبول کی جاتی ہے اسے زر کہا جاسکتا ہے۔ پانچ روپے مالیت کا کاغذی روپے کے اخبار سے بالکل مختلف ہے۔ پہلے جب ہم اشیا کے بدلے اشیا کا تبادلہ کرتے تھے تو یہ کافی مشکل تھا۔

5.3 پیسے (زر) کی تعریف (Definition of Money)

چونکہ زر کی تعریف کئی طریقوں سے کی جاسکتی ہے اور ماہرین فن نے بھی اسے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے، لہذا ذیل سرخی میں زر

کی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔

1. "زر سلکوں، بینک نوٹوں، یا دیگر کرنسی نوٹوں کی شکل میں تبادلے کا ایک موجودہ ذریعہ ہے جو سامان اور خدمات کی منتقلی سے متعلق لین دین میں بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے" (آکسفورڈ انگریزی ڈکشنری)۔ یہ تعریف اس خیال کو اجاگر کرتی ہے کہ زر تبادلے کا ایک موجودہ ذریعہ ہے جو سامان اور خدمات کی منتقلی سے متعلق لین دین کے لیے بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زر ایک ایسی چیز ہے جسے لوگ اپنی ضرورت یا مطلوبہ چیزیں خریدنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں، اور یہ کہ عام طور پر دوسرے لوگ اسے ادائیگی کے ذریعے کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ یہ تعریف یہ بھی بتاتی ہے کہ زر مختلف شکلیں لے سکتا ہے، جیسے سکے، بینک نوٹ، یا کرنسی نوٹ، اور یہ کہ یہ تبادلے کا ایک موجودہ ذریعہ ہے، یعنی یہ فی الحال لین دین میں استعمال ہوتا ہے۔

2. *Economics: Principles, Problems, and Policies* میں زر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے "زر وہ چیز ہے جو سامان اور خدمات کی ادائیگی یا قرضوں کے تصفیے میں بڑے پیمانے پر قبول کی جاتی ہے۔" *Sean M. Flynn* اور *Stanley L. Brue·McConnell* نے اپنی تصنیف *Economics: Principles, Problems, and Policies* میں زر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے "زر وہ چیز ہے جو سامان اور خدمات کی ادائیگی یا قرضوں کے تصفیے میں بڑے پیمانے پر قبول کی جاتی ہے۔"

یہ تعریف اس بات کی وضاحت میں سماجی قبولیت کی اہمیت پر زور دیتی ہے کہ زر کیا شمار ہوتا ہے۔ اس تعریف کے مطابق، زر وہ چیز ہے جسے لوگ بڑے پیمانے پر سامان اور خدمات کی ادائیگی کے طور پر یا قرضوں کے تصفیے میں قبول کرتے ہیں۔ اس میں زر کی روایتی شکلیں جیسے سکے اور بینک نوٹ، نیز ادائیگی کی دیگر اقسام جیسے ڈیجیٹل کرنسی شامل ہو سکتی ہے۔ یہ تعریف یہ بھی بتاتی ہے کہ زر صرف سامان اور خدمات کے تبادلے میں شامل لین دین تک محدود نہیں ہے، بلکہ قرضوں کو حل کرنے کے لیے بھی اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

3. ماہرین معاشیات *N. Gregory Mankiw* نے زر ہر اس شے کو کہا ہے جو سامان، خدمات اور قرضوں کی ادائیگی کا سماجی طور پر قبول شدہ ذریعہ ہو۔

پچھلی تعریف کی طرح، یہ تعریف زر کی سماجی قبولیت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اس تعریف کے مطابق، زر ادائیگی کا ایک ذریعہ ہے جو سامان، خدمات، اور قرضوں پر مشتمل لین دین کے لیے سماجی طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو بڑے پیمانے پر اس بات پر متفق ہونا چاہیے کہ ادائیگی کی ایک مخصوص شکل قابل قبول ہے تاکہ اسے زر سمجھا جائے۔ اس تعریف میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ زر کو قرضوں سمیت مختلف چیزوں کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

4. جدید معاشیات کے موجد ایڈم اسمتھ نے زر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "قیمتی دھاتوں کی وہ صحیح مقدار جو عام طور پر سامان اور خدمات کی ایک خاص مقدار کی خریداری کے لیے درکار ہوتی ہے۔" دوسرے لفظوں میں، اس نے زر کو سامان اور خدمات کے تبادلے کے ایک ذریعے کے طور پر دیکھا، اور اس کی قدر کا تعین اس قیمتی دھات کی مقدار سے کیا جاتا تھا جس کی وہ نمائندگی کرتی تھی۔ مثال کے طور پر، اگر ایک اونس سونے کی قیمت \$1,500 ہے، تو \$10 کا بل ایک اونس سونے کے $\frac{1}{50}$ ویں حصے کی نمائندگی کرتا ہے۔

5. کارل مارکس: کارل مارکس نے اپنی تصنیف "کیپٹل" میں لکھا ہے کہ "زر کی پہچان ایک ایسی شے کے طور پر کی ہے جو دوسری اشیاء کے

تبادلے میں ایک عالمگیر مساوی کے طور پر کام کرتی ہے۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ زر کسی دوسری چیز کی طرح ایک شے ہے، جس کی عالمی سطح پر قبول شدہ قدر ہوتی ہے اور اسے دوسری اشیا کے بدلے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی کسان جو توتوں کے ایک جوڑے کے عوض گندم کے ایک بشل کی تجارت کرنا چاہتا ہے، لیکن جو تانبانے والا گندم نہیں چاہتا ہے، تو کسان اس کے بدلے زر (جیسے کرنسی) کا استعمال کر سکتا ہے۔

6. جان مینارڈ کیمنز (John Maynard Keynes): جان مینارڈ کیمنز نے زر کی تعریف "حال اور مستقبل کے درمیان ایک ربط" کے طور پر کی۔ اس کا خیال تھا کہ پیسے کا بنیادی کام قدر کے ذخیرے کے طور پر کام کرنا ہے جسے مستقبل میں خریداری کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص بینک اکاؤنٹ میں زر رکھتا ہے، تو وہ اس زر کو بعد میں خریداری کرنے کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔

7. ملٹن فریڈمین (Milton Friedman): ملٹن فریڈمین کے مطابق "ہر ایسی چیز زر ہے جسے عام طور پر سامان اور خدمات کی ادائیگی کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔" فریڈمین کے مطابق، زر ضروری نہیں کہ کوئی مادی چیز ہو بلکہ یہ ڈیجیٹل کرنسی کی شکل بھی لے سکتی ہے، جیسے کریڈٹ کارڈ یا بینک ڈپازٹس۔ اس میں مادی کرنسی کے ساکریڈٹ کارڈز اور آن لائن لین دین جیسی ادائیگی کی ڈیجیٹل شکلیں بھی شامل ہیں۔

8. Knut Wicksell کے مطابق زر وہ ہے جو تمام دیگر اشیا کی قیمت کو کنٹرول کرتی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ زر قدر کا ایک مشترکہ معیار قائم کرنے کا ایک ذریعہ ہے جسے دیگر تمام اشیا اور خدمات کی مالیت کا موازنہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر گاڑی کی قیمت \$20,000 ہے، لیکن ایک روٹی کی قیمت \$2 ہے، تو گاڑی کی قیمت 10,000 روٹیوں کے برابر ہے۔

9. فریڈرک ہائیک (Friedrich Hayek): فریڈرک ہائیک نے زر کی تعریف "بالواسطہ تبادلے کی سہولت فراہم کرنے کا ایک ذریعہ" کے طور پر کی۔ ان کا خیال تھا کہ افراد کو بالواسطہ تبادلے میں مشغول کرنے کے لیے زر ضروری ہے، جس میں وہ براہ راست بارٹر پارٹنر تلاش کیے بغیر سامان اور خدمات کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی استعمال شدہ کار خریدنا چاہتا ہے لیکن اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کے بدلے میں بیچنے والا چاہتا ہے، تو وہ اس کے بجائے خریداری کے لیے زر استعمال کر سکتا ہے۔

10. ماہر معاشیات Tibor Scitovsky نے زر کی تعریف "ایک ایسی شے کے طور پر کی ہے جو عام طور پر کسی لین دین میں تمام فریقوں کے لیے سامان یا خدمات کی ادائیگی کے طور پر قابل قبول ہوتی ہے۔" یہ تعریف تبادلے کے ذریعے کے طور پر کسی شے کی عام قبولیت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، کسی چیز کو زر سمجھا جانے کے لیے اسے کسی معاشرے میں تبادلے کے ذریعے کے طور پر بڑے پیمانے پر قبول کیا جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر، کچھ معاشروں میں، سونے یا چاندی جیسی قیمتی دھاتوں کو بطور پیسے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ وہ بڑے پیمانے پر تبادلے کے ایک ذریعہ کے طور پر قبول کیے جاتے ہیں، چاہے ان کی ایک شے کے طور پر کوئی اندرونی قدر نہ بھی ہو۔

11. ماہر معاشیات جان ہکس (John Hicks) کے مطابق "کوئی بھی چیز جو عام طور پر سامان یا خدمات کی ادائیگی یا قرض کی ادائیگی میں قبول کی جاتی ہے زر کہلاتی ہے۔" یہ تعریف اس خیال پر زور دیتی ہے کہ زر مبادلہ کا ایک ذریعہ ہے جسے دی گئی معیشت میں بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے۔ یہ لین دین اور ادائیگیوں کو آسان بنانے کے ایک ذریعے کے طور پر زر کے کردار اور معاشی سرگرمیوں کو آسان بنانے

میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ تعریف زر کے کردار کو قدر کے ذخیرے کے طور پر بھی تسلیم کرتی ہے، کیونکہ اسے قرضوں کی ادائیگی اور وقت کے ساتھ ساتھ قوت خرید رکھنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، جدید معیشتوں میں، مرکزی بینک کی طرف سے جاری کردہ کرنسی کو عام طور پر زر کے طور پر قبول کیا جاتا ہے کیونکہ اسے خریداری اور قرضوں کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، اور اسے تبادلے کے ایک ذریعہ کے طور پر بڑے پیمانے پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

12. کراؤتھر کمیٹی (Crowther Committee) ایک برطانوی کمیٹی تھی جو 1951 میں برطانیہ کے بینکنگ نظام کے بارے میں پوچھ گچھ کے لیے قائم کی گئی تھی۔ کمیٹی نے زر کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے:

"زر قیمت کا پیمانہ ہے اور قدر کا ذخیرہ ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو سامان کی ادائیگی، یا دیگر قسم کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بڑے پیمانے پر قبول کی جاتی ہے۔" یہ تعریف زر کے دو اہم کاموں پر روشنی ڈالتی ہے: تبادلے کے ذریعے کے طور پر، اور قدر کے ذخیرے کے طور پر۔ یہ اس بات پر بھی زور دیتی ہے کہ زر بشمول نقد، بینک ڈپازٹ، اور یہاں تک کہ ڈیجیٹل کرنسی مختلف شکلیں لے سکتا ہے۔ کمیٹی کی تعریف اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ زر صرف مادی کرنسی نہیں ہے، بلکہ ہر وہ چیز ہے جسے ادائیگی کے ایک ذریعے کے طور پر بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

زر کی قدر اس مواد پر یا اس کی داخلی قدر کی مقدار پر مبنی نہیں ہے جس سے یہ بنایا گیا ہے۔ اس کے بجائے، اس کی قدر ان افعال کو مؤثر اور مؤثر طریقے سے انجام دینے کی صلاحیت سے آتی ہے۔ مثال کے طور پر، \$100 کے بل کی کوئی ذاتی قدر نہیں ہے، لیکن یہ قیمتی ہے کیونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا تبادلہ \$100 کے سامان اور خدمات میں کیا جاسکتا ہے۔

بالآخر، تعریف کے تناظر اور سیاق و سباق کے لحاظ سے زر کی تعریف مختلف طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔ تاہم، ان تعریفوں میں مشترک دھماکہ یہ ہے کہ زر زر مبادلہ، اکاؤنٹ کی اکائی، اور قدر کے ذخیرے کے طور پر کام کرتا ہے۔ زر تجارت اور معاشی سرگرمیوں کو آسان بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے، اور اس کے افعال وقت کے ساتھ ساتھ معاشرہ کی بدلتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تیار ہوئے ہیں۔ مشہور ماہرین معاشیات جیسے Walker، Hicks، Scitovsky، اور Crowther، اہم کردہ تعریفیں زر کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتی ہیں ایک تصور کے طور پر جو اس کی مادی شکل کے بجائے اس کے افعال سے بیان کی گئی ہیں۔

5.4 پیسے (زر) کی اقسام (Types of Money)

زر کی مختلف اقسام اور ان کی مثالوں کو سمجھنا ہر اس شخص کے لیے اہم ہے جو معاشیات اور مالیات کی بنیادی سمجھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ زر کی ہر قسم کی اپنی منفرد خصوصیات اور افعال ہوتے ہیں، اور جس طرح سے زر کو معیشت میں استعمال اور گردش کیا جاتا ہے وہ مجموعی معاشی ترقی اور استحکام پر اہم اثر ڈال سکتا ہے۔ ہم زر کی مختلف شکلوں کو درج ذیل طریقے سے درجہ بندی کر سکتے ہیں۔

1. اس مواد کی مادی خصوصیات جن سے پیسہ کمایا جاتا ہے یا مالیاتی نظام کا معیار

2. جاری کنندہ کی نوعیت جیسے کہ حکومت، مرکزی بینک، تجارتی بینک یا دیگر بینک یا قابل قبولیت کا معیار؛ اور
3. زر بحیثیت زر قدر اور زر کی بحیثیت شے قدر کے درمیان تعلق

اب ہم اس کی وضاحت کر سکتے ہیں:

1. نظام زر کا اصول

نظام زر کا اصول زر کی درجہ بندی ذیل میں کرتا ہے۔

دھاتی زر (Metallic Money): دھاتی زر، جسے اسپسی یا کموڈٹی منی یا نقد سلعیہ بھی کہا جاتا ہے، سے مراد وہ کرنسی ہے جو سونے یا چاندی جیسی قیمتی دھاتوں سے بنی ہوتی ہے۔ دھاتی زر کی قدر دھات کی اندرونی قدر سے حاصل کی جاتی ہے۔

معیاری زر (Standard Money): معیاری زر کرنسی کی ایک مخصوص شکل ہے جو معیشت کے اندر قدر کی بنیادی پیمائش کے طور پر کام کرتی ہے۔ یہ ایک بیچ مارک قائم کرتا ہے جس کے مقابلے دوسری کرنسیوں یا سامان کی قدر کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ ماضی میں، دھاتی زر اکثر معیاری زر کے طور پر کام کرتی تھی۔ مثال کے طور پر، سونے کے معیار کے تحت، سونے کو معیاری زر کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، اور دیگر کرنسیوں کی قیمت سونے کی ایک خاص مقدار کے سلسلے میں مقرر کی جاتی تھی۔ سونے کے معیار نے کرنسی کے نظام میں استحکام اور اعتماد فراہم کیا۔

ٹوکن منی (Token Money): ٹوکن منی سے مراد وہ کرنسی ہے جس کی کوئی اندرونی قیمت نہیں ہوتی اور اسے صرف حکومتی فرمان کے ذریعے قانونی ٹینڈر کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ ٹوکن منی کی قدر اس مواد کی بنیاد پر نہیں ہوتی جس سے یہ بنایا گیا ہے بلکہ اس کا استعمال کرنے والے لوگوں کی طرف سے اس پر رکھے گئے بھروسے اور اعتماد کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ جدید کاغذی کرنسی اور زیادہ تر ڈیجیٹل کرنسی ٹوکن منی کے زمرے میں آتی ہیں۔ ٹوکن منی کی قدر براہ راست کسی بنیادی مادی شے سے منسلک نہیں ہوتی بلکہ جاری کرنے والی اتھارٹی کی حمایت اور قبولیت پر انحصار کرتی ہے۔ ٹوکن منی کو نمائندہ زر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

ضمنی زر (Subsidiary Money): ضمنی زر سے مراد ثانوی دھات سے بنائے گئے سکے ہیں جو معیاری زر کے ساتھ گردش کرتے ہیں۔ ان سکوں کی قدر کم ہوتی ہے اور عام طور پر ایک محدود حد تک کے تبادلوں کے لیے ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ زمرے باہمی طور پر مخصوص نہیں ہیں، اور پیسے کی مختلف شکلیں ان کی خصوصیات میں اوور لپ ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ماضی میں، دھاتی رقم اکثر معیاری رقم اور ٹوکن منی دونوں کے طور پر کام کرتی تھی، مخصوص سیاق و سباق اور اس جگہ موجود مالیاتی نظام پر منحصر ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ زمرے باہمی طور پر نا شمول نہیں ہیں، اور زر کی مختلف شکلیں ان کی خصوصیات میں اوور لپ ہو سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ماضی میں، دھاتی زر، مخصوص سیاق و سباق اور اس جگہ موجود نظام زر پر منحصر ہوتے ہوئے، اکثر معیاری زر اور ٹوکن منی دونوں کے طور پر کام کرتی تھی۔

کاغذی زر (Paper Money): کاغذی زر، جسے بینک نوٹ یا کرنسی نوٹ بھی کہا جاتا ہے، مادی کرنسی کی ایک شکل ہے جو عام طور پر کاغذ یا پولیمر مواد سے بنی ہوتی ہے۔ یہ حکومت یا مرکزی بینک کے ذریعہ جاری کی جاتی ہے اور اسے معیشت میں زر مبادلہ کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کاغذی زر قدر کے نمائندے کے طور پر کام کرتی ہے، جو افراد کو براہ راست بارٹر کی ضرورت کے بغیر سامان اور خدمات کی تجارت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اسے عام طور پر ایک ملک کے اندر قانونی ٹینڈر کے طور پر قبول کیا جاتا ہے، یعنی اسے قرضوں اور ذمہ داریوں کو حل کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کاغذی کرنسی کی قدر اس بھروسے اور اعتماد پر مبنی ہے جو لوگوں کو جاری کرنے والی اتھارٹی اور معیشت میں ہے۔ جعل سازی کو روکنے کے لیے جدید بینک نوٹوں میں اکثر مختلف حفاظتی خصوصیات جیسے واٹر مارکس، سیکورٹی تھریڈز، ہولوگرام اور مخصوص سیاہی شامل ہوتی ہے۔ کاغذی زر قابل بدل کاغذی زر اور ناقابل بدل کاغذی زر ہو سکتی ہے۔

(a) قابل بدل کاغذی زر (Convertible Paper Money): قابل بدل کاغذی زر سے مراد ایسی کرنسی ہے جس کو آسانی سے قیمتی اثاثہ، جیسے سونیا یا مستحکم غیر ملکی کرنسی میں ایک مقررہ شرح پر تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، قابل بدل کاغذی زر کے حاملین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی کرنسی کو پہلے سے طے شدہ شرح مبادلہ پر کسی دوسری شکل میں تبدیل کریں۔

تاریخی طور پر، بہت سی کرنسیوں کو براہ راست سونے میں تبدیل کیا جاسکتا تھا۔ مثال کے طور پر، سونے کے معیار کے تحت، جو ماضی میں رائج تھا، کرنسی کی قدر کو سونے کی ایک مخصوص مقدار سے منسلک کیا جاتا تھا، اور افراد اس مقررہ شرح پر اپنی کاغذی زر کا تبادلہ سونے کے بدلے کر سکتے تھے۔

جدید دور میں، تبدیلی کا تصور غیر ملکی کرنسی کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ کچھ ممالک نے ایک ایسا نظام اپنایا ہے جہاں ان کی کرنسی کو پہلے سے طے شدہ شرح مبادلہ پر زیادہ مستحکم غیر ملکی کرنسی، عام طور پر امریکی ڈالر یا یورو میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ یہ انتظام کرنسی کے استحکام میں اعتماد فراہم کرتا ہے اور آسان بین الاقوامی تجارت اور لین دین کی اجازت دیتا ہے۔

(b) ناقابل بدل کاغذی زر یا اعتباری زر (Inconvertible Paper Money or Fiduciary Money): ناقابل بدل کاغذی زر، جسے اعتباری زریا فیٹ منی بھی (Fiat Money) کہا جاتا ہے، سے مراد ایسی کرنسی ہے جسے آزادانہ طور پر تبدیل نہیں کیا جاسکتا یا ایک مقررہ شرح پر قیمتی اثاثے میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ اس صورت میں، جاری کرنے والی اتھارٹی کرنسی کی تبدیلی کو محدود یا ختم کر دیتی ہے۔ ناقابل بدل کاغذی کرنسی اکثر ایسی معیشتوں میں استعمال ہوتی ہے جہاں کرنسی کے استحکام کے بارے میں خدشات ہوتے ہیں، جیسے افراط زر کی بلند شرح یا معاشی غیر یقینی صورت حال۔ حکومت یا مرکزی بینک افراد کو دوسرے اثاثوں یا غیر ملکی کرنسیوں کے لیے کرنسی کے تبادلے سے روکنے کے لیے پابندیاں لگا سکتی ہیں۔ ناقابل بدل زر کا مقصد کرنسی کی قدر پر کنٹرول برقرار رکھنا، سرمائے کی پرواز کو روکنا، یا کسی ملک کے اندر مخصوص معاشی چیلنجوں سے نمٹنا ہے۔ تاہم، ناقابل بدل کرنسیوں کو بین الاقوامی تجارت میں محدودیت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد کی کمی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ جاری کرنے والی اتھارٹی، عام طور پر حکومت یا مرکزی بینک پر لوگوں کے بھروسے اور اعتماد کی بنیاد پر اس کی قدر ہوتی ہے۔ اعتباری زر کی قدر براہ راست کسی بنیادی اثاثہ، جیسے سونے یا چاندی سے منسلک نہیں ہے، بلکہ جاری

کرنے والے ادارے کے ایمان اور اعتبار پر انحصار کرتی ہے۔ جدید دور میں حکومت کی جاری کردہ کرنسیاں زیادہ تر ناقابل بدل ہوتی ہیں اور ان کی پشت پناہی سونے یا چاندی سے نہیں ہوتی۔ اسے فیٹ منی بھی کہا جاتا ہے۔ *Fiat money* کرنسی کی ایک قسم ہے جسے کسی مادی شے یا اندرونی قدر کی حمایت حاصل نہیں ہوتی ہے لیکن حکومت اسے قانونی ٹینڈر قرار دیتی ہے اور اسے معیشت میں بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے۔ فیٹ منی کی قدر اس بھروسے اور اعتماد سے حاصل کی جاتی ہے جو لوگوں کو جاری کرنے والی حکومت میں ہے اور اس یقین سے کہ اسے سامان، خدمات کے تبادلے اور قرضوں کو حل کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کریڈٹ منی (Credit Money): کریڈٹ منی یا بینک منی سے مراد مستقبل کے کسی بھی مالیاتی دعوے سے مراد ہے جو کسی فرد کے پاس ہے، جسے سامان اور خدمات خریدنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس میں مختلف شکلیں شامل ہیں جیسے بانڈز اور منی مارکیٹ اکاؤنٹس۔ فوری ادائیگی کے برعکس، کریڈٹ منی ان مالیاتی آلات سے منسلک ہوتی ہے جن کی میچورٹی مدت ہوتی ہے یا اسے فوراً ادا نہیں کیا جاسکتا۔ چیکس یا بینک منی خاص طور پر فائدہ مند ہیں کیونکہ یہ بذریعہ ڈاک بھیجنے میں آسان ہیں، ادائیگی کی درست رقم کی اجازت دیتی ہیں، کاؤنٹر فوائٹرز کی شکل میں رسیدیں فراہم کرتی ہیں، اور چوری یا نقصان سے محفوظ ہیں۔ نتیجتاً، دوسری قسم کی زر کو پیچھے چھوڑ کر بینک منی جدید معاشی نظاموں میں زر کی سب سے اہم شکل بن گئی ہے۔

2. قبولیت کا معیار (Accessibility Criteria)

قبولیت کے معیار کی بنیاد پر، زر کی قانونی ٹینڈر زر اور غیر قانونی ٹینڈر زر میں درجہ بندی کی جاتی ہے۔

قانونی ٹینڈر منی (Legal Tender Money): قانونی ٹینڈر منی سے مراد وہ کرنسی ہے جسے قانون کے ذریعے ایک مخصوص دائرہ اختیار میں سامان، خدمات اور قرضوں کی ادائیگی کی ایک قابل قبول شکل کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ وہ زر ہے جسے حکومت مالیاتی ذمہ داریوں کو طے کرنے کے سرکاری ذرائع کے طور پر لازمی قرار دیتی ہے۔ قانونی ٹینڈر زر کی درجہ بندی کسی ملک کے مخصوص قوانین اور ضوابط کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے۔ تاہم، یہاں کچھ عام درجہ بندی ہیں:

(a) **مکمل قانونی ٹینڈر (Full Legal Tender):** مکمل قانونی ٹینڈر سے مراد وہ زر ہے جسے کسی بھی پابندی کے بغیر سرکاری اور نجی تمام قسم کے قرضوں کی ادائیگی کے طور پر قبول کیا جانا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنسی کو لامحدود قبولیت حاصل ہوتی ہے اور وہ کسی بھی مالی ذمہ داری کو ادا کر سکتی ہے۔ عام طور پر، کسی ملک کی ملکی کرنسی کو اس کی سرحدوں کے اندر مکمل قانونی ٹینڈر سمجھا جاتا ہے۔

(b) **محدود قانونی ٹینڈر (Limited Legal Tender):** محدود قانونی ٹینڈر ایک درجہ بندی ہے جہاں کچھ قدروں یا کرنسی کی اقسام کی محدود قبولیت ہوتی ہے۔ اس مقدار یا مخصوص حالات پر پابندیاں ہو سکتی ہیں جہاں ان کرنسیوں کو قانونی طور پر قبول کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر، کوئی ملک زیادہ مالیت کے بینک نوٹوں کو محدود قانونی ٹینڈر کے طور پر نامزد کر سکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو قانونی منظوری ہے لیکن صرف ایک مخصوص مقدار تک یا مخصوص قسم کے لین دین کے لیے ہے۔

غیر قانونی ٹینڈر منی: سے مراد کرنسی یا ادائیگی کے طریقے ہیں جنہیں حکومت نے قرضوں کے تصفیے کے لیے یا زر مبادلہ کے ذریعے کے طور پر

تسلیم کیا یا لازمی قرار نہیں دیا ہے۔ اگرچہ مخصوص سیاق و سباق کے اندر یا مخصوص گروہوں میں ان کی قدر ہو سکتی ہے، لیکن ان کے پاس قانونی ٹینڈر کی سرکاری حیثیت نہیں ہے۔ یہاں غیر قانونی ٹینڈرز کی چند مثالیں ہیں:

کرپٹو کرنسی (Cryptocurrencies): کرپٹو کرنسی جیسے بٹ کوائن (Bitcoin)، ایتھریم (Ethereum)، اور بہت سی دوسری ڈیجیٹل کرنسی (Digital Currency) کی شکلیں ہیں جو کرپٹو گرافک ٹیکنالوجی (Cryptographic Technology) کا استعمال کرتے ہوئے غیر مرکزی نیٹ ورکس (Decentralized Networks) پر کام کرتی ہیں۔ اگرچہ انہوں نے مختلف لین دین میں مقبولیت اور قبولیت حاصل کی ہے، زیادہ تر دائرہ اختیار میں کرپٹو کرنسیوں کو قانونی ٹینڈر نہیں سمجھا جاتا ہے۔

تکمیلی کرنسیاں (Complementary Currencies): تکمیلی کرنسیاں، جنہیں مقامی یا کمیونٹی کرنسیوں کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، عام طور پر مخصوص کمیونٹی یا خطوں میں بنائی اور استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کا مقصد مقامی لین دین کو آسان بنانا اور مخصوص نیٹ ورک کے اندر معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے۔ مثالوں میں مقامی ایپینج ٹریڈنگ سسٹم (LETS)، وقت پر مبنی کرنسی، اور کمیونٹی کے لیے مخصوص کرنسیاں شامل ہیں۔ تکمیلی کرنسیوں کو عام طور پر ان کی نامزد کمیونٹی کے باہر قانونی ٹینڈر تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔

پرائیویٹ کرنسیاں (Private Currencies): پرائیویٹ کرنسیاں نجی اداروں یا تنظیموں کے ذریعے جاری کی جاتی ہیں اور ان کا مقصد مخصوص نظاموں یا اداروں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، کچھ تفریحی پارکس یا کیسینو اپنے ٹوکن یا واؤچر جاری کر سکتے ہیں جو ان کے احاطے میں خریداری یا جوئے کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ اسے اختیاری زر (Optional Money) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

3. منی آف اکاؤنٹ (Money of Account) اور منی پروپر (Money Proper)

زر کو منی آف اکاؤنٹ (Money of Account) اور منی پروپر (Money Proper) میں مزید درجہ بند کیا جاسکتا ہے۔

منی آف اکاؤنٹ (Money of Account): "وہ ہے جس میں قرضوں اور قیمتوں اور عمومی قوت خرید کا اظہار کیا جاتا ہے"۔ یہ زر کی وہ شکل ہے جس میں کھاتوں کو برقرار رکھا جاتا ہے اور قدر کی پیمائش کی جاتی ہے۔

منی پروپر (Money Proper) یا اصل زر وہ ہے جو کسی ملک میں ذریعہ مبادلہ کی حیثیت سے گردش کرتا ہے۔ یہ زر کی ایک شکل ہے جس میں قیمت کے معاہدے اور قرض کے معاہدے نپٹائے جاتے ہیں۔ عام قوت خرید کو منی پروپر کے لحاظ سے محفوظ کیا جاتا ہے۔

پلاسٹک منی سے مراد وہ ادائیگی کارڈ ہیں جو پلاسٹک سے بنے ہوتے ہیں، جو عام طور پر مالیاتی اداروں کے ذریعے جاری کیے جاتے ہیں۔ یہ کارڈ بڑے پیمانے پر خریداری اور لین دین کے لیے نقد رقم کے ایک آسان متبادل کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ پلاسٹک منی میں مختلف قسم کے کارڈز شامل ہوتے ہیں، جیسے کریڈٹ کارڈ، ڈیبٹ کارڈ، اور پری پیڈ کارڈ۔

زر اور زر مثل (Near Money): زر سے مراد تبادلے کا ایک وسیع پیمانے پر قبول شدہ ذریعہ ہے جو لین دین کو آسان بنانے، اکاؤنٹ کی اکائی کے طور پر کام کرنے اور قدر کا ذخیرہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس میں مادی کرنسی (سکے اور بینک نوٹ) کے ساتھ ساتھ زر کی ڈیجیٹل نمائندگی، جیسے بینک اکاؤنٹ بیلنس اور الیکٹرانک ادائیگی کے نظام شامل ہیں۔

دوسری طرف، زر مثل سے مراد ایسے زری اٹاٹھے ہیں جو براہ راست زر مبادلہ کے ذریعے کے طور پر استعمال نہیں ہوتے ہیں لیکن آسانی سے زر میں تبدیل ہو سکتے ہیں یا زر کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ پیسے کے قریب کے اٹاٹھے انتہائی مائع ہوتے ہیں اور انہیں آسانی سے نقد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے یا ادائیگی کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، ٹریژری بلز (Treasury Bill)، ڈپازٹ کے سرٹیفکیٹ (Certificate of Deposits)، تجارتی کاغذ (Commercial Paper)، دوبارہ خریداری کے معاہدے (Repurchase Agreements) وغیرہ۔

5.5 زر کے افعال (Functions of Money)

جدید دنیا میں، زر مختلف قسم کے بنیادی، ثانوی، تریوری اور دیگر افعال کو انجام دیتا ہے جو نہ صرف اشیا پر مبنی لین دین کے چیلنجوں کو دور کرتے ہیں بلکہ تجارت اور صنعت کے پہیوں کو بھی چکنا چکی دیتے ہیں۔ ہم ان میں سے ہر ایک فعل کی الگ الگ وضاحت کرتے ہیں۔

1. بنیادی افعال (Primary Functions):

زر کے دو بنیادی کام تبادلے کا ذریعہ اور قدر کی اکائی کے طور پر کام کرنا ہیں۔

a. تبادلے کا ذریعہ

یہ زر کا بنیادی کام ہے، کیونکہ یہ وہی ہے جس سے اس کے دیگر تمام افعال ابھرے ہیں۔ زر، تبادلے کے ذریعے کے طور پر، خواہشات کے دوہرے اتفاق کی ضرورت کے ساتھ ساتھ بارٹر میں شامل نکالیف اور مسائل کو دور کرتا ہے۔ زر مبادلہ کے وسیلے کے طور پر زر کی آمد کے ساتھ، بارٹر کا ایک لین دین فروخت اور خرید کے الگ الگ لین دین میں تقسیم ہوتا ہے، اس لیے مطالبات کے دوہرے اتفاق کو ختم کرتا ہے۔

زر کا یہ فعل بھی وقت اور جگہ کے لین دین کو الگ کرتا ہے کیونکہ کسی شے کے بیچنے والے اور خریدار کو ایک ہی وقت اور جگہ پر لین دین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی شے کا بیچنے والا کچھ رقم سے خریدتا ہے، اور پیسہ، بدلے میں، وقت اور جگہ کے ساتھ اس چیز کو خریدتا ہے۔

یہ عام طور پر قبول کیا جاتا ہے جب پیسہ زر مبادلہ کے ذریعہ کام کرتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، یہ انتخاب کی آزادی کی اجازت دیتا ہے۔ ہم پیسے کا استعمال کرتے ہوئے مصنوعات اور خدمات کی ایک وسیع رینج خرید سکتے ہیں۔ ہم بیک وقت بہترین تلاش کر سکتے ہیں اور مارکیٹ میں تعامل کر سکتے ہیں۔ لہذا، زر ہماری معاشی آزادی کو بہت زیادہ بڑھاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسابقت کو بڑھا کر اور مارکیٹ کو وسعت دے کر مارکیٹ کے نظام کو مضبوط کرتا ہے۔

زر ایک ثالث کے طور پر کام کرتا ہے کیونکہ یہ تبادلے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے تبادلہ آسان ہو جاتا ہے۔ تخصص اور محنت کی تقسیم کے ذریعے، جس کے نتیجے میں پیداواریت اور کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے، یہ بالواسطہ طور پر پیداوار کی حمایت کرتا ہے۔ لہذا، پروفیسر

والٹرز کے مطابق، زر ایک "پیداوار کے عنصر" کے طور پر کام کرتا ہے، جس سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ متنوع ہوتا ہے۔
فائنٹل میں، تجارت کو زر کے ذریعے سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ یہ ثالث کے طور پر خدمات انجام دے کر ایک شے یا دوسری کے لیے خدمت کے بالواسطہ تبادلے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔

b. زر بطور قدر کی اکائی

زر کا دوسرا بڑا کردار قدر کی اکائی کے طور پر کام کرنا ہے۔ چونکہ کسی بھی چیز کی لمبائی یا اونچائی کی پیمائش کے لیے ایک معیار کا استعمال کرنا ضروری ہے، اس لیے یہ فطری ہے کہ ایک معیار کو معیاری تسلیم کیا جائے۔ زر قدر کی پیمائش کی اکائی ہے، جس طرح یارڈ یا میٹر لمبائی کی پیمائش کی اکائی ہے۔

مانیٹری یونٹ تمام اشیا اور خدمات کی قدر کی پیمائش اور اظہار کرتا ہے۔ درحقیقت، مانیٹری یونٹ قیمت کے لحاظ سے ہر سامان یا خدمت کی قدر کا اظہار کرتا ہے۔ زر وہ مشترک ڈینومینیٹر ہے جو اشیا اور خدمات کے درمیان تبادلے کی شرح کا تعین کرتا ہے جن کی قیمت مانیٹری یونٹ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ قدر کی پیمائش کے بغیر قیمتوں کا تعین کرنے کا کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔

رقم کو پیمائش کی اکائی کے طور پر استعمال کرنے سے سب کی قیمت سنتری کے لحاظ سے، گرمی دار میوے کے لحاظ سے سنتری کی قیمت وغیرہ بتانے کی ضرورت سے گریز کیا جاتا ہے۔ بارٹر کے برعکس، ایسی چیزوں کی قدروں کو ڈالر، روپیہ، فرانک، پاؤنڈ وغیرہ کی ایک خاص مقدار کے لحاظ سے ظاہر کیا جاتا ہے، جو کسی ملک کی مالیاتی اکائی کی نوعیت پر منحصر ہے۔

درحقیقت، مانیٹری یونٹس میں مصنوعات اور خدمات کی قدروں کا جائزہ لینے سے اشیا کی مارکیٹ ایکسچینج کی قدروں کی پیمائش کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ جب قدروں کو زر کے لحاظ سے بیان کیا جاتا ہے تو، بارٹر اکائیوں میں قیمتوں کی تعداد مانیٹری اکائیوں میں $n(n-1)$ سے $(n-1)$ تک گر جاتی ہے۔

قدر کی اکائی کے طور پر زر حساب کتاب کو بھی آسان بناتا ہے۔ "کسی بھی قسم کے اثاثے، ذمہ داریاں، آمدنی، اور اخراجات کی نمائندگی عام مالیاتی اکائیوں کے لحاظ سے کی جاسکتی ہے جنہیں شامل یا گھٹایا جاسکتا ہے۔"

مزید، اکاؤنٹ کی اکائی کے طور پر زر معاشی اہمیت کے حساب کتاب میں مدد کرتا ہے جیسے کاروباری اداروں کے اخراجات اور محصولات کا تخمینہ، ایک منصوبہ بند معیشت کے تحت مختلف عوامی اداروں اور منصوبوں کے متعلقہ اخراجات اور منافع، اور مجموعی قومی پیداوار۔ جیسا کہ کلبرٹسن کی طرف سے اشارہ کیا گیا ہے، "زر کے لحاظ سے قیمتیں لوگوں کے رویے کا مرکز بن جاتی ہیں۔" ان کے حسابات، منصوبے، توقعات اور معاہدے زر کی قیمتوں پر مرکوز ہوتے ہیں۔"

2. ثانوی افعال (Secondary Functions)

زر کے تین ثانوی کام ہوتے ہیں جیسے کہ: یہ موخر ادا بیگیوں کے معیار کے طور پر کام کرتا ہے، یہ قدر کے ذخیرے کے طور پر کام کرتا ہے، اور یہ قدر کی منتقلی کے ذریعے کے طور پر کام کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل حصوں میں ان کی مزید وضاحت بیان کی گئی ہے۔

a. موخر ادا بیگیوں کے معیار کے طور پر

رقم کا تیسرا کردار موخر یا ملتوی ادا بیگیوں کے معیار کے طور پر کام کرنا ہے۔ تمام قرض زر سے ادا کیے جاتے ہیں۔ بکریوں یا گندم کے بدلے میں قرض حاصل کرنا آسان تھا، لیکن اس طرح کی خراب اجناس میں مستقبل کی ادا بیگی مشکل تھی۔ زر چونکہ اکاؤنٹ کی ایک دیر پا اکائی ہے، اس لیے اس نے قرض لینے اور واپس کرنے دونوں میں سہولت فراہم کی ہے۔

زر کی قدر موجودہ اور مستقبل کی اقدار کو جوڑتی ہے۔ یہ کریڈٹ لین دین کو آسان بناتا ہے۔ یہ ایک مقررہ مالی ادا بیگی کے بدلے مستقبل میں ایشیا کی فراہمی کے معاہدوں پر بات چیت کی اجازت دے گا۔ یہ صارفین کے کرایہ پر لینے کے لیے قرض لینے کے ساتھ ساتھ کوآپریٹو تنظیموں اور گھر کی تعمیر سے قرض لینے کو آسان بناتا ہے۔ زر کاروبار اور کاروباری افراد کے لیے بینکوں اور دیگر غیر بینک مالیاتی اداروں سے قرض لینا آسان بناتا ہے۔ زر حصص، ڈیپنچر اور دیگر سیکیورٹیز کی خرید و فروخت کے قابل بناتا ہے۔ حکومت اور تجارتی اداروں دونوں کی طرف سے، موخر ادا بیگیوں کے لیے ایک معیار کے طور پر کام کرتے ہوئے پیسہ سرمائے کی ترقی میں مدد کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ پیسے کا یہ فعل مالیاتی اور سرمایہ بازاروں کو فروغ دیتا ہے اور معیشت کی توسیع میں مدد کرتا ہے۔

لیکن، اس بات کا خطرہ ہے کہ وقت کے ساتھ زر کی قدر میں اتار چڑھاؤ قرض داروں اور قرض دہندگان کو نقصان یا فائدہ دے گا۔ اگر وقت کے ساتھ زر کی قدر بڑھ جاتی ہے تو قرض دہندگان کو فائدہ ہوتا ہے اور قرض داروں کو نقصان ہوتا ہے۔ دوسری طرف، زر کی قدر میں کمی کا نتیجہ قرض دہندگان کے لیے نقصانات اور قرض دہندگان کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے، کئی ممالک نے پرائس انڈیکس کے لحاظ سے قرض کے معاہدوں کا ڈھانچہ بنایا ہے، جو پیسے کی قدر میں تبدیلیوں کی پیمائش کرتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ، اس طرح کا معاہدہ ہارنے والے کو اتنی ہی قوت خرید کا انعام دے کر مستقبل کے قرض کی ادا بیگی کو یقین بناتا ہے جیسا کہ معاہدہ کیا گیا تھا۔

b. زر بطور قدر کا ذخیرہ

زر قدر کے ذخیرے کے طور پر بھی کام کرتا ہے، جو ایک اہم کام ہے۔ "منتخب شدہ زر عام طور پر ایسی چیز ہوتی ہے جسے بغیر کسی خرابی یا نقصان کے طویل عرصے تک ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک سال سے دوسرے سال تک زر کو ذخیرہ کرنے کا طریقہ ہے۔ زر حال اور مستقبل کے درمیان ایک ربط کا کام کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، یہ ضروری ہے کہ زر کی اجناس ایسی ہو جسے آسانی سے اور محفوظ طریقے سے ذخیرہ کیا جاسکے۔" غیر متوقع ہنگامی حالات سے نمٹنے اور قرضوں کی ادا بیگی کے لیے زر کو قدر کے ذخیرے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے نیولین کے ذریعے زر کا اثاثہ فنکشن کہا جاتا ہے۔ "یقیناً، زر ہی قیمت کا واحد ذخیرہ نہیں ہے۔ ہر قیمتی اثاثہ اس کردار کو انجام دے سکتا ہے۔ مختصر مدت کے وعدہ نوٹ، بانڈز، رہن، ترجیحی اسٹاک، گھریلو فرنیچر، مکانات، زمین، یا کسی اور قسم کی قیمتی ایشیا ہو سکتی ہیں۔ مستقبل کے لیے اثاثوں کو ذخیرہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ قدر کے ذخیرے کے طور پر ان دیگر اثاثوں کے اہم فوائد یہ ہیں کہ، زر کے برعکس، وہ عام طور پر سود، منافع، کرایہ یا افادیت کی صورت میں آمدنی پیدا کرتے ہیں، اور وہ عام طور پر زر کے طور پر قدر کو بڑھادیتے ہیں۔

تاہم، قدر کے ذخیرہ کے طور پر ان میں کئی خامیاں ہیں، جن میں درج ذیل شامل ہیں: (1) ان میں انعقادی اخراجات (holding costs) کا ڈر ہے۔ (2) وہ زر کے لحاظ سے گراؤٹ کر سکتے ہیں؛ اور (3) وہ مختلف ڈگریوں تک "غیر مائع" ہیں کیونکہ انہیں عام طور پر زر کے طور پر قبول نہیں کیا جاتا ہے اور صرف قدر کے نقصان پر جلد ہی زر میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

یکسز (Keynes) نے زر کے کردار کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ ان کے نزدیک زر رکھنے کا مطلب ہے اسے مائع اثاثوں کے ذخیرے کے طور پر رکھنا جو حقیقی سامان میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دولت کا اظہار زر، زر کے دعوے، یا چیزوں سے ہوتا ہے۔ زر اور زر کے دعوے، حقیقت میں، سیکورٹی، سہولت، اور چیک کے لحاظ سے حقیقی سامان پر کئی فوائد پیش کرتے ہیں۔ اس کے باوجود، زر کی قدر میں تبدیلی کا اثر زر کی قدر کے ذخیرے کے فعل پر پڑتا ہے۔ اس سے زریا اثاثوں کو قدر کے ذخیرے کے طور پر استعمال کرنے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

c. قدر کی منتقلی کے طور پر زر

زر ایک شخص سے دوسرے شخص اور جگہ جگہ اقدار کو منتقل کرتا رہتا ہے کیونکہ یہ ادائیگی کا ایک وسیع پیمانے پر تسلیم شدہ طریقہ اور قدر کا ذخیرہ ہے۔ ایک شخص جس کے پاس نقد زر یا اثاثے ہیں وہ اسے کسی کو بھی منتقل کر سکتا ہے۔ مزید برآں، وہ دہلی میں اپنے اثاثے بیچ سکتا ہے اور بنگلور میں نئے خرید سکتا ہے۔ اس لیے زر لوگوں اور مقامات کے درمیان قدر کی منتقلی کو فروغ دیتا ہے۔

3. ہنگامی افعال (Contingent Functions)

پروفیسر ڈیوڈ کینلے کے مطابق، زر بعض دستی یا ذیلی کام بھی انجام دیتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

a. تمام مائع اثاثوں میں سب سے زیادہ مائع کے طور پر زر
زر سب سے زیادہ مائع اثاثہ ہے جس میں دولت کو ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ لوگ اور کاروبار لامحدود طریقوں سے زر جمع کر سکتے ہیں۔ "لوگ نقد زر، ڈیمانڈ ڈپازٹس، ٹائم ڈپازٹس، بچت، بانڈز، ٹریژری بلز، قلیل مدتی سرکاری سیکورٹیز، طویل مدتی سرکاری سیکورٹیز، ڈیپ سیمنچرز، تریجی اسٹاکس، مشترکہ ایکویٹی، صارفین کی مصنوعات کے اسٹاک، اور پیداواری آلات میں سرمایہ کاری کرنے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، "یہ سب مال کی مائع قسمیں ہیں جو نقد میں تبدیل کی جاسکتی ہیں اور اس کے برعکس۔

b. کریڈٹ سسٹم کی بنیاد

کریڈٹ سسٹم کی بنیاد زر پر ہے۔ کاروباری لین دین یا تو نقد یا کریڈٹ لین دین ہوتے ہیں۔ کریڈٹ زر کے استعمال کو کم سے کم کرتا ہے۔ پھر بھی، زر تمام کریڈٹ کی جڑ ہے۔ تجارتی بینک اس وقت تک کریڈٹ نہیں بنا سکتا جب تک کہ اس کے پاس ریزرو میں کافی زر نہ ہو۔ تاجروں کے کریڈٹ انسٹرومنٹس کو روایتی طور پر ان کے فنائرسز کی طرف سے کیش گارنٹی کے ذریعے بیک اپ کیا جاتا ہے۔

c. حاشیائی افادیت اور پیداواری صلاحیتوں کو برابر کرنے والا

گاہک کے لیے، زر حاشیائی افادیت کو برابر کرتی ہے۔ ایک صارف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی مطلوبہ چیزوں کو خریدنے کے

لیے مخصوص زر کا استعمال کر کے اپنی خوشی کی سطح کو زیادہ سے زیادہ بڑھائے۔ زر مختلف ایشیا کی حاشیائی افادیت کو مساوی کرنے میں مدد کرتی ہے کیونکہ مصنوعات کی قیمتیں ان کی حاشیائی افادیت کی نمائندگی کرتی ہیں اور زر میں بیان کی جاتی ہیں۔ جب مختلف ایشیا کی حاشیائی افادیت اور قیمت کے کے تناسب مساوی ہوتے ہیں تو ایسا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ مختلف عوامل کی حاشیائی پیداواری صلاحیتوں کو متوازن کرنے میں مدد کرتا ہے۔

d. قومی آمدنی کی پیمائش

بارٹر سسٹم کے تحت قومی آمدنی کا اندازہ لگانا ممکن نہیں تھا۔ زر قومی آمدنی کا حساب لگانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی ملک کے متنوع اثاثوں اور خدمات کی مالیاتی اصطلاح میں قدر کی جاتی ہے۔

e. قومی آمدنی کی تقسیم

قومی آمدنی کی تقسیم میں بھی زر کا اہم کردار ہے۔ اجرت، کرایہ، سود، اور منافع کا حساب لگایا جاتا ہے اور پیداوار کے عوامل کے لیے مالیاتی شرائط میں ادا کیا جاتا ہے۔

4. دیگر افعال

زر ایسے افعال بھی انجام دیتا ہے جو صارفین اور حکومتی فیصلوں کو متاثر کرتے ہیں۔

a. فیصلے کرنے میں مددگار

زر قدر کو ذخیرہ کرنے کا ایک طریقہ ہے، اور صارف اپنی روزمرہ کی ضروریات کو اپنے پاس موجود زر سے پورا کرتا ہے۔ اگر صارف کے پاس سکوڑ ہے اور وہ مستقبل قریب میں کار چاہتا ہے، تو وہ اسکوڑ اور اس سے جمع ہونے والی رقم بیچ کر اسے حاصل کر سکتا ہے۔ اس طریقے سے، زر فیصلہ سازی میں مدد کرتا ہے۔

b. زرا ایڈجسٹمنٹ کی بنیاد کے طور پر

زر کا استعمال کرنسی مارکیٹ اور کیپٹل مارکیٹ کو منظم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے تاکہ موثر ٹریڈنگ کی جاسکے۔ اسی طرح زر مبادلہ میں تبدیلیاں زر کا استعمال کرتے ہوئے کی جاتی ہیں۔ مزید یہ کہ مختلف قسم کی غیر ملکی ادائیگیوں کو زر کا استعمال کرتے ہوئے ایڈجسٹ کیا جاتا ہے۔ پیسہ ادا کرنے والے کی قادر ہونے کی ضمانت دیتا ہے اور حامل زر کو اجازت دیتا ہے کہ وہ ان افعال کی بنیاد پر کسی بھی طریقے سے اسے خرچ کرے۔

c. افادیت کو زیادہ سے زیادہ بنانے میں مدد کرتا ہے

ہر صارف کا مقصد اپنے محدود وسائل سے زیادہ سے زیادہ افادیت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے اگر صارف مختلف ایشیا کی حاشیائی افادیت کو برابر کرنے کے قابل ہو۔ یہ زر کی مدد سے ممکن ہے، کیونکہ صارف کے پاس، اپنا زر اس طرح خرچ کرنے کا اختیار ہے کہ حاصل کردہ مختلف ایشیا اور خدمات کی حاشیائی افادیتیں برابر ہو جائیں، جس سے زیادہ سے زیادہ اطمینان حاصل ہو۔

d. بہترین سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کرتا ہے

دولت کو زر کی شکل میں رکھ کر، لوگ جب بھی آتے ہیں سرمایہ کاری کے بہترین مواقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو شخص اپنے سرمائے کو زمین، عمارتوں وغیرہ میں منجمد رکھتا ہے وہ فائدے کے مواقع کھو دے گا جو کہ محض لمحاتی ہیں۔

e. سالوینسی کا ضامن

جب بینک اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو افراد بینکوں، کاروباروں وغیرہ کی ادائے قرض کی صلاحیت پر شک کرنے لگتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ واجبات کو پورا کرنے کے لیے کافی نقدی ذخائر رکھنا بالآخر بینک اور کاروباری اداروں کی سالوینسی کی ضمانت بن جاتا ہے۔

f. بچت کو فروغ دیتا ہے اور اس وجہ سے اقتصادی ترقی

زرنے بچت کو آسان بنا دیا ہے۔ بچت میں اضافہ سرمایہ کاری میں اضافے کا باعث بنتا ہے، جو ملک کی معاشی ترقی کا تعین کرتا ہے۔

5.6 مختلف قسم کی معیشتوں میں زر کی اہمیت (Importance of Money in Different Economies)

زر سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ دونوں قسم کی معیشتوں کے لیے اہم ہے۔ حالانکہ پہلے کے لیے زیادہ اہم ہے۔

1. سرمایہ دارانہ معیشت کے لیے پیسے کی اہمیت

سرمایہ دارانہ معیشت میں زر اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں سرمایہ دارانہ معیشت کی معاشی زندگی تاش کے ڈھیر کی طرح منہدم ہو سکتی ہے۔ سرمایہ دارانہ معاشرے کے لیے زر کی اہمیت کو اجاگر کرنے والے کچھ نکات درج ذیل ہیں:

I. طلب اور رسد کی قوتوں کے تعامل کے نتیجے میں قیمتوں کے نظام کی ترقی ہوتی ہے جسے قیمت کے طریقہ کار کے نام سے جانا جاتا ہے، جو زر کی موجودگی پر مبنی ہے۔ قیمت کا طریقہ کار پروڈیوسروں کو بتاتا ہے کہ صارفین کیا چاہتے ہیں اور اس میں سے کتنا چاہتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، پروڈیوسر اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ کیا اور کتنا پیدا کرنا ہے، اور وہ اپنے محدود وسائل کی بنیاد کا بھرپور استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

II. زر صارفین کو اپنی پسند کے حقوق استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ اپنی تنخواہوں اور قیمتوں کے ڈھانچے کو دیکھتے ہوئے اپنی انتہائی مطلوب مصنوعات خریدنے کے متحمل ہو سکتے ہیں۔

III. *A.C.L Day* کے مطابق، زر مبادلہ کے ذریعہ قومی آمدنی کی تقسیم میں مدد کرتا ہے۔ ملازمین، سرکاری ملازمین، تاجر، اسٹاک ہولڈرز، اور دیگر سبھی کو مالی معاوضہ ملتا ہے۔

IV. لوگ اپنی دولت کو زر کی شکل میں رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اشیا اور خدمات پر دعوے کرنے کے لیے زر کا استعمال کرنا آسان ہے۔

V. زر ایک منظم کرنسی مارکیٹ کی ترقی کے لیے شرط ہے، اور یہ بلاشبہ کرنسی مارکیٹ ہے جو سرمایہ دارانہ معاشرے کی معیشت کو چلاتی

ہے۔

2. سوشلسٹ معیشت کے لیے پیسے کی اہمیت

سوشلسٹ تھیورسٹوں کی خواہش تھی کہ سوشلسٹ معیشت میں زر کا نسبتاً کم کردار ہوتا ہے۔ کمیونسٹ معاشرے میں نقدی کے بغیر معیشت نہیں ہو سکتی، جیسا کہ خود لینن نے نوٹ کیا ہے۔ سوشلسٹ معیشت میں زر کتنا اہم ہے اس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

- I. معاشی منصوبہ بندی سوشلزم کی ایک لازمی خصوصیت ہے۔ زر اور قیمت کا طریقہ کار ریاست (یعنی سینٹرل پلاننگ اتھارٹی) کو وسائل کی تقسیم میں مدد کرتے ہیں۔
- II. قدر کے زمرے، جیسے، قیمت، پیداواری لاگت، اجرت، منافع، وغیرہ، سبھی زر کے لحاظ سے ظاہر کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ زر معاشی اکاؤنٹنگ کے ذریعہ کام کرتا ہے۔
- III. زر، ذریعہ مبادلہ کا کام کرتا ہے۔ کسان، مزدور، اساتذہ، فنکار اور دیگر سبھی اپنی اجرت زر کی صورت میں وصول کرتے ہیں۔ زر ریاستی قرضوں پر سود اور حکومت کو ٹیکس ادا کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔
- IV. آج، چاہے U.S.S.R ہو، عوامی جمہوریہ چین، یا کوئی دوسرا سوشلسٹ ملک؛ سبھی زر کو متعدد افعال انجام دیتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔

5.7 زر کے نقائص (Disadvantages of Money)

اپنی بے پناہ افادیت کے باوجود، پیسہ درج ذیل بڑے نقائص کا شکار ہے:

- I. اگر غلط انتظام کیا جائے تو زر معاشی اتار چڑھاؤ اور پیداوار میں غیر معقولیت کا سبب بن سکتا ہے، معاشی زندگی میں افراتفری اور الجھن کا باعث بن سکتا ہے۔ "زر، جو کہ بنی نوع انسان کے لیے بہت ساری نعمتوں کا ذریعہ ہے، بھی خطرے اور الجھن کا ذریعہ بن جاتا ہے جب تک کہ ہم اس پر قابو نہ پالیں۔" - رابرٹسن
- II. زر کی قوت خرید مستقل نہیں رہتی۔ اور اس لیے زر، اگرچہ قدر کا ایک اچھا پیمانہ ہے، لیکن ایک مستحکم پیمانہ نہیں ہے۔ ایک مالیاتی نظام جو ناقابل اعتبار ہے معاشرے کی معاشی کارکردگی کو کافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔
- III. زر معاشرے میں آمدنی اور دولت کی عدم مساوات پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے۔
- IV. صنعت میں زیادہ اور کم سرمایہ کاری کا ذمہ دار زر ہے۔

5.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبا

- یہ سمجھنے کے قابل ہیں کہ زر کیا ہے، زر کی مختلف تعریفوں کا تجزیہ کرنے کے قابل ہیں۔
- زر کے مختلف افعال کو سمجھنے اور زر کی خوبیوں اور خامیوں کی شناخت کرنے کے قابل ہیں۔

- سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ معیشتوں میں زر کی اہمیت کی وضاحت کرنے کے قابل ہیں۔

5.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

بارٹر سسٹم	<i>Barter System</i> - نظام جس میں اشیا کے بدلے اشیا کا تبادلہ ہوتا ہے۔
زر	<i>Money</i> - شے جو سامان اور خدمات کی ادائیگی میں اور قرضوں کے تصفیے میں قبول کی جاتی ہے۔
فیٹ منی	<i>Fiat money</i> - زر جس کی کوئی داخلی قدر نہیں ہوتی لیکن اسے مبادلہ کے ذریعہ قبول کیا جاتا ہے کیونکہ حکومت اسے قانونی ٹینڈر قرار دیتی ہے۔
موخر ادائیگیاں	<i>Deferred Payments</i> - ادائیگیاں جو مستقبل میں کسی وقت کی جاتی ہیں۔
قانونی ٹینڈر	<i>Legal Tender</i> - زر جسے قانون کے مطابق ادائیگی کے طور پر قبول کرنا ہوتا ہے۔

5.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

5.10.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کس ماہر معاشیات نے زر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے؟ "کوئی ایسی چیز جو وسیع پیمانے پر تبادلے کے ذریعے کے طور پر قبول کی جاتی ہے"

(a) جان مینارڈ کینز (b) ارونگ فشر

(c) ایڈم اسمتھ (d) پال سیموئیلسن

2. اکاؤنٹ کی اکائی کے طور پر زر کا کام کیا ہے؟

(a) تبادلے کا ذریعہ فراہم کرنا (b) قدر ذخیرہ کرنے کے لیے

(c) سامان اور خدمات کی قدر کی پیمائش کرنا (d) موخر ادائیگی کے معیار کے طور پر کام کرنا

3. مندرجہ ذیل میں سے کون سی زر کی شکل نہیں ہے؟

(a) بینک ڈپازٹ (b) کریڈٹ کارڈ

(c) بٹ کوائن (d) بارٹر

4. کس ماہر معاشیات نے زر کی تعریف "ایک سماجی ادارہ ہے جو تبادلے کے لین دین کے اخراجات کو کم کرتا ہے" کے طور پر کی ہے؟

(a) ملٹن فریڈمین (b) فریڈرک ہائیک

(c) کارل مارکس (d) جوزف اسٹگلسن

5. مندرجہ ذیل میں سے کون سا زر کا کام نہیں ہے؟

- (a) تبادلے کا ذریعہ
(b) قیمت کا ذخیرہ
(c) قدر کی پیمائش
(d) سامان کی پیداوار

6. مبادلہ کے ذریعے کے طور پر زر کا کیا کام ہے؟

- (a) قدر کا ذخیرہ فراہم کرنا
(b) ادائیگی کے ذریعے کام کرتے ہوئے تجارت کو آسان بنانا
(c) اکاؤنٹ کی اکائی کے طور پر کام کرنا
(d) موخر ادائیگی کا معیار فراہم کرنا

7. کس ماہر معاشیات کا خیال تھا کہ معاشی سرگرمی کا تعین کرنے میں زر کی مقدار سب سے اہم ہے؟

- (a) جان مینارڈ کیمنز
(b) ملٹن فریڈمین
(c) فریڈرک ہائیک
(d) کارل مارکس

8. مندرجہ ذیل میں سے کون فیٹ منی کی مثال ہے؟

- (a) سونے کے سکے
(b) چاندی کی سلاخیں
(c) ڈالر کے بل
(d) بٹ کوائن

9. مندرجہ ذیل میں سے کون سا کموڈٹی زر کی خصوصیت ہے؟

- (a) اس کی قیمت کا تعین حکومت کرتی ہے۔
(b) اسے سونے یا چاندی جیسی شے کی حمایت حاصل ہے۔
(c) اسے صرف ایک مخصوص علاقے یا ملک میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔
(d) اس کی قیمت کا تعین مارکیٹ میں طلب اور رسد سے ہوتا ہے۔

10. زر کے ہنگامی فعل میں شامل ہے/ہیں:

- (a) کریڈٹ سسٹم کی بنیاد
(b) قومی آمدنی کی پیمائش
(c) قومی آمدنی کی تقسیم
(d) تمام اوپر

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(d)	(b)	(c)	(b)	(a)	(c)	(d)	(a)	(c)	(b)	

5.10.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. زر کی فریڈمین اور کیمنز کی تعریف کے درمیان فرق کریں۔

2. کموڈٹی منی اور فیٹ منی میں کیا فرق ہے؟

3. زر کے بنیادی افعال کی وضاحت کریں۔

4. زر کے ثانوی افعال پر بحث کریں۔

5. زر کی حدود پر بحث کریں۔

5.10.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. زر کی مختلف اقسام کی وضاحت کریں۔

2. زر کے مختلف افعال پر بحث کریں۔

3. سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ معیشتوں میں زر کتنا اہم ہے؟ زر کے نقائص بیان کریں۔

5.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.



اکائی 6: زر کا ارتقا

(Evolution of Money)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	6.0
مقاصد (Objectives)	6.1
زر (پیسے) کا ارتقا (Evolution of Money)	6.3
ہندوستان کے تناظر میں زر کا ارتقا (Evolution of Money in India)	6.4
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	6.5
کلیدی الفاظ (Keywords)	6.6
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	6.7
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	6.7.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	6.7.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	6.7.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	6.8

تمہید (Introduction) 6.0

کسی بھی معیشت کی مالی صورت حال اس ملک کے تمام تر کام کاج میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ زر مالی صورت حال کی نہایت ہی اہم اکائی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی شکل تبدیل کرتا آ رہا ہے۔ لہذا، اس اکائی میں ہم زر کے ارتقا اور اس کے مختلف مراحل کی وضاحت کریں گے۔

مقاصد (Objectives) 6.1

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں
زر کے تصور، ارتقا اور افعال کو بیان کرنا۔

زر کی رسد کے تعین کے طرز عمل کے ماڈل کو بیان کرنا۔
ہائی پاورڈ منی اور ضارب زر کے عمل اور تصورات کو بیان کرنا۔

6.3 زر (پیسے) کا ارتقا (Evolution of Money)

کوئی بھی چیز جسے عام طور پر سامان اور خدمات کے تبادلے کے لیے ادائیگی کے ذریعے کے طور پر قبول کیا جاتا ہے اسے پیسہ یا زر کہا جاتا ہے۔ پیسہ بشمول کرنسی، سکے، بینک نوٹ وغیرہ کئی شکلوں میں ہو سکتا ہے۔ چونکہ پیسہ، زر مبادلہ کے ذریعے، قدر کے ذخیرے اور اکاؤنٹ کی اکائی کے طور پر کام کرتا ہے، لوگ زر کی بدولت ایشیا اور خدمات کے لیے براہ راست یا بالواسطہ تجارت کر سکتے ہیں۔ زمانے کی ارتقا کے ساتھ زر نے مختلف شکلیں اختیار کی ہیں جیسے سامان، گولے، سونا، کاغذات، سکے اور موجودہ دور میں الیکٹرانک پیسے کی شکل۔ زر کے ارتقا کے کچھ بڑے مراحل ہیں جیسے کہ: نقد سلعیہ (Commodity Money)، زر، کاغذی زر یا کرنسی، کریڈٹ منی (چیک) اور الیکٹرانک زر۔ اس اکائی میں ہم زر کے ارتقا کے اہم مراحل کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

1. بارٹر سسٹم (Barter System)

بارٹر سسٹم تبادلے کا ایک ایسا نظام ہے جہاں سامان یا خدمات کی زر کے استعمال کے بغیر دوسری ایشیا یا خدمات کے لیے براہ راست تجارت کی جاتی ہے۔ کرنسی کی ایجاد سے پہلے بارٹر ابتدائی انسانی معاشروں میں تجارت کا ایک عام طریقہ تھا۔ دوسری طرف، زر تبادلے کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو سامان اور خدمات کے لین دین میں بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک مقررہ قدر ہوتی ہے جسے معاشرہ تسلیم کرتا ہے اور اسے سامان اور خدمات کی خرید و فروخت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ بارٹر اور زر دونوں تبادلے کے نظام ہیں، وہ مختلف طریقوں سے کام کرتے ہیں۔ بارٹر سسٹم میں، سامان اور خدمات کا براہ راست تبادلہ ہوتا ہے، بغیر زر کی ضرورت کے۔ مالیاتی نظام میں، زر کا استعمال ایشیا اور خدمات کے تبادلے کی سہولت کے لیے کیا جاتا ہے۔

اگرچہ بارٹر کو جدید معیشتوں میں تبادلے کے نظام کے طور پر بڑے پیمانے پر استعمال نہیں کیا جاتا ہے، لیکن یہ اب بھی کچھ سیاق و سباق میں استعمال ہوتا ہے، جیسے کہ افراد یا چھوٹے کاروبار کے درمیان جن کے پاس خصوصی مہارتیں یا مصنوعات ہیں جن کا وہ ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ کر سکتے ہیں۔ تاہم، زیادہ تر معاملات میں، زر اپنی سہولت، چک، اور عالمی قبولیت کی وجہ سے تبادلے کا مرغ طریقہ ہے۔

اگرچہ بارٹر ابتدائی انسانی معاشروں میں تبادلے کا ایک عام طریقہ تھا، لیکن اس میں کئی خامیاں ہیں جو اسے زر مبادلہ کے ذریعے کے طور پر استعمال کرنے سے کم عملی بناتی ہیں۔ بارٹر کی کچھ اہم خامیاں درج ذیل ہیں:

a. مناسب تجارتی پارٹنر تلاش کرنے میں دشواری

بارٹر سسٹم میں، افراد کو ایک تجارتی پارٹنر تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے پاس وہ ہے جو وہ چاہتا ہے اور جو وہ چاہتا ہے وہ ان کے پاس ہے۔ یہ مشکل ہو سکتا ہے، خاص طور پر پیچیدہ لین دین میں جس میں متعدد سامان اور خدمات شامل ہوں۔

b. معیاری کاری کا فقدان

بارٹر سسٹم میں، تبادلے کی کوئی معیاری اکائی نہیں ہے، جس کی وجہ سے مختلف اشیاء اور خدمات کی قدر کا موازنہ کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ یہ تجارتی شرکت داروں کے درمیان تنازعات اور اختلاف کا باعث بن سکتا ہے۔

c. تقسیم کی کمی

کچھ سامان اور خدمات آسانی سے تقسیم نہیں ہو سکتی ہیں، جس کی وجہ سے بارٹر سسٹم میں ان کا تبادلہ مشکل ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، سبزیوں یا اناج جیسی چھوٹی چیزوں کے لیے گائے جیسی بڑی چیز کی تجارت کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

2. نقد سلعیہ (Commodity Money)

نقد سلعیہ زر کی ایک قسم ہے جو اپنی قدر اس شے یا سامان سے اخذ کرتی ہے جس کی وہ نمائندگی کرتی ہے۔ تاریخی طور پر، نقد سلعیہ کو سونے اور چاندی جیسی قیمتی دھاتوں کی شکل میں استعمال کیا جاتا تھا، کیونکہ ان دھاتوں کی داخلی قدر ہوتی تھی اور انہیں تبادلے کے ذریعے کے طور پر بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا تھا۔ نقد سلعیہ کام کرتی ہے کیونکہ شے (سلع) کی اپنی قدر ہوتی ہے، اور اسے دوسروں کے ذریعے قدر کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ نقد سلعیہ کا استعمال اس اصول پر مبنی ہے کہ کرنسی کی قدر اس شے کی قدر کے برابر ہے جس کی وہ نمائندگی کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، ایک سونے کا سکہ اس میں موجود سونے کی قدر کے برابر تھا۔ آج، زیادہ تر کرنسیاں نقد سلعیہ نہیں ہیں، کیونکہ ان کی قدر کسی شے سے براہ راست منسلک نہیں ہے۔ اس کے بجائے، وہ فیٹ کرنسی ہیں، جس کا مطلب ہے کہ ان کی قدر کا تعین حکومتی حکم نامے سے ہوتا ہے، نہ کہ کسی شے کی قیمت پر مبنی ہے۔

نقد سلعیہ کی خامیاں

محدود سپلائی: نقد سلعیہ بنیادی شے کی دستیابی سے محدود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زر کی سپلائی طے شدہ ہے اور اسے آسانی سے نہیں بڑھایا جاسکتا، جو معاشی ترقی کے دورانیے میں مسائل پیدا کر سکتا ہے جب لیکن دین کو آسان بنانے کے لیے زیادہ زر کی ضرورت ہوتی ہے۔
نقل و حمل کی مشکل: نقد سلعیہ اکثر بھاری ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے ان کا نقل و حمل، ذخیرہ کرنا اور محفوظ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ انہیں چوری اور نقصان کا شکار بنا سکتا ہے۔

قیمت کے اتار چڑھاؤ سے مشروط: نقد سلعیہ کی قدر بنیادی شے کی قیمت میں اتار چڑھاؤ سے مشروط ہے۔ یہ معیشت میں عدم استحکام کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ اشیاء کی قیمتوں میں تبدیلی کرنسی کی فراہمی کی قدر کو متاثر کر سکتی ہے۔

3. فیٹ منی (Fiat Money)

Fiat money کرنسی کی ایک قسم ہے جس کی قیمت صرف اس لیے ہے کہ حکومت نے اسے قانونی ٹینڈر قرار دیا ہے۔ کموڈٹی منی کے برعکس، فیٹ زر کو کسی مادی شے جیسے سونے یا چاندی کی حمایت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اس کے بجائے، اسے حکومت کے اختیار اور معیشت کو منظم کرنے اور استحکام برقرار رکھنے کی صلاحیت کی حمایت حاصل ہے۔ Fiat money آج دنیا میں استعمال ہونے والی کرنسی کی

سب سے عام قسم ہے، اور زیادہ تر جدید معیشتوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اسے سامان اور خدمات کی ادائیگی کے طور پر قبول کیا جاتا ہے، اور قرضوں اور ٹیکسوں کو حل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

Fiat Money کی خامیاں

افراط زر: فیٹ پیسے کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ یہ افراط زر کے تابع ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ کرنسی کی قدر کو کم کرتی ہے۔ افراط زر مختلف عوامل کی وجہ سے ہو سکتا ہے، بشمول حکومتی پالیسیاں، رقم کی فراہمی میں تبدیلیاں، اور عالمی معیشت میں اتار چڑھاؤ۔

معاشی عدم استحکام کا خطرہ: چونکہ فیٹ زر کو ٹھوس اثاثہ کی حمایت حاصل نہیں ہوتی ہے، اس لیے یہ اہم اتار چڑھاؤ اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کا شکار ہو سکتا ہے۔ یہ افراد اور کاروباری اداروں کے لیے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنا مشکل بنا سکتا ہے اور معاشی عدم استحکام کا باعث بن سکتا ہے۔

4. دھاتی زر (Metallic Money)

دھاتی زر کا استعمال ہزاروں سال پرانا ہے۔ سب سے پہلے معلوم دھاتی سکے 7 ویں صدی قبل مسیح کے آس پاس موجودہ ترکی میں لیڈیا کی بادشاہی میں بنائے گئے تھے۔ یہ سکے سونے اور چاندی کے قدرتی مرکب الیکٹرم سے بنے تھے۔ سکوں کا استعمال پوری قدیم دنیا میں تیزی سے پھیل گیا، بہت سی تہذیبوں نے اپنا سکہ سازی کا نظام تیار کیا۔ مثال کے طور پر یونانیوں اور رومیوں نے مختلف قدروں میں سکے بنائے اور ان کا استعمال اپنی تمام سلطنتوں میں تجارت کو آسان بنانے کے لیے کیا۔

قرون وسطیٰ کے دوران، سکوں کا استعمال جاری رہا، بہت سے یورپی بادشاہوں نے اپنی طاقت اور اختیار کی نشانی کے طور پر اپنے سکے بنائے۔ تاہم، قیمتی دھاتوں کی کمی اور نقل و حمل کی دشواریوں کا مطلب یہ تھا کہ ادائیگی کی دوسری شکلیں، جیسے کہ تبادلے کے بل اور پرومیری نوٹ بھی اہم ہو گئے۔ 17 ویں اور 18 ویں صدیوں میں، دھات کاری میں ترقی اور قیمتی دھاتوں کے نئے ذرائع کی دریافت دھاتی کرنسی کی بحالی کا باعث بنا۔ سکے زیادہ معیاری ہو گئے اور ادائیگی کے ایک ذریعے کے طور پر زیادہ وسیع پیمانے پر قبول کیے گئے، خاص طور پر جب بین الاقوامی تجارت میں اضافہ ہوا۔

آج بھی بہت سے ممالک کاغذی کرنسی اور ڈیجیٹل کرنسیوں کے ساتھ ساتھ سکوں کی شکل میں دھاتی زر کا استعمال کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ سکوں کی ساخت بدل گئی ہے، بہت سے ممالک اب چھوٹی قدروں کے لیے سستی دھاتیں جیسے تانبا اور نکل استعمال کر رہے ہیں۔ تاہم، سونے اور چاندی کے سکوں کو اب بھی کچھ ممالک قدر کے ذخیرے اور قومی شناخت کی علامت کے طور پر نقش کر رہے ہیں۔ دھاتی زر کے استعمال کے کئی فوائد و نقصانات ہیں، جن کا تذکرہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ مندرجہ ذیل سرخیوں میں ان کا بیان کیا گیا ہے۔

فوائد

پائیداری: دھات سے بنے سکے پائیدار ہوتے ہیں اور کاغذی کرنسی کے برعکس طویل عرصے تک چل سکتے ہیں، جو آسانی سے پھٹ سکتے یا

خراب ہو سکتے ہیں۔

قبولیت: دھاتی سکے زیادہ تر ممالک میں ادائیگی کی ایک شکل کے طور پر بڑے پیمانے پر قبول اور پہچانے جاتے ہیں، جس سے وہ تبادلے کا ایک قابل اعتماد ذریعہ بنتے ہیں۔

مانگیبلیٹی: سکے ٹھوس ہوتے ہیں اور آسانی سے ان کا شمار اور تبادلہ کیا جاسکتا ہے، جو خاص طور پر ایسے حالات میں مفید ہو سکتا ہے جہاں الیکٹرانک لین دین ممکن نہ ہو۔

نقصانات

لاگت: دھاتی زر کی پیداوار مہنگی ہو سکتی ہے، خاص طور پر سونے اور چاندی جیسی قیمتی دھاتوں سے بنے سکے کے لیے۔

سیکیورٹی: سکے آسانی سے گم یا چوری ہو سکتے ہیں، جو افراد اور کاروبار کے لیے سیکیورٹی کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔

تکلیف: بڑی مقدار میں سکے لے جانے میں تکلیف ہو سکتی ہے، خاص طور پر اگر ان کو گننے یا تبدیل کرنے کے لیے کوئی سہولت دستیاب نہ ہو۔

جعل سازی: سکوں کی جعل سازی کی جاسکتی ہے، جس سے کرنسی پر اعتماد ختم ہو سکتا ہے اور اس کی قدر میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

5. کاغذی پیسہ (Paper Money)

کاغذی زر کے استعمال کا پتہ 7 ویں صدی کے چین سے لگایا جاسکتا ہے، جہاں تاجروں نے کاغذی رسیدوں کو سکوں کے متبادل کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ پہلی سرکاری کاغذی رقم 11 ویں صدی میں چین میں سونگ خاندان کی حکومت نے قیمتی دھاتوں کے ذریعے بینک نوٹوں کی شکل میں جاری کی تھی۔

وقت گزرنے کے ساتھ، کاغذی رقم دنیا کے دوسرے حصوں میں پھیل گئی۔ 17 ویں صدی میں، یورپی حکومتوں نے جنگوں اور دیگر اخراجات کی مالی اعانت کے لیے کاغذی رقم جاری کرنا شروع کی۔ سب سے پہلے یورپی بینک نوٹ 1661 میں بینک آف اسٹاک ہوم نے جاری کیے، اس کے بعد بینک آف انگلینڈ نے 1694 میں۔

19 ویں صدی میں، کاغذی کرنسی کو بڑے پیمانے پر اپنانے سے مرکزی بینکوں کی تخلیق ہوئی، جو زر کی فراہمی کو جاری کرنے اور ان کو منظم کرنے کے ذمہ دار تھے۔ پہلا مرکزی بینک سویڈش رِکس بینک تھا، جس کی بنیاد 1668 میں رکھی گئی، اس کے بعد 1694 میں بینک آف انگلینڈ اور 1800 میں بینک آف فرانس۔

20 ویں صدی میں کاغذی کرنسی کا استعمال مسلسل ترقی کرتا رہا۔ 1960 اور 1970 کی دہائیوں میں، بہت سے ممالک نے سونے کے معیار کو ترک کر دیا، جس نے کاغذی زر کی قدر کو سونے کی ایک مقررہ مقدار سے جوڑ دیا تھا۔ اس کے بجائے، کرنسی فیٹ منی بن گئی، جس کی حمایت صرف جاری کرنے والی حکومت کے ایمان اور کریڈٹ سے ہوتی ہے۔

حالیہ برسوں میں، ڈیجیٹل کرنسیوں کے عروج نے کچھ لوگوں کو کاغذی کرنسی کے مستقبل پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ تاہم، کاغذی کرنسی دنیا کے بہت سے حصوں میں تبادلے کا ایک اہم ذریعہ بنی ہوئی ہے، اور اس کا ارتقائی حفاظتی خصوصیات کے ساتھ جاری ہے، جیسے ہولوگرام اور خصوصی سیاہی، جعل سازی کو روکنے کے لیے شامل کیے جا رہے ہیں۔ کاغذی کرنسی، جسے بینک نوٹ بھی کہا جاتا ہے، جدید معیشتوں میں تبادلے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کاغذی کرنسی کے چند اہم فوائد اور نقصانات یہ ہیں:

اہمیت

سہولت: کاغذی زر ہلکی اور لے جانے میں آسان ہے، یہ لین دین کا ایک آسان طریقہ ہے، خاص طور پر چھوٹی خریداریوں کے لیے۔ بڑے پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے: کاغذی زر کو دنیا بھر میں زیادہ تر لوگوں، کاروباروں اور حکومتوں کے ذریعے ادائیگی کی ایک شکل کے طور پر تسلیم کیا اور قبول کیا جاتا ہے۔

لچکداری: کاغذی زر مختلف قدروں میں آتی ہے، جس سے یہ تبادلے کا ایک لچکدار ذریعہ بنتا ہے جسے مختلف سائز کے لین دین کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کارکردگی: کاغذی زر کا استعمال لین دین کو تیز اور مال کے تبادلے سے زیادہ موثر بناتا ہے۔

نقصانات

افراط زر: کاغذی کرنسی کی وسیع پیمانے پر چھپائی مہنگائی کا باعث بن سکتی ہے، کیونکہ زر کی بڑھتی ہوئی فراہمی وقت کے ساتھ ساتھ اس کی قدر کو کم کر سکتی ہے۔

جعل سازی: کاغذی کرنسی کی آسانی سے جعل سازی کی جاسکتی ہے، جس سے کرنسی پر اعتماد ختم ہو سکتا ہے اور اس کی قدر میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

سیکورٹی: کاغذی کرنسی گم، چوری، یا خراب ہو سکتی ہے، جو افراد اور کاروباری اداروں کے لیے تحفظ کا باعث بن سکتی ہے۔

ماحولیاتی اثرات: کاغذی کرنسی کی پیداوار اور ضائع کرنا جنگلات کی کٹائی اور فضلہ کے ذریعے ماحول پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ کاغذی کرنسی تبادلے کا ایک اہم ذریعہ ہے، جو سہولت، لچک اور کارکردگی فراہم کرتا ہے۔ تاہم، اس میں خامیاں بھی ہیں، جیسے مہنگائی کا خطرہ، جعل سازی، اور حفاظتی خدشات۔ جیسے جیسے ٹیکنالوجی کی ترقی اور ڈیجیٹل کرنسیاں زیادہ مقبول ہوتی جاتی ہیں، یہ دیکھنا باقی ہے کہ کاغذی کرنسی کس طرح تیار ہوتی رہے گی اور مستقبل میں قابل قبول ہے گی۔

6. پلاسٹک منی (Plastic Money)

پلاسٹک منی سے مراد وہ ادائیگی کارڈ ہیں جو پلاسٹک سے بنے ہوتے ہیں، جیسے کہ کریڈٹ کارڈ، ڈیبٹ کارڈ، اور پری پیڈ کارڈ۔ پلاسٹک منی کے ارتقا کا پتہ 1950 کی دہائی کے اواخر سے لگایا جاسکتا ہے، جب امریکن ایکسپریس نے اپنا پہلا چارج کارڈ متعارف کرایا، جس سے

صارفین کو خریداری کرنے اور ہر ماہ بیلنس کی مکمل ادائیگی کرنے کی اجازت ملی۔

وقت گزرنے کے ساتھ، پلاسٹک منی تیزی سے مقبول ہوتی گئی۔ کریڈٹ اور ڈیبٹ کارڈ دنیا بھر کے بہت سے صارفین کے لیے ادائیگی کا ترجیحی طریقہ بن گئے۔ پلاسٹک منی کے ارتقا میں چند اہم سنگ میل یہ ہیں:

مقناطیسی پٹی کی ٹیکنالوجی: 1970 کی دہائی میں، مقناطیسی پٹی کی ٹیکنالوجی متعارف کرائی گئی، جس سے ادائیگی کارڈز کو الیکٹرانک طور پر پڑھا جا سکتا تھا۔ اس سے تاجروں کے لیے لین دین پر کارروائی کرنا اور بینکوں کے لیے خریداریوں کو ٹریک کرنا آسان ہو گیا۔

چپ اور پین ٹیکنالوجی: 1990 کی دہائی میں، چپ اور پین ٹیکنالوجی تیار کی گئی، جس نے پینٹ کارڈز میں ایمبیڈڈ مائیکرو چپ کا اضافہ کیا اور لین دین مکمل کرنے کے لیے صارفین کو ذاتی شناختی نمبر (PIN) درج کرنے کی ضرورت پڑی۔ اس نے ادائیگی کارڈز کو زیادہ محفوظ بنایا اور دھوکہ دہی کو کم کرنے میں مدد کی۔

کانٹیکٹ لیس ادائیگیاں: 2000 کی دہائی کے اوائل میں، کانٹیکٹ لیس ادائیگی کی ٹیکنالوجی متعارف کرائی گئی تھی، جس نے صارفین کو صرف اپنے ادائیگی کارڈ کو ریڈر پر ٹیپ کر کے خریداریوں کی ادائیگی کرنے کی اجازت دی۔ اس نے ادائیگیوں کو تیز تر اور زیادہ آسان بنا دیا، خاص طور پر چھوٹے لین دین کے لیے۔

موبائل ادائیگی: حالیہ برسوں میں، موبائل ادائیگی کی ٹیکنالوجی تیزی سے مقبول ہوئی ہے، جس سے صارفین اپنے اسمارٹ فونز کا استعمال کرتے ہوئے ادائیگی کر سکتے ہیں۔ اس سے ادائیگی کے اختیارات میں سہولت اور لچک کی ایک اور پرت شامل ہو گئی ہے۔

پلاسٹک منی کے ارتقاء نے دنیا بھر کے صارفین کے لیے ادائیگی کے لین دین کو تیز تر، زیادہ محفوظ اور زیادہ آسان بنا دیا ہے۔ تاہم، پلاسٹک منی میں کچھ خرابیاں بھی ہیں، جیسے کہ شناخت کی چوری اور دھوکہ دہی کا خطرہ، نیز قرضوں کو زیادہ خرچ کرنے اور جمع کرنے کا امکان۔ افراد کے لیے پلاسٹک منی کو ذمہ داری سے استعمال کرنا اور اپنی ذاتی اور مالی معلومات کی حفاظت کے لیے اقدامات کرنا ضروری ہے۔

پلاسٹک منی، جس میں کریڈٹ کارڈز، ڈیبٹ کارڈز، اور پلاسٹک سے بنے دیگر ادائیگی کارڈز شامل ہیں، م کے کئی فائدے اور خامیاں ہیں۔ پلاسٹک منی کے چند اہم فوائد اور نقصانات مندرجہ ذیل ہیں:

فوائد

سہولت: پلاسٹک منی لے جانے کے لیے آسان ہے اور اسے آن لائن، فون پر، یا ذاتی طور پر، نقد لے جانے کی ضرورت کو ختم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سیفٹی: پلاسٹک منی نقد رقم سے زیادہ حفاظت فراہم کرتی ہے کیونکہ اگر یہ کھو جائے یا چوری ہو جائے تو اسے منسوخ اور تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

انعامات: بہت سے کریڈٹ کارڈ انعامات پیش کرتے ہیں جیسے کیش بیک، ایئر لائن میل، یا انہیں استعمال کرنے پر لائٹنی پوائنٹس۔

لچک دار: پلاسٹک پیسہ ادائیگی کے اختیارات اور کریڈٹ کی دستیابی کے لحاظ سے زیادہ لچک پیش کرتا ہے، کچھ کارڈز کے ساتھ صارفین کو

کریڈٹ پر خریداری کرنے اور بعد میں ادا یگی کرنے کی اجازت ملتی ہے۔

بلڈنگ کریڈٹ: پلاسٹک منی کو ذمہ داری سے استعمال کرنے سے افراد کو اچھی کریڈٹ ہسٹری بنانے میں مدد مل سکتی ہے، جو مستقبل کی مالی کوششوں کے لیے اہم ہے، جیسے قرض یا رہن حاصل کرنا۔

نقصانات

زیادہ سود کی شرح: کریڈٹ کارڈز اکثر زیادہ سود کی شرحوں کے ساتھ آتے ہیں، جو ہر مہینے بیلنس کی مکمل ادا یگی نہ ہونے کی صورت میں قرض کا باعث بن سکتے ہیں۔

ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا: پلاسٹک کی رقم سے زیادہ خرچ کرنا اور قرض جمع کرنا آسان ہو سکتا ہے، جو مالی مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔

فیس: کچھ پلاسٹک منی، جیسے کریڈٹ کارڈ، تاخیر سے ادا یگی، بیلنس کی منتقلی، اور نقد پیٹنگی کے لیے فیس وصول کر سکتے ہیں۔

سیکیورٹی کے خطرات: پلاسٹک کی رقم شناخت کی چوری اور دھوکہ دہی کا نشانہ بن سکتی ہے، خاص طور پر جب آن لائن یا فون پر استعمال کیا جائے۔

پوشیدہ اخراجات: پلاسٹک کی کچھ رقم پوشیدہ اخراجات کے ساتھ آ سکتی ہے، جیسے غیر ملکی لین دین کی فیس یا سالانہ فیس۔

خلاصہ یہ کہ پلاسٹک منی بہت سے فوائد پیش کرتی ہے، جیسے کہ سہولت، حفاظت، اور انعامات، لیکن اس میں خرابیاں بھی ہیں، جیسے کہ زیادہ سود کی شرحیں، فیس اور حفاظتی خطرات۔ پلاسٹک منی کو ذمہ داری سے استعمال کرنا اور مالی نقصانات سے بچنے کے لیے ہر کارڈ کی شرائط و ضوابط کو سمجھنا ضروری ہے۔

7. ڈیجیٹل منی (Digital Money)

ڈیجیٹل زر، جسے الیکٹرانک پیسہ یا ای۔ منی بھی کہا جاتا ہے، کرنسی کی کسی بھی شکل سے مراد ہے جو مکمل طور پر ڈیجیٹل ہے اور صرف الیکٹرانک شکل میں موجود ہے۔ اسے آن لائن لین دین اور خریداریوں کے ساتھ ساتھ روایتی لین دین جیسے کہ بلوں کی ادا یگی یا کسی دوسرے فرد کو زر کو منتقل کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پچھلی دہائی میں ڈیجیٹل پیسہ تیزی سے مقبول ہوا ہے، اور ٹیکنالوجی میں ترقی اور صارفین کے رویے میں تبدیلی سے اس کی ترقی کو ہوا ملی ہے۔ آن لائن بینکنگ اور الیکٹرانک فنڈز کی منتقلی کے نظام کی ترقی کے ساتھ، ڈیجیٹل پیسے کے ارتقا کا پتہ 20 ویں صدی کے آخر تک لگایا جاسکتا ہے۔ ڈیجیٹل پیسے کے ارتقا میں چند اہم سنگ میل یہ ہیں:

آن لائن بینکنگ: 1990 کی دہائی میں، آن لائن بینکنگ متعارف کرائی گئی تھی، جس سے صارفین اپنے اکاؤنٹس تک رسائی حاصل کر سکتے تھے اور آن لائن لین دین کر سکتے تھے۔

ای کامرس: 1990 کی دہائی کے آخر اور 2000 کی دہائی کے شروعات میں، ای کامرس پلیٹ فارم ابھرنا شروع ہوئے، جس سے صارفین الیکٹرانک ادا یگی کے نظام کا استعمال کرتے ہوئے سامان اور خدمات آن لائن خرید سکتے ہیں۔

پے پال: 1998 میں، پے پال کی بنیاد رکھی گئی تھی، جو آن لائن ادائیگیاں بھیجنے اور وصول کرنے کا ایک محفوظ اور آسان طریقہ پیش کرتا ہے۔

موبائل ادائیگی: 2000 کی دہائی میں، موبائل ادائیگی کے نظام ابھرنے لگے، جس سے صارفین اپنے اسمارٹ فونز کا استعمال کرتے ہوئے ادائیگی کر سکتے تھے۔

کریپٹو کرنسی: 2009 میں، بٹ کوائن متعارف کرایا گیا، اور اس کے ساتھ بلاک چین ٹیکنالوجی کا تصور، جو مرکزی اتھارٹی کی ضرورت کے بغیر محفوظ لین دین کی اجازت دیتا ہے۔ ڈیجیٹل پیسے کی کئی صورتیں ہیں، بشمول کریپٹو کرنسی، موبائل ادائیگی، اور مرکزی بینک کی ڈیجیٹل کرنسی جہاں ہر قسم کی کچھ اہم خصوصیات ہیں:

کریپٹو کرنسیاں: کریپٹو کرنسی ڈی سینٹر لائزڈ ڈیجیٹل کرنسیاں ہیں جو لین دین کی حفاظت اور شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے بلاک چین ٹیکنالوجی کا استعمال کرتی ہیں۔ سب سے مشہور کریپٹو کرنسی بٹ کوائن ہے، لیکن اب ہزاروں دیگر کریپٹو کرنسی گردش میں ہیں۔ کریپٹو کرنسیوں کو اکثر قدر کے ذخیرے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، لیکن آن لائن لین دین اور خریداری کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

موبائل ادائیگی: موبائل ادائیگی صارفین کو اپنے اسمارٹ فونز کا استعمال کرتے ہوئے اکثر موبائل ایپ کے ذریعے لین دین کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ یہ ادائیگیاں عام طور پر صارف کے بینک اکاؤنٹ یا کریڈٹ کارڈ سے منسلک ہوتی ہیں اور ان کا استعمال آن لائن خریداریوں یا اسٹور میں ادائیگیوں کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ موبائل ادائیگی کی خدمات کی مثالوں میں Amazon-Pay، Google-Pay، Apple-Pay شامل ہیں۔

سنٹرل بینک ڈیجیٹل کرنسی (CBDCs): CBDCs روایتی فیاٹ کرنسیوں کے ڈیجیٹل ورژن ہیں جو مرکزی بینک کے ذریعے جاری اور حمایت یافتہ ہیں۔ CBDCs کا مقصد ایک محفوظ اور موثر ادائیگی کا نظام فراہم کرنا، نقد رقم پر انحصار کو کم کرنا، اور مالی شمولیت کو فروغ دینا ہے۔ پیپلز بینک آف چائنا اور یورپی سنٹرل بینک سمیت کئی مرکزی بینک اس وقت CBDCs کی ترقی کی تلاش کر رہے ہیں۔

ڈیجیٹل پیسے کے ارتقائے ہمارے لین دین کرنے اور اپنے مالیات کو منظم کرنے کے طریقے میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ ڈیجیٹل پیسے بہت سے فوائد پیش کرتا ہے، جیسے کہ سہولت، سیکورٹی، اور رفتار، لیکن اس میں کچھ خرابیاں بھی ہیں، جیسے سائبر حملوں کا امکان اور دھوکہ دہی کا خطرہ۔ جیسا کہ ڈیجیٹل پیسے تیار ہوتا رہتا ہے، یہ دیکھنا دلچسپ ہو گا کہ یہ عالمی معیشت کے مستقبل کو کس طرح تشکیل دیتا ہے۔ ڈیجیٹل پیسے کئی فوائد پیش کرتا ہے، بشمول:

سہولت: ڈیجیٹل پیسے استعمال کرنا آسان ہے اور انٹرنیٹ کنکشن کے ساتھ کہیں سے بھی اس تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

رفتار: لین دین کو تیزی سے اور موثر طریقے سے مکمل کیا جاسکتا ہے، اکثر سیکنڈوں میں۔

سیکیورٹی: ڈیجیٹل پیسے اکثر نقد یا ادائیگی کے روایتی طریقوں سے زیادہ محفوظ ہوتا ہے، کیونکہ اسے دھوکہ دہی سے بچنے کے لیے خفیہ اور تصدیق شدہ کیا جاسکتا ہے۔

لین دین کی کم لاگت: ڈیجیٹل پیسہ اکثر ادائیگی کے روایتی طریقوں سے کم فیس کے ساتھ لین دین کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

تاہم، ڈیجیٹل پیسے میں بھی کچھ خامیاں ہیں، جیسے کہ:

تکنیکی مسائل: ڈیجیٹل ادائیگی کے نظام کو بعض اوقات تکنیکی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس کے نتیجے میں لین دین میں تاخیر یا ضیاع ہو سکتا ہے۔

سائبر سیکیورٹی کے خطرات: ڈیجیٹل ادائیگی کے نظام سائبر حملوں کا شکار ہیں، جس کے نتیجے میں فنڈز یا احساس ذاتی معلومات ضائع ہو سکتی ہیں۔

ریگولیٹری چیلنجز: ڈیجیٹل منی کا ضابطہ اب بھی تیار ہو رہا ہے، اور ان کرنسیوں کی قانونی حیثیت اور ٹیکس کے اثرات کے بارے میں اکثر سوالات ہوتے ہیں۔

ڈیجیٹل پیسہ عالمی مالیات کے ارتقا میں ایک اہم پیش رفت ہے، اور اس کی مسلسل ترقی اور اپنانے سے معیشت کے مستقبل پر نمایاں اثر پڑنے کا امکان ہے۔ اگرچہ ڈیجیٹل منی کے ساتھ کچھ چیلنجز اور خطرات وابستہ ہیں، لیکن سہولت، سیکورٹی اور کارکردگی کے لحاظ سے اس کے فوائد آنے والے سالوں میں اس کو اپنانے کو جاری رکھنے کا امکان ہے۔

6.4 ہندوستان کے تناظر میں زر کا ارتقا (Evolution of Money in India)

ہندوستان کی تاریخ میں پیسے نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے، اور اس کے ارتقا کا پتہ قدیم زمانے سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہاں ہندوستان میں پیسے کے ارتقا کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے:

بارٹر سسٹم

سنگوں اور کرنسی کے متعارف ہونے سے پہلے، ہندوستان میں لوگ سامان اور خدمات کے تبادلے کے لیے بارٹر سسٹم کا استعمال کرتے تھے۔ وہ اناج، ٹیکسٹائل، اور مویشیوں جیسے دیگر سامانوں کی تجارت کرتے اور ان کا لین دین کرتے جن کی انہیں ضرورت تھی۔

دھاتی سکے

ہندوستان میں دھاتی کرنسی کا استعمال قدیم زمانے سے شروع ہوتا ہے، سکے ملک میں استعمال ہونے والی کرنسی کی ابتدائی شکلوں میں سے ایک ہیں۔ ہندوستان میں دھاتی زر کی مختصر تاریخ ذیل میں ہے:

قدیم سکے: ہندوستان میں قدیم ترین سکے چاندی اور تانبے سے بنے تھے اور چھٹی صدی قبل مسیح کے ہیں۔ یہ سکے مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کی طرف سے جاری کیے گئے تھے، جیسے کہ موریہ سلطنت اور گپتا سلطنت۔

قرون وسطیٰ کے سکے: قرون وسطیٰ کے دور میں سونے اور چاندی سے بنے سکے تجارت کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال ہوتے تھے۔ دہلی سلطنت اور مغل سلطنت نے اپنے اپنے سکے جاری کیے، جو پورے برصغیر میں استعمال ہوتے تھے۔

نوآبادیاتی سکے: یورپی نوآبادیاتی طاقتوں کی آمد کے ساتھ ہی ہندوستان میں نئے سکے متعارف کرائے گئے۔ پرتگالیوں نے 16 ویں صدی میں روپیہ متعارف کرایا اور انگریزوں نے 19 ویں صدی میں روپیہ متعارف کرایا۔

اعشاریہ سازی: 1947 میں ہندوستان کی آزادی کے بعد، حکومت نے 1957 میں ایک نیا اعشاریہ کرنسی کا نظام متعارف کرایا۔ ہندوستانی روپے کو 100 پیسے میں تقسیم کیا گیا تھا، اور 1، 2، 5، 10، 25، اور 50 پیسے کی مالیت میں نئے سکے متعارف کرائے گئے تھے۔

جدید سکے: حالیہ برسوں میں، ریزرو بینک آف انڈیا نے مختلف ڈیزائنوں اور موضوعات کے ساتھ نئے سکے جاری کیے ہیں۔ 2019 میں، سکوں کی ایک نئی سیریز 1، 2، 5، 10، اور 20 روپے کی قیمتوں میں متعارف کرائی گئی تھی، جس میں مہاتما گاندھی، اشوک کے شیر کیپٹل، اور ہندوستان کی دیگر مشہور علامتوں کی تصاویر تھیں۔

آج، دھاتی پیسہ ہندوستان میں کاغذ اور ڈیجیٹل کرنسی کے ساتھ ساتھ کرنسی کی ایک اہم شکل بنی ہوئی ہے۔ سکے بڑے پیمانے پر چھوٹے لین دین کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعے جاری کیے جاتے ہیں، جبکہ کاغذی کرنسی 10 سے 2000 روپے تک کی قیمتوں میں جاری کی جاتی ہے۔

کاغذی کرنسی

ہندوستان میں کاغذی کرنسی کا استعمال قرون وسطیٰ کے دور سے شروع ہوتا ہے جب تاجر قرض کی ایک شکل کے طور پر پرومٹری نوٹ یا ہنڈیاں استعمال کرتے تھے۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے 18 ویں صدی کے آخر میں کاغذی کرنسی کو روپے کے نوٹوں کی شکل میں متعارف کرایا۔ ہندوستان میں کاغذی کرنسی کی مختصر تاریخ مندرجہ ذیل سرخیوں میں بیان کی گئی ہے:

برطانوی حکومت کے تحت بینک نوٹ: 1770 میں، برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے فوجیوں کو ادائیگی کے لیے کاغذی کرنسی جاری کرنا شروع کی جسے "کمپنی روپے" کہا جاتا ہے۔ یہ نوٹ شروع میں صرف بنگال میں استعمال ہوتے تھے لیکن بعد میں ہندوستان کے دیگر حصوں میں بھی چلائے گئے۔ 1861 میں، ہندوستان میں برطانوی حکومت نے پہلا سرکاری کرنسی نوٹ جاری کیا۔

اعشاریہ سازی اور جدید کرنسی: 1957 میں ہندوستان نے اپنی کرنسی کو اعشاریہ بنایا اور ہندوستانی روپیہ کو اس کی موجودہ شکل میں متعارف کرایا۔ ریزرو بینک آف انڈیا 10، 20، 50، 100، 200، 500 اور 2000 روپے کے کرنسی نوٹ جاری کرتا ہے۔

حفاظتی خصوصیات: جعل سازی کو روکنے کے لیے، ہندوستانی کرنسی نوٹوں میں مختلف حفاظتی خصوصیات ہیں جیسے واٹر مارکس، حفاظتی دھاگے، خفیہ امبجز، اور مائیکرو لیٹرنگ۔ حالیہ برسوں میں، RBI نے کرنسی نوٹوں کو مزید محفوظ اور صارف دوست بنانے کے لیے نئے ڈیزائن اور خصوصیات بھی متعارف کروائی ہیں۔

آج، کاغذی کرنسی ہندوستان میں کرنسی کی ایک اہم شکل بنی ہوئی ہے، اور یہ پورے ملک میں لین دین کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال ہوتی ہے۔ اگرچہ حالیہ برسوں میں ڈیجیٹل ادائیگی تیزی سے مقبول ہوئی ہے، کاغذی کرنسی ہندوستان کے مالیاتی نظام کا ایک اہم حصہ بنی ہوئی ہے۔

ڈیجیٹل پیسہ

حکومتی پالیسیوں، تکنیکی پیش رفت، اور صارفین کے بدلتے ہوئے رویے کے امتزاج سے، حالیہ برسوں میں ہندوستان میں ڈیجیٹل منی نے نمایاں رفتار حاصل کی ہے۔ ہندوستان میں ڈیجیٹل منی کو اپنانے میں کچھ اہم پیش رفت یہ ہیں:

حکومتی اقدامات: ہندوستانی حکومت نے ڈیجیٹل ادائیگیوں کے استعمال کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات شروع کیے ہیں، جن میں ڈیجیٹل انڈیا مہم اور 2016 میں اعلیٰ قدر والے کرنسی نوٹوں کو ختم کرنا شامل ہے، جس نے شہریوں کو ڈیجیٹل لین دین کی طرف مائل ہونے کی ترغیب دی۔

موبائل ادائیگی: ہندوستان میں اسمارٹ فونز کے وسیع پیمانے پر اپنانے نے موبائل ادائیگیوں کے لیے ڈیجیٹل کرنسی کی مقبول شکل بننے کی راہ ہموار کر دی ہے۔ موبائل ادائیگی کی خدمات جیسے Google Pay، Paytm اور PhonePe تیزی سے مقبول ہو گئی ہیں، جو صارفین کو اپنے اسمارٹ فونز کا استعمال کرتے ہوئے لین دین کرنے، بل ادا کرنے اور رقم کی منتقلی کی اجازت دیتی ہیں۔

یونیفائیڈ پیمنٹس انٹرفیس (UPI): ایک ریئل ٹائم ادائیگی کا نظام ہے جسے نیشنل پیمنٹس کارپوریشن آف انڈیا (NPCI) نے 2016 میں شروع کیا تھا۔ یہ صارفین کو موبائل ایپ کا استعمال کرتے ہوئے بینک کھاتوں کے درمیان فوری طور پر رقم بھیجنے اور وصول کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور یہ ہندوستان میں ڈیجیٹل ادائیگی کرنے کا ایک مقبول طریقہ بن گیا ہے

آدھار سے چلنے والا ادائیگی کا نظام (اے ای پی ایس): اے ای پی ایس ایک بائیومیٹرک پر مبنی ادائیگی کا نظام ہے جو صارفین کو اپنے بینک کھاتوں تک رسائی اور اپنے آدھار کارڈ اور فنکر پرنٹ کی تصدیق کا استعمال کرتے ہوئے لین دین کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ ہندوستان کے دیہی اور دور دراز علاقوں کے لوگوں کے لیے ڈیجیٹل ادائیگی کی خدمات تک رسائی کا ایک مقبول طریقہ بن گیا ہے۔

ڈیجیٹل بٹوے: ڈیجیٹل بٹوے، جیسے Paytm، ہندوستان میں مقبول ہو چکے ہیں، جس سے صارفین اپنے پیسے کو ڈیجیٹل طور پر ذخیرہ کر سکتے ہیں اور موبائل ایپ کا استعمال کر کے لین دین کر سکتے ہیں۔ یہ بٹوے اکثر صارف کے بینک اکاؤنٹ یا کریڈٹ کارڈ سے منسلک ہوتے ہیں اور ان کا استعمال آن لائن خریداری، بلوں کی ادائیگی اور رقم کی منتقلی کے لیے کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان میں ڈیجیٹل منی کو اپنانے کے کئی فائدے ہیں، بشمول سہولت میں اضافہ، تیز تر لین دین، اور بہتر مالی شمولیت۔ تاہم، ڈیجیٹل پیسے سے منسلک چیلنجز اور خطرات بھی ہیں، جیسے سائبر سیکورٹی کے خطرات اور مناسب انفراسٹرکچر اور کنیکٹیویٹی کی ضرورت۔

ڈیجیٹل پیسہ ہندوستان کے مالیاتی منظر نامے میں ایک اہم قوت کے طور پر ابھرا ہے، اور اس کی مسلسل ترقی سے معیشت پر نمایاں اثر پڑنے کا امکان ہے۔ حکومت اور نجی شعبے کو اس بات کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرنا ہے کہ ڈیجیٹل پیسہ تمام شہریوں کے لیے قابل رسائی، محفوظ اور قابل اعتماد ہو۔

حالیہ برسوں میں ہندوستان میں ڈیجیٹل پیسہ کو اپنانے میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے، جو حکومتی اقدامات اور تکنیکی پیش رفت کی وجہ سے ہے۔ موبائل ادائیگی، ڈیجیٹل بٹوے، اور یونیفائیڈ پیمنٹس انٹرفیس (UPI) ہندوستان میں ڈیجیٹل پیسے کے مقبول طریقے بن چکے ہیں۔

ہندوستان میں زر کے ارتقائے ملک کی معیشت اور معاشرے پر نمایاں اثر ڈالا ہے۔ بارٹر سسٹم سے لے کر ڈیجیٹل منی تک، کرنسی کی ہر نئی شکل ہندوستان کے مالیاتی نظام کے لیے نئے مواقع اور چیلنج لے کر آئی ہے۔ آج، ہندوستان ایک زیادہ کیش لیس معیشت کی طرف بڑھ رہا ہے، جس میں ڈیجیٹل پیسہ ملک کے مالیاتی منظر نامے میں تیزی سے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

6.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ وہ

زر کی ارتقا کی وضاحت کر سکیں۔

زر کی ارتقا کے مختلف مراحل کو سمجھ سکیں۔

زر کی مختلف اقسام کے استعمال کی خوبیوں و خامیوں کی وضاحت کر سکیں۔

ہندوستان میں زر کے ارتقا میں وقتاً فوقتاً ہوئی بہتری کو سمجھ سکیں۔

6.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

بارٹر سسٹم: Barter System = تبادلے کا ایسا نظام جس میں سامان یا خدمات کا تبادلہ سامان یا خدمات سے کیا جاتا ہے۔

یو پی آئی: UPI - صارفین کو بینک اکاؤنٹ نمبر یا IFSC کوڈ کی ضرورت کے بغیر، موبائل ڈیوائس یا کمپیوٹر کے ذریعے فوری طور پر بینک اکاؤنٹس کے درمیان رقم منتقل کرنے کا ذریعہ۔

کریپٹو کرنسی: Cryptocurrency - ڈیجیٹل یا ورچوئل کرنسی جو لین دین کو محفوظ اور تصدیق کرنے اور نئی اکائیوں کی تخلیق کو کنٹرول کرنے کے لیے خفیہ کاری کی تکنیک استعمال کرتی ہے۔

6.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

6.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. مندرجہ ذیل میں سے کون سی زر کی پہلی شکل تھی جسے انسانوں نے استعمال کیا؟

(a) بارٹر (b) گولے

(c) سکے (d) کاغذی رقم

2. سکے بنانے کے لیے درج ذیل میں سے پہلی دھات کون سی تھی؟

(a) سونا (b) چاندی

(c) کانہہ (d) تانبہ

3. مندرجہ ذیل میں سے دنیا کی پہلی کاغذی کرنسی کون سی تھی؟

- (a) چینی یوآن
(b) جاپانی ین
(c) امریکی ڈالر
(d) یورو

4. مندرجہ ذیل میں سے کون سا پہلا ملک تھا جس نے سکے کو مبادلہ کے ذریعے کے طور پر استعمال کیا؟

- (a) یونان
(b) روم
(c) چین
(d) مصر

5. سونے کو زر کی شکل کے طور پر استعمال کرنے کا مندرجہ ذیل میں سے کون سا نقصان ہے؟

- (a) یہ پائیدار ہے۔
(b) یہ پورٹبل ہے۔
(c) یہ آسانی سے قابل تقسیم ہے۔
(d) یہ آسانی سے دستیاب نہیں ہے۔

6. مندرجہ ذیل میں سے کون سی زر کی قسم نہیں ہے؟

- (a) فیٹ رقم
(b) نقد سلعیہ
(c) ڈیجیٹل پیسہ
(d) کیمیکل پیسہ

7. مندرجہ ذیل میں سے کون سی فیٹ منی کی خصوصیت ہے؟

- (a) اس کی داخلی قدر ہے۔
(b) اس کی پشت پناہی کسی شے سے ہوتی ہے۔
(c) اسے کسی شے کی حمایت حاصل نہیں ہے۔
(d) یہ آسانی سے تباہ ہو جاتا ہے۔

8. کاغذی کرنسی کے استعمال کا مندرجہ ذیل میں سے کون سا فائدہ ہے؟

- (a) یہ پائیدار ہے۔
(b) یہ آسانی سے تباہ ہو جاتا ہے۔
(c) جعل سازی کرنا مشکل ہے۔
(d) یہ بھاری ہے۔

9. مندرجہ ذیل میں سے کون سا ڈیجیٹل پیسہ استعمال کرنے کا نقصان ہے؟

- (a) یہ آسانی سے کھو جاتا ہے۔
(b) اسے استعمال کرنا مشکل ہے۔
(c) اس میں ہیکنگ کا خطرہ ہے۔
(d) یہ بڑے پیمانے پر قبول نہیں کیا جاتا ہے۔

10. مندرجہ ذیل میں سے کون زر کے ارتقا میں حالیہ پیش رفت ہے؟

- (a) بارٹر
(b) سونے کے سکے
(c) کاغذی رقم
(d) کرپٹو کرنسی

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(d)	(c)	(a)	(b)	(d)	(d)	(d)	(a)	(a)	(a)	

6.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. بارٹر منی کی اہم خامیاں کون سی ہیں؟
2. بارٹر منی کموڈٹی منی سے کس طرح مختلف ہے؟
3. ڈیجیٹل منی کی اہم خصوصیت بیان کریں۔
4. ہندوستان میں کاغذی پیسے کے ارتقا پر نوٹ لکھیں
5. UPI سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

6.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. زر کے ارتقا پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں اور ارتقا کے مختلف مراحل کا تذکرہ کریں۔
2. بارٹر منی سے ڈیجیٹل منی تک کے زر کے ارتقا کے سفر کا جائزہ لیں۔ مختلف مراحل کی خوبی و خامیوں کی تفصیل بیان کریں۔
3. ہندوستان میں زر کے ارتقا کا تفصیلی جائزہ لیں۔

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Handa, J. (2000). *Monetary Economics*. Routledge.
2. Jhingam, M. L. (2010). *Macroeconomic Theory*. New Delhi: Vrinda Publication.
3. Khurana S. K. (1995). *Monetary Targeting*. Deep and Deep Publication.
4. Merritt, C. (2011). *Mobile Money Transfer Services: the Next Phase in the Evolution of Person-to-Person payments*. *Journal of Payments Strategy & Systems*, 5(2), 143-160.
5. Orrell, D., & Chlupaty, R. (2016). *The Evolution of Money*. Columbia University Press.

اکائی 7: زر کی رسد کے تعینات، ہائی پاورڈ منی اور ضارب زر

(Determinants of Money Supply, High-Powered Money and Money Multiplier)

اکائی کے اجزا:

تمہید (Introduction)	7.0
مقاصد (Objectives)	7.1
زر کی رسد (Supply of Money)	7.3
ہندوستان میں زر کا ذخیرہ (Stock of Money in India)	7.4
زر کی رسد کے متعین کردہ عناصر (Determinants of Money Supply)	7.5
ہائی پاورڈ منی (High-Powered Money)	7.6
ضارب زر (Money Multiplier)	7.7
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	7.8
کلیدی الفاظ (Keywords)	7.9
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	7.10
معمروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	7.10.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	7.10.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	7.10.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	7.11

7.0 تمہید (Introduction)

کسی بھی معیشت کی مالی صورت حال اس ملک کے تمام تر کام کاج میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے اور زر کی رسد ملک کے مالی نظام کی ایک اہم کڑی مانی جاتی ہے۔ لہذا، اس اکائی میں ہم اپنی توجہ زر کی رسد، زر کی رسد کے متعین کردہ عناصر، ہائی پاورڈ منی کے تصور اور ضارب زر کی طرف مبذول کریں گے۔

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں

زر کی رسد کے تعین کے طرز عمل کے ماڈل کو سمجھنا۔
ہائی پاورڈ منی اور ضارب زر کے عمل اور تصورات کو جاننا۔

7.3 زر کی رسد (Supply of Money)

زر بہت ہی اہم چیز ہے جو نہ صرف معیشت کو متحرک کرتی ہے بلکہ کسی بھی معاشرے و ملک میں تجارت و دیگر اہم معاشی کاموں کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے۔ زر معاشی نظام میں خون کا کام کرتا ہے لہذا، یہ جدید معیشتوں کا ایک اہم حصہ ہے۔ زر کی رسد (فراہمی) سے مراد کسی بھی معیشت میں عوام کو دستیاب زر کی کل مقدار ہے۔ ایک معیشت میں کسی بھی وقت زر کی مقدار ایک قابل پیمائش تصور ہے۔ اس اکائی میں یہ بھی جاننا اہم ہے کہ زر کی رسد کے ذرائع کیا ہیں۔ تمام ممالک کے مرکزی بینکوں کو کرنسی جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے اور لہذا، مرکزی بینک تمام ممالک میں زر کی رسد کا بنیادی ذریعہ ہے۔ درحقیقت، زر کی حکام کی طرف سے جاری کردہ ہائی پاورڈ منی (High-Powered Money) دیگر تمام قسم کی زر کا ذریعہ ہے۔ زر کی رسد کا دوسرا بڑا ذریعہ ملک کا بینک کاری نظام ہے۔ معیشت میں زر کی مجموعی فراہمی کا تعین ملک میں کمرشل بینکوں کی جانب سے بنائے گئے قرضوں کی حد سے بھی ہوتا ہے۔ بینک عوام کے ساتھ قرض لین دین کے عمل میں زر کی فراہمی پیدا کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ تجارتی بینکوں کے ذریعے اس طرح تخلیق کردہ زر کو 'کریڈٹ منی' کہا جاتا ہے (اس کے بارے میں مزید تفصیل آپ اگلی اکائی میں پڑھیں گے)۔ ہائی پاورڈ منی (High-Powered Money) اور 'کریڈٹ منی' بڑے پیمانے پر زر کی فراہمی کا سب سے عام پیمانہ، یا کسی ملک کے کل زر کے اسٹاک کی تشکیل کرتے ہیں۔

زر کی رسد پر ماہرین کے مختلف تاثرات

معاشی ماہرین زر کی رسد کی تعریف کے سوال پر متفق نہیں ہیں اس لیے اگر ہم زر کی رسد (Supply of Money) کو بیان کریں تو چار مختلف نظریات کا ذکر نہایت ہی اہم ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1. روایتی نقطہ نظر / کلاسیکی نقطہ نظر (Classical Approach)

روایتی نقطہ نظر، زر کی مختلف خدمات میں سے صرف تبادلے کے عمل (Function of Exchange) پر ہی زور دیتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق، زر کی فراہمی کو عوام کے پاس کرنسی اور کمرشل بینکوں میں ڈیمانڈ ڈپازٹس کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ ڈیمانڈ ڈپازٹ تجارتی بینک میں جمع کرنے والوں کے کرنٹ اکاؤنٹس ہیں۔

$$\text{Money Supply} = \text{Currency with the Public} + \text{Demand Deposits in Banks}$$

زر کی رسد = پبلک کے پاس موجود کرنسی + بینکوں میں ڈیمانڈ ڈپازٹس

روایتی نقطہ نظر تجزیاتی طور پر بہتر ہے کیونکہ یہ زر کی فراہمی کا سب سے زیادہ مانع اور درست پیمانہ فراہم کرتا ہے۔ اگر اس نقطہ نظر کی اہمیت کو بیان کریں تو یہ صرف بینکوں کی کرنسی اور ڈیمانڈ ڈپازٹس کو زر کی رسد میں شامل کرتا ہے جس سے مرکزی بینک کا زر کی رسد پر بہتر کنٹرول ہو سکتا ہے۔ لیکن، یہ نقطہ نظر زر کی رسد کو لے کر بہت محدود ہو جاتا ہے۔

2. مونیٹریسٹ سکول کا نقطہ نظر (Monetarist School's Approach)

ملٹن فریڈمین کی زیر قیادت شیکاگو اسکول کے مطابق زر کی رسد (Money Supply) میں کرنسی کے علاوہ دیگر ذرائع بھی (جیسے کہ ڈیمانڈ ڈپازٹس اور ٹائم ڈپازٹس) بھی شامل ہیں۔ فریڈمین کے مطابق زر کی تعریف "ایسی کسی بھی چیز کے طور پر کی جاتی ہے جو خریداری کی قوت کا عارضی ٹھکانہ فراہم کرنے کے کام کو پورا کرتی ہے"۔ ملٹن فریڈمین کے مطابق ٹائم ڈپازٹس فلکسڈ ڈپازٹس ہیں جو مقررہ مدت کے لیے جمع کیے جاتے ہیں اس لیے اس میں ڈیمانڈ ڈپازٹس کی طرح لیکویڈیٹی نہیں ہے۔ لہذا، جمع کنندگان جنہوں نے اپنی رقم وقت پر / فلکسڈ ڈپازٹ اکاؤنٹ میں جمع کرائی ہے، وہ بھی بنا اس جمع کی قیمت کھوئے لیکویڈیٹی حاصل کر سکتے ہیں، اس لیے یہ رقم بھی زر کی فراہمی کا حصہ بن جاتی ہے۔

Money Supply

$$= \text{Currency with the Public}(C) + \text{Demand Deposits with Banks}(DD) + \text{Time Deposits with the Banks}(TD)$$

زر کی رسد = عوام کے پاس نقد کرنسی + بینکوں کے پاس ڈیمانڈ ڈپازٹس + بینکوں کے پاس ٹائم ڈپازٹس

3. گورلے اور شا کا نقطہ نظر

گورلے اور شاہ کے نقطہ نظر کے مطابق، زر میں وہ تمام آلات شامل ہونے چاہئیں جو ایک دوسرے کے قریبی متبادل ہیں۔ کرنسی اور ڈیمانڈ ڈپازٹس کے علاوہ، زر میں ٹائم ڈپازٹ، بچت بینک ڈپازٹس، شیئرز، بانڈز وغیرہ شامل ہونے چاہئیں۔

Money Supply

$$= C + DD + \text{Standard Deposits in Bank} + \text{Deposits with NBFC} + \text{Securities} + \text{Shares \& Bonds}$$

زر کی رسد = پبلک کے پاس موجود کرنسی + بینکوں میں ڈیمانڈ ڈپازٹس + بینکوں میں معیاری جمع + NBFC کے ساتھ جمع +

سیکیورٹیز + شیئرز و بانڈز

4. ریڈ کلف کمیٹی کا نقطہ نظر

ریڈ کلف کمیٹی کا نقطہ نظر یا لیکویڈیٹی اپروچ زر کی فراہمی کے تصور کا بہت وسیع نظریہ فراہم کرتا ہے۔ اس نقطہ نظر میں، زر کی فراہمی کے تصور کو معیشت کی عمومی لیکویڈیٹی کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے۔ زر کی فراہمی "مکمل لیکویڈیٹی پوزیشن کا احاطہ کرتی ہے جو اخراجات کے فیصلوں سے متعلق ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق، زر اور مالی اثاثوں کی دیگر شکلوں کے درمیان مماثلت ہے۔ لہذا، مجموعی کریڈٹ چاہے وہ منظم یا غیر منظم مالیاتی اداروں سے ہو، زر میں شامل کیا جائے۔ ریڈ کلف کمیٹی کے مطابق، جو بھی قرض چاہے وہ کسی بینک یا

پھر دوست یا رشتہ دار سے حاصل کیا گیا ہو (ادارہ جاتی اور غیر ادارہ جاتی ذرائع دونوں سے) اس میں بھی لیکویڈیٹی موجود ہوتی ہے لہذا، وہ قرض بھی زر میں شامل کیا جانا چاہئے۔

Money Supply

$$= C + DD + \text{Standard Deposits in Bank} + \text{Deposits with NBFC} \\ + \text{Securities} + \text{Shares \& Bonds} \\ + \text{Credits from Non regulated Institutions}$$

زر کی رسد = پبلک کے پاس موجود کرنسی + بینکوں میں ڈیمانڈ ڈپازٹس + بینکوں میں معیاری جمع + NBFC کے ساتھ جمع + سیکیورٹیز + شیئرز و بانڈز + غیر منظم اداروں سے حاصل کردہ کریڈٹ

7.4 ہندوستان میں زر کا ذخیرہ (Stock of Money in India)

ایک مثبت پالیسی بنانے اور اس کو صحیح طریقہ کار سے لاگو کرنے کے لیے کسی بھی معیشت کا یہ جاننا نہایت ہی ضروری ہے کہ ملک میں زر کی کل تعداد یا ذخیرہ کتنا ہے۔ زر کی رسد پر مبنی دوسرے ورکنگ گروپ (Second Working Group on Money Supply) کی سفارشات کو مانتے ہوئے مرکزی بینک نے 1977 میں زر کو چار مختلف مجموعوں (Monetary Aggregates) میں بانٹا اور ان کو M_1, M_2, M_3 اور M_4 کا نام دیا۔ یہ تمام مجموعات لکوئیڈٹی کی بنا پر مختلف زر کی قسموں کو بیان کرتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

M_1 : عوام کے پاس کرنسی و سکے + بنکوں کے ڈیمانڈ ڈپازٹس + مرکزی بینک کے جمع کنندگان

$M_1 : M_2$ + پوسٹ آفس کے ڈیمانڈ ڈپازٹس

$M_1 : M_3$ + بنکوں کے ٹائم ڈپازٹس (فکس ڈپازٹس و ریکرنگ ڈپازٹس میں جمع پیسہ)

$M_3 : M_4$ + پوسٹ آفس میں کل ڈپازٹس

Y. V. Reddy کمیٹی رپورٹ کی سفارشات کے مد نظر مرکزی بینک اب نئے مانیٹری اگریگٹ شائع کرتا ہے جو کہ چار مختلف

مجموعوں پر مبنی ہے۔ ان میں M_0 (مانیٹری بیس)، M_1 (نیرو منی)، M_2 اور M_3 (براڈ منی) شامل ہیں۔

7.5 زر کی رسد کے متعین کردہ عناصر (Determinants of Money Supply)

کسی بھی معیشت میں زر کی فراہمی مختلف عوامل پر منحصر ہے ان میں سے کچھ تکنیکی عوامل ہیں اور کچھ مانیٹری اتھارٹی یا اس مخصوص ملک کے مرکزی بینک کی پالیسی سے متعلق ہیں۔ زر کی فراہمی کے تعین کے سلسلے میں دو متبادل نظریات موجود ہیں۔ پہلے نقطہ نظر کے مطابق، زر کی رسد کا تعین بیرونی طور پر مرکزی بینک کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ زر کی رسد کا تعین معاشی سرگرمیوں میں تبدیلیوں سے بھی ہوتا ہے جو ڈپازٹس، شرح سود وغیرہ کے مقابلے میں لوگوں کی کرنسی رکھنے کی خواہش کو متاثر کرتی ہیں۔ موجودہ اکائی میں 'ضارب زر پر پوچ' کی بنیاد پر زر کی رسد کے تعین کنندگان کی وضاحت کی جائے گی جو زری بنیاد یا اعلیٰ طاقت والے زر کے لحاظ سے منی

اسٹاک اور منی سپلائی کے درمیان تعلق پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اس نقطہ نظر کا خیال ہے کہ معیشت میں زر کی کل فراہمی کا تعین مرکزی بینک، کمرشل بینک اور عوام کے مشترکہ طرز عمل سے ہوتا ہے۔ مرکزی بینک، کمرشل بینک اور عوام کے مشترکہ طرز عمل کے اثرات کو مندرجہ ذیل سرخیوں میں بیان کیا گیا ہے۔

1. ہائی پاورڈ منی (High-Powered Money)

ہائی پاورڈ منی وہ پیسہ ہے جو تجارتی بینکوں کے کریڈٹ بنانے کے طریقہ کار کی طرف جاتا ہے۔ اگر ہائی پاورڈ پیسہ بڑھتا ہے تو بینکوں کی کریڈٹ تخلیق بھی بڑھ جاتی ہے اس کے مقابلے میں جب ہائی پاورڈ پیسہ کم ہوتا ہے تو بینکوں کی کریڈٹ تخلیق بھی کم ہوتی ہے۔ اور کریڈٹ تخلیق میں تبدیلیاں ملک میں زر کی کل فراہمی کو متاثر کرتی ہیں۔ لہذا، اعلیٰ طاقت کا حامل زر زر کی فراہمی کا اہم عامل ہے۔

2. مطلوبہ ریزرو تناسب (The Required Reserve Ratio)

آربی آئی مطلوبہ ریزرو تناسب کو تبدیل کر کے زر کی فراہمی کو بھی تبدیل کر سکتا ہے۔ ریزرو کی ضروریات کو تبدیل کر کے، آربی آئی ضارب زر کو تبدیل کرتا ہے جس کے نتیجے میں دی گئی ہائی پاورڈ منی سے پیدا ہونے والے بینک کریڈٹ کی مقدار میں تبدیلی آتی ہے۔ مطلوبہ ریزرو تناسب میں اضافے سے زر کی تعداد میں کمی واقع ہوتی ہے اور اس وجہ سے زر کی فراہمی اور بینک کریڈٹ میں کمی واقع ہوتی ہے، جبکہ مطلوبہ ریزرو تناسب میں کمی کا الٹا اثر پڑتا ہے۔

3. کرنسی نوٹ چھاپنے کا طریقہ

مخصوص ملک میں زر کی فراہمی کا انحصار کرنسی نوٹوں کی چھپائی کے لیے اختیار کیے گئے طریقے پر ہوتا ہے۔ کرنسی نوٹ چھاپنے کے یہ دو طریقے ہیں پہلا تناسب طریقہ اور دوسرا کم از کم ریزرو طریقہ۔ تناسب طریقہ کے تحت مرکزی بینک کو کرنسی نوٹ چھاپنے کے لیے متناسب ریزرو رکھنا ہوتے ہیں اور کم از کم ریزرو طریقہ (ہندوستان کے تناظر میں) کے تحت مرکزی بینک کو کرنسی نوٹ چھاپنے کے لیے 200 کروڑ روپے کا ریزرو رکھنا ہوتا ہے۔ کم از کم ریزرو سسٹم کے تحت آربی آئی کو سونے کے سکے اور سونے کے بولین اور غیر ملکی کرنسیوں پر مشتمل کم از کم 200 کروڑ روپے کا ریزرو رکھنا ہوتا ہے۔ کل 200 کروڑ روپے میں سے 115 کروڑ روپے سونے کے سکے یا سونے کے زیورات کی شکل میں اور باقی غیر ملکی کرنسیوں کی شکل میں ہونے چاہئیں۔ جب بینک کم از کم ریزرو طریقہ اپناتا ہے تو زر کی فراہمی میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔

4. سرکاری اخراجات

عوام کی سہولتوں کو پر کرنے کے لیے حکومت ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ چاہے وہ عوامی اشیا کی دستیابی ہو یا پھر مختلف حکومتی ذمہ داریاں حکومت کے اخراجات پر منحصر ہیں۔ دوسری طرف عوام سے وصول کردہ ٹیکس حکومت کی آمدنی کے ذرائع میں سے ایک ہے۔ حالانکہ جب حکومت عوام پر محصول (ٹیکس) بڑھاتی ہے تو حکومتی بجٹ سرپلس میں ہوتا ہے لیکن عوام کے پاس زر کی کمی واقع ہوتی ہے۔ وہیں جب حکومت عوام سے کم وصولی کرتی ہے اور خرچ زیادہ کرتی ہے تو عوامی اخراجات میں یہ اضافہ معیشت میں زر کی رسد میں

اضافے کا باعث بنے گا۔

5. بینکوں کی شرح میں تبدیلی

بینک ریٹ وہ شرح ہے جس پر مرکزی بینک تجارتی بینکوں اور دیگر اداروں کو ان کی ریزرو ضروریات میں کمی کو پورا کرنے کے لیے قرض دیتا ہے۔ دراصل یہ شرح مرکزی بینک کے لیے کمرشل بینکوں کو قرض دینے کی شرح ہے۔ جب مرکزی بینک بینک ریٹ بڑھاتا ہے تو کمرشل بینک قرض دہندگان کو قرض دینے کی شرح بڑھا دیتا ہے۔ جب مرکزی بینک، بینک کی شرح میں کمی کرتا ہے تو بینکوں کی قرضہ جات کی شرح بھی کم ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں بینک سے زیادہ قرضے حاصل ہوتے ہیں جس سے بینک قرضے کے ذریعے معیشت میں زر کی رسد زیادہ ہوتی ہے۔

6. CRR اور SLR

سی آر آر تمام کمرشل بینکوں کے کل ڈپازٹس کا ایک خاص تناسب / فیصد ہے جسے آر بی آئی (ریزرو بینک آف انڈیا) کے رہنما خطوط کے مطابق مائع نقد کی شکل میں برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ مخصوص تناسب آر بی آئی کے ذریعے وقتاً فوقتاً طے اور تبدیل کیا جاتا ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا نے ہر کمرشل بینک کو سی آر آر (کیش ریزرو ریشو) کو چھوڑ کر مائع اثاثوں، سونے یا دیگر سیکیورٹیز کی شکل میں ڈپازٹس کا ایک خاص تناسب رکھنے کا حکم دیا ہے، جسے ایس ایل آر کہا جاتا ہے۔ ایس ایل آر کی اوپری حد 40% ہے، اور نجلی حد 23% ہے۔ یہ حد آر بی آئی کے ذریعے طے کی جاتی ہے اور وقتاً فوقتاً تبدیل کی جاتی ہے۔

اگر CRR کم ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آر بی آئی کمرشل بینکوں کو قرض دینے اور سرمایہ کاری کے لیے زیادہ زر چھوڑ کر معیشت میں لیکویڈٹی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ CRR سود کی شرح کو بھی متاثر کرتا ہے کیونکہ زر کی فراہمی براہ راست معیشت میں سود کی شرح سے جڑی ہے اور یہ معیشت کی ترقی کو مزید فروغ دیتا ہے۔ اگر SLR میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ بینک کی قرض دینے کی صلاحیت کو محدود کرتا ہے اور مارکیٹ سے لیکویڈٹی کو کم کر افراط زر کو کنٹرول کرتا ہے۔ نتیجتاً، بینکوں کے پاس قرض دینے کے لیے کم زر کی مقدار رہ جاتی ہے، اور وہ اپنے منافع کے مارجن کو برقرار رکھنے کے لیے قرضوں پر زیادہ شرح سود وصول کر سکتے ہیں۔ اس صورت حال سے بچنے کے لیے آر بی آئی ایس ایل آر کو ریگولیٹ کرتا ہے جو بینکوں کی سالوینسی کو یقینی بناتا ہے اور معیشت میں نقد بہاؤ کو مزید منظم کرتا ہے۔

7. زر نقد کی ترجیح

زر نقد کی ترجیح کا مطلب ہے عوام کی نقد زر رکھنے کی خواہش۔ کمرشل بینکوں میں ڈپازٹس کی نسبت کرنسی رکھنے کی لوگوں کی خواہش بھی زر کی فراہمی کا تعین کرتی ہے۔ اگر لوگ کمرشل بینکوں میں کم نقدی اور زیادہ جمع کرنے کی ترجیح دیتے ہیں تو زر کی سپلائی بڑی ہوگی۔ اس کے برعکس، اگر لوگوں میں بینک نظام تک رسائی نہیں ہے یا بینکوں کے پاس جمع رکھنے کی عادت نہیں ہے اور وہ اپنے زر کو کیش میں رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں، تو بینکوں کے ذریعے قرض کی تخلیق کم ہوگی اور زر کی فراہمی کم سطح پر ہوگی۔

8. اوپن مارکیٹ آپریشن

اوپن مارکیٹ آپریشن مرکزی بینک کی طرف سے کھلی منڈی میں سرکاری بانڈز خریدنے یا بیچنے کی سرگرمی ہے۔ ایک مرکزی بینک انہیں مانیٹری پالیسی کے نفاذ کے بنیادی ذرائع کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ جب مرکزی بینک OMO کے ذریعے سیکورٹیز فروخت کرتا ہے تو زر کی سپلائی کم ہو جاتی ہے اور اس کے برعکس مرکزی بینک عوام سے سیکورٹیز خریدتا ہے تو زر کی سپلائی بڑھ جاتی ہے۔

9. سود کی شرح

زر کی رسد پر شرح سود کا مثبت اثر پڑتا ہے۔ جب سود کی شرح بڑھتی ہے تو اس بڑھتی شرح سے فیض یاب ہونے کے لیے لوگ زر کو اپنے پاس رکھنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے معیشت میں لیکویڈٹی کم ہوتی ہے اور زر کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

10. زر کی رفتار

زر کی رفتار اس شرح کی پیمائش ہے جس پر معیشت میں زر کا تبادلہ ہوتا ہے۔ یہ تعداد ہے کہ پیسہ ایک ادارے سے دوسرے ادارے میں منتقل ہوتا ہے۔ پیسے کی رفتار سے یہ بھی مراد ہے کہ کسی مخصوص مدت میں کرنسی کی ایک اکائی کتنی بار استعمال ہوتی ہے۔ سادہ الفاظ میں، یہ وہ شرح ہے جس پر معیشت میں صارفین اور کاروبار اجتماعی طور پر پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر ہم زر کی رسد اور رفتار میں رشتہ دیکھیں تو:

$$M_s = M \times V$$

جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں ایک مثبت رشتہ ہے، کہ جب زر کی رفتار (velocity) میں اضافہ ہو گا تو زر کی رسد میں بھی بہتری دیکھنے کو ملے گی۔

7.6 ہائی پاورڈ منی (High-Powered Money)

ہر وہ کرنسی جو حکومت و مرکزی بینک کی جانب سے جاری کی گئی ہو وہ ہائی پاورڈ منی میں شامل ہے۔ یہ وہ زر ہے جو کمرشل بینکوں کو کریڈٹ کی تخلیق (credit creation) میں مدد کرتا ہے۔ جو کرنسی ان اداروں و حکومت کی جانب سے جاری کی جاتی ہے اس کا ایک حصہ عوام کے پاس آجاتا ہے جبکہ ایک حصہ بینکوں کے ذخائر میں رہتا ہے۔ کمرشل بینک اپنا حصہ یا تو اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے یا مرکزی بینک میں اپنے کھاتے کے تحت جمع کرتا ہے۔ اس کے مطابق، ہائی پاورڈ منی عوام اور بینکوں کے پاس موجود کرنسی کے ذخیرے کا مجموعہ ہے جس کو مساوات میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے

$$H = CP + RR + ER$$

جہاں،

CP عوام کے پاس موجود کرنسی کو ظاہر کرتا ہے، RR بینکوں کے درکار ذخیرے (required reserve) جبکہ ER بینک کے زائد ذخیرے (excess reserve) کو بیان کرتا ہے۔ ہائی پاورڈ منی کو دوسرے الفاظ میں کسی بھی معیشت کی زر بنیاد (monetary base) کہنا غلط نہ ہو گا۔ ہائی پاورڈ منی معیشت میں مجموعی طور پر زر کی رسد (money supply) کا ایک اہم اشارہ ہے، کیونکہ یہ اس بنیاد کی

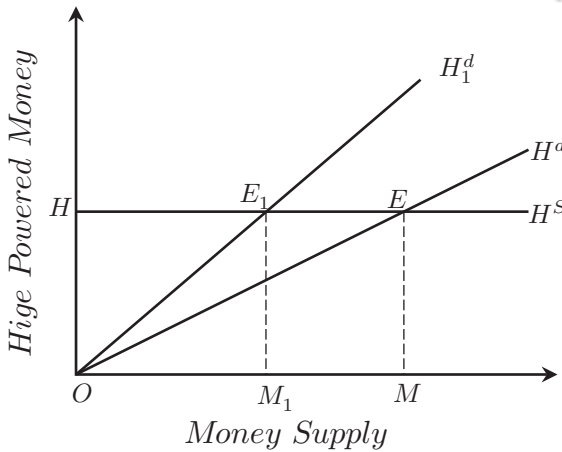
نمائندگی کرتا ہے جس پر باقی زر کی رسد تعمیر کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرکزی بینک اپنے زر پالیسی آلات، جیسے اوپن مارکیٹ آپریشنز (open market operations)، ریزرو ضروریات (reserve requirements)، اور ڈسکاؤنٹ ریٹ پالیسی (discount rate policy) کے ذریعے ہائی پاورڈ منی کی سطح کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ملک میں کس قدر کرنسی چھاپنی ہے، اس کے لیے ایک مخصوص طریقہ کار اپنایا جاتا ہے جسے کم از کم ذخیرہ نظام (minimum reserve system) کہا جاتا ہے۔ اس کے تحت جو بھی کرنسی مرکزی بینک کی جانب سے دستیاب کی جاتی ہے دراصل وہ کرنسی مساوی مقدار میں اثاثوں کی بنا پر ہوتی ہے جو کہ سونے اور غیر ملکی زر مبادلہ کی شکل میں رہتے ہیں۔ ہندوستان نے اس نظام کو 1956 میں اپنایا اور اس نظام کے تحت ہندوستان کو کسی بھی حد تک کرنسی دستیاب کرنے کے لیے کل 200 کروڑ روپے کے برابر سونا اور غیر ملکی زر مبادلہ رکھنا پڑتا ہے جس میں سے 115 کروڑ روپے کے برابر ریزرو سونے کی شکل میں ہونا ضروری ہے۔

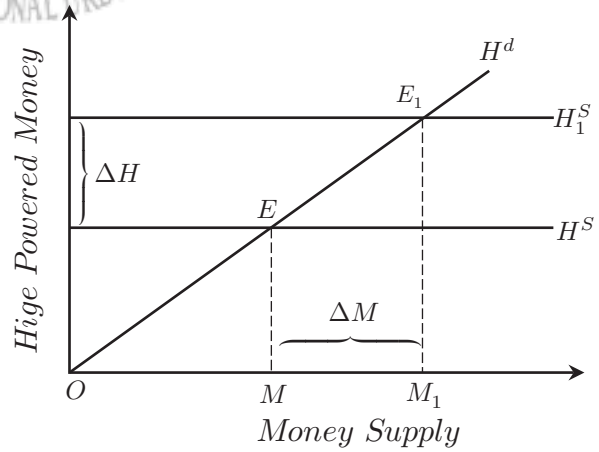
ہائی پاورڈ منی کی سطح کو ایڈجسٹ کر کے، مرکزی بینک، جیسے کہ ہندوستان میں ریزرو بینک آف انڈیا (Reserve Bank of India) معیشت میں قرض دینے اور قرض لینے کی سطح پر اثر انداز ہو سکتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشی سرگرمی اور افراط زر (inflation) کی مجموعی سطح متاثر ہوتی ہے۔ اس طرح، ہائی پاورڈ منی جدید زرعی نظام کے کام کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

واضح رہے کہ آر بی آئی اور حکومت ہائی پاورڈ منی کے پروڈیوسر ہیں اور اس ہائی پاورڈ منی (H) کی پیداوار میں کمرشل بینکوں کا کوئی کردار نہیں ہے۔ تاہم، کمرشل بینک ڈیمانڈ ڈپازٹس کے پروڈیوسر ہیں جو کرنسی کی طرح زر کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ڈیمانڈ ڈپازٹ یا کریڈٹ پیدا کرنے کے لیے، بینکوں کو کرنسی کے نقد ذخائر اپنے پاس رکھنا پڑتا ہے جسے اوپر کی مساوات میں R کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔

زر کی رسد کے تعین کا نظریہ ہائی پاورڈ منی کی فراہمی اور طلب پر مبنی ہے۔ کچھ ماہرین معاشیات اسے 'H' تھیوری آف منی سپلائی (H-Theory of Money Supply) کہتے ہیں۔ تاہم، اسے زیادہ مقبول طور پر 'ضارب زر تھیوری آف منی سپلائی' (Money Multiplier Theory of Money Supply) کہا جاتا ہے کیونکہ یہ زر کی فراہمی کے تعین کو ہائی پاورڈ منی کے ایک خاص ضارب کے طور



تصویر 7.2



تصویر 7.1

پر بیان کرتا ہے۔ زر کی رسد اور ہائی پاورڈ منی کے رشتے کو تصویر 7.2 میں آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ جب ہائی پاورڈ منی کی طلب میں اضافہ ہو زر کی رسد میں کمی واقع ہوتی ہے جبکہ ہائی پاورڈ منی کی رسد میں اضافہ زر کی رسد میں بھی اضافے کی وجہ بنتا ہے۔

اس تصویر میں ہائی پاورڈ منی کی طلب میں اضافے سے زر کی رسد پر اثر کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں عمودی محور پر ہائی پاورڈ منی کو دکھایا گیا ہے جب کہ افقی محور زر کی رسد کو بیان کرتا ہے۔ خط HH^S ہائی پاورڈ منی کی رسد کو بیان کرتا ہے جبکہ خطوط H^d اور H_1^d ہائی پاورڈ منی کی طلب کو بیان کرتے ہیں۔ تصویر میں H_1^d سے ظاہر ہوتا ہے جہاں ہائی پاورڈ منی کی طلب میں اضافہ کے باعث زر کی رسد میں کمی دیکھنے کو ملتی ہے۔

اسی طرح ہائی پاورڈ منی کی سپلائی میں اضافہ کرنے کے باعث بھی زر کی رسد پر اثر دیکھنے کو بھی ملتا ہے جو کہ تصویر 7.1 میں دکھایا گیا ہے۔ ہائی پاورڈ منی کی رسد میں اضافے کی بدولت ہائی پاورڈ منی کی رسد کا خط H^S منتقل کر کے H_1^S کی جگہ چلا جاتا ہے، جس کی بدولت زر کی رسد میں بھی اضافہ دیکھنے کو ملتا ہے جو کہ مقام M سے بڑھ کر M_1 ہو جاتا ہے۔ مقام E دراصل ہائی پاورڈ منی کے طلب و رسد کے لیے ایک متوازن مقام کو ظاہر کرتا ہے جہاں زر کی رسد OM ہے۔ ہائی پاورڈ منی کی رسد میں اضافے کی وجہ سے زر کی رسد میں بھی اضافہ دیکھنے کو ملے گا۔ جہاں پہلے دونوں میں توازن مقام E پر تھا وہ بھی منتقل ہو کر مقام E_1 پر چلا جائے گا۔ ان تصاویر سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ہائی پاورڈ منی کی رسد میں اضافے کی وجہ سے زر کی رسد ($Money Supply$) میں بھی اضافہ دیکھنے کو ملتا ہے جبکہ ہائی پاورڈ منی کی طلب میں اضافہ زر کی رسد میں کمی واقع کرتی ہے۔

7.7 ضارب زر (Money Multiplier)

ضارب زر معاشیات و بینک نظام میں استعمال ہونے والا ایک تصور ہے جس کے ذریعے مرکزی بینک، جیسے ہندوستان میں ریزرو بینک آف انڈیا، کی طرف سے زر کی فراہمی میں اضافہ، رقم کی فراہمی اور وسیع تر معاشی سرگرمی میں بڑے اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔ دراصل، یہ زر بنیاد اور زر کی رسد کے درمیان ریاضیاتی تعلقات کو بیان کرتا ہے۔

ضارب زر اس خیال پر مبنی ہے کہ بینک قرض کی دستیابی کر کے زر کی رسد میں اضافہ کرتا ہے۔ جب کوئی بینک قرض فراہم کرتا ہے تو وہ قرض لینے والے کے ڈپازٹ اکاؤنٹ میں قرض کی رقم شامل کر کے نئی رقم پیدا کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مجموعی طور پر پیسے کی فراہمی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ضارب زر کی قدر مرکزی بینک کی طرف سے مقرر کردہ ریزرو ضروریات ($Reserve Requirements$) پر منحصر ہے۔ ریزرو کی ضروریات ڈپازٹس کا وہ حصہ ہے جو بینکوں کو مرکزی بینک کے ساتھ اپنے کھاتوں میں ریزرو کے طور پر رکھنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اگر ریزرو کی ضرورت 10 فیصد ہے تو بینک کو اپنے ڈپازٹس کا 10 فیصد ذخائر کے طور پر رکھنا ہو گا اور بقیہ 90 فیصد کو قرض کی مد میں دے سکتے ہیں۔

در اصل ضارب زر اس سسٹم کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کمرشل بینک جمع کے طور پر آئے پیسے سے مزید پیسہ بنا سکے۔ یہ تصور چند مفروضات کی بنا پر ہی قابل قبول ہے جیسے کہ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ پیسوں کا لین دین صرف بینکوں کے ذریعے ہی کیا جاتا ہے، بینکوں سے جڑی عوام ایک ساتھ اپنے جمع کردہ پیسے کو واپس نہیں لیں گے وغیرہ۔ ضارب زر کا حساب لگانے کا فارمولا یہ ہے:

$$\text{Money Multiplier} = \frac{1}{\text{Reserve requirement}}$$

مثال کے طور پر، اگر ریزرو کی ضرورت 10 فیصد ہے تو، ضارب زر $10 = \frac{1}{0.1}$ ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرکزی بینک کی طرف سے زر کی فراہمی میں 1 روپے کا اضافہ بینک کے قرض دینے کے عمل کے ذریعے مجموعی زر کی فراہمی میں 10 روپے کا اضافہ کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر ایک بینک کے پاس 100 روپے جمع کی شکل میں ہیں تو وہ 10 روپے ریزرو رکھ کر باقی 90 روپے دوسرے بینک کو قرض مہیا کر دے گا۔ مزید اسی طرح اس 90 روپے کا 10 فیصد یعنی 9 روپے ریزرو رکھ کر دوسرا بینک بھی 81 روپے قرض کی شکل میں آگے مہیا کر دے گا۔ یہ گردش تب تک ہوتی رہے گی جب تک تمام بینکوں کی جانب سے مہیا کیا گیا کل قرض اصل شروعاتی جمع یعنی 10 روپے کا دس گنا یعنی 100 روپے نہ ہو جائے اور کل ریزرو شروعاتی جمع کے برابر نہ ہو جائے۔ اس طریقہ کار کو ہم مزید خاکے کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

100 روپے کے جمع سے جاری کردہ ضارب زر		
شروعاتی جمع	فراہم کردہ قرض	ریزرو کا تناسب
پہلا بینک (100 روپے)	90	100 کا 10 فیصد
دوسرا بینک (90 روپے)	81	90 کا 10 فیصد
تیسرا بینک (81 روپے)	72.90	81 کا 10 فیصد
↓↓↓	↓↓↓	↓↓↓
کل	1000	100

اسی طرح ضارب زر کی مدد سے ملک میں زر کی رسد میں ہورہی تبدیلی کو دیکھا جاسکتا ہے۔ ضارب زر کتنا پیسہ معیشت میں دستیاب کرے گا یہ ریزرو کے تناسب پر مبنی ہے۔ اسی طرح ریزرو کا تناسب (Reserve Ratio) جتنی کم ہوگی ضارب زر اتنا ہی بہتر ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر ریزرو ریشو 100 فیصد ہے تو ضارب زر ایک گنا ہی رہے گا اور اگر ریزرو کا تناسب اگر 10 فیصد ہے تو ضارب زر 10 گنا ہوگا۔

زر کی رسد، مانیٹری بیس اور ضارب زر کے مابین تعلق کو ہم مندرجہ ذیل خاکے سے سمجھ سکتے ہیں

1	مانیٹری بیس =	ضارب زر ↓	زر کی رسد ↓
2	مانیٹری بیس =	ضارب زر ↑	زر کی رسد ↑

3	مانیٹری بیس ↑	ضارب زر =	زر کی رسد ↑
4	مانیٹری بیس ↓	ضارب زر =	زر کی رسد ↓
	=: یکساں	↑: بہتری	↓: کمی

اوپر بیان کیے گئے خاکے میں اس بات کو عیاں کیا گیا ہے کہ ضارب زر، زر کی رسد اور مانیٹری بیس میں ایک اہم رشتہ ہے۔ اگر مانیٹری بیس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تو ضارب زر کا زر کی رسد پر مثبت اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔ ایسی صورت میں جب ضارب زر بڑھے گا تو زر کی رسد میں بھی اضافہ ہوگا جبکہ اس کے کم ہونے پر زر کی رسد میں بھی کمی واقع ہوگی۔ اسی طرح اگر ضارب زر کی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو زر کی رسد مانیٹری بیس کے کم ہونے یا بڑھنے سے متاثر ہوگی۔

جب کسی کمرشل بینک میں زرع کیا جاتا ہے تو اس کے ذخیرے میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے زر کی رسد میں کتنا اضافہ ہوگا وہ مندرجہ ذیل مساوات سے نمایا ہوگا

$$M = mR$$

اس مساوات میں M زر کی رسد میں ہوئی تبدیلی کو بیان کرتا ہے، اور R بینک کے ریزرو میں ہوئے اضافے جبکہ m منی ملٹی پلائر کو

بیان کرتا ہے۔

$$m = \frac{1 + Cr}{Cr + RRR + ERr}$$

فرض کرو کہ $Cr = 0.3$ ، $RRR = 0.2$ ، اور $ERr = 0.05$ ہو، تو ضارب زر پلائر

$$m = \frac{1 + 0.3}{0.3 + 0.2 + 0.05}$$

$$m = \frac{1.3}{0.55}$$

$$m = 2.3$$

ہندوستان کے تناظر میں ضارب زر کی پیمائش M_3 اور M_0 کے تناسب $\left(\frac{M_3}{M_0}\right)$ کے طور پر کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں 1980 کی دہائی سے لے کر 17 - 2016 تک اس میں زیادہ تر اضافہ ہو رہا تھا لیکن اس کے بعد سے اس میں کمی دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اکنومک سروے 2021 - 22 کے مطابق، مارچ 2021 تک، یہ ایک سال پہلے کے مقابلے میں 5.6 سے کم ہو کر 5.2 پر آ گیا ہے۔

7.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ

زر کی رسد پر ماہرین کے مختلف نظریات کو سمجھ سکیں۔
 زر کی رسد میں مختلف اداروں کے رول کی وضاحت کر سکیں گے۔
 زر کی رسد کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔

7.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

زر کی رسد: *Supply of Money* - کسی مخصوص وقت میں کسی بھی معیشت میں موجود زر کی کل تعداد ہے۔
 براڈ منی: *Broad Money* - معیشت میں زر کی کل فراہمی ہے جس میں کرنسی کے ساتھ ساتھ بینکوں یا دیگر مالیاتی اداروں میں افراد اور اداروں کے ذریعے رکھے گئے ہر قسم کے ڈپازٹ شامل ہیں۔
 اعلیٰ طاقت والی رقم: *High-Powered Money* - زر بنیادی زر مجموعہ جسے M_0 کے نام سے جانا جاتا ہے، جو گردش میں کرنسی کی کل مقدار اور کسی ملک کے مرکزی بینک میں تجارتی بینکوں کے پاس موجود ذخائر کی نمائندگی کرتا ہے۔

7.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

7.10.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ----- ہندوستان کا مرکزی بینک ہے۔
2. زر صرف چیزوں کی خرید و فروخت کے کام آتا ہے۔
3. مندرجہ ذیل میں سے ہائی پاورڈ منی میں کیا کیا شامل ہے؟
- (a) عوام کے پاس موجود کرنسی
- (b) بنکوں کے پاس موجود کرنسی
- (c) مرکزی بینک کے پاس جمع
- (d) ان میں سے سب
4. M_1 کو براڈ منی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔
5. سٹیٹ بینک آف انڈیا نے ----- عیسوی میں قومی بینک کا درجہ پایا۔
6. ----- کمیٹی کے مطابق بینکوں سے حاصل کردہ ادھار بھی زر کی رسد میں شامل ہے۔
7. ----- وہ شرح ہے جس پر مرکزی بینک کمرشل بینکوں کو قرض فراہم کرتا ہے۔
8. ہاولے کے مطابق شرح سود ----- کا معاوضہ ہے۔
9. ہندوستان میں زر کی رسد کے تمام تر فیصلے کمرشل بینک لیتے ہیں۔

7.10.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ہائی پاورڈ منی کسے کہا جاتا ہے؟
2. زر کی رسد کے تعین پر نوٹ لکھیں
3. زر کے اہم افعال بیان کریں۔
4. M_1 اور M_3 میں فرق بیان کریں
5. زر کی رسد میں مرکزی بینک کا رول بیان کریں۔

7.10.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. زر کی رسد کیا ہے؟ زر کی رسد کے تعین کردہ اجزا کو بیان کریں۔
2. ہندوستان میں زر کی فراہمی کے مختلف اقدامات کا تفصیلی جائزہ لیں۔
3. ہائی پاورڈ منی اور ضارب زر کے درمیان تعلق کی وضاحت بیان کریں۔

7.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Handa, J. (2000). *Monetary Economics*. USA: Routledge.
2. Jhingan, M. L. (2010). *Macroeconomic Theory*. New Delhi: Vrinda Publication.
3. Khurana, S. K. (1995). *Monetary Targeting*. Deep and Deep Publication.
4. Merritt, C. (2011). Mobile Money Transfer Services: the Next Phase in the Evolution of Person-to-Person payments. *Journal of Payments Strategy & Systems*, 5(2), 143-160.
5. Mishkin F.S. (1999). Central Banking in a Democratic Society: Implications for Transition Countries. *Zagreb Journal of Economics*, 3(3), pp. 51-74.
6. Mishkin, F. (1999). *Money, Banking and Financial Markets* (3rd ed.). Harper Collins Publishers.
7. Reserve Bank of India. (1977). *Report of the Second Working Group (Chairman M. L. Ghosh) on Money Supply in India: Concepts, Compilation and Analysis*. Mumbai: Reserve Bank of India.
8. Reserve Bank of India. (1998). *Report of the Working Group (Chairman Y. V. Reddy) on Money Supply Analytics and Methodology of Compilation*. Mumbai: Reserve Bank of India.

اکائی 8: زر کی رسد اور کریڈٹ کی تخلیق

(Money Supply and Credit creation)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	8.0
مقاصد (Objectives)	8.1
کریڈٹ کی تخلیق: معنی اور تعریف (Credit Creation: Meaning and Definition)	8.2
کریڈٹ کی تخلیق کے بنیادی تصورات (Basic Concepts of Credit Creation)	8.3
کریڈٹ کے تخلیق کے عمل کی کہانی (Story of Process of Credit Creation)	8.4
کریڈٹ کی تخلیق کے طریقے (Methods of Credit Creation)	8.5
کریڈٹ تخلیق کا عمل (Process of Credit Creation)	8.6
کریڈٹ کی تخلیق کی حد بندیاں (Limitations of Credit Creation)	8.7
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	8.8
کلیدی الفاظ (Keywords)	8.9
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	8.10
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	8.11
	8.10.1
	8.10.2

8.10.3

تمہید (Introduction) 8.0

ہمیں پتا ہے کہ بینک ایسے زر کی ادارے ہوتے ہیں جو لوگوں کی بچائی ہوئی رقمات کو زر کی شکل میں محفوظ رکھتے ہیں اور جن لوگوں کو زر کی ضرورت ہوتی ہے انہیں قرض فراہم کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بینک زر کا کاروبار کرتے ہیں۔ یہ لوگوں سے ان کی اضافی رقمات قرض کے طور پر لیتے ہیں اور کاروبار میں سرمایہ لگانے والے لوگوں کو سود پر قرض کی صورت میں دیتے ہیں۔ پروفیسر

کراؤتھر بینک کی تعریف میں کہتے ہیں کہ بینک قرضوں کا کاروبار کرتا ہے۔ یہ عوام سے امانتیں (Deposits) وصول کرتا ہے اور ضرورت مند لوگوں کو قرض مہیا کرتا ہے۔ چونکہ بینک کی جاری کردہ رسیدیں عوام بغیر کسی عذر کے قبول کر لیتے ہیں اور انھیں بطور زر استعمال کرتے ہیں اس طرح بینک کریڈٹ کی تخلیق کرتے ہیں۔

کسی بھی معیشت میں زر کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ مرکزی بینک ہوتا ہے۔ مرکزی بینک ملک کی مالی و بینکنگ نظام میں سب سے اعلیٰ تنظیم ہوتی ہے جو ملک کے زر و بینکنگ ڈھانچے کی شروعات، کنٹرول اور ہدایت کاری کرتی ہے۔ یہ بینک معیشت میں لین دین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زر کی دستیابی کو یقینی بناتا ہے اور مختلف معاشی سرگرمیوں جیسے کہ پیداوار، تقسیم اور صرف میں زر کی سہولت کو فراہم کرتا ہے۔ تاہم اس مقصد کے لیے مرکزی بینک کا انحصار تجارتی بینکوں کے ڈپوزٹ پر ہوتا ہے۔ تجارتی بینک ایک قسم کے ادارے ہوتے ہیں جو نفع کمانے کی غرض سے عوام سے ڈپوزٹ تسلیم کرتے ہیں اور ان ڈپوزٹ کا استعمال قرض دینے کے لیے کرتے ہیں۔ تجارتی بینک معیشت میں کریڈٹ کی تخلیق کے نظام کا ایک اہم حصہ ہوتے ہیں۔ تجارتی بینک کے اہم کاموں میں سرمایہ کی تشکیل، لوگوں کی امانتیں محفوظ رکھنا، قرض دینا، حکومت کی مالی اعانت کرنا، سرمایہ فراہم کرنا، وغیرہ ہیں۔ ان سب فرائض میں کریڈٹ کی تخلیق تجارتی بینک کا اہم فریضہ ہے۔ اس عمل میں تجارتی بینک لوگوں کی بچت کو بینک میں جمع کراتے ہیں اور اس کا کچھ حصہ ضرورت مند لوگوں کو قرض کے طور پر دیتے ہیں۔ بینکوں کے اسی عمل کی وجہ سے انھیں کریڈٹ پیدا کرنے کے کارخانے بھی کہا جاتا ہے۔ گویا تجارتی بینک کریڈٹ کے تاجر ہی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں کریڈٹ کے تخلیق کرنے والے ہیں۔ کریڈٹ کی تخلیق اور زر کی فراہمی میں مثبت رشتہ ہوتا ہے۔ جتنی کریڈٹ کی تخلیق معیشت میں زیادہ ہوگی اتنا ہی زر کی فراہمی زیادہ ہوگی اور جتنی کریڈٹ کی تخلیق معیشت میں کم ہوگی زر کی فراہمی بھی اتنی ہی کم ہوگی۔

اس اکائی میں سب سے پہلے ہم کریڈٹ کی تخلیق کے ساتھ ساتھ اس کے تصورات کو سمجھیں گے۔ اس کے بعد کریڈٹ کی تخلیق کا عمل معیشت میں کس طرح ہوتا ہے اس کو ایک کہانی اور ریاضیاتی جدول کے ذریعے سمجھیں گے۔ آخر میں کریڈٹ کی تخلیق کی حد بندیوں کی وضاحت کریں گے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

- کریڈٹ کی تخلیق کسے کہتے ہیں اس کی وضاحت کرنا۔
- کریڈٹ کی تخلیق کے تصورات کی وضاحت کرنا۔
- کریڈٹ کی تخلیق کے عمل کی وضاحت کرنا۔
- کریڈٹ کی تخلیق کی حد بندیوں کی وضاحت کرنا۔

8.2 کریڈٹ کی تخلیق: معنی اور تعریف (Credit Creation: Meaning and Definition)

کریڈٹ کی تخلیق کے لغوی معنی قرضوں اور زر پیشگی میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں تجارتی بینک اپنے صارفین کی جمع رقم کا کچھ حصہ دوسرے صارفین کو قرض کے طور پر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں معیشت میں زر پیدا ہوتا ہے۔ مختصر بینک کی نئی رقم پیدا کرنے کی صلاحیت کو قرض کی تخلیق کہا جاتا ہے۔ مختلف ماہرین معاشیات نے مختلف طریقوں سے زر کی تخلیق کی تعریف بیان کی ہے۔ ان میں سے کچھ تعریفیں مندرجہ ذیل ہیں:

بینہم کے مطابق، کریڈٹ کی تخلیق کا مطلب ہے جب ”بینک صارف کو اپنے کھاتوں سے زائد رقم نکالنے کی اجازت دے کر یا سیکیورٹیز کو خرید کر اپنے چیک کے ذریعے ان کی ادائیگی کر کے سود وصول کرتا ہے اور اس طرح بینک کے کل ڈپازٹس میں اضافہ ہوتا ہے۔“

According to Benham, Credit Creation implies when “a bank may receive interest simply by permitting a customer to overdraw their accounts or by purchasing securities and paying for them with its cheques, thus increasing the total bank deposits.”

نیولین: ”زر کی تخلیق سے مراد تجارتی بینکوں کی ثانوی ذخائر کو بڑھانے کی طاقت ہے جو وہ یا تو قرض دے کر یا ضمانتوں میں سرمایہ کاری کر کے بڑھاتے ہیں۔“

Newlyn: “Credit creation refers to the power of commercial banks to expand secondary deposits either through the process of making loans or through investment in securities.”

جی۔ این۔ ہام: ”ثانوی ذخائر کی تخلیق کو ہی عام طور پر زر کی تخلیق کہا جاتا ہے جو کہ ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔“

G. N. Halm: “The creation of derivative deposits is identical with what is commonly called the creation of credit.”

کریڈٹ کی تخلیق ایک ایسا عمل ہے جس میں بینک اپنے صارفین کے ذخائر کا ایک حصہ دوسرے افراد اور کاروبار کرنے والوں کو قرض کے طور پر دیتا ہے جس کے نتیجے میں معیشت میں زیادہ پیسہ پیدا ہوتا ہے۔

Credit creation is a process where a bank uses a part of its customers’ deposits to offer loans to other individuals and businesses. This results in more money being created in an economy.

8.3 کریڈٹ کی تخلیق کے بنیادی تصورات (Basic Concepts of Credit Creation)

- مرکزی بینک (Central Bank): ملک کے مالی و بینکنگ نظام کی سب سے اونچی تنظیم جو ملک کی کرنسی، کریڈٹ کی فراہمی، بیرونی زر مبادلہ کا متولی، سود کی شرحوں کو طے کرتی ہے۔ یہ بینک عام طور پر تجارتی بینکوں کے بینکنگ نظام کی نگرانی بھی کرتے ہیں۔ ہندوستان کا مرکزی بینک ریزرو بینک آف انڈیا ہے جس کا قیام 1935 میں عمل میں آیا تھا۔
- تجارتی بینک (Commercial Bank): ایسی مالی تنظیم جو نفع کمانے کی غرض سے عوام سے جمع تسلیم کرتے ہیں اور اس عمل سے

معیشت میں کریڈٹ کی تخلیق کرتے ہیں۔

- بینک ریٹ (**Bank Rate**): ایسی سود کی شرح جس پر مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو طویل مدتی قرض فراہم کرتی ہے۔
- ریپوریٹ (**Repo Rate**): ایسی سود کی شرح جس پر مرکزی بینک تجارتی بینکوں کو قلیل مدتی قرض فراہم کرتی ہے۔
- ریورس ریپوریٹ (**Reverse Repo Rate**): ایسی سود کی شرح جس پر مرکزی بینک تجارتی بینکوں سے قرض لیتی ہے۔
- کیش ریزرو ریشو (**CRR**): اس سے مراد تجارتی بینکوں کی اپنی کل جمع رقم کا ایک خاص فیصد حصہ مرکزی بینک کے پاس جمع کرنا لازمی ہوتا ہے۔

- **Statutory Liquidity Ratio (SLR)**: اس سے مراد تجارتی بینکوں کی اپنی کل جمع رقم کا ایک خاص فیصد حصہ اپنے پاس جمع رکھنا لازمی ہوتا ہے۔

- طلب امانتیں (**Demand Deposits**): وہ امانتیں جو گاہک بینک سے کسی بھی وقت چیک اور ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے نکال سکتا ہے اسے طلب امانتیں کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

ابتدائی جمع (**Primary/ Cash Deposits**): وہ امانت جو صارف نقد بینک میں جمع کرتا ہے اسے ابتدائی امانت کہتے ہیں۔ اسے مہول جمع (**Passive Deposits**) بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس جمع میں بینک کا کچھ بھی رول نہیں ہوتا بلکہ یہ پوری طرح سے صارف کی خواہش پر منحصر ہوتی ہے۔

ثانوی جمع (**Secondary/ Derived Deposits**): جب کوئی گاہک بینک سے قرض لیتا ہے تو بینک اسے قرض کی رقم نقد نہیں دیتا بلکہ اس کے نام نیا کھاتا کھول کر اس میں رقم منتقل کرتا ہے اور گاہک کو چیک دیتا ہے کہ اس کے ذریعے وہ جب چاہے تب رقم کو نکال سکتا ہے، ایسی جمع کو ثانوی جمع کہتے ہیں۔ اسے عامل جمع (**Active Deposits**) بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہی جمع دراصل معیشت میں کریڈٹ کی تخلیق کا کام انجام دیتے ہیں۔

$$\text{Demand Deposits} = \text{Primary Deposits} + \text{Secondary Deposits}$$

طلب امانتیں = ابتدائی جمع + ثانوی جمع

- اضافی ذخائر (**Excess Reserve**): اگر بینک کے پاس کیش ریزرو سے زیادہ رقم موجود ہو تو اسے اضافی جمع کہا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہی جمع کریڈٹ کی تخلیق کی بنیاد ہے۔

- چیک (**Cheque**): چیک بینکوں میں رقم جمع کرنے والے افراد کے حکم نامے ہوتے ہیں۔ جب وہ چیک جاری کرتے ہیں تو اس وقت اپنے بینکوں کے نام لکھتے ہیں کہ وہ اس چیک کے پیش کرنے والے کو اس پر درج شدہ رقم اس کی بینک میں جمع رقم سے ادا کریں۔ چیک کی ادائیگی کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ چیک کے جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ میں چیک پر لکھی گئی یا اس سے زیادہ رقم موجود ہو، اس کے ساتھ ساتھ رقم کا اندراج، صحیح تاریخ، صحیح اکاؤنٹ نمبر اور چیک جاری کرنے والے کے دستخط موجود ہونے ہوں۔

• **ہنڈی (Bill of Exchange):** یہ ایک ایسا دستاویز ہوتا ہے جس پر ادھار لی گئی رقم، سودے کی تاریخ، رقم واپسی کی تاریخ اور سود کا اندراج ہوتا ہے۔ اس میں قرض خواہ قرض دار سے قرض کی رقم ہنڈی کی مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے طلب نہیں کر سکتا۔ اگر قرض خواہ کو متذکر رقم مدت ختم ہونے سے پہلے ہی مطلوب ہو تو وہ ہنڈی کو تجارتی بینک کے پاس فروخت کر کے مطلوبہ رقم حاصل کر سکتا ہے۔

• **ہنڈی پر بٹہ لگانا (Discounting Bill of Exchange):** بینک کا ہنڈی کے عوض میں قرض دینے کے عمل کو ہی ہنڈی پر بٹہ لگانا کہا جاتا ہے۔

• **کریڈٹ کا ضارب (Credit Multiplier):** بنیادی ڈپوزٹ میں اضافے اور کل ڈپوزٹ میں اضافے کے تناسب کو کریڈٹ کا ضارب جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، یہ کیش ریزرو ریشو کا معکوس ہے۔

$$Credit Multiplier = \frac{\Delta Primary Deposits}{\Delta Total Demand Deposits} \quad (7.1)$$

$$Credit Multiplier = \frac{1}{CRR} \quad (7.2)$$

• **کریڈٹ کی تخلیق:** تجارتی بینکوں کا لوگوں کی امانتوں کی بل بوتے پر لوگوں کو قرض جاری کرنا جس سے معیشت میں کریڈٹ کی گردش میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہو کریڈٹ کی تخلیق کہلاتا ہے۔

$$\frac{\text{ابتدائی امانتیں}}{\text{زر نقد کا تناسب}} = \text{کریڈٹ کی تخلیق}$$

8.4 کریڈٹ کے تخلیق کے عمل کی کہانی (Story of Process of Credit Creation)

لوگوں کے ذریعے کی جانے والی بچت اور بینکوں کے ذریعے دیے جانے والے قرض کے عمل کو ہم مندرجہ ذیل کہانی کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

پرانے دور میں ایک گاؤں میں ایک سنار رہتا تھا جس کا نام لالہ تھا۔ کیوں کہ پیسہ ابھی ایجاد نہیں ہوا تھا اس لیے گاؤں کے لوگ سونا اور دیگر قیمتی دھاتوں کے ذریعے اشیا و خدمات کی خریداری کرتے تھے۔ گاؤں کے لوگوں نے حفاظت کے خیال سے اپنا سونا اور دیگر قیمتی دھاتیں لالہ کے پاس جمع کرنا شروع کیا اور بدلے میں لالہ انہیں کاغذ پر جمع کیے ہوئے سونے کی رسیدیں لکھ کر دیتا تھا اور اس کے بدلے ان سے معمولی فیس لیتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لالہ کی دی ہوئی رسیدیں لوگ پیسے کے طور پر استعمال کرنے لگے یعنی لوگ اشیا و خدمات کی خریداری کے لیے لالہ کی دی ہوئی رسیدیں مبادلہ کے طور پر استعمال کرنے لگے کیوں کہ گاؤں کے تمام لوگوں نے لالہ کے رسیدوں کو مبادلہ کے ذریعے کے طور پر قبول کیا تھا۔

فرض کریں لالہ کے پاس گاؤں کے مختلف لوگوں نے کل 100 کلوگرام سونا جمع کیا ہے اور اس کے بدلے لالہ نے 100 کلوگرام کی

قدر کے مساوی سونے کی رسیدیں جاری کر چکا ہے۔ ایسے میں ایک شخص جس کا نام رامو ہے لالہ سے 25 کلو گرام سونا ادھار طلب کرتا ہے تو کیا لالہ رامو کو 25 کلو گرام سونا ادھار دے سکتا ہے؟ لالہ کے پاس جو 100 کلو گرام سونا جمع ہے اس کے پہلے سے ہی دعویدار موجود ہیں۔ کیوں کہ لالہ یہ سمجھتا ہے جتنے لوگوں نے اس کے پاس سونا جمع کیا ہے وہ بیک وقت سونا واپس لینے نہیں آئیں گے اس لیے لالہ رامو کو 25 کلو گرام سونا قرض کے طور دیتا ہے اور اس پر سود وصول کرتا ہے۔ اب فرض کریں کہ یہی 25 کلو گرام سونا رامو علی کو دیتا ہے اور علی یہی سونا پھر لالہ کے پاس حفاظت کے لیے جمع کرتا ہے اور اس کے بدلے کاغذ کی رسید حاصل کرتا ہے۔ اس طرح بازار میں اب سونے کی کل رسیدیں 125 کلو گرام سونے کی قدر کے برابر ہو جائیں گی۔ اس طرح لالہ نے بغیر کچھ کیے بازار میں 25 کلو گرام سونے کے بقدر رقم کی تخلیق کی۔ جدید بینکنگ نظام میں معیشت میں کریڈٹ کی تخلیق بالکل اسی طرح ہوتی ہے جس طرح مندرجہ بالا کہانی میں لالہ نے کی تھی۔

8.5 کریڈٹ کی تخلیق کے طریقے (Methods of Credit Creation)

جدید بینک دو طرح سے کریڈٹ کی تخلیق کرتے ہیں۔

1. قرض کی فراہمی کے ذریعے

2. ضمانت کی خرید اور ہنڈیوں پر بٹہ لگا کر

قرض کی فراہمی تجارتی بینک کا ایک اہم فریضہ ہے۔ بینک کے ہر ایک قرض کی فراہمی نئے کریڈٹ کی تخلیق کا سبب بنتی ہے۔ تجارتی بینک ان افراد کے درمیان ثالث کا کام کرتا ہے جن کے پاس اضافی رقم یا فنڈس ہوتے ہیں اور جنہیں اس رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی جن افراد کے پاس اضافی رقم ہوتی ہے وہ اس رقم کو بینک میں بچت کے طور پر جمع رکھتے ہیں اور یہی رقم کو بینک ان افراد کو قرض دیتی ہے جنہیں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگ بینکوں میں اپنی رقم اس لیے رکھتے ہیں کیوں کہ بینک انھیں سود دیتی ہے اس کے علاوہ ان کی رقم گھر سے زیادہ بینک میں محفوظ ہوتے ہیں۔

تجارتی بینکوں کو روزمرہ کے کاروبار سے گہرا اندازہ ہوتا ہے اور انہیں یہ پتا ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے بینک میں رقم جمع رکھی ہے وہ سب ایک وقت میں اپنی ساری جمع رقم واپس لینے نہیں آئیں گے۔ اس لیے بینک جمع رقم کا کچھ حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی رقم کو سود کے عوض قرض پہ دے گا۔ جب بھی کوئی گاہک بینک میں قرض لینے آتا ہے تو بینک اسے براہ راست نقد رقم نہیں دیتا بلکہ اس کے نام نیا کھاتہ کھول کر قرض کی رقم اس کے کھاتے میں جمع کر دیتا ہے اور قرض دار کو چیک بک دے کر اسے ہدایت دیتا ہے کہ جب اسے ضرورت ہو وہ چیک کے ذریعے رقم کو کھاتے سے نکالے۔ اس طرح بینک کا جاری کیا ہوا نیا قرض بینک کے لیے ایک نیا ڈپوزٹ بن جاتا ہے۔ اور جب یہ قرض دار چیک کی صورت میں رقم کسی دوسرے بینک میں جمع کرتا ہے تو یہ دوسری بینک بھی اس امانت کا کچھ حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی رقم کسی اور گاہک کو قرض دیتا ہے۔ بینکوں کے اس طرح قرض جاری کرنے کا سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک ڈپوزٹ صفر نہیں ہو جاتا۔ اگر ہم بینکوں کے اس جاری کردہ قرضوں کی مقدار کا تعین کرنے کے لیے ایک جدول بنائے تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ تجارتی بینکوں نے اپنے ابتدائی ڈپوزٹ کی بنیاد پر کئی گنا قرض جاری کیے ہیں۔ بینکوں کے اس عمل کو ہی کریڈٹ کی تخلیق کا عمل کہا جاتا ہے۔

بینک کریڈٹ کی تخلیق ضمانت کو خرید کر اور ہنڈیوں پر بٹہ لگا کر بھی کرتی ہے۔ کریڈٹ کی تخلیق کے اس دوسرے عمل میں ضمانتوں اور ہنڈیوں کے پیش کرنے والوں کو بینک براہ راست نقد رقم نہیں دیتی بلکہ نئے کھاتے کھول کر ان میں رقم جمع کرتی ہے اور قرض دار کو چیک بک دی جاتی ہے اور ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ چیکوں کے ذریعے کاروبار کرے۔ عام طور پر چیک کے عوض میں نقد نہیں دیا جاتا اس لیے ہر نیا قرضہ نئی کریڈٹ کی تخلیق کرتا ہے۔

8.6 کریڈٹ تخلیق کا عمل (Process of Credit Creation)

اس مثال میں ہم سب سے پہلے کچھ چیزیں فرض کر لیتے ہیں جیسے معیشت میں صرف ایک ہی بینک ہے اور اس کا مقصد زیادہ سے زیادہ نفع کمانا ہے۔ بینک کیش ریزرو ریٹو (Cash Reserve Ratio) 20 فی صد ہے۔ بینک 20 فی صد سے زیادہ رقم اپنے پاس نہیں رکھتا۔ رقم کی فراہمی میں کسی بھی طرح کا اخراج (Drain) نہیں ہوتا۔ بہ الفاظ دیگر، عوام رقم کو بینک سے نکال کر اپنے پاس نقد نہیں رکھتی۔ لوگوں میں بینک کاری کی عادت ہوتی ہے۔ گاہک قرض لینے اور بینک قرض دینے کے لیے تیار ہیں۔ معیشت میں خرچ ہونے والی رقم دوبارہ بینکوں میں جمع کر دی جاتی ہے۔ ان مفروضات کی بنا پر تجارتی بینکوں کی کریڈٹ کی تخلیق کی صلاحیت کو ہم مندرجہ ذیل ریاضیاتی گوشوارے کے ذریعے سمجھیں گے۔

بینک کے ادوار	بینک میں (نئی) ڈپوزٹ	کیش ریزرو ریٹو (20 فی صد)	کریڈٹ کی تخلیق / بینک کے ذریعے دیے گئے نئے قرض (80 فی صد)
1	1000	200	800
2	800	160	640
3	640	128	512
4	512	102	410
-	-	-	-
-	-	-	-
-	-	-	-
-	-	-	-
کل	5000	1000	4000

فرض کریں کہ ہم ایک بینک سے شروع کرتے ہیں۔ اس بینک میں جناب مظفر حسین 1000 روپے جمع کرواتے ہیں۔ بینک اپنے توازن و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا 20 فی صد یعنی 200 روپے ($1000 \times \frac{1}{5} = 200$) کیش ریزرو کی شکل میں اپنے پاس محفوظ رکھ کر 800 فی صد یعنی 800 روپے ($1000 - 200 = 800$) کے قرض جاری کرتا ہے۔ کیونکہ بینک کو یہ پتا ہوتا ہے کہ جناب مظفر حسین ایک وقت میں اپنی ساری جمع رقم واپس لینے نہیں آئیں گے اس لیے بینک جمع رقم کا کچھ حصہ اپنے پاس رکھ باقی رقم کو سود کے عوض منافع کمانے کی غرض سے قرض پہ دے گا۔ اسی وقت جناب سرفراز بینک سے 800 روپے قرض طلب کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے بینک

قرض جاری کرتے وقت قرض دار کو براہ راست قرض نہیں دیتے بلکہ اس کے نام ایک نیا کھاتہ کھول کر قرض کی رقم اس میں منتقل کرتے ہیں اور چیک بک جاری کر کے قرض دار کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ رقم کو جب چاہے چیکوں کے ذریعے نکالے۔ اس طرح یہ 800 روپے بینک میں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر 800 کا 20 فی صد یعنی 160 روپے $(800 \times \frac{1}{5} = 160)$ بینک اپنے پاس ریزرو رکھ کر 640 روپے $(800 - 160 = 640)$ بینک جناب نوشاد کو قرض دیتی ہے۔ یعنی جناب نوشاد کے کھاتے میں اس رقم کو منتقل کرتی ہے۔ اس طرح یہ 640 روپے بھی بینک کے لیے ایک نئی فرض امانت بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد بینک اس رقم کا 20 فی صد یعنی 128 روپے $(640 \times \frac{1}{5} = 128)$ ریزرو رکھ کر بقیہ 512 روپے $(640 - 128 = 512)$ جناب محسن کو قرض دیتا ہے۔ اس طرح قرض جاری کرنے کا یہ سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک آخری امانت صفر تک نہیں پہنچ جاتی۔ اس طرح 1000 روپے کی نئی امانت معیشت میں 5000 روپے تک زر کی تخلیق کرتے ہیں۔

$$\text{Credit Creation} = 1000 + 800 + 640 + 512 + 410 \dots = 5000$$

ہماری اس مثال میں کریڈٹ کی تخلیق کتنی ہوگی ہم اس کو فارمولے کے ذریعے حساب لگائیں گے۔

$$\frac{\text{ابتدائی امانت}}{\text{زر نقد کا تناسب}} = \text{کریڈٹ کی تخلیق}$$

$$\text{Credit Creation} = \frac{\text{Primary Deposits}}{\text{Reserve Ratio}}$$

$$\text{Credit Creation} = \frac{1000}{0.2} = 5000$$

اس کا مطلب 1000 کی ابتدائی امانت سے بینک نے 5000 روپے کریڈٹ کی تخلیق کی ہے۔ یعنی ابتدائی ڈپوزٹ کے مقابلے میں 5 گنا زیادہ کریڈٹ کی پیداوار معیشت میں ہو جاتی ہے۔ دیگر الفاظ میں، ہر 1 روپے کے بدلے بینک نے معیشت میں 5 روپے کی تخلیق کی ہے۔ اوپر کی مثال سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بینک جتنا چاہے کریڈٹ کی تخلیق کر سکتے ہیں۔ کیا کریڈٹ یا قرض کی تخلیق کے لیے بینکوں کی کوئی حد ہوتی ہے؟ اس کا جواب ہے، جی ہاں۔ کریڈٹ کی تخلیق کا تعین مرکزی بینک یعنی RBI کرتا ہے۔ RBI یہ طے کرتا ہے کہ ہر بینک کو اپنے جمع رقم کی ایک خاص فی صد رقم ریزرو کے طور پر اپنے پاس رکھنا لازمی ہوتا ہے اسے ہی Cash Reserve Ratio (CRR) کہا جاتا ہے۔ ایسا اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کیا جاتا ہے تاکہ کوئی بھی بینک حد سے زیادہ کریڈٹ کی تخلیق نہ کرے۔

8.7 کریڈٹ کی تخلیق کی حد بندیاں (Limitations of Credit Creation)

کریڈٹ تخلیق کے عمل سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ بینک اپنی مرضی سے جتنا چاہے کریڈٹ کی تخلیق نہیں کر سکتے۔ اس پر مندرجہ

ذیل پابندیاں عائد ہیں۔

1. زر کی مقدار (Quantity of Money)

کریڈٹ کی تخلیق اور معیشت میں گردش کردہ زر کی مقدار ان دونوں میں براہ راست رشتہ ہوتا ہے۔ یعنی معیشت میں زر کی مقدار جتنی زیادہ ہوگی اتنا لوگوں کے پاس زر نقد زیادہ ہوگا اور وہ زیادہ رقم بینک میں جمع کریں گے اور بینک بھی اس صورت میں زیادہ کریڈٹ کی تخلیق کریں گے۔ اس کے برعکس اگر معیشت میں زر کی مقدار کم ہوگی تو لوگوں کے پاس بھی زر کی مقدار کم ہوگی جس کی وجہ سے وہ بینکوں میں رقم جمع نہیں کریں گے اور اس طرح بینکوں کا کریڈٹ کی تخلیق کا عمل رک جائے گا۔

2. عوام کی زرنقد کی طلب (People's Demand for Cash Money)

کریڈٹ کی تخلیق کا انحصار عوام کی زرنقد کی طلب پر بھی ہوتا ہے۔ اگر معیشت میں عوام اپنی ادائیگیوں اور وصولیوں کے لیے نقد رقم کا زیادہ استعمال کریں تو معیشت میں چیکوں کا استعمال کم ہو جائے گا۔ لوگوں کے زرنقد کے زیادہ استعمال سے بینکوں کے پاس کی امانتیں کم ہو جائیں گی جس سے بینک زیادہ قرض نہیں دے پائیں گے اور کریڈٹ کی تخلیق کا عمل رک جائے گا۔ اس کے برعکس لوگ اگر اپنے ادائیگیوں اور وصولیوں کو چیکوں کے ذریعے ادا کریں تو کریڈٹ کی تخلیق کا عمل بڑھ جائے گا۔

3. قرضداروں کی تعداد

معیشت میں قرضداروں کی تعداد بھی کریڈٹ کی تخلیق کے عمل کو متاثر کرتی ہے۔ اگر قرضداروں کی تعداد کم ہو تو وہ بینک سے کم ہی قرض لیں گے۔ کثیر رقم ہونے کے باوجود بھی بینک قرضے جاری نہیں کر پائے گا اور اس طرح کریڈٹ کی تخلیق کا عمل بھی رک جائے گا۔ اس کے برعکس اگر معیشت میں قرضداروں کی ایک بڑی تعداد ہو تو وہ بینک سے زیادہ سے زیادہ قرض لیں گے اور اس طرح کریڈٹ کی تخلیق بھی معیشت میں بڑھے گی۔

4. معاشی اتار چڑھاؤ (Economic Fluctuations)

ملک کی معیشت میں آنے والے معاشی اتار چڑھاؤ بھی کریڈٹ کی تخلیق کو متاثر کرتے ہیں۔ جب معیشت سرد بازاری کا شکار ہو جاتی ہے تو کاروبار بری طریقے سے متاثر ہوتے ہیں، اشیاء و خدمات کی قیمتیں کم ہونے لگتی ہے جس سے منافع کم ہونے لگتا ہے اور سرمایہ کاری رک جاتی ہے اور اس طرح بینکوں سے لیے جانے والے قرضوں کی مقدار گھٹ جاتی ہے اور کریڈٹ کی تخلیق بھی رک جاتی ہے۔ اس کے برعکس ملک کی معاشی حالت بہتر ہو تو منافع کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جس سے تاجر و سرمایہ دار بینک سے زیادہ سے زیادہ قرضے لے کر کاروبار و سرمایہ کاری کرتے ہیں جس کے نتیجے میں معیشت میں کریڈٹ کی تخلیق کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

5. زرنقد کا تناسب (Ratio of Cash reserve)

زرنقد کا تناسب بھی کریڈٹ تخلیق کے عمل کو متاثر کرتا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ کیش ریزرو ریشو کی شکل میں ہر تجارتی بینک کو اپنے پاس نقد رقم رکھنا لازمی ہوتا ہے تاکہ وقت آنے پر بینک اپنے امانت داروں کی طلب کی ہوئی رقم کو پورا کر سکیں۔ اگر RBI زرنقد کے تناسب کو بڑھا دے تو اس سے کریڈٹ کی تخلیق کا عمل رک جاتا ہے۔ اس کے برعکس RBI زرنقد کے تناسب کو کم کر دے تو کریڈٹ کی پیداوار بڑھ

جاتی ہے۔

6. ضمانتی اثاثوں کی کمی / قلت (Shortage of Security Assets)

ہمیں پتا ہے کہ تجارتی بینک گاہکوں کو قرض دیتے وقت ان کی جائیدادیں، حصص، سونایا قیمتی اثاثے ضمانت کے طور پر رہن رکھ کر ہی قرضے جاری کرتے ہیں۔ اگر لوگوں کے پاس رہن رکھنے کے لیے یہ ضمانتیں موجود نہ ہو تو بینک کریڈٹ کی تخلیق نہیں کر سکتے اور اگر یہ ضمانتیں موجود ہو تو بینک کریڈٹ کی تخلیق کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ضمانتی اثاثوں کی کمی یا زیادتی بھی کریڈٹ کی تخلیق کو متاثر کرتی ہے۔

7. بینکوں کا باہمی تعاون (Cooperation among Banks)

کریڈٹ کی تخلیق تب ہی ممکن ہے جب ملک کی تجارتی بینک آپس میں کاروباری تعاون کریں کیونکہ ایک ہی بینک کریڈٹ کی تخلیق نہیں کر سکتی بلکہ اس کے لیے سارے بینکنگ نظام کو شامل کرنا پڑتا ہے۔ فرض کریں اگر ایک بینک قرض جاری کر رہا ہو اور دوسرے بینک قرض جاری نہ کریں تو قرض دینے والی بینک کے تمام رقم چیکوں کے ذریعے دوسرے بینکوں میں منتقل ہو جائیں گے اور اس کے تمام نقد ڈپوزٹس گھٹ جائیں گے۔ اور اپنے امانت داروں کے طلبی چیکوں کی لکھی گئی رقم کو ادا کرنے کے قابل نہیں رہے گا اور اس کا دیوالیہ نکل جائے گا اور اس طرح کریڈٹ کی تخلیق بھی کم ہو جائے گی۔

8. مرکزی بینک کی مالیاتی پالیسی (Monetary Policy of central Bank)

مرکزی بینک یعنی RBI کی زر پالیسی بھی کریڈٹ کی تخلیق کو متاثر کرتی ہے۔ مثال کے طور پر سخت مالیاتی پالیسی میں مرکزی بینک تجارتی بینک کو قرض دیتے وقت شرح بینک بڑھادیں تو تجارتی بینک بھی اپنے گاہکوں کو قرض دیتے وقت شرح سود بڑھا دیتے ہیں جس کے نتیجے میں لوگ کم قرض لیتے ہیں جس سے کریڈٹ کی تخلیق گھٹ جاتی ہے۔ اس کے برعکس تو سبھی مالیاتی پالیسی میں مرکزی بینک شرح بینک کو کم کر لیں تو تجارتی بینک بھی اپنے گاہکوں کو کم شرح سود میں قرض دیتی ہے جس سے لوگ قرض زیادہ لیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں کریڈٹ کی تخلیق بھی بڑھ جاتی ہے۔

8.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- کریڈٹ تخلیق کے معنی کی وضاحت کر سکیں۔
- کریڈٹ تخلیق کے عمل کو بیان کر سکیں۔
- کریڈٹ تخلیق کی حد بندیوں کو بیان کر سکیں۔

8.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

- کریڈٹ کی تخلیق: *Credit Creation* - تجارتی بینکوں کی طاقت جس کے ذریعے وہ ابتدائی جمع کی بنیاد پر ثانوی جمع کی وسعت کرتے ہیں۔ ثانوی جمع میں وسعت کرنا ہی کریڈٹ تخلیق کہلاتا ہے۔
- ابتدائی جمع: *Primary Deposit* - وہ ڈپوزٹ جو صارف نقد بینک میں جمع کرتا ہے۔
- ثانوی جمع: *Secondary Deposits* - بینک قرض دیتے وقت صارف کو نقد رقم دینے کے بجائے اس کے نام ایک نیا کھاتا کھول کر اس میں رقم منتقل کرتا ہے۔
- کیش ریزرو ریشو: *Cash Reserve Ratio* - تجارتی بینک کل جمع رقم کا کچھ فیصد حصہ اپنے پاس رکھتا ہے جو لازمی ہوتا ہے۔

8.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کریڈٹ تخلیق یعنی -----
 - (a) بینک کا قرض دینے کا عمل
 - (b) بینک کا قرض لینے کا عمل
 - (c) معیشت سے زر کی رسد کو کم کرنے کا عمل
 - (d) ان میں سے سب
2. ----- بینک کو زریعہ پیدا کرنے کے لیے 10% کارخانے کہا جاتا ہے۔
 - (a) مرکزی
 - (b) تجارتی
 - (c) فہرستی بینک
 - (d) غیر فہرستی بینک
3. ----- سے مراد تجارتی بینکوں کو اپنی کل جمع رقم کا ایک خاص فیصد حصہ اپنے پاس رکھنا لازمی ہوتا ہے۔
 - (a) CRR
 - (b) SLR
 - (c) بینک شرح
 - (d) Repo Rate
4. طلب امانتیں یعنی -----
 - (a) ابتدائی جمع + ثانوی جمع
 - (b) ابتدائی جمع - ثانوی جمع
 - (c) ابتدائی جمع > ثانوی جمع
 - (d) ابتدائی جمع < ثانوی جمع
5. ضارب رقم اور کیش ریزرو میں ----- رشتہ ہوتا ہے۔

- (a) براہ راست
(b) معکوس
(c) مثبت
(d) ان میں سے کوئی نہیں

6. _____ ملک کے مالی و بینکنگ نظام کی اعلیٰ تنظیم ہوتی ہے۔

- (a) RBI
(b) SBI
(c) IOB
(d) RBI

7. وہ رقم جو صارف نقد بینک میں جمع کرتا ہے اس سے _____ ڈپوزٹ کہا جاتا ہے۔

- (a) ثانوی جمع
(b) اضافی جمع

- (c) ابتدائی جمع
(d) ان میں سے کوئی نہیں

8. _____ معیشت میں زر کی تخلیق کا کام انجام دیتی ہے۔

- (a) ثانوی جمع
(b) اضافی جمع

- (c) ابتدائی جمع
(d) ان میں سے کوئی نہیں

9. چیک بینکوں میں رقم جمع کرنے والے افراد کے _____ ہوتے ہیں۔

- (a) اکاؤنٹ
(b) اثاثے

- (c) معاہدے
(d) حکم نامے

10. سخت مالیاتی پالیسی کا کریڈٹ کی تخلیق کے عمل پر _____ اثر ہوتا ہے۔

- (a) مثبت
(b) منفی

- (c) (a) اور (b)
(d) ان میں سے کوئی نہیں

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(b)	(d)	(a)	(c)	(d)	(b)	(a)	(b)	(b)	(a)	

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کریڈٹ کی تخلیق کی تعریف کریں۔
1. طلبی امانتیں کیا ہوتی ہیں؟ اس کی قسمیں 10 لکھیں۔
2. مرکزی بینک اور تجارتی بینک پر مختصر نوٹ لکھیں۔
3. ایک بینک کے پاس 10000 روپے امانت کے طور پر جمع کیے جاتے ہیں اور اس کا زر نقد کا تناسب 10 فی صد ہے۔ اس معلومات کی بنا پر

بتائیں کہ بینک کتنے کریڈٹ کی تخلیق کرتا ہے؟
4. واضح کریں کہ قرضداروں کی تعداد کریڈٹ کی تخلیق کے عمل کو کس طرح متاثر کرتی ہے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کریڈٹ کی تخلیق سے کیا مراد ہے؟ اس کے طریقوں کو بیان کریں۔
2. ایک تجارتی بینک کس طرح کریڈٹ تخلیق کرتی ہے؟ اس کو ریاضیاتی گوشوارے کے ذریعے واضح کریں۔
3. کریڈٹ کی تخلیق کی حد بندیوں پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

8.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2011). *Macroeconomics: Theory and Policy*. New Delhi: S. Chand and Company Ltd.
2. Dewett, K. K., & Navalur, M. H. (2016). *Modern Economic Theory*. S. Chand Publishing.
3. Romer, D. (2018). *Macroeconomic Theory*. University of California.
4. Mishkin, F. S. (2011). *Macroeconomics: Policy and Practice (Pearson Series in Economics)*. Prentice Hall.



بلاک III: زر کی طلب کے نظریات

اکائی 9: زر کی طلب کا کلاسیکی نظریہ -I

(Classical Theory of Demand for Money-I)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	9.0
مقاصد (Objectives)	9.1
نظریہ مقدار زر (Quantity Theory of Money)	9.2
فشر مساوات کا ترمیم شدہ ورژن (Modified Version of Fisher's Exchange Equation)	9.2.1
فشر مساوات کا آمدنی ورژن (Income Version of Fisher's Equation)	9.2.2
زر کی طلب کا کلاسیکی نظریہ (Classical Theory of Demand for Money)	9.3
نظریہ مقدار زر پر تنقید (Criticism of Quantity Theory of Money)	9.4
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	9.5
کلیدی الفاظ (Keywords)	9.6
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	9.7
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	9.7.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	9.7.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	9.7.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	9.8

تمہید (Introduction) 9.0

زر کی طلب سے مراد افراد کی زر کی نقد مقدار اپنے پاس رکھنے کی خواہش ہے یا یہ کہیں کہ یہ افراد کی زر کی صورت میں اپنے مالیاتی

اثاثوں کو رکھنے کی خواہش ہے۔ زر کی طلب کو بعض اوقات ترجیح سیالیت (Liquidity Preference) بھی کہا جاتا ہے۔ زر کی طلب عموماً آمدنی، شرح سود جیسے عوامل پر منحصر کرتی ہے۔ زر کی طلب اس کے ذریعے ادا کیے گئے کردار یا وہ جو افعال انجام دیتا ہے ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ زر کے افعال میں سے ایک اہم فعل یہ ہے کہ یہ مبادلے کے ذریعے کے طور پر کام کرتا ہے اور دوسرا اہم فعل یہ ہے کہ یہ قدر کا ذخیرہ ہے۔ ان افعال کی وجہ سے افراد و کاروبار زر کی طلب کرتے ہیں۔

زر کی طلب کے نظریات کو تین درجوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: کلاسیکی نظریہ، کیسزنی نظریہ، اور مابعد کیسزنی نظریات۔ اس اکائی میں اور لاحقہ اکائی میں ہم کلاسیکی نظریے کی وضاحت کریں گے۔ اس کے بعد کیسزنی زر کی طلب کے نظریے کی وضاحت کی جائے گی اور آخر میں اس بلاک کے اختتامی اکائی میں ہم مابعد کیسزنی نظریات میں سے فریڈمین کے نظریے کی وضاحت کریں گے۔

9.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں۔

- نظریہ مقدار زر کی وضاحت کرنا۔
- کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی طلب کی وضاحت کرنا۔

9.2 نظریہ مقدار زر (Quantity Theory of Money)

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے زر کی طلب کا بظاہر کوئی واضح نظریہ پیش نہیں کیا۔ لیکن زر کی طلب سے متعلق ان کے خیالات نظریہ مقدار زر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ انہوں نے زر کی گردش کی رفتار (Circulation Velocity) کے لحاظ سے لین دین کے مقصد کے لیے زر کی طلب پر زور دیا۔ زر ذریعہ مبادلہ کا کام کرتا ہے اور اشیا و خدمات کے تبادلے میں سہولت فراہم کرتا ہے۔ زر کے اسی عمل کی وجہ سے افراد و کاروبار اس کی طلب کرتے ہیں۔ چونکہ زر کی طلب کے کلاسیکی نظریے کو کلاسیکی نظریہ مقدار زر سے اخذ کیا جاسکتا ہے لہذا آئیے پہلے اس نظریے کو کچھ تفصیل سے دیکھتے ہیں۔

کلاسیکی ماہرین معاشیات نے زر کی رسد اور قیمت کی عمومی سطح کے درمیان تعلق کی وضاحت کرنے کی کوشش کی۔ ان دو متغیرات کے درمیان تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے ڈیوڈ ہیوم (David Hume) نے سب سے پہلے نظریہ مقدار زر پیش کیا۔ یہ نظریہ بتاتا ہے کہ معیشت میں زر کی رسد اور قیمت کی عمومی سطح کے درمیان براہ راست تعلق ہے۔ تاہم، مقدار کے نظریے کی بنیادی شناخت (Identity) سب سے پہلے عظیم امریکی ماہر معاشیات ارونگ فشر (Irving Fisher) نے 1911 میں پیش کی۔ فشر کی شناختی مساوات جسے مقدار کی تبادلے کی مساوات کے نام سے بھی جانا جاتا ہے کا اظہار اس طرح کیا جاتا ہے:

$$MV = PT \quad (9.1)$$

جہاں،

$$\text{زر کی مقدار} = M$$

$$\text{زر کی لین دین کی رفتار} = V$$

$$\text{عام قیمت کی سطح} = P$$

$$\text{دی گئی مدت میں لین دین کی تعداد یا فروخت شدہ یا خریدی گئی اشیاء و خدمات کا کل حجم ہے۔} = T$$

آئیے درج بالا متغیرات کو کچھ مزید تفصیل سے بیان کریں۔

پہلا جز تجارت کا حجم ہے۔ تجارت یا لین دین کے حجم سے مراد ایک مقررہ مدت میں کی گئی کل لین دین کی تعداد ہے۔ یہ بڑی حد تک معیشت میں پیدا ہونے والی اشیاء اور خدمات کی رسد پر منحصر ہوتا ہے۔ معیشت میں اشیاء اور خدمات کی رسد یا پیداوار جتنی زیادہ ہوگی، لین دین یا تجارت کا حجم بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق معیشت ہر وقت مکمل روزگار پر ہوتی ہے، یعنی پیداوار اپنی صلاحیت پر ہوتی ہے۔ اس کا سیدھا مطلب ہے کہ ایک مقررہ مدت میں پیدا ہونے والی پیداوار کی حقیقی قدر اس کے مکمل روزگار کی سطح پر ہوگی۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ معیشت میں لین دین کی تعداد متعین ہوگی۔ معیشت میں قیمتوں کی سطح کے تعین میں دوسرا جز زر کی مقدار ہے۔ یہ معیشت میں نوٹوں اور کرنسی کے علاوہ بینکوں کے ذریعے تخلیق کردہ کریڈٹ یا ڈپازٹس پر مشتمل ہوتا ہے۔ تیسرا جز زر کی لین دین کی رفتار ہے۔ زر کی لین دین کی رفتار سے مراد کسی وقفے مثلاً ایک سال کے دوران لین دین کے لیے زر کی ایک اکائی کے استعمال کی تعداد ہے۔ فرض کریں کہ لین دین کے لیے ایک سال کے دوران ایک روپیہ پانچ بار استعمال ہوتا ہے تو اس ایک روپے کی رفتار 5 ہوگی۔ کلاسیکی نظریے میں زر کی رفتار کو معین فرض کیا جاتا ہے۔ اسی طرح، چونکہ پیداوار کا تعین پیداواری وسائل کی رسد (جیسے ذخیرہ سرمایہ، زمین، محنت وغیرہ) سے ہوتا ہے اور معیشت مکمل روزگار کی سطح پر پیدا کرتی ہے یعنی وسائل کا مکمل استعمال کرتی ہے، اور ٹیکنالوجی مدت قلیل میں متعین ہوتی ہے لہذا، مجموعی پیداوار (Aggregate Output) بھی متعین ہوتی ہے۔ اور چونکہ لین دین کی تعداد مجموعی پیداوار پر منحصر کرتی ہے لہذا مجموعی لین دین بھی معین ہوتے ہیں۔ اب چونکہ لین دین کی تعداد اور زر کی رفتار معین ہے لہذا درج بالا مساوات (9.1) کے مطابق زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے مابین راست تعلق ہے۔ زر کی رسد میں فیصد اضافے سے قیمت کی سطح میں فیصد اضافہ ہوگا۔ یاد رہے کہ زر کی رسد کا تعین حکومت یا زری حکام کی جانب سے ہوتا ہے۔

مساوات (9.1) کی دونوں جانب مجموعی لین دین کی زر کی قدر فراہم کرتی ہیں۔ مساوات کی داہنی جانب پر غور کریں۔ اگر معیشت میں مجموعی لین دین T ہوتے ہیں اور ہر لین دین کی اوسط قیمت P ہو تو مجموعی لین دین کی زر کی قدر PT ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر مجموعی لین دین کی مقدار 100 ہو اور زر کی رفتار 5 ہو تو مجموعی لین دین کی زر کی قدر 500 ہوگی۔

اسی طرح مساوات کے داہنی حصے کو دیکھیں۔ اگر معیشت میں M مقدار میں زر ہو اور V زر کی رفتار ہو تو MV بھی مجموعی لین دین کی زر کی قدر کو دکھائے گا۔ چونکہ MV اور PT دونوں مجموعی لین دین کی زر کی قدر کو بیان کرتے ہیں لہذا دونوں ہمیشہ مساوی ہوں گے۔ اس طرح، مساوات (9.1) کے ذریعے دیا گیا مذکورہ بالا تعلق تعریف کے لحاظ سے ہمیشہ درست ہوتا ہے۔

تبادلے کی مساوات ایک شناختی مساوات (Identity Equation) ہے، یعنی، $MV = PT$ کے برابر (یا $MV = PT$) ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے مساوات ہمیشہ درست ہوتی ہے۔ مساوات اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ تمام زرعی اخراجات (MV) کی کل قدر ہمیشہ فروخت ہونے والی تمام اشیا (PT) کی کل قدر کے برابر ہوتی ہے۔ خریداری کے لیے جو خرچ کیا جاتا ہے (MV) اور جو فروخت سے وصول ہوتا ہے (PT) ہمیشہ برابر ہوتا ہے۔ ایک فرد جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ کسی دوسرے فرد کو ملتا ہے۔ اس لحاظ سے، تبادلے کی مساوات کوئی نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک سچائی ہے۔

ارونگ فشر نے تبادلے کی مساوات کا استعمال زر کے کلاسیکی مقدار کے نظریے کو بیان کرنے کے لیے کیا، جس کے مطابق زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے درمیان فعال تعلق ہے۔ ان مفروضوں پر کہ، طویل مدت میں، مکمل روزگار کے حالات میں، مجموعی لین دین (T) میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، اور زر کی لین دین کی رفتار (V) مستحکم ہوتی ہے، فشر زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے درمیان تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح، زر کا کلاسیکی نظریہ مقدار کہتا ہے کہ چونکہ V اور T میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، لہذا زر میں تبدیلیاں قیمت کی سطح میں براہ راست اور متناسب تبدیلیوں کا سبب بنتی ہیں۔

9.2.1 فشر مساوات کا ترمیم شدہ ورژن (Modified Version of Fisher's Exchange Equation)

بعض اوقات ارونگ فشر کی مساوات کی بائیں جانب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ ان تبادلوں کی زر کی قدر کو دکھاتا ہے جو کرنسی کے استعمال سے ہوتے ہیں۔ دوسرا حصہ ان لین دین کی قدر کو دکھاتا ہے جو عند الطلب امانتوں ($Demand Deposits$) سے ہوتے ہیں۔ اس تقسیم کی ایک وجہ یہ ہے کہ فشر کا خیال تھا کہ ان دو قسم کی زر کی رفتار مختلف ہوتی ہے۔ اس تقسیم سے تبادلے کی مساوات بن جاتی ہے:

$$MV + M'V' = PT \quad (9.2)$$

جہاں،

$$M = \text{زر کی مقدار}$$

$$V = \text{زر کی لین دین کی رفتار}$$

$$M' = \text{عند الطلب امانت (Demand Deposits) کی مقدار}$$

$$V' = \text{عند الطلب امانت کی رفتار}$$

$$P = \text{لین دین کی اوسط قیمت}$$

$$T = \text{دی گئی مدت میں لین دین کی تعداد یا فروخت شدہ یا خریدی گئی اشیا و خدمات کا کل حجم ہے۔}$$

9.2.2 فشر مساوات کا آمدنی ورژن (Income Version of Fisher's Equation)

مساوات (9.1) اور مساوات (9.2) میں مذکور T ایسا متغیر ہے جس کا تخمینہ کرنا مشکل ہے۔ لہذا، اس مساوات کو حقیقی آمدنی کی

صورت میں بھی دکھایا جاتا ہے۔ اس طرح مساوات کے آمدنی ورژن میں P حتمی اشیاء و خدمات کی عام قیمت کی سطح ہو جاتی ہے۔ T کے بجائے مساوات میں Y کو استعمال کیا جاتا ہے جو حتمی اشیاء و خدمات کی مقدار یا حتمی آمدنی کو دکھاتی ہے۔ اسی طرح V کا مطلب بھی بدل کر زر کی آمدنی رفتار ہو جاتا ہے۔ زر کی آمدنی رفتار کا مطلب ہے دی گئی مدت میں زر کی ایک اکائی حتمی اشیاء و خدمات کی خرید میں کتنی بار استعمال ہوتی ہے۔ ان تمام تبدیلیوں کے ساتھ فشر کی مساوات ہو جاتی ہے:

$$MV = PY \quad (9.3)$$

جہاں،

$$M = \text{زر کی مقدار}$$

$$V = \text{زر کی آمدنی رفتار}$$

$$P = \text{اشیاء و خدمات کی قیمتوں کی سطح}$$

$$Y = \text{مجموعی پیداوار یا حتمی آمدنی ہے۔}$$

مساوات (9.3) کو لین دین کی مساوات کے مقابلے میں زیادہ بہتر تصور کیا جاتا ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کا استدلال تھا کہ زر کی رفتار مستقل ہوتی ہے۔ اس استدلال کے ساتھ مساوات (9.3) کو ایسے نظریے میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جو زر کی رسد اور قیمت کی عمومی سطح کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ یاد کریں کہ کلاسیکی نظریے میں معیشت مکمل روزگار کی سطح پر کام کرتی ہے لہذا ایسی معیشت میں آمدنی کی سطح بھی مستقل ہوگی۔ لہذا مساوات (9.3) کو لکھا جاسکتا ہے:

$$P = \frac{MV}{Y} \quad (9.4)$$

چونکہ مساوات (9.4) میں Y اور V مستقل ہیں، لہذا قیمت کی سطح (Price Level) میں تبدیلی اور زر کی رسد میں تبدیلی کے درمیان تعلق ہوگا:

$$\Delta P = \left(\frac{V}{Y} \right) \Delta M \quad (9.5)$$

مساوات (9.5) کو فیصد کی صورت میں بھی لکھا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے مساوات (9.5) کو مساوات (9.4) سے تقسیم کریں:

$$\frac{\Delta P}{P} = \frac{\left(\frac{V}{Y} \right) \Delta M}{\frac{MV}{Y}}$$

$$\frac{\Delta P}{P} = \frac{\Delta M}{M} \quad (9.6)$$

مساوات (9.6) میں $\frac{\Delta P}{P}$ قیمت کی سطح میں فیصد اضافہ ہے اور $\frac{\Delta M}{M}$ زر کی مقدار میں فیصد اضافہ ہے۔ اس مساوات کے مطابق قیمت کی سطح میں فیصد اضافہ زر کی مقدار میں فیصد اضافے کے برابر ہوگا۔

درحقیقت، زر کا مقدار کا نظریہ M اور P کے درمیان تناسب تعلق قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح، دیگر عوامل کو

متعین فرض کرتے ہوئے، اگر زر کی رسد میں 3% اضافہ ہوتا ہے، تو عام قیمت کی سطح بھی 3% بڑھ جائے گی۔ اس طرح، اس نظریے کے مطابق افراط زر ہمیشہ زری مظہر (Monetary Phenomenon) ہوتا ہے۔

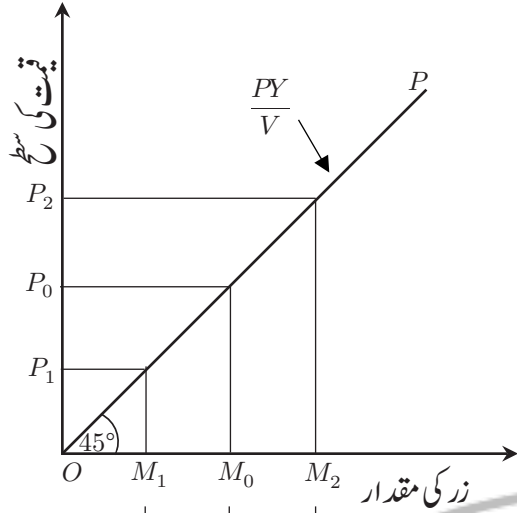
اس طرح، نظریہ مقدار زر، زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے مابین تعلق کی وضاحت کرتا ہے۔ آسان لفظوں میں بیان کیا جائے تو یہ نظریہ کہتا ہے کہ زر کی مقدار میں تبدیلی سے قیمت کی سطح میں تبدیلی آتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے مابین مثبت تعلق ہے۔ زر کی مقدار دوگنی ہونے پر قیمت کی سطح دوگنی ہوگی، زر کی مقدار آدھی ہونے پر قیمت کی سطح بھی آدھی ہو جائے گی۔

یہاں اس کی وضاحت بے محل نہ ہوگی کہ قیمت کی سطح اور زر کی قدر کے مابین معکوسی تعلق ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے یاد کریں کہ قدر (Value) دو اشیا کے درمیان تبادلے کا تناسب ہے اور زر کی مقدار اس قدر کی قیمت کے ذریعے پیمائش کرتی ہے۔ یقیناً اشیا و خدمات کی قدر کو بیان کرتی ہے۔ اسی طرح زر کی قدر کو بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔ زر کی قدر سے مراد ہے اشیا و خدمات کی مقدار جو زر کی دی گئی مقدار خرید سکتی ہے۔ آسان لفظوں میں زر کی قدر اس کی قوت خرید کو دکھاتی ہے۔ زر اشیا و خدمات کی کتنی مقدار کو خرید سکتی ہے اس کا انحصار ان اشیا کی قیمت پر ہوتا ہے۔ جب قیمت کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے تو زر کی ایک اکائی پہلے کے مقابلے کم اشیا کی مقدار خرید پاتی ہے۔ اس کے برعکس قیمت کی سطح میں کمی سے زر کی وہی اکائی اشیا و خدمات کی زیادہ مقدار خریدنے کے قابل ہوتی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ قیمت کی سطح اور زر کی قدر کے مابین معکوسی تعلق ہے۔ جب قیمتوں کی عمومی سطح میں اضافہ ہوتا ہے تو زر کی قدر میں کمی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جب قیمت کی سطح میں کمی ہوتی ہے تو زر کی قدر میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس وضاحت سے ہم نظریہ مقدار زر سے ایک اور نتیجہ یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ زر کی مقدار اور زر کی قدر کے مابین معکوسی تعلق ہے۔ زر کی مقدار دوگنی ہونے پر قیمت کی سطح دوگنی ہو جاتی ہے اور لہذا زر کی قدر آدھی رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی مقدار آدھی ہونے پر قیمت کی سطح بھی آدھی ہو جاتی ہے اور لہذا زر کی قدر دوگنی ہو جاتی ہے۔

زر کی مقدار اور قیمت کی سطح اور زر کی قدر کے مابین تعلقات کی وضاحت تصویر 9.1 میں کی گئی ہے۔ ابتدا میں زر کی رسد OM_0 تھی۔ زر کی اس رسد کے ساتھ تصویر کے اوپری حصے میں قیمت کی سطح OP_0 کا تعین ہوتا ہے۔ جب زر کی مقدار بڑھ کر OM_2 ہو جاتی ہے تو قیمت کی سطح بھی یکساں تناسب سے بڑھ کر OP_2 ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب زر کی مقدار OM_0 سے کم ہو کر OM_1 ہو جاتی ہے تو قیمت کی سطح بھی کم ہو کر OP_1 ہو جاتی ہے۔ غور کریں کہ جس تناسب سے زر کی مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے قیمت کی سطح میں بھی اسی تناسب میں تبدیلی آتی ہے۔ اس طرح OP خط 45 زاویے کا خط ہے جو زر کی رسد اور قیمت کی سطح کے درمیان براہ راست اور متناسب تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔

تصویر 9.1 کے نچلے حصے میں زر کی رسد اور زر کی قدر کے درمیان تعلق کو دکھایا گیا ہے۔ زر کی رسد OM_0 کے ساتھ زر کی قدر $\frac{1}{P_0}$ تھی۔ جب زر کی رسد میں OM_2 کا اضافہ ہوتا ہے تو زر کی قدر کم ہو کر $\frac{1}{P_2}$ ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر زر کی مقدار کم ہو کر OM_1 ہو جاتی ہے تو زر کی قدر بڑھ کر $\frac{1}{P_1}$ ہو جاتی ہے۔ اس طرح زر کی قدر کا خط $\frac{1}{P}$ خط ایک مستطیل ہائپر بولا (Rectangular Hyperbola) خط



ہے جو زر کی رسد اور زر کی قدر کے درمیان اٹے اور متناسب تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔

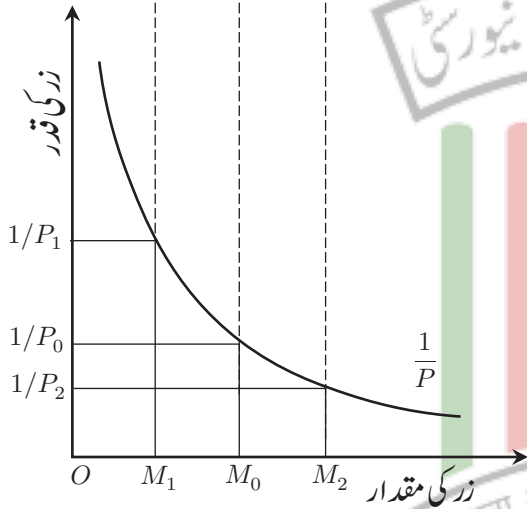
آئیے کچھ ریاضیاتی مثالوں سے نظریہ مقدار زر کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

مثال: فرض کریں کہ ایک معیشت میں، زر کی مقدار 500 اکائیاں ہیں، زر کی رفتار 2 ہے، معیشت کی مجموعی آمدنی 1,000 اکائیاں ہے۔ لہذا، تبادلے کی مساوات کے مطابق قیمت کی سطح ہوگی:

$$MV = PY$$

$$500 \times 2 = P \times 1000$$

$$P = 1$$



یہ مساوات ظاہر کرتی ہے کہ معیشت میں قیمت کی سطح 1 ہے، یعنی اشیا یا خدمات کے ہر اکائی کی قدر زر کی 1 اکائی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زر کی قدر ایسی ہوتی ہے کہ اس کی ہر اکائی اشیا یا خدمات کی ایک اکائی خرید سکتی ہے، اور لین دین کا مجموعی حجم زر کی مقدار اور زر کی رفتار کے حاصل ضرب کے مساوی ہے۔

اب، فرض کریں کہ مرکزی بینک معیشت میں زر کی 100 اضافی اکائی فراہم کر کے زر کی رسد میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ فرض کریں کہ زر کی ان نئی اکائیوں کی رفتار بھی 2 ہے۔ اس طرح درج بالا مساوات بن جاتی ہے:

$$MV + M_1 V_1 = PT$$

$$500 \times 2 + 100 \times 2 = P \times 1000$$

$$1200 = 1000P$$

$$P = 1.2$$

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوا ہے۔ غور کریں کہ زر کی رسد میں 20 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس کے نتیجے میں قیمت کی سطح میں بھی 20 فیصد اضافہ ہوا۔

مثال: فرض کریں کہ معیشت میں زر کی رسد 100 کروڑ ہے، زر کی رفتار 4 ہے، اور حقیقی پیداوار 500 کروڑ اکائیاں ہے۔ اگر قیمت کی سطح میں 10% اضافہ ہو، تو نئی زر پیداوار کیا ہوگی؟

حل: فشر کی مساوات کے مطابق

$$MV = PY$$

زری آمدنی یعنی PY کے لیے حل کرنے پر ہمیں حاصل ہوگا:

$$PY = MV = 400$$

اگر قیمت کی سطح میں 10% اضافہ ہو، تو P اس کی اصل کا 1.1 گنا، یا 1.1P ہوگا۔ لہذا، نئی زری آمدنی ہوگی:

$$1.1PY = 1.1 \times 400 = 440$$

نئی زری آمدنی 440 کروڑ ہوگی۔

مثال: ایک معیشت میں، زری رسد 500 کروڑ ہے، زری رفتار 2 ہے، اور حقیقی پیداوار 1,000 اکائیاں ہیں۔ اگر زری رسد میں 10% اضافہ ہوتا ہے اور رفتار 5% بڑھ جاتی ہے تو قیمت کی نئی سطح کیا ہوگی؟

حل: فشر کی مساوات کے مطابق

$$MV = PY$$

P کے لیے حل کرنے پر ہمیں حاصل ہوگا:

$$P = \frac{MV}{Y}$$

$$P = \frac{500 \times 2}{1000} = 1$$

زری رسد میں 10 فیصد اضافہ ہوتا ہے یعنی:

$$500 + 0.1 \times 500 = 550$$

زری رفتار میں 5 فیصد اضافہ ہوتا ہے یعنی:

$$2 + 0.05 \times 2 = 2.1$$

لہذا قیمت کی سطح ہوگی:

$$P = \frac{MV}{Y}$$

$$P = \frac{550 \times 2.1}{1000} = 1.155$$

قیمت کی نئی سطح 1.155 ہوگی۔

مثال: ایک معیشت میں، زری رسد 500 کروڑ ہے، زری رفتار 2 ہے، اور حقیقی پیداوار 1000 اکائیاں ہیں۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ رفتار اور حقیقی پیداوار مستقل رہے گی، 3 کی قیمت کی سطح حاصل کرنے کے لیے زری رسد کیا ہونی چاہیے؟

حل: فشر کی مساوات کے مطابق

$$MV = PY$$

ہم M کی ایسی قدر چاہتے ہیں جس کا نتیجہ $P = 3$ ہو۔ M کے لیے حل کرنے پر:

$$M = \frac{PY}{V}$$

اگر ہم چاہتے ہیں کہ P کی قدر 3 ہو، اور رفتار اور حقیقی پیداوار مستقل ہوں، تو ہمارے پاس ہوگا:

$$M = \frac{3 \times 1000}{2} = 1500.$$

لہذا، قیمت کی سطح 3 حاصل کرنے کے لیے زر کی رسد کو 1500 کروڑ تک بڑھانا ہوگا۔

9.3 زر کی طلب کا کلاسیکی نظریہ (Classical Theory of Demand for Money)

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ کلاسیکی نظریے کا زر کی طلب کا کوئی واضح نظریہ نہیں ہے لیکن نظریہ مقدار زر سے زر کی طلب سے متعلق ان کے خیالات کو اخذ کیا جاسکتا ہے۔

زر کی طلب کے اپنے نظریات میں فشر اور دیگر کلاسیکی ماہرین معاشیات نے زر کے ذریعہ تبادلہ کے کردار پر زور دیا۔ ان کے مطابق زر کی طلب اس لیے کی جاتی ہے کیونکہ یہ اشیا و خدمات کے تبادلے کے ذریعے کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ کلاسیکی نظریے میں زر ذریعہ تبادلہ (*Medium of Exchange*) کا کردار ادا کرتی ہے اور اس کا اہم کام اشیا و خدمات کے تبادلے کی سہولیات فراہم کرنا ہے لہذا، معیشت میں زر کی طلب اشیا و خدمات کی طلب سے ہوگی۔ اس کو ایسے بھی کہہ سکتے ہیں کہ معیشت میں تبادلے یا لین دین کی زر کی قدر کے مساوی زر کی طلب ہوگی۔ اگر معیشت میں Y مقدار میں حتمی اشیا و خدمات کی پیداوار ہوتی ہے اور ان کی قیمت کی سطح P ہے تو Y پیداوار کے لین دین کے لیے PY مقدار میں زر کی ضرورت ہوگی۔ غور کریں کہ PY اشیا و خدمات کی یا قومی آمدنی کی زر کی قدر بھی ہے۔ فرض کریں کہ معیشت میں 100 اکائیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان کی قیمت کی سطح 10 روپے ہے تو پیداوار کی 100 اکائیوں کی خرید کے لیے 1,000 روپے کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح، 1,000 روپے معیشت کی مجموعی آمدنی کی زر کی قدر بھی ہوگی اور لین دین کی زر کی قدر بھی ہوگی۔ لہذا، اس صورت میں زر کی طلب 1,000 روپے کے مساوی ہوگی۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ روپے کی ایک اکائی کو اشیا و خدمات کے لین دین کے لیے کئی دفعہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، فرد A کو کسی شے کی خرید کے لیے ایک روپیہ ادا کرتا ہے۔ فرد B اسی ایک روپے کو فرد C سے اشیا کی خرید کے عوض ادا کرتا ہے۔ اسی طرح فرد C فرد D کو وہی ایک روپیہ ادا کرتا ہے۔ غور کریں کہ اس ایک روپے کا اشیا و خدمات کی لین دین کے لیے تین بار استعمال ہوا ہے۔ اسے روپے کی رفتار کہا جائے گا۔ لہذا، جب معیشت کی زر کی آمدنی 1,000 روپے ہے تو اس کے لیے معیشت کو 1000 روپے زر کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر زر کی رفتار 2 ہے تو 1,000 روپے کی پیداوار کی خرید کے لیے 500 روپے کافی ہوں گے۔ اگر زر کی رفتار 4 ہے تو 1,000 روپے کی پیداوار کی خرید کے 250 روپے کافی ہوں گے۔ اس طرح، زر کی طلب کو پیداوار کی زر کی قدر کو زر کی رفتار سے تقسیم کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یعنی زر کی طلب کی مساوات ہوگی:

$$M_d = \frac{PY}{V} \quad (9.7)$$

زر بازار توازن میں جب ہو گا زر کی رسد زر کی طلب کے مساوی ہو۔ یعنی،

$$M_s = M_d = M \quad (9.8)$$

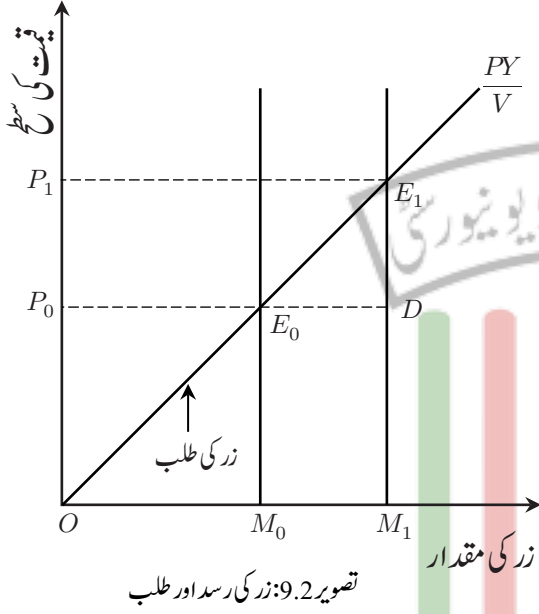
جہاں،

M = زر کی مقدار یا زر کی رسد ہے اور مرکزی حکام کی جانب سے اس کی قدر معین ہوتی ہے۔

M_d = زر کی طلب ہے۔

اس طرح فشر کے نقطہ نظر کے مطابق زر کی طلب تین عوامل پر منحصر کرتی ہے: حقیقی آمدنی پر، قیمت کی عام سطح پر، اور زر کی آمدنی

رفتار پر۔



درج بالا مساوات (9.7) زر بازار کے توازن کے تعین کو دکھاتی

ہے۔ اس مساوات کے مطابق زر کی رفتار اور حقیقی آمدنی کی سطح کو مستقل

فرض کرتے ہوئے، زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح میں اضافہ

ہوگا۔ اس کی مزید وضاحت تصویر 9.2 میں کی گئی ہے۔ تصویر میں محور

X پر زر کی طلب کو دکھایا گیا ہے جب کہ محور Y پر قیمت کی سطح کو دکھایا گیا

ہے۔ $\frac{PY}{V}$ خط دکھاتا ہے کہ قیمت کی سطح میں اضافے سے زر کی طلب میں

اضافہ ہوگا۔ یعنی اگر V اور Y مستقل ہوں تو قیمت کی سطح میں اضافے سے

زر کی طلب میں اضافہ ہوگا۔ یعنی جیسے جیسے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا

لوگوں کو لین دین کے لیے زیادہ مقدار میں زر کی ضرورت ہوگی۔

اس وضاحت کے بعد، آئیے فرض کریں کہ حکومت کی جانب سے زر کی M_0 مقدار فراہم کی جاتی ہے۔ چونکہ توازن میں زر کی

طلب اور رسد مساوی ہوتی ہیں، لہذا، عوام بھی زر کی M_0 مقدار طلب کرتی ہے۔ زر کی طلب یعنی $(\frac{PY}{V})$ قیمت کی سطح P_0 پر زر کی رسد کے

مساوی ہوتی ہے۔ لہذا، زر کی M_0 رسد کے ساتھ قیمت کی سطح P_0 متعین ہوگی اور زر بازار نقطہ E_0 پر توازن میں ہوگا۔ اب فرض کریں کہ

حکومت زر کی رسد بڑھا کر M_1 کر دیتی ہے۔ اس صورت میں قیمت کی سطح P_0 کے ساتھ معیشت میں زر کی رسد زر کی طلب سے زیادہ ہوگی۔

تصویر میں دیکھیں کہ قیمت کی سطح P_0 پر زر کی رسد OM_1 یا P_0D ہے جبکہ زر کی طلب OM_0 یا P_0E_0 ہے۔ یعنی معیشت میں

E_0D مقدار میں اضافی رسد ہے۔ اب چونکہ افراد کے پاس زر اس مقدار سے زائد مقدار میں ہے جتنی کی وہ طلب کر رہے ہیں لہذا، وہ اس

اضافی زر کو خرچ کرنا چاہیں گے اور اشیا و خدمات کی خرید میں اسے استعمال کریں گے۔ جب اشیا و خدمات کی خرید میں اضافہ ہوگا تو پیدا کار

قیمتوں میں اضافہ کریں گے۔ قیمتوں میں اضافے سے افراد کو اشیا کی خرید کے لیے زیادہ زر کی ضرورت ہوگی اور لہذا، زر کی طلب میں اضافہ

ہوگا۔ قیمت کی سطح اور زر کی طلب میں یہ اضافہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک زر کی طلب $(\frac{PY}{V})$ زر کی رسد کے مساوی نہیں ہو جاتی۔

تصویر میں دیکھیں۔ قیمت کی سطح P_1 کے ساتھ نقطہ E_1 پر زر کی رسد اور زر کی طلب مساوی ہیں۔ لہذا، قیمت P_1 پر زر بازار توازن میں ہوگا۔

نظریہ مقدار زر پر کی گئی کچھ تنقیدات ذیل میں بیان کی گئی ہیں:

1. سچائی

فشر کی مساوات ایک سچائی ہے جو یہ کہتی ہے کہ ادائیگی کے ذرائع (MV) کو اصل میں کی گئی کل ادائیگیوں (PT) کے برابر ہونا چاہیے۔ یہ مساوات کوئی نظریہ بیان نہیں کرتی۔

2. غیر فعال زر

معیشت میں ہمیشہ غیر فعال زر موجود ہوتا ہے۔ فشر کے فارمولے کے تحت، قیمت کی سطح زر کی کل مقدار پر منحصر ہے۔ لیکن زر کی کل مقدار کا صرف ایک حصہ ہی ہے جو قیمتوں کو متاثر کرتا ہے۔ غیر فعال زر موجود ایشیا اور خدمات کی قیمتوں پر کوئی اثر نہیں ڈالتا ہے۔

3. غیر حقیقی مفروضات

یہ نظریہ غیر حقیقی مفروضوں پر مبنی ہے۔ مقدار کی مساوات کو قیمت کی سطح پر M ، یا T میں تبدیلیوں کے اثرات کا تجزیہ کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ مفروضہ کہ، ”دوسری چیزیں مستقل رہتی ہیں“ درست نہ ہو۔ لیکن زر کی تغیرات کے معاملے میں مفروضہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔ جب M تبدیل ہوتا ہے تو T اور V دونوں تبدیل جاتے ہیں۔ جب T تبدیل ہوتا ہے، M اور V تبدیل ہوتے ہیں۔

4. حرکیات کی کمی

مقدار کی مساوات اس عمل کو نہیں دکھاتی ہے جس کے ذریعے زر کی مقدار میں تبدیلی قیمت کی سطح کو متاثر کرتی ہے۔ کیسز نے مقدار کی مساوات کے خلاف اس اعتراض پر بہت زور دیا۔ کیسز کے مطابق زر کی نظریہ کا بنیادی مسئلہ صرف شناخت یا شمار یا تعلق قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ اس مسئلے کو متحرک طور پر حل کرنا ہے، اس میں شامل مختلف عناصر کا اس طرح تجزیہ کرنا ہے کہ ان کا آمد عملوں کو ظاہر کیا جائے جن کے ذریعے قیمت کی سطح کا تعین ہوتا ہے اور توازن کی ایک پوزیشن سے دوسری پوزیشن میں منتقلی ہوتی ہے۔

5. مکمل روزگار

یہ نظریہ مکمل روزگار کے مفروضے پر مبنی ہے۔ زر کی مقدار میں اضافہ ہمیشہ قیمتوں میں اضافہ نہیں کرتا۔ اگر معیشت میں بے روزگار وسائل ہوں تو زر کی رسد میں اضافے سے روزگار پیدا ہوتا ہے، قیمتیں نہیں بڑھتی ہیں۔ جیسا کہ کیسز نے نشاندہی کی ہے کہ مقدار کا نظریہ مکمل روزگار کے مفروضے پر مبنی ہے۔ انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ مقدار کا نظریہ ایسے ملک پر لاگو نہیں ہوتا جس کے پاس بے روزگار وسائل ہوں۔ ایسے ملک میں زیادہ زر کی تخلیق زیادہ روزگار اور زیادہ پیداوار (اشیا کی زیادہ رسد) کا باعث بنے گی اور قیمت کی سطح میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ قیمتیں زر کی رسد کے تناسب سے تہی بدلیں گی جب پیداوار بڑھانے کی کوئی گنجائش نہ ہو، یعنی جب معیشت میں بے روزگار وسائل نہ ہوں۔

6. متغیرات کے درمیان باہمی تعلق

ناقدین نے استدلال کیا کہ تبادلے کی مساوات میں تمام عوامل متغیر ہیں اور شماریاتی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ مزید یہ کہ سبب و مسبب کا عمل ہمیشہ M (زر کی رسد) سے P (قیمت کی سطح) تک نہیں ہوتا ہے۔ یہ V سے P تک ہو سکتا ہے۔ اخراجات کی شرح میں تبدیلی کے نتیجے میں قیمتوں میں بالکل اسی طرح تبدیلی آئے گی جس طرح گردش میں زر کی مقدار میں تبدیلی سے ہوگی۔ یا T میں تبدیلی، قیمتوں میں تبدیلی کا سبب بنیں گی۔

لہذا، اس نظریے کو قبول کرنا مشکل ہے کہ زر کی مقدار میں تبدیلی ہمیشہ قیمت کی سطح میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ اشیا اور خدمات کی خریداری کے لیے دستیاب زر اور کریڈٹ کو تبدیل کر کے قیمت کی سطح کو آسانی سے اور فوری طور پر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔

زر کی قدر زر کی مقدار کا تعین کرتی ہے۔ نظریہ مقدار زر کے مطابق، اشیا کی رسد میں اضافہ قیمت کی سطح میں کمی کا سبب بنے گا۔ لہذا M کا انحصار T پر ہے۔ وہ آزاد متغیر نہیں ہیں۔ اگر یہ نظریہ درست ہوتا تو زر کی قدر اس کی مقدار سے متعین نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس یہ زر کی قدر ہے جو اس کی مقدار کا تعین کرتی ہے۔

7. افراط زر کی دیگر وجوہات

قیمتوں میں تبدیلی اور افراط زر زر کی رسد میں تبدیلی کے علاوہ دیگر عوامل کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ بعض ذیل میں ذکر کیے گئے ہیں۔

(i) کارکردگی کی اجرت (Efficiency Wages) کی سطح میں تبدیلی پیداوار کی لاگت کو تبدیل کر سکتی ہے اور قیمتوں کو متاثر کر سکتی ہے۔

(ii) اگر پیداوار میں اضافہ تقلیل حاصل کے حالات میں ہوتا ہے تو، حاشیائی لاگتیں بڑھیں گی اور قیمتیں بڑھ جائیں گی۔ اسی طرح، قیمتیں گر جائیں گی اگر پیداوار تکثیر حاصل کی شرائط کے تحت ہوتی ہے۔

(iii) اجارہ داری کی طاقت (Monopoly Power) میں اضافہ اور کمی بالترتیب قیمتوں میں اضافہ اور کمی کرے گی۔

(iv) قیمتیں موثر طلب یا اخراجات میں تغیرات سے متاثر ہوتی ہیں۔ صرنی اخراجات اور سرمایہ کاری کے اخراجات دونوں مختلف ہوتے ہیں اور ان کے درمیان تناسب بھی مختلف ہوتا ہے۔

8. غلط تاکید

کرو تھر کے مطابق، مقدار کا نظریہ قیمت میں تبدیلی کی وجہ کے طور پر زر کی مقدار کی اہمیت پر گمراہ کن زور دیتا ہے اور قیمتوں کی سطح پر بہت زیادہ توجہ دیتا ہے۔ مختصر مدت میں، مقدار کے نظریے کے یہ اصول حقائق کے مطابق نہیں ہیں۔ اصل زندگی میں، قیمت کی سطح اور پیداوار کا حجم چکراتی انداز میں اوپر نیچے ہوتا ہے۔ ایسے اوقات ہوتے ہیں جب پیداوار اور قیمتیں کم سطح پر ہوتی ہیں اور اوقات ہوتے ہیں

جب وہ اعلیٰ سطح پر ہوتے ہیں۔ کم قیمتوں اور کم پیداوار کے دور کو ڈپریشن کہا جاتا ہے اور زیادہ قیمتوں اور زیادہ پیداوار کے دور کو خوشحالی کہا جاتا ہے۔

ڈپریشن کے دوران کم قیمتیں زر کی کمی کی وجہ سے نہیں ہوتیں، کیونکہ ایسے وقت میں ہمیں بینکوں میں غیر استعمال شدہ اور ناپسندیدہ رقم پڑی نظر آتی ہے۔ اور نہ ہی خوشحالی کے دوران زیادہ قیمتیں زر کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہیں کیونکہ ہم عام طور پر اس وقت کرنسی مارکیٹ میں سختی پاتے ہیں۔ لہذا زر کی مقدار میں تغیرات قلیل مدتی قیمتوں میں تبدیلی کا سبب نہیں بنتے، خاص طور پر وہ جو تجارتی چکروں سے وابستہ ہیں۔ مقدار کا نظریہ ان مظاہر کی مناسب وضاحت نہیں ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقدار کا نظریہ ناکافی اور عیب دار ہے۔ تاہم، اس کے کچھ فوائد بھی ہیں۔ عام طور پر، ہم دیکھتے ہیں کہ جب زر کی رسد بڑھتی ہے تو قیمت کی سطح بڑھ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں 1939-45 کے دوران نوٹوں کے حجم اور بینکوں کی ترقی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں، قیمت کی سطح میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ اس لیے زر کی مقدار اور زر کی قدر کے درمیان کچھ رشتہ ہے۔ سیموئلسن کے خیال میں، مقدار کا نظریہ طویل مدتی قیمت کی سطح کے رجحانات کی وضاحت کر سکتا ہے۔ یہ قلیل مدتی قیمت کے اتار چڑھاؤ کی وضاحت نہیں کر سکتا۔

انہوں نے یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ نظریہ شدید مہنگائی (Hyper Inflation) کی وضاحت کر سکتا ہے جو جنگ یا ایمر جنسی کے دوران ہوتی ہے۔ یہ عام امن کے وقت کی افراط زر کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ مقدار کا نظریہ قطعی درستی کے ساتھ تعلق نہیں بلکہ صرف تخمینہ بیان کرتا ہے۔

ان تمام تنقیدوں کے باوجود مقدار کا نظریہ مکمل طور پر قدر سے خالی نہیں ہے۔ معاشی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ قیمتوں میں اضافے کے ادوار ایسے ادوار تھے جب زر کی رسد بہت زیادہ تھی، مثلاً 1918 کے بعد اور 1939-45 کے دوران مہنگائی کے ساتھ زر کی رسد زیادہ تھی۔ مقدار کا نظریہ ایک اہم عنصر کی طرف توجہ مبذول کرتا ہے جو قیمت میں تبدیلی کا سبب بنتا ہے، یعنی زر کی مقدار۔

پروفیسر ملٹن فریڈمین کا خیال ہے کہ زر کی مقدار کا نظریہ اپنی سادہ شکل میں درست ہے۔ ان کا خیال ہے کہ معیشت میں زر کی مقدار اور عام قیمت کی سطح کے درمیان ایک تناسب ہوتا ہے۔

9.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- کلاسیکی نظریے کے مطابق زر کی طلب کی وضاحت کر سکیں۔
- نظریہ مقدار زر کی وضاحت کر سکیں۔
- نظریہ مقدار زر کا تنقیدی تجزیہ کر سکیں۔

9.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

زرکی لین دین رفتار: *Transaction Velocity of Money* - لین دین کے لیے زرکی ایک اکائی کے استعمال کی تعداد۔
زرکی آمدنی رفتار: *Income Velocity of Money* - حتمی اشیاء و خدمات کے لین دین کے لیے زرکی ایک اکائی کے استعمال کی تعداد

9.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

9.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. زرکی تباد لے کی مساوات اس ماہر معاشیات سے منسوب ہے:
(a) کینز
(b) فشر
(c) اسمتھ
(d) ان میں سے کوئی نہیں
2. نظریہ مقدار زر کے مطابق زر کی مقدار میں اضافے سے:
(a) زر کی قدر میں اضافہ ہوگا۔
(b) قیمت کی سطح میں اضافہ ہوگا۔
(c) حقیقی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔
(d) (a) اور (b) دونوں۔
3. فشر کی مساوات کے مطابق اگر زر کی رسد میں 10 فیصد اضافہ ہوتا ہے تو قیمت کی سطح میں -- فیصد اضافہ ہوگا۔
(a) 10
(b) 10
(c) 15
(d) 1
4. اگر زر کی رسد 50 کروڑ ہو، زر کی آمدنی رفتار 4 ہو اور حقیقی آمدنی 100 کروڑ ہو تو زر کی آمدنی ہوگی:
(a) 50 کروڑ
(b) 400 کروڑ
(c) 200 کروڑ
(d) 25 کروڑ
5. ایک معیشت میں زر کی آمدنی 1000 کروڑ ہے۔ اس معیشت کی زر کی آمدنی رفتار 5 ہے۔ زر کی رسد ہوگی:
(a) 2000 کروڑ
(b) 100 کروڑ
(c) 1000 کروڑ
(d) 250 کروڑ
6. نظریہ مقدار زر کے مطابق زر کی قدر اور زر کی رسد کے مابین --- تعلق ہے۔
(a) براہ راست
(b) معکوسی
(c) مثبت
(d) ان میں سے کوئی نہیں

7. فشر مساوات کے مطابق درج ذیل میں سے درست ہے:

$$P = \frac{MV}{T} \quad (b) \quad M = \frac{PY}{V} \quad (a)$$

(c) درج بالا دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

8. اگر زر کی رسد میں 3 فیصد اضافہ ہوتا ہے تو زر کی قدر میں ہوگا/ ہوگی:

(a) 3 فیصد کا اضافہ (b) 3 فیصد کی کمی
(c) کوئی تبدیلی نہیں (d) (a) اور (b) دونوں ممکن ہیں۔

8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(b)	(c)	(b)	(d)	(c)	(a)	(b)	(b)	

9.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. فشر کی تبادلے کی مساوات میں متغیرات کیا ہیں؟
2. فشر کی مساوات کا آمدنی ورژن تبادلے کے ورژن سے کس طرح مختلف ہے؟
3. فشر کے مطابق زر کی رسد میں اضافے سے قیمت کی سطح اور زر کی قدر پر کیا اثر پڑتا ہے؟
4. کلاسیکی نظریہ مقدار زر کن مفروضوں پر مبنی ہے؟

9.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. نظریہ مقدار زر کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. فشر کی مساوات سے زر کی طلب کے کلاسیکی نظریے کو کیسے اخذ کیا جاسکتا ہے؟
3. کلاسیکی نظریہ مقدار زر پر کی گئی تنقیدات بیان کریں۔

9.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory*.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 10: زر کی طلب کا کلاسیکی نظریہ-II

(Classical Theory of Demand for Money-II)

اکائی اجزا:

تمہید (Introduction)	10.0
مقاصد (Objectives)	10.1
زر کی طلب کا کیمبرج کیش بیلنس نظریہ	10.2
(Cambridge Cash Balance Theory of Demand for Money)	
کیمبرج کے نظریہ مقدار کی خصوصیات	10.3
(Features of Cambridge's Quantity Theory)	
فشر اور کیمبرج مساوات کے درمیان مماثلتیں	10.4
(Similarities between Fisher and Cambridge Equation)	
فشر اور کیمبرج مساواتوں کے مابین فرق	10.5
(Difference between Fisher and Cambridge Equations)	
کیمبرج مساوات کی برتری (Superiority of Cambridge Equation)	10.6
کیمبرج مساوات پر تنقید (Criticism on Cambridge Equation)	10.7
دیگر نو کلاسیکی نقطہ نظر (Other Neoclassical Approaches)	10.8
عددی مثالیں (Numerical Examples)	10.9
نتیجہ (Conclusion)	10.10
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	10.11
کلیدی الفاظ (Keywords)	10.12
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	10.13
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	10.13.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	10.13.2

10.13.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

10.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

10.0 تمہید (Introduction)

زر کی طلب کا کیمبرج کیش بیلنس نظریہ، جسے ماہر معاشیات الفریڈ مارشل اور آرتھر پیگیو نے وضع کیا ہے، معیشت میں زر کے کردار پر ایک منفرد تناظر فراہم کرتا ہے۔ زر کے روایتی نظریہ مقدر کے برعکس، جو زر کو زرمبادلہ کے ذریعے کے طور پر اہمیت دیتا ہے، کیمبرج کے ماہرین معاشیات نے قدر کے ذخیرے کے طور پر زر کے کام پر زور دیا۔ ان کے نظریے کے مطابق، افراد زر کو نہ صرف لین دین کے مقاصد کے لیے رکھتے ہیں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ قوت خرید کو محفوظ رکھنے کے لیے بھی رکھتے ہیں۔ یہ نظریہ ان عوامل کی کھوج کرتا ہے جو نقدی بیلنس کی صورت میں زر رکھنے کی فرد کی طلب کو متاثر کرتے ہیں اور زر کی طلب اور زر کی آمدنی کے درمیان تناسب تعلق قائم کرتا ہے۔ یہ اکائی زر کی طلب کے کیمبرج کیش بیلنس نظریے کے کلیدی تصورات اور خصوصیات کو بیان کرتی ہے، اس کی طاقتوں، کمزوریوں اور معیشت میں زر کے کردار کو سمجھنے میں اس کے تعاون کا جائزہ لیتا ہے۔

10.1 مقاصد (Objectives)

- اس اکائی کا مقصد کیمبرج کیش بیلنس نظریے کی واضح تفہیم فراہم کرنا ہے اور ان عوامل کو بیان کرنا ہے جو نقدی بیلنس کے طور پر زر رکھنے کے لیے افراد کی طلب کو متاثر کرتے ہیں۔
- یہ جانچتی ہے کہ کس طرح آمدنی کی سطحوں میں تبدیلی زر کی طلب کو متاثر کر سکتی ہے اور آخر کار معیشت میں قیمتوں کو متاثر کرتی ہے۔
- اس اکائی کا مقصد کیمبرج نظریے کا بشمول اس کی شراکت اور حدود کا ایک تنقیدی جائزہ فراہم کرنا ہے۔
- یہ اکائی فشر مساوات کے ساتھ کیمبرج کیش بیلنس کی مساوات اور فرق کا تجزیہ کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے۔

10.2 زر کی طلب کا کیمبرج کیش بیلنس نظریہ

(Cambridge Cash Balance Theory of Demand for Money)

زر کی طلب کا کیمبرج کیش بیلنس نظریہ کیمبرج کے ماہرین معاشیات مارشل اور پیگیو نے دیا تھا۔ یہ فشر کے زر کے ذریعہ مبادلہ کے فعل پر زور دینے کے بجائے قدر کے ذخیرے کے طور پر زر کے کام پر زور دیتا ہے۔ زر کی تبادلے کی مساوات بارٹر سسٹم میں درپیش خواہشات کے دوہرے اتفاق کے مسئلے کو حل کرتی ہے۔ جب کہ قدر کے ذخیرے کے طور پر زر کا کام افراد کی طرف سے سامان یا خدمات کی فروخت اور خریداری اور مستقبل میں اس کے نتیجے میں ہونے والے لین دین کے لیے وقت کی ایک مدت میں زر کو عام قوت خرید کے طور پر

رکھنے پر زور دیتا ہے۔

مارشل اور پیگو نے اپنے تجربے کو ان عوامل پر مرکوز کیا جو نقدی کی صورت میں زر رکھنے کی انفرادی طلب کا تعین کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ موجودہ شرح سود، افراد کی ملکیت میں دولت، مستقبل کی قیمتوں کی توقعات اور مستقبل کی شرح سود زر کی طلب کا تعین کرتی ہے۔ ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ ان عوامل میں تبدیلیاں مستقل رہتی ہیں یا یہ فرد کی آمدنی میں ہونے والی تبدیلیوں کے متناسب ہوتی ہیں۔ لہذا، انہوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ نقد بیلنس کی شکل میں زر کی طلب زر کی آمدنی کے متناسب ہوتی ہے۔

ان کے نقطہ نظر کے مطابق، زر کی مجموعی طلب ہوتی ہے:

$$M_d = kPY \quad (10.1)$$

جہاں،

$$M_d = \text{زر کی طلب}$$

$$Y = \text{حقیقی قومی آمدنی}$$

$$P = \text{حال میں پیدا ایشیا خدمات کی مجموعی قیمت کی سطح}$$

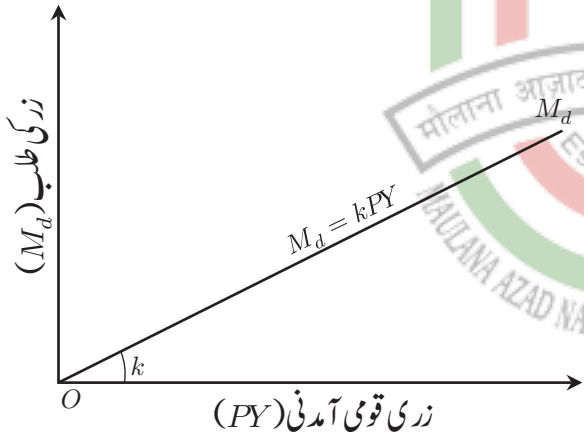
$$PY = \text{زر کی آمدنی}$$

$$k = \text{آمدنی کا تناسب جو افراد نقد بیلنس کی صورت میں رکھنا چاہتے ہیں۔}$$

اس نظریے میں زر کی طلب زر کی آمدنی کا خطی تفاعل

(Linear Function) ہے۔ تفاعل کی ڈھلان k ہوتی ہے جہاں k کی

قدر $\frac{M_d}{PY}$ ہوتی ہے۔



تصویر 10.1: زر کی طلب کا یکمیرج نظریہ

اس نظریے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ زر کی طلب کو

صرف زر کی آمدنی کا تفاعل بناتا ہے۔ اس تشکیل کی ایک خوبی یہ ہے کہ

یہ طلب اور آمدنی کے درمیان تعلق کو رویہ جاتی

(Behavioral) بناتی ہے جب کہ فشر کے نقطہ نظر میں زر کی طلب

میکانیک انداز میں لین دین سے متعلق تھی۔

اس نقطہ نظر کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مطابق زر کی طلب زر کی آمدنی کا متناسب تفاعل ہے ($M_d = kPY$)

جو اسے قیمت کی سطح (P) اور حقیقی آمدنی (Y) دونوں کا متناسب تفاعل بناتا ہے۔ اس سے دو چیزیں ملتی ہیں، پہلی، زر کی طلب کی آمدنی چمک

ایک ہے اور دوسری، زر کی طلب کی قیمت چمک بھی ایک کے برابر ہے اس طرح کہ قیمت کی سطح میں کوئی بھی تبدیلی زر کی طلب میں مساوی

متناسب تبدیلیوں کا سبب بنے گی۔ لہذا تصویر 10.1 سے پتہ چلتا ہے کہ جب قیمت کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے تو زر کی طلب بھی زر کی آمدنی

میں اضافے کے برابر تناسب سے بڑھ جاتی ہے۔

ناقدین کا کہنا ہے کہ زر کی طلب کو متاثر کرنے والے عوامل جیسے شرح سود، دولت، مستقبل کی قیمتوں کے بارے میں توقعات اور شرح سود کو اس نظریے میں باضابطہ طور پر متعارف نہیں کیا گیا ہے۔ ایک اور تنقید یہ ہے کہ زر کی طلب کی آمدنی کی لچک ایک سے مختلف ہو سکتی ہے، انہوں نے اس کے ایک کے برابر ہونے کی کوئی نظریاتی وجہ پیش نہیں کی۔ اور نہ ہی کوئی تجرباتی ثبوت اس کی حمایت کرتا ہے۔ طلب کی قیمت کی لچک بھی ضروری نہیں کہ ایک کے برابر ہو، قیمت میں تبدیلی زر کی طلب میں غیر متناسب تبدیلیوں کا سبب بن سکتی ہے۔

10.3 کیمبرج کے نظریہ مقدار کی خصوصیات

(Features of Cambridge's Quantity Theory)

کیمبرج کے نظریہ مقدار کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. آمدنی کا ایک حصہ نقد زر کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔

پروفیسر فشر نے ”زر کے نظریہ“ کا تجزیہ کرتے ہوئے زر کو صرف زر مبادلہ کا ذریعہ سمجھا۔ دوسرے لفظوں میں، ایشیا اور خدمات کی خریداری کے لیے زر کی طلب کی جاتی ہے۔ لیکن کیمبرج کے ماہرین معاشیات اس نقطہ نظر سے متفق نہیں ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ مستقبل میں کیا چھپا ہے۔ لہذا ہر شخص چاہتا ہے کہ اپنی موجودہ آمدنی کا ایک حصہ نقد یا مائع کی صورت میں اپنے پاس رکھے تاکہ اگر کوئی ناگہانی ضرورت ہو تو اسے پورا کیا جاسکے۔

یہ نہ صرف افراد بلکہ تجارتی اداروں اور حکومتوں کی بھی سوچ ہے۔ اس طرح، زر کی قدر کا تعین لوگوں کی طرف سے رکھی گئی نقد زر کی طلب سے ہوتا ہے۔ لہذا کیمبرج مساوات کو کیش بیلنس مساوات (Cash Balance Equation) بھی کہا جاتا ہے۔ اس طرح، کیمبرج ماہرین معاشیات کے مطابق، ”وہ زر جو افراد، تجارتی ادارے اور حکومت اپنی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے رکھتی ہے، اسے زر کی طلب کہا جاتا ہے۔“

2. زر کی طلب ترجیح سیالیت پر منحصر ہے

ایک فرد اپنی آمدنی کے طور پر حاصل کردہ زر کا ایک حصہ بچانا چاہتا ہے۔ وہ اس بچائی ہوئی زر کو کئی طریقوں سے استعمال کر سکتا ہے۔ وہ زمین، عمارت وغیرہ خرید کر فلسفہ اثاثوں میں پیسہ لگا سکتا ہے یا کسی بھی کمپنی کے حصص یا ڈیپوٹیشن خرید سکتا ہے۔ وہ اس زر کو بینکوں میں بھی رکھ سکتا ہے۔

لیکن ان تمام سرمایہ کاری کو سیال نہیں کہا جاتا۔ نقدی حاصل کرنے کے لیے فلسفہ اثاثوں کو فوری طور پر فروخت نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے اسے سیال زر نہیں کہا جاسکتا۔ شیئرز اور ڈیپوٹیشنز کو فوری طور پر کیش میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ تو یہ سیال زر کہلاتے ہیں۔ اسی طرح بینکوں میں جمع زر کو انتہائی سیال کہا جاتا ہے۔ اس طرح، جتنی زیادہ لوگوں میں ترجیح سیالیت ہوگی زر کی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

3. زر کی طلب بہت سے عوامل سے متاثر ہوتی ہے

زر کی طلب بہت سے دوسرے عوامل سے متاثر ہوتی ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. آمدنی حاصل کرنے کی مدت

مختلف افراد کے لیے، آمدنی حاصل کرنے کی مدت مختلف ہوتی ہے جیسے۔ روزانہ، ہفتہ وار، ماہانہ، بے قاعدہ وغیرہ۔ ایک شخص کے آمدنی حاصل کرنے کی مدت جتنی زیادہ ہوگی، اس کو زر کی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اس کے برعکس، آمدنی حاصل کرنے کی مدت جتنی کم ہوگی، زر کی طلب اتنی ہی کم ہوگی کیونکہ آدمی اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے زیادہ زر اپنے پاس نہیں رکھے گا۔

2. قومی آمدنی کی تقسیم

ہر فرد اس ملک میں کچھ زر اپنے پاس رکھتا ہے جہاں قومی آمدنی کی تقسیم میں زیادہ مساوات ہو۔ اس طرح ایسے ممالک میں زر کی طلب زیادہ ہوگی۔ دوسری طرف، قومی آمدنی کی غیر مساوی تقسیم والے ممالک میں زر صرف اعلیٰ طبقے کے لوگ ہی رکھتے ہیں۔ اس طرح ان ممالک میں زر کی طلب کم ہوگی۔

3. زر کی گردش کی رفتار

زر کی طلب کے لیے لوگوں میں ترجیح سیالیت کی نوعیت بھی اہم ہے۔ اگر لوگ سیالیت کو ترجیح دیتے ہیں تو اس کا سیدھا مطلب ہے کہ وہ زر کو مبادلے کے لیے کم استعمال کریں گے جس کی وجہ سے زر کی طلب بڑھے گی۔ دوسری طرف اگر لوگ سیالیت کو ترجیح نہیں دیں گے تو زر کی گردش کی رفتار بڑھ جائے گی جس کی وجہ سے کم زر سے زیادہ تبادلے ہوں گے اور زر کی طلب کم ہوگی۔

4. آبادی

جس ملک کی آبادی جتنی زیادہ ہوگی، اس میں زر کی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ دوسری طرف، آبادی جتنی کم ہوگی، زر کی طلب اتنی ہی کم ہوگی۔

5. تجارتی سائیکل

تجارتی دنیا میں کساد بازاری اور تیزی دونوں کا دور آتا ہے۔ کساد بازاری کے دوران، جیسے ہی تجارت اور صنعتوں میں منافع کم ہوتا ہے تو تاجرین اپنے پاس نقد زر رکھنا شروع کر دیتے ہیں اور تجارت میں اپنا پیسہ لگانے کے بجائے مثبت مواقع کا انتظار کرتے ہیں۔ اسی طرح، صارفین بھی مستقبل میں قیمتوں میں مزید کمی کے امکان کے ساتھ کم مقدار میں اشیا خریدتے ہیں۔

اس طرح ہر طبقے کے لوگ ڈپریشن کے وقت اپنے پاس نقد زر رکھتے ہیں جس کی وجہ سے زر کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس، کاروباری طبقہ زیادہ منافع کمانے کی امید کے ساتھ تیزی کے دوران تجارت اور صنعتوں میں زیادہ سے زیادہ پیسہ لگاتا ہے۔ مستقبل میں قیمتوں میں مزید اضافے کے خوف سے صارفین بھی بڑی مقدار میں سامان خریدنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح، لوگ تیزی کے دوران

اپنے پاس نقد زر نہیں رکھتے ہیں جس کی وجہ سے زر کی طلب کم ہوتی ہے۔

6. بینکنگ کی عادات

اگر لوگوں میں بینکنگ کی عادت پیدا ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ ادائیگیاں چیک اور ڈرافٹ کے ذریعے ہوتی ہیں۔ اس صورت حال میں، زر کی طلب کم ہوگی۔

10.4 فشر اور کیمبرج مساوات کے درمیان مماثلتیں

(Similarities between Fisher and Cambridge Equation)

1. فشر اور کیمبرج کے ماہرین معاشیات کے نظریات میں بہت سے اختلافات ہونے کے باوجود کچھ مماثلتیں بھی ہیں جو درج ذیل ہیں:
 1. پروفیسر فشر کی مساوات وقت کے وقفے (Period of Time) سے متعلق ہے جبکہ کیمبرج کی وقت کے نقطے (Point of Time) سے وابستہ ہے۔
2. فشر اور کیمبرج کے نظریات کا نتیجہ ایک ہی ہے۔ دونوں قیمت کی سطح اور زر کی مقدار کے درمیان براہ راست اور متناسب تعلق ظاہر کرتے ہیں۔
3. دونوں نظریات میں زر کی مقدار کو قیمت کے تعین کا ایک اہم عنصر سمجھا گیا ہے۔
4. P دونوں مساوات میں قیمت کی سطح کی نمائندگی کرتا ہے۔

10.5 فشر اور کیمبرج مساواتوں کے مابین فرق

(Difference between Fisher and Cambridge Equations)

فرق کی بنیاد	فشر کی مساوات	کیمبرج مساوات
زر کا بہاؤ اور اسٹاک	فشر کی مساوات زر کے بہاؤ کو اہمیت دیتی ہے۔	کیمبرج کی مساوات زر کے اسٹاک کو اہمیت دیتی ہے۔
قیمت کی سطح کی نوعیت	P تمام اشیا و خدمات کی اوسط قیمت کو دکھاتا ہے۔	P اشیاے صارفین کی قیمت کو دکھاتا ہے۔
طلب اور رسد پر زور	فشر کا نقطہ نظر زر کی رسد پر زور دیتا ہے۔	کیمبرج کا نقطہ نظر زر کی طلب پر زور دیتا ہے۔
وقت	یہ وقت کے وقفے سے متعلق ہے۔	یہ وقت کے نقطے سے متعلق ہے۔
زر کی طلب	فشر کے مطابق، زر کی طلب اصل لین دین کے لیے ہوتی ہے۔	کیمبرج کے مطابق زر کی طلب زر کے ذخیرے کے لیے ہوتی ہے۔

10.6 کیمبرج مساوات کی برتری (Superiority of Cambridge Equation)

کیمبرج نقطہ نظر کا نظریہ مقدار زر، مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر فشر کے لین دین کے نظریے سے برتر ہے۔

1. ترجیح سیالیت

کیمبرج مساوات نظریہ ترجیح سیالیت پر زور دیتی ہے، جو کہ زر کی رسد کی جگہ انسان کا بنیادی رجحان ہے۔ اس بنیاد پر ایکسز کا نظریہ ترجیح سیالیت تیار ہوا۔

2. مکملیت

نظریہ مقدار زر کی کیمبرج مساوات کو ایک مکمل نظریہ کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں زر کی قدر کا بنیادی رجحان طلب اور رسد کے ذریعے طے کیا جاتا ہے۔

3. سادگی

اس مساوات میں صرف اشیائے صرف سے متعلق لین دین پر غور کیا جاتا ہے جبکہ فشر کی مساوات میں تمام قسم کے لین دین کو شامل کیا جاتا ہے۔ کیمبرج مساوات میں قیمت کی سطح کا تعین کرنا بہت آسان ہے۔ لہذا، اسے ایک آسان مساوات کہا جاسکتا ہے۔

4. تجارتی سائیکل

کیمبرج مساوات لوگوں کو تجارتی چکر سے بچاتی ہے۔ لوگ اس مساوات میں زر جمع کرنے کا رجحان پیدا کرتے ہیں۔

5. قلیل مدت سے متعلق

پروفیسر فشر کی طرف سے پیش کردہ مساوات صرف طویل مدتی تبدیلیوں کا تجزیہ کرتی ہے جبکہ کیمبرج تجزیہ قلیل مدتی تبدیلیوں کا حل بھی پیش کرتا ہے۔

6. وسیع تر تصور

ہکس کے مطابق کیمبرج کے تجزیے میں ایشیا کی طلب کی اصل وجوہات کو اجاگر کیا گیا ہے اور ان کے اثرات کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اس نقطہ نظر کے ساتھ، کیمبرج مساوات میں زر کی طلب کا تصور وسیع ہے۔ فشر کا نقطہ نظر اس لحاظ سے غیر فعال ہے۔

7. تمام حالات میں قابل اطلاق

فشر کی مساوات صرف اسی معیشت کے لیے سازگار ہے جس میں مکمل روزگار کی شرط پوری ہوتی ہو، لیکن کیمبرج کی مساوات ہر حال میں لاگو ہوتی ہے۔ اس طرح، یہ یقینی طور پر اعلیٰ ہے۔

10.7 کیمبرج مساوات پر تنقید (Criticism on Cambridge Equation)

یہ سچ ہے کہ کیمبرج کی مساوات فشر کی مساوات سے برتر ہے، لیکن پھر بھی یہ خامیوں سے پاک نہیں ہے۔ ناقدین نے مندرجہ ذیل بنیادوں پر اس پر تنقید کی ہے۔

1. پروفیسر پیگو نے اپنی مساوات میں گندم کو بطور مثال لیا۔ اس طرح یہ مساوات اشیائے خورد و نوش کے لیے زر کی طلب کو ظاہر کرتی

ہے، جبکہ عملی زندگی میں کئی وجوہات کی بنا پر زر کی طلب ہوتی ہے۔

2. اس مساوات میں زر کی طلب میں بینکوں کے پاس کرنٹ ڈپازٹس کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ بینکوں میں موجودہ ڈپازٹ آمدنی کا ایک حصہ ہے۔ لیکن اگر کوئی تاجر بینک سے قرض لیتا ہے اور پھر اسے کرنٹ ڈپازٹ کے طور پر جمع کرتا ہے تو یہ آمدنی کا حصہ نہیں ہے۔

3. کرنٹ ڈپازٹس کے ساتھ، بینک میں فلکسڈ ڈپازٹ بھی ہیں۔ لیکن اس مساوات میں فلکسڈ ڈپازٹ کو کوئی جگہ نہیں دی گئی ہے۔

4. کیمرج کی مساوات اس حقیقت کو واضح نہیں کرتی ہے کہ آمدنی اور بچت میں تبدیلی کی وجہ سے قیمت کی سطح کیسے تبدیل ہوگی۔

5. اس نظریے کا یہ بھی قصور ہے کہ یہ معیشت کے پیچیدہ مسائل کا تجزیہ کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ پیداوار اور آمدنی میں اضافے کو اس مساوات کی بنیاد پر طے نہیں کیا جاسکتا۔

6. اس مساوات میں یہ سمجھا گیا ہے کہ کیش ریزرو کی مقدار k سے متاثر ہوتی ہے لیکن حقیقت میں زر کی مقدار Y اور k دونوں سے متاثر ہوتی ہے۔

7. کیمرج مساوات تخمینی طلب پر توجہ نہیں دیتی جبکہ اس کے لیے بھی زر کی طلب ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا تنقید پر غور کرتے ہوئے، پروفیسر کینز نے کیمرج مساوات کی ترمیم شدہ شکل اس طرح پیش کی ہے:

$$n = p(k + rk') \quad (10.2)$$

جہاں،

$$n = \text{زر کی مقدار}$$

$$p = \text{عام قیمت کی سطح}$$

$$k = \text{صرف کی اکائیاں}$$

$$r = \text{بینکوں کی طرف سے ان کے ڈپازٹس کے مقابلے میں رکھی گئی نقد زر کا تناسب}$$

$$k' = \text{صرف کی اکائیوں کی مقدار جس کے لیے قوت خرید کریڈٹ زر کی شکل میں رکھی جاتی ہے}$$

10.8 دیگر نوکلاسیکی نقطہ نظر (Other Neoclassical Approaches)

نوکلاسیکی ماہرین معاشیات نے زر کے بنیادی کردار کو زرمبادلہ کا ذریعہ سمجھا۔ یہ سامان اور خدمات پر کمانڈ کے لیے طلب کیا گیا تھا جو اس نے فراہم کیا تھا۔ زر معاشی طور پر دلچسپ تھی کیونکہ یہ پورے نظام میں خرچ ہوتی تھی اور گردش میں تھی۔ اس کے ذخیرہ قدر تفاعل پر بھی زور دیا گیا۔ تاہم، ایک کمی یہ تھی کہ ان کی تحریروں میں زر کی طلب کے تعین میں شرح سود کا کوئی واضح کردار نہیں تھا۔ اس کے بجائے انہوں نے زر کی طلب کو متاثر کرنے والے دیگر مختلف عوامل کو قرار دیا۔ مثال کے طور پر، مارشل اور پیگو نے تجویز کیا کہ مستقبل کے بارے

میں غیر یقینی صورت حال زر کی طلب کو متاثر کرنے والا ایک عنصر ہے۔ لیڈ لر (1993)، کینن (1921) نے زر کی طلب اور متوقع افراط زر کے درمیان منفی تعلق قائم کیا، جسے مارشل (1926) نے تسلیم کیا۔ اس سے پہلے، کیمبرج کے ماہرین معاشیات نے غیر واضح طور پر شرح سود کی ممکنہ اہمیت کو ایک کلیدی متغیر کے طور پر بیان کیا تھا جو "دوسری چیزیں برابر ہونے" کی اصطلاح سے زر کی طلب کو متاثر کرتا ہے، جہاں، فیکٹر k کیمبرج ماڈل میں جیسا کہ اوپر زیر بحث آیا متبادل اثاثوں پر شرح منافع کے ممکنہ اثر پر مشتمل ہے۔ لیونگٹن (1921) نے سود کی شرح کو زر رکھنے کی حاشیائی موقع کی لاگت کے ایک اہم عامل کے طور پر شناخت کیا، جس پر فشر (1930) نے بعد میں اتفاق کیا۔ ہس (1935) نے دلیل دی کہ زر کی طلب کے نظریے کو روایتی قدر کے نظریے کے فریم ورک کے اندر بنایا جانا چاہیے، جس میں زر کی طلب متبادل اثاثوں کے درمیان انتخاب کے مسئلے کا نتیجہ ہے جو دولت (بیلنس شیٹ) کی پابندی سے مشروط ہے، اور اس لیے، بنیادی طور پر پیداوار کی توقعات اور خطرات اور ساتھ ہی ساتھ لین دین کی لاگت سے متاثر ہوتی ہے۔ تاہم، یہ کیسز ہی تھے جنہوں نے زر کی طلب کو متاثر کرنے والے شرح سود کے متغیر کی اہمیت پر قائل کرنے والی وضاحت فراہم کی اور زر کی طلب "ترجیح سیالیت" کی سود کی حساسیت کے میکرو اکنامک تجزیے کی اہمیت پر زور دیا۔

10.9 عددی مثالیں (Numerical Examples)

یہاں کچھ عددی مثالیں ہیں جو زر کی طلب کے کیمبرج کیش بیلنس نظریے کو واضح کرتی ہیں:

مثال 1

فرض کریں کہ معیشت کی مجموعی قیمت کی سطح 2 ہے، حقیقی قومی آمدنی 10,000 روپے ہے، اور زر کی آمدنی کا تناسب جسے لوگ نقد بیلنس کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں 0.2 ہے۔ کیمبرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق زر کی طلب (M_d) کا حساب لگائیں۔

حل

$$M_d = kPY$$

$$M_d = 0.2 \times 2 \times 10,000$$

$$M_d = 4,000$$

لہذا، کیمبرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق، اس مثال میں زر کی طلب 4,000 ہے۔

مثال 2

فرض کریں کہ معیشت کی مجموعی قیمت کی سطح 1.5 ہے، حقیقی قومی آمدنی 8,000 روپے ہے اور زر کی طلب 3,000 روپے ہے۔ کیمبرج کیش بیلنس تھیوری کے مطابق زر کی آمدنی کے تناسب کا حساب لگائیں جسے لوگ نقد بیلنس کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں۔

حل

$$M_d = kPY$$

$$3,000 = k \times 1.5 \times 8,000$$

دونوں اطراف کو $(1.5 \times 8,000)$ سے تقسیم کرنے پر:

$$k = \frac{3,000}{1.5 \times 8,000}$$

$$k \approx 0.25$$

لہذا، کیمرج کیش بیلنس تھیوری کے مطابق، زری آمدنی کا تناسب جسے لوگ نقد بیلنس کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں اس مثال میں تقریباً 0.25 ہے۔

مثال 3

فرض کریں کہ ایک فرد کی آمدنی 50,000 روپے سے بڑھ کر 60,000 روپے ہو جاتی ہے۔ زری آمدنی کا تناسب جسے لوگ نقد بیلنس کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں 0.3 ہے۔ کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق زر کی طلب میں تبدیلی کا حساب لگائیں۔

حل

$$\Delta M_d = k \times \Delta PY$$

$$\Delta M_d = 0.3 \times (60,000 - 50,000)$$

$$\Delta M_d = 0.3 \times 10,000$$

$$\Delta M_d = 3,000$$

لہذا، کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق اس مثال میں جب آمدنی 50,000 سے بڑھ کر 60,000 ہو جاتی ہے تو زر کی طلب میں تبدیلی 3000 روپے کی ہوتی ہے۔

مثال 4

فرض کریں کہ معیشت میں مجموعی قیمت کی سطح 1.2 ہے، حقیقی قومی آمدنی 15,000 روپے ہے۔ زری آمدنی کا تناسب جسے لوگ نقد بیلنس (k) کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں 0.25 ہے۔ کیمرج کیش بیلنس تھیوری کے مطابق زر کی طلب (M_d) کا حساب لگائیں۔

حل

$$M_d = kPY$$

$$M_d = 0.25 \times 1.2 \times 15,000$$

$$M_d = 4,500$$

لہذا، کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق، زر کی طلب اس مثال میں 4,500 ہے۔

مثال 5

فرض کریں کہ معیشت کی مجموعی قیمت کی سطح 1.8 ہے، زر کی طلب 6,500 روپے ہے اور زری آمدنی کا تناسب جسے لوگ نقد بیلنس (k) کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں 0.3 ہے۔ کیمرج کیش بیلنس تھیوری کے مطابق حقیقی قومی آمدنی (Y) کا حساب لگائیں۔

$$M_d = kPY$$

$$6,000 = 0.3 \times 1.8 \times Y$$

دونوں اطراف کو 0.3×1.8 سے تقسیم کرنے پر

$$Y = \frac{6,000}{0.3 \times 1.8}$$

$$Y \approx 11,111.11$$

لہذا، کیمبرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق، اس مثال میں حقیقی قومی آمدنی تقریباً 11,111.11 روپے ہے۔

10.10 نتیجہ (Conclusion)

اس طرح، زر کی طلب کا کیمبرج کیش بیلنس نظریہ روایتی نظریہ مقدار زر کا ایک متبادل نقطہ نظر پیش کرتا ہے جس میں زر کے ذریعہ مبادلہ کے بجائے قدر کے ذخیرے کے طور پر زر کے کردار پر زور دیا جاتا ہے۔ ان عوامل پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے جو نقد بیلنس کی صورت میں زر رکھنے کے لیے افراد کی طلب کا تعین کرتے ہیں، مارشل اور بیگونے زر، آمدنی اور قیمتوں کے درمیان پیچیدہ تعلق پر روشنی ڈالی۔ اس نظریے کی یہ تجویز کہ زر کی طلب زر کی آمدنی کے متناسب ہے اس بارے میں قیمتی بصیرت فراہم کرتی ہے کہ افراد وقت کے ساتھ ساتھ اپنی نقدی ہولڈنگز کو کس طرح منظم کرتے ہیں۔ اگرچہ نظریے کی اپنی حدود ہیں اور یہ تنقید کا نشانہ رہا ہے، لیکن یہ معیشت میں زر کی کثیر جہتی نوعیت کی وسیع تر تفہیم میں معاون ہے۔ کیمبرج کیش بیلنس نظریے کو دریافت کر کے، ماہرین معاشیات زر کی طلب کے پیچھے محرکات اور معاشی رویے اور پالیسی پر اس کے اثرات کے لیے گہری قدر شناسی حاصل کر سکتے ہیں۔

10.11 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

- اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے، طلبا کیمبرج کیش بیلنس نظریے بشمول قدر کے ذخیرے کے طور پر زر پر اس کے زور اور نقد بیلنس کے طور پر لوگوں کی زر کی طلب کو متاثر کرنے والے عوامل کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔
- طلبا کیمبرج کے ماہرین معاشیات کی طرف سے تجویز کردہ زر کی طلب اور زر کی آمدنی کے درمیان متناسب تعلق کی جانچ اور تجزیہ کر سکیں گے۔
- وہ سمجھیں گے کہ آمدنی کی سطح میں تبدیلی کس طرح زر کی طلب کو متاثر کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں، معیشت میں قیمتوں کو متاثر کرتی ہے۔
- طلبا کیمبرج کیش بیلنس نظریے کا تنقیدی جائزہ لینے کی صلاحیت پیدا کر سکیں گے۔ وہ نظریے کی حمایت یا چیلنج کرنے والے تجرباتی ثبوتوں کو تلاش کریں گے اور زر کی طلب کے متبادل نظریات اور نقطہ نظر پر غور کریں گے۔
- اس اکائی کا مطالعہ کرتے ہوئے، طلبا کیمبرج کیش بیلنس نظریے کو حقیقی دنیا کے مضمرات سے جوڑ سکیں گے۔ وہ سمجھیں گے کہ

نظریہ کس طرح معاشی فیصلہ سازی، مانیٹری پالیسی کی تشکیل، اور میکرو اکنامک مظاہر جیسے افراط زر، شرح سود اور معاشی استحکام کے بارے میں بصیرت فراہم کر سکتا ہے۔

10.12 کلیدی الفاظ (Keywords)

کیمرج کیش بیلنس نظریہ: *Cash Balance Theory*۔ ماہرین معاشیات الفریڈ مارشل اور آرتھر پیگیو کے ذریعے زر کی طلب کا نظریہ جو صرف زرمبادلہ کے ذریعے کی بجائے قدر کے ذخیرے کے طور پر زر کے فعل پر زور دیتا ہے۔

زری آمدنی *Nominal Income*: افراط زر کو ایڈجسٹ کیے بغیر افراد یا معیشت کے ذریعے کمائی گئی کل آمدنی۔ یہ زر کے لحاظ سے آمدنی کی موجودہ قدر کی نمائندگی کرتی ہے۔

ترجیح سیالیت *Liquidity Preference*: غیر مائع اثاثوں جیسے بانڈز یا اسٹاکس کے بجائے مائع اثاثے جیسے زر رکھنے کی افراد کی خواہش۔

زر کی طلب کی آمدنی پلک *Income Elasticity of Demand for Money*: آمدنی کی سطح میں فیصد تبدیلی سے زر کی طلب میں فیصد تبدیلی۔

10.13 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

10.13.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق، زر کی طلب بنیادی طور پر اس سے ہوتی ہے:

(a) سود کی شرح
(b) افراط زر کی شرح
(c) زری آمدنی
(d) مالیاتی پالیسی

2. کیمرج کیش بیلنس نظریہ زر کے اس فعل پر زور دیتا ہے:

(a) ذریعہ مبادلہ
(b) اکاؤنٹ کی اکائی
(c) قدر کا ذخیرہ
(d) اجناس

3. زری آمدنی کا تناسب جسے لوگ نقد بیلنس کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے:

(a) M_1
(b) M_2
(c) M_3
(d) k

4. کیمرج کیش بیلنس نظریہ فرض کرتا ہے کہ زر کی طلب ہوتی ہے:

- (a) حقیقی آمدنی کے متناسب
(b) حقیقی آمدنی کے معکوس متناسب
(c) حقیقی آمدنی سے آزاد
(d) غیر متوقع

5. کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق، اگر مجموعی قیمت کی سطح بڑھ جاتی ہے، تو زر کی طلب
(a) بڑھتی ہے۔
(b) کم ہوتی ہے۔
(c) غیر تبدیل رہتی ہے۔
(d) تعین نہیں کیا جاسکتا۔

6. کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق، زر کی آمدنی میں اضافے سے:

- (a) زر کی طلب میں کمی ہوگی۔
(b) زر کی طلب میں اضافہ ہوگا۔
(c) زر کی طلب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔
(d) شرح سود میں اضافہ ہوگا۔

7. کیمرج کیش بیلنس نظریہ یہ مانتا ہے کہ زر رکھنے کی خواہش بنیادی طور پر اس سے متاثر ہوتی ہے:

- (a) تخمینہ محرک
(b) لین دین محرک
(c) سرمایہ کاری محرک
(d) نفسیاتی محرک

8. فرض کریں کہ معیشت میں مجموعی قیمت کی سطح 1.5 ہے، حقیقی قومی آمدنی \$20,000 ہے، اور زر کی آمدنی کا تناسب جسے لوگ نقد بیلنس کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں 0.2 ہے۔ کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق زر کی طلب کا حساب لگائیں۔

- (a) $M_d = \$3,000$
(b) $M_d = \$4,000$
(c) $M_d = \$6,000$
(d) $M_d = \$8,000$

9. کیمرج کیش بیلنس نظریہ کہتا ہے کہ زر کی طلب تبدیلی بنیادی طور پر اثر ڈالتی ہے:

- (a) مالیاتی پالیسی
(b) زر کی پالیسی
(c) شروع مبادلہ
(d) آمدنی کی تقسیم

10. کیمرج کیش بیلنس نظریہ زر کی طلب اور----- کے درمیان تعلق کی بصیرت فراہم کرتا ہے:

- (a) معاشی نمو
(b) بے روزگاری کی شرح
(c) مہنگائی کی شرح
(d) حصص بازار کی قیمتیں

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(c)	(b)	(d)	(b)	(b)	(a)	(a)	(d)	(c)	(c)	

10.13.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. کیمرج کے ماہرین معاشیات کے مطابق، وہ کون سے عوامل ہیں جو نقد بیلنس کے طور پر زر رکھنے کی فرد کی طلب کو متاثر کرتے ہیں؟

2. کیمرج کیش بیلنس کی مساوات اور زرری آمدنی سے اس کے تعلق کی وضاحت کریں۔
3. کیمرج کیش بیلنس نظریے کی کیا خوبیاں اور کمزوریاں ہیں؟
4. کیمرج نظریہ زر کو قدر کے ذخیرے کے طور پر کیسے دیکھتا ہے؟
5. فرض کریں کہ معیشت میں آمدنی کی سطح \$10,000 ہے اور شرح سود 4% ہے۔ کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق، اگر اوسط میلان صرف 0.8 ہے، تو زر کی توازنی طلب کیا ہوگی؟

10.13.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. زر کی طلب کے کیمرج کیش بیلنس نظریے کے کلیدی تصورات اور خصوصیات کی وضاحت کریں۔
2. ان عوامل کا تجزیہ کریں جو کیمرج کیش بیلنس نظریے کے مطابق نقد بیلنس کے طور پر زر رکھنے کی فرد کی طلب کو متاثر کرتے ہیں۔ متغیرات جیسے موجودہ شرح سود، دولت، اور مستقبل کی قیمتوں کی توقعات اور شرح سود زر کی طلب کو کیسے متاثر کرتی ہے؟
3. کیمرج مساوات کا فشر مساوات سے موازنہ کریں اور زر کی طلب کی وضاحت میں ان کی متعلقہ طاقتوں اور حدود کا اندازہ کریں۔

10.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Baumol, W. J., & Tobin, J. (1989). *Monetary economics*. Macmillan
2. Ahuja, H. L. (2020). *Macroeconomics*. S. Chand Publishing.
3. Mankiw, N. G. (2020). *Macroeconomics*. Cengage Learning.
4. Dwivedi, D. N. (2020). *Macroeconomics: Theory and Policy*. Vikas Publishing House.



اکائی 11: کیمنز کا نظریہ سیالیت

(Keynes' Liquidity Preference Theory)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	11.0
مقاصد (Objectives)	11.1
ترجیح سیالیت (Liquidity Preference)	11.2
شرح سود کا تعین (Determination of Rate of Interest)	11.3
نظریہ ترجیح سیالیت کی اہمیت (Significance of Liquidity Preference)	11.4
نظریہ ترجیح سیالیت پر تنقید (Criticism of Liquidity Preference)	11.5
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	11.6
کلیدی الفاظ (Keywords)	11.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	11.8
معمروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	11.8.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	11.8.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	11.8.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Material)	11.9

11.0 تمہید (Introduction)

اس بلاک کی سابقہ اکائیوں میں آپ نے زر کی طلب کے کلاسیکی نظریے کا مطالعہ کیا۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس اکائی میں ہم کیمنز کے زر کی طلب کے نظریے کا مطالعہ کریں گے۔

11.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- زر کی طلب کے محرکات کی وضاحت کرنا۔
- کیسز کے نظریہ ترجیح سیالیت کی وضاحت کرنا۔
- کیسز کے نظریے میں شرح سود کے تعین کی وضاحت کرنا۔
- نظریہ ترجیح سیالیت کا تنقیدی جائزہ لینا۔

11.2 ترجیح سیالیت (Liquidity Preference)

کیسز نے اپنے زر کی طلب کے نظریے کو اپنی مشہور و معروف کتاب ”روزگار، سود اور زر کا عام نظریہ“ میں پیش کیا۔ اس نظریے کے نکھار میں دیگر کیسز کی ماہرین معاشیات نے بھی خدمات انجام دیں۔ کیسز نے زر کی طلب کے لیے ترجیح سیالیت کی اصطلاح استعمال کی۔ کیسز کے مطابق ترجیح سیالیت کا مطلب ہے افراد کی زر نقد کو اپنے پاس رکھنے کی طلب یا خواہش۔ کوئی بھی فرد اپنی آمدنی، دولت یا وسائل کا کتنا حصہ زر نقد (یا سود نہ ادا کرنے والے بینک ڈپازٹس) کی شکل میں رکھے گا اور کتنا حصہ وہ قرض میں دے گا اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس فرد کی ترجیح سیالیت کتنی ہے۔ صارفین ہوں یا تجارتی ادارے ہوں، سب کو خواہش اور ضرورت ہوتی ہے کہ ان کے پاس زر نقد کی صورت میں پیسہ موجود ہو۔ اس خواہش کی کیسز نے تین اہم وجوہات پیش کیں۔ جنہیں زر کی طلب کے محرکات (Motives) کہا جاسکتا ہے۔ یہ محرکات درج ذیل ہیں:



1. لین دین کا محرک (Transaction Motive)

2. پیش بندی کا محرک یا احتیاطی محرک (Precautionary Motive)

3. تخمینی محرک (Speculative Motive)

آئیے ان محرکات کو کچھ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

1. لین دین کا محرک (Transaction Motive)

افراد ہوں گھرانے ہوں، تاجرین ہوں یا تجارتی ادارے، سب کو لین دین کے لیے زر کی یا پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے وہ زر کی طلب کرتے ہیں یا نقد زر اپنے پاس رکھتے ہیں۔ لین دین کے مقصد یا محرک کو ترجیح سیالیت کا لیکن دین کا محرک کہتے ہیں۔ اس محرک کا وجود عموماً اس وجہ سے ہوتا ہے کہ افراد کو آمدنی ملنے کے اوقات اور ان کے اخراجات کے اوقات کے بیچ فاصلہ ہوتا ہے۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے افراد نقد کی صورت میں کچھ پیسہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر آپ کو مہینے کے آخر میں آمدنی کی ادائیگی کی جاتی ہے تو آپ اس آمدنی کا کچھ حصہ زر نقد کی صورت میں اپنے پاس رکھیں گے تاکہ آپ مہینے کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اس زر سے اپنی ضروریات کی ایشیا و خدمات خرید سکیں۔ افراد اس لیے نقد اپنے پاس رکھتے ہیں کیونکہ انہیں آمدنی تو ہفتہ وار یا ماہانہ ملتی ہے لیکن ان کے اخراجات روزمرہ کے ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، وہ اس لیے اپنے پاس زر نقد رکھتے ہیں کیونکہ ان کی آمدنی ملنے کا وقت اور ان کے

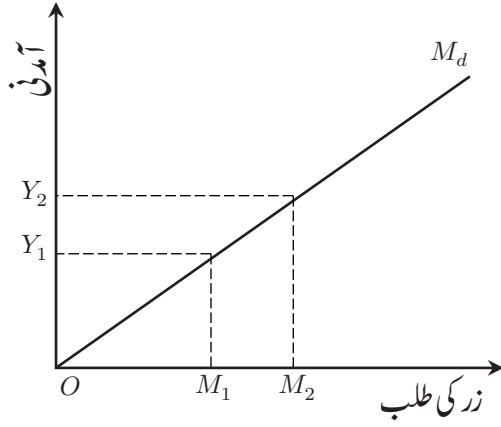
¹General Theory of Employment, Interest and Money- 1936

اخراجات کا وقت یکساں نہیں ہوتا ہے۔ اس طرح زر نقد کی ایک مخصوص مقدار موجودہ ادائیگیوں کے لیے اپنے پاس رکھی جاتی ہے۔ اس مقدار کا انحصار فرد کی آمدنی کے حجم، آمدنی ملنے کے وقفے اور معاشرے میں رائج ادائیگیوں کے طریقوں پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جن افراد کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے وہ کم آمدنی والے افراد کے مقابلے نقد کی نسبتاً بڑی مقدار اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اسی طرح، آمدنی کی ادائیگی کا وقفہ جتنا طویل ہوتا ہے نقد کی اتنی ہی زیادہ مقدار اپنے پاس رکھی جاتی ہے۔ جن کو آمدنی ماہانہ ملتی ہے وہ ان افراد کے مقابلے زیادہ مقدار نقد کی رکھیں گے جن کو آمدنی ہر ہفتے ملتی ہے۔

چونکہ صارفین کو نقد زر کی ضرورت اپنی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے، اور اشیا و خدمات کی خرید کے لیے ہوتی ہے لہذا وہ آمدنی کا کتنا حصہ زر نقد کی صورت میں رکھتے ہیں اس کا انحصار بڑی حد تک ان کی آمدنی پر ہوتا ہے۔ اسی طرح تاجروں اور صنعت کاروں کو بھی مختلف قسم کی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے وسائل کا ایک حصہ نقد زر کی صورت میں رکھنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر انہیں خام مال کی خرید، ٹرانسپورٹ کے اخراجات، اجرت اور تنخواہوں کی ادائیگی اور دیگر کاروباری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے نقد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ واضح رہے کہ اس کاروباری مقصد کے تحت رکھی گئی نقد زر کا انحصار بہت حد تک ٹرن اوور (Turnover) (یعنی زیر بحث فرم کی تجارت کے حجم) پر ہوتا ہے۔ کاروبار جتنا بڑا ہوگا، عمومی طور پر موجودہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے درکار نقد کی مقدار اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

یہ بات قابل غور ہے کہ لین دین کے مقصد کے لیے زر کی طلب بنیادی طور پر اس لیے ہوتی ہے کیونکہ زر مبادلے کے ذریعے کا کردار ادا کرتی ہے۔ لین دین کے محرک کے تحت زر کی طلب اس لیے ہوتی ہے کیونکہ افراد کو آمدنی کی وصولی کے اوقات کے دوران اشیا اور خدمات پر خرچ کرنا پڑتا ہے اور اشیا اور خدمات کی ادائیگی کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے لہذا، اس مقصد کے لیے رکھی گئی زر کا انحصار فرد کی آمدنی کی سطح پر ہوتا ہے۔ ایک غریب آدمی لین دین کے لیے کم مقدار میں نقد اپنے پاس رکھے گا کیونکہ کم آمدنی ہونے کی وجہ سے اس کے اخراجات بھی کم ہوں گے۔ دوسری طرف، امیر آدمی لین دین کے مقصد کے لیے زیادہ نقد زر اپنے پاس رکھے گا کیونکہ اس کے اخراجات نسبتاً زیادہ ہوں گے۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ زر کی طلب سے یہاں ہماری مراد حقیقی نقد زر کی طلب ہے۔ حقیقی زر زر کی قوت خرید دکھاتی ہے۔ حقیقی زر سے مراد ہے اشیا و خدمات کی مقدار جو زر کی متعینہ مقدار خرید سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک قلم کی قیمت 5 روپے ہے اور زر کی مقدار 100 روپے ہے تو اس صورت میں 20 قلم خریدے جاسکتے ہیں۔ لہذا حقیقی زر 20 قلم ہوں گے۔ اگر قلم کی قیمت بڑھ کر 10 روپے ہو جاتی ہے تو اب 100 روپوں سے محض 10 قلم خریدے جاسکتے ہیں۔ اب 20 قلم خریدنے کے لیے 200 روپے زر کی مقدار کی ضرورت ہوگی۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ قیمت کی سطح میں تبدیلی سے حقیقی زر میں تبدیلی آتی ہے۔ قیمت کی سطح جتنی زیادہ ہوگی، اشیا و خدمات کی متعینہ مقدار کے لیے اتنے ہی زیادہ زر کی ضرورت ہوگی۔ اگر قیمت کی سطح دوگنی ہو جاتی ہے، تو فرد کو اتنی ہی مقدار میں سامان خریدنے کے قابل ہونے کے لیے زر کی دوگنی مقدار رکھنی ہوگی۔ لہذا جب ہم زر کی طلب کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد ہماری ہوتی ہے حقیقی زر کی طلب۔



تصویر 11.1: زر کی لین دین اور احتیاطی طلب اور آمدنی

2. احتیاطی محرک (Precautionary Motive)

زر کی طلب کے احتیاطی محرک سے مراد غیر متوقع ہنگامی حالات کے لیے زر نقد اپنے پاس رکھنے کی خواہش ہے۔ لوگ اپنے پاس زر کی کچھ مقدار اس لیے رکھتے ہیں تاکہ وہ غیر متوقع اور ناگہانی حالات جیسے حادثات، بیماری وغیرہ کی صورت میں کام آسکے۔ احتیاط کے طور پر کوئی فرد کتنا زر بچا کر رکھے گا اس کا انحصار اس کی نفسیات اور اس کے حالات زندگی پر ہے۔ اسی طرح، یہ آمدنی کی سطح پر بھی منحصر کرتا ہے۔ اگر کسی فرد کی آمدنی زیادہ ہے، تو وہ ہنگامی حالات کے لیے زیادہ نقد رقم رکھے گا۔ اس کے برعکس، اگر کسی فرد کی آمدنی کم ہے، تو وہ ہنگامی حالات کے لیے کم نقد رقم رکھے گا۔

نقد رکھنے کا احتیاطی مقصد، فرد کی اس خواہش سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ غیر متوقع واقعات جیسے بیماری، حادثات وغیرہ سے بچنے کے لیے کچھ نقد رقم رکھے۔ مستقبل کی غیر یقینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہر فرد اپنی آمدنی کا ایک حصہ نقد زر کی صورت میں رکھتا ہے۔ ایسے نقد زر کو احتیاطی بیلنس کہا جاتا ہے۔

لین دین کے مقصد سے زر کی طلب اور احتیاطی مقصد کے لیے زر کی طلب کے درمیان فرق یہ ہے کہ سابقہ صورت میں کوئی غیر یقینی صورت حال شامل نہیں ہوتی ہے۔ لوگ زر رکھتے ہیں کیونکہ ان کی ادائیگیوں اور رسیدوں کے اوقات الگ الگ ہوتے ہیں۔ لیکن غیر یقینی صورت حال احتیاطی طلب کا منبع ہے۔

اوپر آپ نے دیکھا کہ سز کے مطابق زر کی طلب کے یہ دونوں محرک بڑی حد تک آمدنی کی سطح پر منحصر کرتے ہیں۔ اس حد تک یہ نظریہ کیمرج نظریے کے مساوی ہے۔ اگر آپ محور X پر زر کی لین دین کے لیے طلب اور احتیاطی طلب کو رکھیں اور محور Y پر آمدنی کو رکھیں تو اس کا خط تصویر 11.1 جیسا ہوگا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آمدنی کی سطح جتنی زیادہ ہوگی لین دین کے مقصد اور احتیاطی مقصد کے لیے زر کی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

3. تخمینہ محرک (Speculative Motive)

زر کی طلب کا تخمینہ محرک زر کی طلب کے نظریے میں یکسز کی سب سے اہم شراکت ہے۔ تخمینہ محرک سے مراد شرح سود (یا بونڈ کی قیمتوں) میں مستقبل میں ہونے والی تبدیلیوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے اپنے وسائل کو مائع یا نقد زر کی شکل میں رکھنے کی خواہش ہے۔ یہ محرک وضاحت کرتا ہے کہ عوام سود کمانے والے بونڈز (اور دیگر مالیاتی اثاثوں جن سے آمدنی ہوتی ہے) کی موجودگی کے باوجود بھی (لین کے محرک اور احتیاطی محرک کے لیے رکھی گئی نقد سے) زائد نقد زر کیوں اپنے پاس رکھتے ہیں (حالانکہ اس زر سے کوئی آمدنی نہیں ہوتی ہے)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تخمینہ مقصد کے لیے زر رکھنے والے مستقبل میں قیمتوں میں اس قدر گراؤٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں

جس سے سود کی پیشگی کمائی کا نقصان انہیں نسبتاً کم نظر آتا ہے۔ اس لیے وہ بانڈ کی قیمتوں میں کمی کا نقد زر کے ساتھ انتظار کرتے ہیں، متوقع سرمائے کے نقصانات سے بچتے ہیں، اور مستقل میں بانڈ زر کی متوقع قیمتوں میں کمی ہونے پر نقد زر کو بانڈ زر میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ زر کی تخمینہ طلب کو بعض اوقات زر کی اثاثہ طلب ($Asset Demand for Money^2$) بھی کہا جاتا ہے۔

زر کی طلب کا تخمینہ محرک یا اثاثہ طلب ہی ہے جو یکسزی نظریے کو کلاسیکی نظریے سے مختلف بناتا ہے۔ یہاں اس بات کا بھی ذکر کرتے چلیں کہ یکسز نے تخمینہ مقصد کے لیے رکھی زر کو غیر مستعمل (غیر فعال) زر کہا ہے۔ درحقیقت یکسز کے نظریے میں زر فعال (Active) اور غیر فعال (Passive) دو قسم کا ہوتا ہے۔ فعال زر کی تعریف ایسے زر کے طور پر کی جاسکتی ہے جو قومی آمدنی پیدا کرنے والے لین دین میں ادائیگی کے ذرائع کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ بقایا زر کو غیر فعال زر کہا جاتا ہے۔

یکسز نے آسانی کے لیے یہ فرض کیا کہ افراد اپنی دولت کو دو صورتوں میں رکھتے ہیں۔ یا تو زر کی صورت میں یا بونڈ کی صورت میں۔ یعنی یکسز کے نظریے میں دائمی بونڈ ہی واحد غیر زر مالیتی اثاثہ ہے۔ زر کی صورت میں دولت کو رکھنے سے کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔ اس کی سرمایہ قدر (Capital Value) متعین رہتی ہے۔ بونڈ کی صورت میں دولت کو رکھنے سے سودی آمدنی ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بانڈ کی صورت میں دولت رکھنے سے حاصلات سرمایہ (Capital Gain) یا خسارہ سرمایہ (Capital Loss) کے ہونے کے بھی امکانات ہوتے ہیں یعنی افراد مستقبل میں کسی وقت بونڈ کو فروخت کر کے نفع یا نقصان حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر مستقبل میں بونڈ کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو بونڈ کے مالک کو اس کی فروخت سے آمدنی ہوتی ہے اور اگر بونڈ کی قیمت گرتی ہے تو اس کی فروخت سے نقصان ہوتا ہے اور یہ نقصان بانڈ سے ہوئی سودی آمدنی سے زیادہ ہو سکتا ہے۔

ایسا دائمی بونڈ جس پر ہمیشہ کے لیے معیادی متعینہ کوپن ادائیگی ہوتی ہے اس کی موجودہ قدر (Present Value) بازار شرح سود اور کوپن ادائیگی کے تناسب کے مساوی ہوتی ہے۔ علامتی زبان میں:

$$PV = \frac{C}{r} \quad (11.1)$$

جہاں، C کوپن ادائیگی ہے اور r بازار شرح سود ہے اور PV بونڈ کی موجودہ قدر ہے۔ فرض کریں کہ ایک بونڈ کی کوپن ادائیگی 100 روپے سالانہ ہے اور بازار شرح سود 4 فیصد سالانہ ہے۔ تو اس بونڈ کی موجودہ قدر 2500 روپے ہوگی۔ بونڈ کی موجودہ قدر 2500 ہونے کا مطلب ہے کہ یہ بونڈ بازار میں 2500 روپے میں فروخت ہوگا یعنی اس کی قیمت بھی 2500 روپے ہوگی۔

$$P = PV = \frac{100}{0.04} = 2500$$

کیا وجہ ہے کہ یہ بونڈ 2500 روپے میں فروخت ہوگا؟ اگر بونڈ کی قیمت 2500 روپے سے زیادہ ہوگی تو آپ اس بونڈ کو نہیں خریدیں گے کیوں کہ اس کی قیمت اس کی موجودہ قدر سے زیادہ ہے۔ اس سے بونڈ کی قیمت کم ہوگی اور موجودہ قدر کے مساوی یعنی 2500

² حالانکہ یہ کوئی اچھی اصطلاح نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زر اپنے آپ میں اثاثہ ہے اور لہذا زر کی پوری طلب چاہے وہ کسی بھی مقصد کے لیے ہو اثاثہ طلب ہوگی۔

روپے ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر بونڈ کی قیمت کم ہے تو اس کی موجودہ قدر قیمت سے زیادہ ہے اور لہذا اس کی فروخت میں اضافہ ہو گا اور نتیجتاً اس کی قیمت بڑھ کر موجودہ قدر کے مساوی ہو جائے گی۔

درج بالا مساوات (11.1) سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ شرح سود اور بونڈ کی قیمت کے مابین معکوس تعلق ہے۔ اگر شرح سود میں کمی ہوگی تو بونڈ کی موجودہ قدر میں اضافہ اور نتیجتاً اس کی قیمت میں اضافہ ہو گا۔ اگر شرح سود میں اضافہ ہو گا تو اس کی موجودہ قدر اور نتیجتاً قیمت میں کمی ہوگی۔ اس کی مثال کے لیے فرض کریں کہ بازار شرح سود بڑھ کر 5 فیصد ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بونڈ کی موجودہ قدر کم ہو کر 2000 روپے ہو جائے گی۔

$$PV = \frac{100}{0.05} = 2000$$

ظاہر ہے کہ اس بانڈ کی قیمت بھی کم ہو کر 2000 روپے ہو جائے گی۔ نوٹ کریں کہ جن لوگوں نے یہ بونڈ 2500 روپے میں خریدا تھا کیوں کہ اس وقت شرح سود 4 فیصد تھی اور لہذا بونڈ کی موجودہ قدر 2500 تھی ان افراد کو اب خسارہ (Capital Loss) ہو گا۔ انہوں نے بانڈ 2500 روپے میں خریدا تھا لیکن اس کی موجودہ قدر اب 2000 روپے رہ گئی ہے۔ اگر یہ بونڈ فروخت کریں گے تو انہیں اس قیمت سے کم قیمت ملے گی جس پر اسے خریدا تھا۔ اس کے برعکس، صورت کو دیکھیں، اگر شرح سود کم ہو کر 2 فیصد ہو جاتی ہے تو بونڈ کی موجودہ قدر 5000 ہو جائے گی اور لہذا بانڈ کی قیمت بڑھ کر 5000 روپے ہو جائے گی۔ دوبارہ نوٹ کریں، جن افراد نے یہ بانڈ 2500 روپے میں خریدا تھا ان کو حاصلات سرمایہ ہو گا۔ انہیں اس بانڈ کی فروخت پر نفع ہو گا۔

افراد اپنی دولت کا ایک حصہ مالیاتی اثاثوں (Financial Assets) کی شکل میں رکھتے ہیں۔ کیسز کے دو اثاثوں کے ماڈل میں، یہ زر اور (دائمی) بونڈ ہیں۔ چونکہ بونڈ کی قیمتیں وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہیں۔ لہذا ان کی خرید و فروخت پر نفع یا نقصان دونوں ممکن ہیں۔

کسی بھی مدت (مثلاً سال کے دوران) بازار شرح سود متعین ہوتی ہے لیکن مستقبل کی شرح سود یا بونڈ کی قیمت، اور اس کے نتیجے میں نفع و نقصان میں تبدیلی ممکن ہے۔ لہذا، بونڈ بازار اور زر بازار میں تخمینہ گری (Speculation) یا سٹہ بازی کا عنصر آجاتا ہے۔

تخمینہ گری دو قسم کے ہوتے ہیں: پر امید (Bull) اور نا امید (Bear)۔ پر امید وہ افراد ہیں جو مستقبل میں بونڈ کی قیمتوں میں اضافے کی توقع رکھتے ہیں۔ نا امید افراد کو توقع ہوتی ہے کہ بونڈ کی قیمتیں گر جائیں گی۔ کیسز کے ماڈل میں، افراد کو یہ توقعات یقین کے ساتھ ہوتی ہیں۔ لہذا، پر امید افراد اپنے تمام فاضل زر کو بونڈ کی خرید میں لگا دیتے ہیں تاکہ جب مستقبل میں بونڈ کی قیمتوں میں اضافہ ہو تو ان کی فروخت کر کے نفع کما سکیں۔

اس کے برعکس نا امید افراد بونڈز کو فروخت کر کے نقد زر میں منتقل کریں گے اگر انہیں توقع ہوگی کہ مستقبل میں بونڈ کی قیمتوں میں کمی ہوگی اور اس کے نتیجے میں ان کا نقصان زر کی صورت میں دولت رکھنے کے نقصان سے زیادہ ہو گا۔ اس طرح وہ اپنے نقصان کو کم کریں گے۔ اس طرح، زر کی تخمینہ مقصد کے لیے طلب نا امید افراد کی جانب آتی ہے۔ یہ نا امید افراد بونڈز کی بجائے نقد زر کی صورت میں اپنی دولت رکھتے ہیں اور جب توقع کے مطابق بونڈ کی قیمتیں گر جاتی ہیں تو بونڈ کی خرید میں اس زر نقد کو لگا دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا ماڈل انفرادی مالکان اثاثہ کا ایسا رویہ دکھاتا ہے جس کے مطابق وہ اپنے تمام زائد زر کو یا تو مکمل طور پر بونڈ کی صورت میں رکھتے ہیں یا مکمل طور پر نقد زر کی صورت میں۔ یعنی ان کا پورٹ فولیو (Portfolio) خالص ہوتا ہے متنوع نہیں۔ واضح رہے کہ زائد زر سے ہماری مراد لین دین اور احتیاطی محرک کے لیے رکھی گئی زر کی مقدار سے زائد زر کی مقدار ہے۔

زر کی مجموعی تخمینہ طلب کو اخذ کرنے کے لیے یکسر نے فرض کیا کہ مختلف اثاثہ رکھنے والوں کی شرح سود سے متعلق مختلف توقعات ہوتی ہیں۔ اس طرح، سود کی ایک خاص اعلیٰ شرح (اور بونڈز کی بہت کم قیمت) پر، سبھی افراد پر امید ہوں گے۔ ان کے نزدیک شرح سود کی یہ موجودہ سطح شرح سود کی عام سطح سے زیادہ ہوگی۔ وہ توقع کریں گے کہ مستقل شرح سود میں کمی ہوگی اور بونڈ کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ ایسی صورت میں زر کی تخمینہ طلب صفر ہوگی۔ تمام افراد اپنی اضافی نقد زر کو بونڈ کی خرید میں لگائیں گے۔ اس سے کچھ کم شرح سود پر (یعنی بونڈ کی نسبتاً زیادہ قیمت پر) کچھ افراد ناامید ہوں گے اور ان کی زر کی تخمینہ طلب مثبت ہوگی۔ اس سے بھی کم شرح سود (اور بونڈ کی مزید اعلیٰ قیمت پر) اور زیادہ افراد ناامید ہوں گے اور مجموعی تخمینہ طلب میں مزید اضافہ ہوگا۔ جتنے زیادہ افراد پر امید سے ناامید میں تبدیل ہوں گے زر کی مجموعی تخمینہ طلب میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔ شرح سود کی ایک مخصوص کم شرح پر تمام افراد ناامید ہوں گے اور اس صورت میں زر کی طلب مکمل چک دار ہوگی۔

جو افراد سود کی شرح میں کمی (بانڈ کی قیمتوں میں اضافے) کی توقع کریں گے۔ وہ اپنے نقد زر کو بونڈ میں تبدیل کریں گے کیونکہ:

1. وہ بانڈ پر اعلیٰ شرح سود کما سکتے ہیں۔
2. وہ مستقبل میں بازار شرح سود میں متوقع کمی کے نتیجے میں بونڈ کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں حاصلات سرمایہ کی توقع کرتے ہیں۔

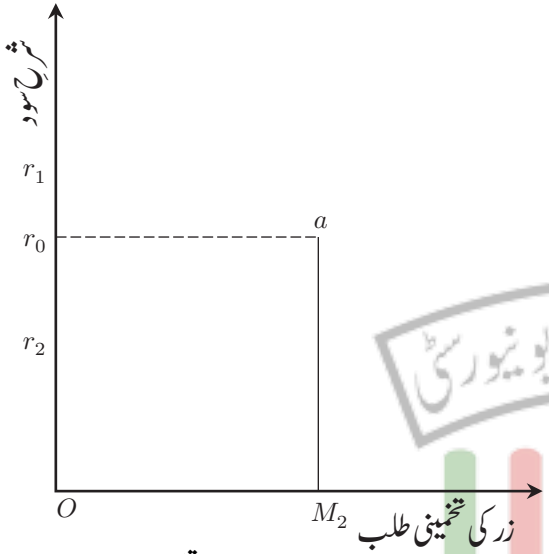
جو افراد یہ سمجھتے ہیں کہ سود کی موجودہ شرح کم ہے اور اس میں مستقل میں اضافے کی توقع ہے وہ اپنی دولت کو زری نقد میں رکھیں

گے کیونکہ

1. زر نقد اپنے پاس رکھنے سے سود کا ہونے والا نقصان بہت کم ہوتا ہے۔
2. وہ خسارہ سرمایہ سے بچ سکتے ہیں جو شرح سود میں متوقع اضافے کے نتیجے میں ہوں گے، اور
3. اگر مستقبل میں شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے تو بونڈ کی قیمتیں گر جائیں گی اور غیر فعال کیش بیلنس کو کم قیمت پر بونڈ خریدنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس طرح کیپٹل گین حاصل کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب سود کی موجودہ شرح کسی فرد کے لیے سود کی عام شرح سے زیادہ ہوگی، وہ فرد اپنے اثاثہ جات کے پورٹ فولیو میں صرف بونڈ رکھے گا جب کہ اگر اس کے نزدیک موجودہ شرح سود عام شرح سود سے کم ہوگی، اس کا اثاثہ پورٹ فولیو مکمل طور پر نقد زر پر مشتمل ہوگا۔ جب سود کی موجودہ شرح، اس کے نزدیک سود کی عام شرح کے برابر ہوگی، تو یہ فرد نقد یا بونڈ رکھنے میں غیر جانبدار ہوگا۔ مندرجہ بالا سے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ شرح سود اور زر کی تخمینہ طلب کے مابین معکوس تعلق ہے۔ یہاں واضح رہے کہ فرد واحد کے لیے عام

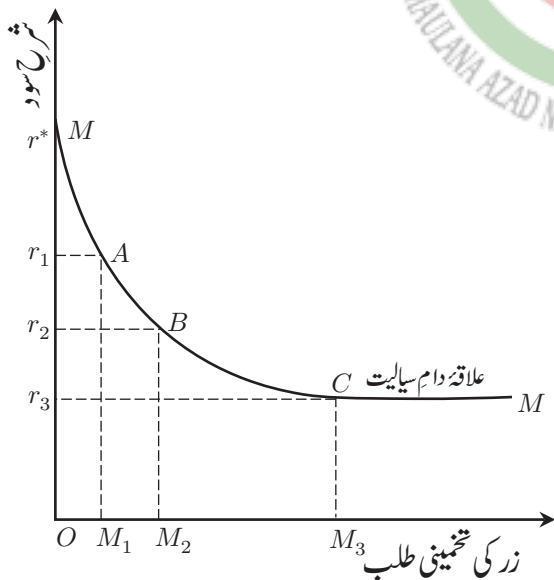
شرح سود سے ہماری مراد وہ شرح سود ہے جسے وہ فرد سمجھتا ہے کہ یہ شرح سود عام طور پر بازار میں مروج ہوگی۔ اگر شرح سود اس سے زیادہ ہے یا کم ہے تو اس فرد کے مطابق اس شرح سود میں تبدیلی ہوگی۔ کوئی فرد کس شرح سود کو عام شرح سود سمجھے گا وہ اس کی مستقبل کی شرح سود کے بارے میں توقعات، معاشی حالات کے بارے میں اس کی توقعات وغیرہ جیسے عوامل شامل ہیں۔ مختلف افراد مختلف شرح سود کو عام شرح سود سمجھ سکتے ہیں۔



تصویر 11.2: فرد واحد کی زر کی تخمینہ طلب

ایک فرد واحد کے پورٹ فولیو کے متعلق فیصلے کو تصویر 11.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے محور X پر زر کی تخمینہ طلب اور محور Y پر شرح سود کو دکھایا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا کینز کے نظریے میں کوئی بھی فرد اپنی دولت کو یا تو پوری طرح نقد زر کی صورت میں رکھے گا یا پوری طرح بونڈ کی صورت میں رکھے گا۔ فرض کریں کہ اس فرد کے لیے شرح سود کی عام سطح r_0 ہے۔ اگر موجودہ بازار شرح سود r_0 سے زیادہ ہوگی (مثال کے طور پر r_1) تو یہ توقع کرے گا کہ مستقبل میں شرح سود میں کمی اور لہذا بونڈ کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ اس فرد کی زر کی تخمینہ طلب صفر ہوگی اور اپنی پوری اضافی نقد زر کو بانڈ

کی خرید میں لگائے گا۔ اس کے برعکس اگر موجودہ شرح سود عام شرح سود سے کم ہے (مثال کے طور پر r_2) تو وہ اپنی تمام اضافی دولت کو زر نقد کی صورت میں رکھے گا۔ اس کی زر کی تخمینہ طلب M_2 ہوگی۔ اس کے پاس لین دین کے محرک اور احتیاطی محرک کے لیے رکھی گئی زر کی مقدار سے فاضل زر کی مقدار ہے۔ r_0 شرح سود چونکہ اس فرد کے لیے عام شرح سود ہے۔ لہذا اگر موجودہ شرح سود r_0 ہوگی تو اس کے لیے فاضل دولت کو زر کی صورت میں رکھنا اور بونڈ میں رکھنا دونوں عمل مساوی ہوں گے۔ دونوں سے اس کو یکساں نفع کی امید ہوگی اور لہذا ان دونوں کے بیچ وہ غیر جانب دار ہوگا۔



تصویر 11.3: معیشت کا زر کا تخمینہ طلب خط

اس تجزیے کو اب پوری معیشت پر لاگو کیا جاسکتا ہے۔ یاد کریں کہ ہم نے کہا تھا کہ مختلف افراد کے لیے عام شرح سود کی مختلف سطح ہو سکتی ہے۔ ایک فرد کے لیے جو شرح سود کی عام سطح ہے وہ دوسرے کے لیے عام شرح سود کی سطح سے کم ہو یا زیادہ ہو۔ لہذا، کسی بھی موجودہ مخصوص شرح سود پر کچھ لوگوں کے لیے یہ شرح سود عام شرح سود کی سطح سے زیادہ ہوگی اور لہذا وہ اپنی پوری دولت بونڈ کی صورت میں رکھیں گے۔ کچھ افراد کے لیے یہ شرح سود عام شرح سود کی سطح سے کم ہوگی اور لہذا یہ افراد اپنی پوری اضافی دولت کو زر نقد کی صورت میں

رکھیں گے۔ افراد کے اس رویے سے ہمیں معیشت کے لیے نیچے کو ڈھلواؤ تخمینہ طلب کا خط حاصل ہو گا۔ دیکھیں تصویر 11.3۔ تصویر میں MM خط زر کی تخمینہ طلب کا خط ہے جو نیچے کو ڈھلواؤ خط ہے۔ یہ خط مختلف شرح سود پر معیشت میں زر کی مجموعی تخمینہ طلب کو دکھاتا ہے۔ r^* شرح سود کی وہ سطح ہے جو معیشت کے سبھی افراد کے لیے سود کی عام سطح سے زیادہ ہے اور لہذا سبھی افراد توقع کریں گے کہ مستقبل میں سود کی شرح کم ہوگی۔ اس صورت میں سبھی افراد اپنی فاضل دولت کو بونڈ میں لگائیں گے اور لہذا مجموعی تخمینہ طلب صفر ہوگی۔ اگر شرح سود r_1 ہوگی تو کچھ لوگوں کے لیے یہ شرح سود عام سطح سے کم ہوگی اور وہ اپنی تمام فاضل دولت کو زر کی صورت میں رکھیں گے۔ جن لوگوں کے لیے r_1 عام سطح سے زیادہ ہوگی وہ اپنی تمام فاضل دولت کو بونڈ کی صورت میں رکھیں گے۔ اس طرح، جن افراد کے لیے شرح سود r_1 عام سطح سے کم ہے اور مستقل میں اس میں اضافے کی توقع کرتے ہیں ان تمام کی مجموعی زر کی طلب M_1 کے مساوی ہوگی۔ اگر شرح سود r_2 ہوگی تو افراد کی r_1 کے مقابلے زیادہ بڑی تعداد توقع کرے گی کہ مستقبل میں شرح سود میں اضافہ ہو گا اور لہذا افراد کی بڑی مقدار اپنی فاضل دولت کو نقد زر کی صورت میں رکھیں گے تاکہ جب مستقبل میں شرح سود میں اضافہ ہو تو بونڈ میں پیسہ لگا کر منافع کما سکیں۔ اس طرح r_2 شرح سود پر معیشت کی مجموعی تخمینہ طلب M_2 کے مساوی ہوگی۔

جیسے شرح سود کی ایک اعلیٰ سطح ہے جو سبھی افراد کے لیے عام سطح سے زیادہ ہے جس پر تمام افراد توقع کرتے ہیں کہ شرح سود میں مستقبل میں کمی ہوگی اور لہذا اپنی تمام فاضل دولت کو بانڈ کی شکل میں رکھتے ہیں، اسی طرح شرح سود کی ایک ادنیٰ مقدار ہے جو تمام افراد کے لیے عام سطح سے کم ہوتی ہے۔ اس شرح سود پر تمام افراد توقع کریں گے شرح سود مستقبل میں بڑھے گی اور لہذا معیشت کے تمام افراد اپنی فاضل آمدنی کو نقد زر کی صورت میں رکھیں گے۔ تصویر میں اس شرح سود کو r_3 سے دکھایا گیا ہے۔ r_3 شرح سود پر MM خط فلیٹ ہو جاتا ہے یعنی اس شرح سود پر تخمینہ طلب شرح سود کو لے کر مکمل چمک دار ہوگی۔ معیشت کے تمام افراد اپنی پوری فاضل دولت کو زر کی صورت میں رکھنا پسند کریں گے۔

اس طرح نقطہ C کے داہنی جانب MM خط کے حصے پر معیشت دام سیالیت میں ہوتی ہے۔ ماہرین معاشیات اس حصے کو دام سیالیت اس لیے کہتے ہیں کیوں کہ اس حصے میں زر کی رسد میں اضافہ شرح سود اور سرمایہ کاری کو متاثر نہیں کرتا۔ کیسز کے مطابق اس حصے میں زر کی پالیسی معیشت کو مندی سے باہر نکالنے میں پوری طرح ناکامیاب ہوتی ہے۔

4. زر کی مجموعی طلب

درج بالا تجزیے سے آپ نے محسوس کر لیا ہو گا کہ کیسز کے مطابق زر کی طلب کا تعین کرنے والے دو اہم عوامل آمدنی اور شرح سود ہے۔ زر کی طلب کا وہ حصہ جو لین دین کے اور احتیاطی مقصد کے لیے ہے وہ آمدنی کی سطح پر منحصر کرتا ہے۔ زر کی طلب کے اس حصے کو M_1 کہیں۔ تخمینہ محرک کے لیے زر کی طلب شرح سود پر منحصر ہوتی ہے۔ اس طلب کو M_2 کہیں۔ مجموعی زر کی طلب (M^d) ہوگی:

$$M^d = M_1 + M_2 \quad (12.2)$$

کیسز کے مطابق، لین دین اور احتیاطی مقاصد کے تحت رکھی گئی زر، یعنی M_1 مکمل طور پر سود غیر چمک دار ہوتی ہے یعنی اس پر شرح سود کا اثر نہیں پڑتا (سوائے اس صورت کے جب شرح سود بہت زیادہ ہو جائے)۔ تقابلی شکل میں اسے لکھا جاسکتا ہے:

$$M_1 = f_1(Y) \quad (12.3)$$

تخمینی مقصد کے لیے زر کی طلب شرح سود کا تفاعل ہے، لہذا اسے لکھا جاسکتا ہے:

$$M_2 = f_2(r) \quad (12.4)$$

چونکہ M^d مجموعی طلب ہے لہذا:

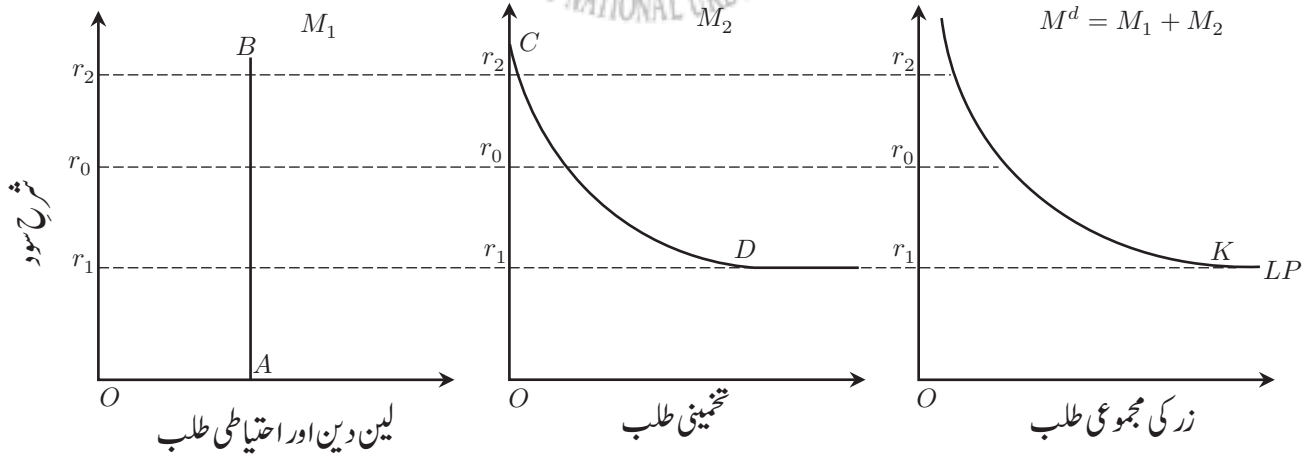
$$M^d = f_1(Y) + f_2(r) \quad (12.5)$$

اس طرح، یکسز کے مطابق زر کی مجموعی طلب دو الگ الگ اجزا کا جمعی تفاعل ہے۔ ایک جز، $f_1(Y)$ لین دین اور احتیاطی مقاصد کے لیے زر کی طلب کو دکھاتا ہے اور آمدنی کا مثبت تفاعل ہے۔ دوسرا حصہ $f_2(r)$ تخمینی مقاصد کے لیے زر کی طلب کو دکھاتا ہے اور شرح سود کا منفی تفاعل ہے۔ لیکن جدید ماہرین معاشیات زر کی طلب کے جمعی تفاعل کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے مطابق زر ایک واحد اثاثہ ہے جس کی طلب مختلف مقاصد کے لیے کی جاسکتی ہے اور لہذا زر کی طلب کو ایک دوسرے سے آزاد مختلف اجزا میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے علاوہ لین دین کے لیے زر کی طلب آمدنی کے ساتھ ساتھ شرح سود پر بھی منحصر کرتی ہے۔ اسی طرح، تخمینی طلب بھی مجموعی دولت یا اثاثوں کا مثبت تفاعل ہے۔ اگر دولت کو آمدنی کا نمائندہ مانا جائے تو تخمینی طلب شرح سود کے ساتھ ساتھ آمدنی کی سطح پر بھی منحصر ہوگی۔ ان وجوہات کی بنا پر یکسز کے زر کے مجموعی طلب تفاعل کو ذیل کی طرح لکھا جاتا ہے۔

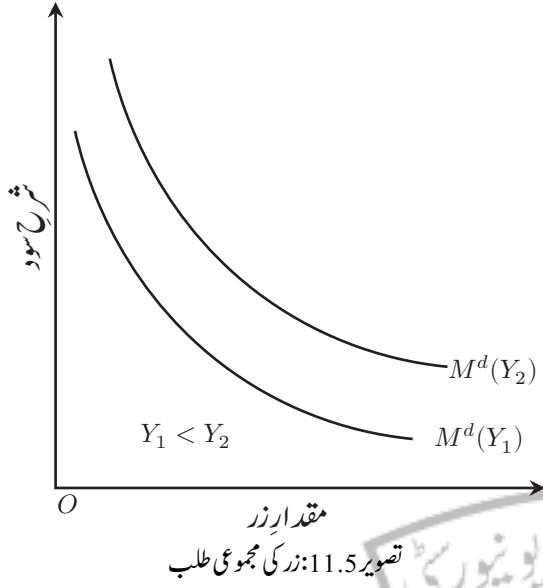
$$M^d = f(Y, r) \quad (12.5)$$

جہاں زر کی طلب آمدنی کا بڑھتا تفاعل ہے اور شرح سود کا گھٹتا تفاعل ہے۔

تصویر 11.4 کے بائیں حصے میں لین دین اور احتیاطی مقاصد کے لیے زر کی طلب کو دکھایا گیا ہے۔ AB خط محور Y کے متوازی خط ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ شرح سود کا لین اور احتیاطی محرک کے لیے زر کی طلب پر اثر نہیں پڑتا۔ دوسرے لفظوں میں، شرح سود میں اضافے یا کمی سے لین دین اور احتیاطی محرک کے لیے زر کی طلب پر اثر نہیں پڑتا۔ یکسز کے نظریے میں لین دین اور احتیاطی محرک کے لیے زر کی طلب آمدنی پر منحصر کرتی ہے۔ تصویر کے درمیانی حصے میں تخمینی مقاصد کے لیے زر کی طلب کو دکھایا گیا ہے۔ خط CD زر کی تخمینی طلب کا خط ہے جو دکھاتا ہے کہ شرح سود زر کی طلب کو متاثر کرتی ہے۔ سود کی زیادہ شرح پر زر کی تخمینی طلب کم ہوگی اور کم شرح سود پر تخمینی طلب



تصویر 11.4: زر کی مجموعی طلب



زیادہ ہوگی۔ تصویر کا داہنی حصہ زر کی مجموعی طلب کو دکھاتا ہے۔ یہ تنجینی طلب اور لین دین اور احتیاطی محرک کے لیے زر کی طلب کا مجموعہ ہے۔ LP خط مجموعی طلب خط ہے۔ اس کو ترجیح سیالیت خط بھی کہا جاتا ہے۔ نوٹ کریں کہ یہ خط نقطہ K پر محور X کے متوازی ہو جاتا ہے۔

درج بالا سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ جتنی زیادہ آمدنی ہوگی افراد اتنی ہی زیادہ زر کی مقدار کی طلب کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آمدنی کی اعلیٰ سطح پر ان کی اشیاء خدمات کی خرید زیادہ ہوگی اور لہذا انہیں زر کی اعلیٰ مقدار کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح، جتنی زیادہ سود کی شرح ہوگی اتنی ہی کم زر کی طلب بالخصوص تنجینی زر کی طلب کم ہوگی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ

سود کی اعلیٰ شرح کا مطلب زر کی اعلیٰ موقع لاگت ہے۔ دوسرے، اگر سود کی شرح اس شرح سے زیادہ ہو جس کی افراد مستقبل میں توقع کرتے ہیں تو افراد زر کی بجائے بونڈ اپنے پاس رکھنا چاہیں گے۔ اس کے برعکس، اگر موجودہ شرح سود کم ہو (جس کا مطلب ہے بونڈ کی قیمتوں کا زیادہ ہونا ہے) تو افراد زر کی اعلیٰ مقدار اپنے پاس رکھیں گے۔

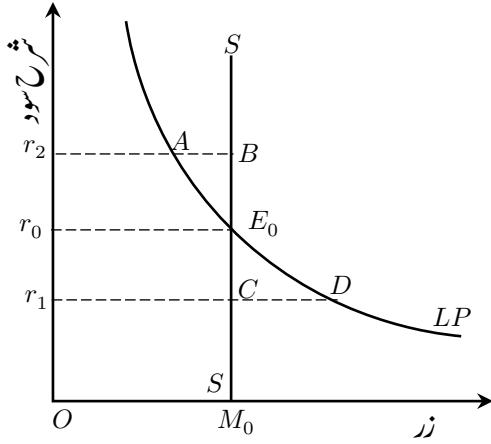
اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ زر کی طلب شرح سود میں کمی سے اور آمدنی میں اضافے سے بڑھتی ہے۔ آمدنی کی دی گئی سطح پر ہم زر کی طلب خط کو کھینچ سکتے ہیں جو مختلف شرح سود پر زر کی طلب کو دکھاتا ہے۔ چونکہ زر کی طلب اور شرح سود کے مابین معکوسی تعلق ہے لہذا زر کی طلب کا خط دی گئی آمدنی کی سطح پر مائل بنشیب خط ہوگا۔ مثال کے طور پر تصویر 11.5 میں آمدنی کی سطح Y_1 کے ساتھ زر کا طلب خط $M^d(Y_1)$ ہوگا۔ اگر آمدنی بڑھ کر Y_2 ہو جائے تو زر کا طلب خط منتقل ہو کر $M^d(Y_2)$ ہو جائے گا۔

11.3 شرح سود کا تعین (Determination of Rate of Interest)

اوپر ہم نے کیسز کے نظریہ ترجیح سیالیت کا مطالعہ کیا۔ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ ترجیح سیالیت کیسے شرح سود کا تعین کرتی ہے۔ نظریہ ترجیح سیالیت کے مطابق شرح سود کا تعین زر بازار کے توازن سے ہوتا ہے۔ یعنی شرح سود کا تعین زر کی رسد اور زر کی طلب سے ہوتا ہے۔ وہ شرح سود جس پر زر کی طلب اور زر کی رسد مساوی ہوں اس شرح سود کو توازن شرح سود کہا جائے گا۔ اوپر آپ نے زر کی طلب اور اس کے خط کو دیکھا۔ آئیے اب زر کی رسد اور اس کے خط کی وضاحت کرتے ہیں۔

1. زر کی رسد (Supply of Money)

زر کی رسد سے مراد ہے ملک میں دیے گئے وقت میں زر کی کل مقدار۔ زر کی رسد کا تعین حکومت اور مرکزی بینک کی پالیسیوں سے ہوتا ہے۔ کیسز کے مطابق مدت قلیل میں زر کی رسد پر شرح سود کا اثر نہیں پڑتا لہذا، مدت قلیل میں زر کی رسد جامد یا معین رہتی ہے۔



تصویر 11.6: ترجیح سیالیت اور شرح سود کا تعین

اس طرح زر کا رسد خط تصویر 11.6 میں دکھائے گئے خط SS کی طرح ہوتا ہے۔ خط SS محور Y کے متوازی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ زر کی رسد پر شرح سود کا اثر نہیں ہوتا۔

2. شرح سود کا تعین

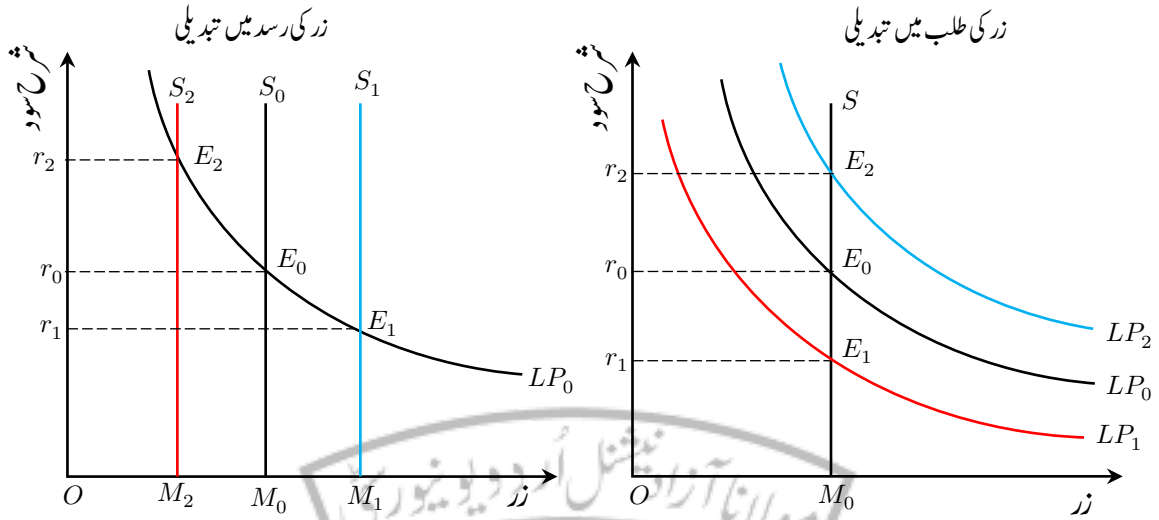
شرح سود کا تعین اس نقطے پر ہوتا ہے جہاں ترجیح سیالیت یا زر کی طلب اور زر کی رسد مساوی ہوں۔ تصویر 11.6 میں LP خط ترجیح سیالیت یا زر کی طلب کا خط ہے جو دائیں طرف نیچے کو ڈھلواؤں خط ہے۔ یہ خط دکھاتا ہے کہ شرح سود اور زر کی طلب کے مابین معکوس تعلق ہے۔ SS خط زر کی رسد کا خط ہے۔ اس خط کے عمودی ہونے کا مطلب ہے کہ شرح سود کا زر کی رسد پر کوئی اثر نہیں پڑتا یعنی زر کی رسد کی سوچ صفر ہے۔

طلب خط اور رسد خط کے نقطہ تقاطع پر زر بازار کا توازن قائم ہو گا اور شرح سود کا تعین ہو گا۔ اس طرح تصویر 11.6 میں شرح سود کا تعین نقطہ E0 پر ہو گا جہاں زر کی رسد اور زر کی طلب مساوی ہیں۔ اس نقطے پر شرح سود r0 متعین ہوگی اور زر کی رسد اور طلب M0 مقدار متعین ہوگی۔ اگر شرح سود r0 سے کم یا زیادہ ہو تو زر بازار میں عدم توازن ہو گا۔ مثال کے طور پر اگر شرح سود r2 ہو تو اس صورت میں زر کی رسد زر کی طلب سے زیادہ ہوگی۔ r2 شرح سود پر زر کی طلب r2 A ہوگی جبکہ زر کی رسد r2 B ہوگی۔ یعنی AB مقدار میں زائد رسد ہوگی۔ زائد رسد ہونے کی صورت میں افراد اس زائد رسد کو بونڈ کی خرید پر خرچ کریں گے۔ چونکہ زر کی رسد متعین رہتی ہے لہذا بونڈ کی خرید میں اضافے سے زر کی رسد پر فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن اس کے نتیجے میں بونڈ کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔ بونڈ کی قیمتوں میں اضافے کا مطلب شرح سود میں کمی ہونا ہے۔ اس طرح شرح سود کم ہو کر r0 ہو جائے گی اور معیشت نقطہ E0 پر توازن میں ہوگی جہاں زر کی رسد اور طلب دونوں E0 یا M0 ہوں گی۔

اس کے برعکس، اگر شرح سود r0 سے کم ہو، مثال کے طور پر r1، ہو تو اس صورت میں زر کی طلب زر کی رسد سے زیادہ ہوگی۔ زر کی رسد r1 C ہوگی جبکہ زر کی طلب r1 D ہوگی۔ یعنی CD مقدار میں زائد طلب ہوگی۔ زائد طلب کی وجہ سے افراد بونڈ کو فروخت کریں گے تاکہ انہیں زر کی زائد مقدار حاصل ہو۔ چونکہ زر کی رسد متعین رہتی ہے لہذا بونڈ کی فروخت سے بونڈ کی قیمتوں میں کمی اور شرح سود میں اضافہ ہو گا۔ اس طرح، شرح سود بڑھ کر r0 ہو جائے گی اور زر بازار کا توازن نقطہ E0 پر قائم ہو گا۔

کینز کے نظریے کے مطابق ترجیح سیالیت یا زر کی رسد میں سے کسی میں بھی تبدیلی سے شرح سود میں تبدیلی ہوگی۔ اسے تصویر 11.7 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے داہنی حصے میں زر کی طلب میں تبدیلی کا شرح سود پر اثر دکھایا گیا ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ زر کی رسد جامد رہتی ہے زر کے طلب خط کی LP0 سے LP2 میں منتقلی سے شرح سود r0 سے بڑھ کر r2 ہو جائے گی جبکہ زر کی توازن مقدار میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اسی طرح زر کے طلب خط میں LP0 سے LP1 کی تبدیلی سے شرح سود کم ہو کر r1 ہو جائے گی۔ مختصراً، زر کی رسد

جامد رہتے ہوئے زر کے خط طلب میں آئی تبدیلی سے زر کی توازنی مقدار پر اثر نہیں پڑتا بلکہ صرف سود کی شرح میں تبدیلی آتی ہے۔ نوٹ



تصویر 11.7: زر کی طلب اور رسد میں تبدیلی کا شرح سود پر اثر

کریں کہ زر کے خط طلب میں تبدیلی آمدنی میں تبدیلی، شرح سود سے متعلق توقعات میں تبدیلی وغیرہ جیسے عوامل سے آتی ہے۔

تصویر کے بائیں حصے میں زر کے خط طلب کو جامد مانتے ہوئے زر کے رسد خط میں تبدیلی کا اثر دکھایا گیا ہے۔ تصویر سے واضح ہے کہ زر کے رسد خط کی داہنی جانب منتقلی (S_0 سے S_1) سے شرح سود میں کمی ہوگی (r_0 سے r_1) اور زر کی توازنی مقدار میں اضافہ ہوگا (M_0 سے M_1)۔ اسی طرح زر کے رسد خط میں بائیں جانب منتقلی (S_0 سے S_2) سے شرح سود میں اضافہ ہوگا (r_0 سے r_2) اور زر کی توازنی مقدار میں کمی ہوگی (M_0 سے M_2)۔

11.4 نظریہ ترجیح سیالیت کی اہمیت (Significance of Liquidity Preference)

کیزنز کا نظریہ ترجیح سیالیت نہ صرف شرح سود کے تعین اور تبدیلیوں کی وضاحت فراہم کرتا ہے بلکہ کیزنز کے آمدنی اور روزگار کے عام نظریے میں بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ترجیح سیالیت نظریے کے اہم مضمرات ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔

1. زر کی اہمیت: نظریہ ترجیح سیالیت شرح سود کے تعین میں زر کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، سود ایک زری مظہر ہے اور شرح سود کا تعین زر کی رسد اور زر کی طلب سے ہوتا ہے۔

2. تخمینی طلب کی اہمیت: زر کی تخمینی محرک کے لیے طلب کیسنزی نظریے کی منفرد شراکت ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات کے مطابق شرح سود کا تعین بچت اور سرمایہ کاری سے ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں شرح سود کا تعین اس سے ہوتا ہے کہ آمدنی کے کتنے حصے کی بچت کی جاتی ہے اور کتنا حصہ صرف کیا جاتا ہے۔ کیسنز کے مطابق، شرح سود کا تعین اس فیصلے سے ہوتا ہے کہ بچت کی کتنی مقدار زر کی صورت میں رکھی جائے اور کتنی بونڈ کی خریداری کے لیے مختص کی جائے۔

3. شرح سود اور بانڈ کی قیمتیں: نظریہ ترجیح سیالیت شرح سود اور بانڈ کی قیمتوں کے درمیان معکوسی تعلق کی نشاندہی کرتا ہے۔ سیکورٹی مارکیٹ میں، بانڈز کی قیمتوں میں تبدیلیاں لوگوں کی سیالیت کی ترجیحات میں ہونے والی تبدیلیوں کی عکاسی کرتی ہیں۔ ترجیح سیالیت میں اضافے کا مطلب ہے کہ لوگوں کی زیادہ نقد زر حاصل کرنے کے لیے بانڈز فروخت کرنے کی خواہش میں اضافہ، جس کے نتیجے میں بانڈز کی قیمتیں گریں گی اور شرح سود بڑھے گی۔ اس کے برعکس، سیالیت کی ترجیح میں کمی کا مطلب ہے لوگوں کی موجودہ قیمتوں پر بانڈز خریدنے کی خواہش میں اضافہ، جس کے نتیجے میں بانڈز کی قیمتوں میں اضافہ اور شرح سود میں کمی ہوگی۔
4. دام سیالیت کی اہمیت: دام سیالیت تخمینی طلب تفاعل کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اس سے مراد وہ صورت ہے جس میں شرح سود اتنی کم ہو جاتی ہے کہ افراد کی زر کی طلب لامحدود ہو جاتی ہے اور وہ زر کی پوری مقدار کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کم شرح سود پر زر کا طلب خط مکمل لچک دار ہو جاتا ہے۔ دام سیالیت کے پالیسی مضمرات یہ ہیں کہ شرح سود کو مزید کم نہیں کیا جاسکتا اور زر کی پالیسی اس صورت میں غیر موثر ہو جاتی ہے۔
5. عام نظریہ: کیسز کا نظریہ کلاسیکی نظریے سے زیادہ عام ہے۔ جہاں کلاسیکی نظریہ سود صرف مکمل روزگار کی صورت حال میں کام کرتا ہے، کیسز کا نظریہ سود مکمل روزگار کے ساتھ ساتھ غیر مکمل روزگار کے حالات میں بھی کام کرتا ہے۔
6. توازن قائم کرنے والی قوت: کیسز کا خیال ہے کہ یہ آمدنی ہے نہ کہ شرح سود جو بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان توازن پیدا کرتی ہے۔ شرح سود، ایک زر مظهر ہونے کے ناطے، زر کی شعبے میں توازن قائم کرتی ہے۔

11.5 نظریہ ترجیح سیالیت پر تنقید (Criticism of Liquidity Preference)

- کیسز کے نظریہ سیالیت کو ہٹ (Hut)، ہزلٹ (Hazlitt) اور ہینسن (Hansen) وغیرہ جیسے ماہرین معاشیات نے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ تنقید کے چند اہم نکات ذیل میں دئے گئے ہیں۔
1. حقیقی عوامل کو نظر انداز کیا گیا ہے: ہیزلٹ نے کیسز کے نظریے پر اس بنیاد پر حملہ کیا کہ اس نے سود کو خالصتاً زر مظهر سمجھا اور شرح سود کے تعین پر حقیقی عوامل کے اثر کو نظر انداز کیا۔ کیسز نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ حقیقی عوامل جیسے پیداواری صلاحیت، وقت کی ترجیح وغیرہ کا شرح سود پر کوئی اثر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے، ان کے مطابق کیسز کا نظریہ ایک طرفہ ہے۔
2. حقائق کے خلاف: نظریہ ترجیح سیالیت براہ راست ان حقائق کے خلاف جاتا ہے جن کی وضاحت کرنے کی یہ کوشش کرتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، شرح سود کو ڈپریشن کے دور میں سب سے زیادہ ہونا چاہیے جب، گرتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے، لوگوں کی ترجیح سیالیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور لوگوں کو سیالیت سے الگ ہونے پر آمادہ کرنے کے لیے زیادہ شرح سود پیش کی جانی چاہیے۔ لیکن ڈپریشن کے دور میں ہر چیز کی قیمت بشمول شرح سود سب سے کم ہوتی ہے۔
- دوسری طرف، شرح سود تیزی یا عروج کے دور میں سب سے کم ہونی چاہیے جب آمدنی اور قیمتوں میں عمومی اضافے کی وجہ سے،

لوگوں کی ترجیح سیالیت سب سے کم ہوتی۔ لیکن، حقیقت میں، شرح سود عروج کے دور میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس طرح، نظریہ ترجیح سیالیت حقائق سے مطابقت نہیں رکھتا۔

3. سپلائی کی طرف سے کم موثر: ناقدین کے مطابق، یہ نظریہ سپلائی کی طرف سے محدود قدر کا حامل ہے۔ زر کی رسد میں اضافہ کر کے شرح سود کو کم کرنا ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا۔ اگر زر کی طلب بھی اسی تناسب سے بڑھ جاتی ہے جس تناسب سے زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے، تو شرح سود پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اسی طرح دام سیالیت کے علاقے میں زر کی رسد میں اضافہ شرح سود میں مزید کمی نہیں کرے گا۔

4. دو-اثاثہ ماڈل: یہ نظریہ صرف دو قسم کے اثاثوں کو تسلیم کرتا ہے: زر جس سے واضح طور پر کوئی آمدنی نہیں ہوتی اور بونڈز جو سود کی واضح شرح ادا کرتے ہیں۔ دیگر تمام غیر زری اثاثوں (جیسے، ایکویٹی، مادی اشیاء، وغیرہ) کو بونڈز کا مکمل متبادل تصور کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ افراد کے پاس موجودہ یا متوقع شرح سود کے لحاظ سے یا تو صرف بونڈ ہوں گے یا زر ہوگی۔ اس طرح کا پورٹ فولیو یہ حقیقت میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔

5. زری تحریکوں کا محدود تجزیہ: کینز کے نظریہ سود کا ایک اہم مفہوم یہ ہے کہ شرح سود میں تبدیلی کے ذریعے ہی زری محرکات کو غیر زری شعبے میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح، کینز نے اس حقیقت سے انکار کیا کہ زر کی رسد میں تبدیلی براہ راست میکانزم کے ذریعے معیشت پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

6. زر کی طلب کا غیر مستحکم تفاعل درست نہیں: نظریہ ترجیح سیالیت کا مطلب یہ ہے کہ حکام کی طرف سے زر کی توسیع یا سکڑاؤ کا معیشت پر غیر یقینی اثر پڑے گا کیونکہ زر کی تخمینہ طلب کی غیر یقینی نوعیت کی وجہ سے زر کا طلب تفاعل غیر مستحکم ہوتا ہے۔ لیکن تجرباتی مطالعات سے غیر مستحکم ترجیح سیالیت تفاعل کے مفروضے کی صداقت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔

7. ترجیح سیالیت کے دیگر محرکات کو نظر انداز کرتا ہے: کینز کے نظریہ دائرہ کار میں تنگ ہے۔ ان کے مطابق، زر کی طلب صرف تین بنیادی محرکات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، یعنی لین دین، احتیاطی اور تخمینہ محرکات۔ لیکن، ناقدین نشاندہی کرتے ہیں کہ زر کی طلب نہ صرف ان تین محرکات سے پیدا ہوتی ہے، بلکہ اور بھی کئی دیگر عوامل ہیں جو سیالیت کی ترجیح پیدا کرتے ہیں۔ ایسے کچھ محرکات درج ذیل ہیں:

تفریطی محرک: جب قیمتیں گرتی ہیں، صارفین اور پیدا کار دونوں میں اپنی خریداری ملتوی کرنے اور بڑی مقدار میں زر اپنے پاس رکھنے کا رجحان ہوتا ہے۔

کاروبار کی توسیع کا محرک: زیادہ تر کاروباری کمپنیوں کا رجحان ہوتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار میں توسیع کے منصوبوں کو مالی اعانت فراہم کرنے کے لیے زر کو جمع کر کے رکھیں۔

سہولت کا محرک: نقدی کی شکل میں دولت رکھنا اپنی بچت کو رکھنے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔ دوسرے اثاثوں (سیکیورٹیز، اشیاء وغیرہ) کی

خریداری میں کسی نہ کسی قسم کا خطرہ یا تکلیف کی لاگت شامل ہوتی ہے۔

8. بچت کے عنصر کو نظر انداز کرتا ہے: سود کی سیالیت کی جدائی کے انعام کے طور پر اپنی تعریف میں، کیسز نے بچت کے عنصر کو نظر انداز کیا۔ سابقہ بچت کے بنا، الگ کرنے کے لیے سیالیت ہی نہیں ہو سکتی۔

9. پیداواری صلاحیت کی اہمیت کو نظر انداز کرتا ہے: کچھ ناقدین اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سود سیالیت کی قربانی کا انعام نہیں ہے جیسا کہ کیسز نے زور دیا ہے۔ ان کے نزدیک سود وہ انعام ہے جو قرض دینے والے کو سرمائے کی پیداواری صلاحیت کے لیے ادا کیا جاتا ہے۔ اس طرح، سود ادا کیا جاتا ہے کیونکہ سرمایہ پیداواری ہوتا ہے۔

10. خود متضاد: اس نظریے کا تصور غیر واضح اور مبہم ہے اور یہ کیسز کے سود کے نظریے کو خود متضاد بنا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص اپنی دولت کو ٹائم ڈیپازٹس یا قلیل مدتی ٹریژری بلز کی شکل میں رکھتا ہے، تو اسے ان پر سودی آمدنی ہوگی۔ اس طرح اسے سیالیت اور سود دونوں ملتے ہیں۔

11. قلیل مدتی تجزیہ: کیسز کا نظریہ قلیل مدتی تجزیہ ہے کیونکہ یہ قلیل مدت میں شرح سود کے تعین کی وضاحت کرتا ہے۔ اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ طویل مدت میں شرح سود کا تعین کیسے ہوتا ہے۔

12. شرح سود میں تغیرات کی وضاحت نہیں کرتا: یہ نظریہ اس بات کی وضاحت نہیں کر سکتا کہ سود کی شرحیں ایک شخص سے دوسرے، ایک جگہ سے دوسری جگہ اور مختلف ادوار میں کیوں مختلف ہوتی ہیں۔

13. غیر متعین نظریہ: سود کے کلاسیکی نظریے کی طرح، کیسز کا نظریہ بھی غیر متعین ہے۔ کیسز کے مطابق شرح سود کا تعین زر کی طلب اور زر کی رسد سے ہوتا ہے۔ زر کی طلب کی پوزیشن آمدنی کی سطح پر منحصر کرتی ہے۔ یہ آمدنی کی سطح میں تبدیلی کے ساتھ اوپر یا نیچے منتقل ہوتا ہے۔ اس طرح سود کی شرح پہلے آمدنی کی سطح کا علم حاصل کیے بغیر نہیں جانی جاسکتی۔ لیکن ہم پہلے سرمایہ کاری کے حجم کو جانے بغیر آمدنی کی سطح کو نہیں جان سکتے لیکن سرمایہ کاری کے حجم کے لیے شرح سود کی پیشگی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح نظریہ ترجیح سیالیت کوئی واضح حل فراہم نہیں کرتا۔ یہ شرح سود نہیں بتا سکتا جب تک کہ ہمیں آمدنی کی سطح، سرمایہ کاری کی سطح اور خود سود کی شرح کا علم نہ ہو۔ اس طرح، ہیمنسن کے مطابق، ”کلاسیکی نظریے پر کیسز کی تنقید ان کے اپنے نظریے پر یکساں طور پر لاگو ہوتی ہے۔“

بلاشبہ کیسز کا نظریہ ایک نامکمل اور غیر متعین نظریہ ہے اور اس میں اور خامیاں ہیں۔ تاہم، یہ نظریہ کچھ خوبیوں کا حامل ہے اور یقینی طور پر کچھ معاملات میں کلاسیکی نظریے سے بہتر ہے۔ یہ زیادہ حقیقت پسندانہ ہے کیونکہ یہ زر کو اہمیت دیتا ہے اور شرح سود کو زر کی مظہر سمجھتا ہے۔ یہ زر کے قدر کے ذخیرے کے فعل پر زیادہ زور دیتا ہے اور اسے مستقبل کی توقعات سے جوڑتا ہے۔

11.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

(c) ایک سے زیادہ (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

4. دام سیالیت کے لیے درج ذیل میں سے درست نہیں ہے:

- (a) یہ بہت کم شرح سود پر ہوتا ہے۔
(b) زر کی رسد میں اضافے کا شرح سود پر اثر نہیں ہوتا۔
(c) زر کی طلب مکمل چک دار ہوتی ہے۔
(d) افراد زر کے بجائے بونڈ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

5. احتیاطی مقصد کے لیے زر کی طلب کا تعین ہوتا ہے:

- (a) شرح سود سے
(b) افراط زر کی شرح سے
(c) بونڈ کی قیمت سے
(d) آمدنی سے

6. بہت کم شرح سود پر ترجیح سیالیت خط ہو جاتا ہے:

- (a) مکمل چک دار
(b) مکمل غیر چک دار
(c) نسبتاً چک دار
(d) نسبتاً غیر چک دار

7. اگر زر کا طلب خط اوپر کو دائیں جانب منتقل ہو اور زر کی رسد میں تبدیلی نہ ہو تو

- (a) شرح سود میں اضافہ ہوگا۔
(b) شرح سود میں کمی ہوگی۔
(c) شرح سود میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔
(d) شرح سود صفر ہو جائے گی۔

8. مستقبل میں شرح سود میں اضافے کی توقع سے

- (a) زر کی طلب میں اضافہ ہوگا۔
(b) زر کی طلب میں کمی ہوگی۔
(c) زر کی طلب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔
(d) زر کی طلب لامحدود ہو جائے گی۔

9. اگر ایک دائمی بونڈ پر کوپن ادائیگی 10 روپے ہو اور شرح سود 5 فیصد ہو تو بونڈ کی قیمت ہوگی:

- (a) 100
(b) 200
(c) 500
(d) 10

10. کیسز کے دو اثاثہ ماڈل میں افراد اپنے اثاثوں کو

- (a) بونڈ اور زر دونوں کی صورت میں رکھتے ہیں۔
(b) صرف زر کی صورت میں رکھتے ہیں۔
(c) صرف بونڈ کی صورت میں رکھتے ہیں۔
(d) یا تو بونڈ کی صورت میں رکھیں گے یا زر کی صورت میں۔

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(d)	(b)	(a)	(a)	(a)	(d)	(d)	(a)	(b)	(d)	

11.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. زر کی طلب کے لین دین محرک کی وضاحت کریں۔
2. زر کی طلب کے تخمینی محرک کی وضاحت کریں۔
3. بونڈ کی قیمت اور شرح سود کے مابین کیا تعلق ہے؟ وضاحت کریں۔
4. کینز کے ترجیح سیالت میں شرح سود کا تعین کیسے ہوتا ہے؟
5. کینز کے نظریے میں زر کے مجموعی طلب تفاعل کی وضاحت کریں۔

11.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کینز کے مطابق تخمینی محرک کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. کینز کے زر کے مجموعی طلب خط کو اخذ کریں۔
3. کینز کے نظریے کے مطابق شرح سود کے تعین کو تفصیل سے بیان کریں۔ زر کی رسد میں کمی کا شرح سود پر کیا اثر ہوگا؟

11.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Material)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory*.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
4. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
5. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Publications PVT LTD.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 12: فریڈمین کا نظریہ مقدار زر

(Friedman's Quantity Theory of Money)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	12.0
مقاصد (Objectives)	12.1
فریڈمین کا نظریہ (Friedman's Theory)	12.2
فریڈمین بمقابلہ کیسنز (Friedman vs Keynes)	12.3
فریڈمین اور کیمبرج مساوات (Friedman and Cambridge Equation)	12.3.1
زر بازار کا تعین: فریڈمین کا تجزیہ (Money Market Equilibrium: Friedman's Analysis)	12.3.2
زری آمدنی کا تعین (Determination of Nominal Income)	12.3.3
تنقید (Criticism)	12.4
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	12.5
کلیدی الفاظ (Keywords)	12.6
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	12.7
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	12.7.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	12.7.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	12.7.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	12.8

12.0 تمہید (Introduction)

کیسنز کے نظریہ ترجیح سیالیت کے بعد ماہرین معاشیات نے کلاسیکی نظریہ مقدار زر کو تقریباً مسترد کر دیا تھا۔ لیکن شکاگو کے ملٹن

فریڈمین (Milton Friedman)، ہنری سائمنز (Henry Simons)، لائیڈ منٹس (Lloyd Mints)، فرینک نائٹ (Frank

(Knight) اور جیکب وِز (Jacob Viner) وغیرہ نے کلاسیکی نظریے کو مزید بہتر اور حالات کے مطابق زیادہ موزوں بنانے کا کام کیا۔ نظریہ مقدار زر کے شکا گورٹن کے سب سے بڑے ترجمان ملٹن فریڈمین تھے جنہیں مانیٹر سٹ انقلاب کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ فریڈمین نے 1956 میں ”نظریہ مقدار زر- ایک تجدید“¹ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا۔ اس مضمون میں انہوں نے مقدار زر کا جدید نظریہ پیش کیا۔ اس اکائی میں اسی نظریے پر بحث کی گئی ہے۔

12.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- فریڈمین کے نظریہ مقدار زر کی وضاحت کرنا۔
- فریڈمین کے نظریے میں زر کی طلب کے تعینات کی وضاحت کرنا۔
- فریڈمین اور کیسز کے نظریات کا تقابل کرنا۔
- فریڈمین کے نظریے کے مطابق قیمت اور زر کی آمدنی میں تبدیلیوں کی وضاحت کرنا۔

12.2 فریڈمین کا نظریہ (Friedman's Theory)

سابق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کلاسیکی نظریہ مقدار زر کے مطابق زر کی مقدار میں اضافہ قیمت کی سطح میں مساوی تناسب میں اضافہ کرے گا۔ 1930 کی دہائی کے عظیم معاشی بحران کے نتیجے میں کلاسیکی مکتبہ فکر بشمول نظریہ مقدار زر کو بڑی تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ خاص طور پر کیسز نے کلاسیکی نظریہ مقدار زر پر شدید تنقید کی اور یہ دکھایا کہ زر کی رسد میں اضافہ ہمیشہ قیمت کی سطح میں اضافے کا سبب نہیں بنتا ہے۔ تاہم، پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں، ایک نامور نوبل انعام یافتہ امریکی ماہر معاشیات ملٹن فریڈمین کے زیر اثر نئی سوچ ابھری، جس نے نہ صرف عام قیمت کی سطح کے تعین میں زر کی اہمیت پر زور دیا بلکہ اُس سے بھی زیادہ معاشی سرگرمیوں کی سطح کو متاثر کرنے میں اس کی اہمیت پر زور دیا۔ فریڈمین نے زور دے کر کہا کہ 1930 کی دہائی کے واقعات کی غلط تشخیص کی گئی تھی۔ یہ واقعات درحقیقت زر کے نظریہ مقدار زر کے خلاف ثبوت پیش نہیں کرتے۔ تاہم انہوں نے محسوس کیا کہ زر کے نظریہ مقدار زر کو دوبارہ بیان کرنے یا اس کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے جس سے معاشی سرگرمیوں کی سطح اور قیمت کی سطح کا تعین کرنے میں زر کی اہمیت کو دوبارہ قائم کیا جاسکے۔

فریڈمین نے زر کے قدیم نظریہ مقدار زر کو خوبصورتی سے دوبارہ پیش کیا۔ آئیے فریڈمین کے جدید نظریہ مقدار زر کی بہتر تفہیم اور تعریف کے لیے فریڈمین کے اہم مفروضوں اور عقائد کو بیان کریں۔

اول، فریڈمین زر کی طلب کی دو اقسام میں درجہ بندی کرتے ہیں۔ پہلی قسم میں، لین دین کے مقصد کے لیے زر کی طلب کی جاتی

¹Friedman, M. (1956), The Quantity Theory of Money—A Restatement. In: *Studies in the Quantity Theory of Money*, University of Chicago Press, Chicago, 3-21.

ہے۔ زر اس صورت میں تبادلے کے ذریعے کے طور پر کام کرتی ہے۔ زر کے بارے میں یہ نظریہ کلاسیکی مقدار کے نظریے کی طرح ہے۔ لیکن دوسری قسم میں، زر کی طلب اس لیے کی جاتی ہے کیونکہ اسے ایک اثاثہ سمجھا جاتا ہے۔ زر مبادلے کے ذریعے سے بڑھ کر کچھ اور بھی ہے۔ یہ قوت خرید کا ایک عارضی مسکن ہے اور اس وجہ سے یہ ایک اثاثہ یا مجموعی دولت کا ایک حصہ ہے۔ فریڈمین زر کی طلب کو دولت کے نظریے کا حصہ سمجھتا ہے۔

دوم، فریڈمین نے اس پر زور دیا کہ نظریہ مقدار، زر کی طلب کا نظریہ ہے۔ یہ پیداوار، یازری آمدنی، یا قیمت کی سطح کا نظریہ نہیں ہے۔ فریڈمین زر کی طلب کو دیگر پائیدار صارف اشیا کی طلب کی طرح سمجھتا ہے۔ افراد زر کی طلب ویسے ہی کرتے ہیں جیسے وہ صرنی خدمات کی طلب کرتے ہیں۔ کوئی بھی فرد اس لیے حقیقی زر کی طلب کرتا ہے کیونکہ یہ اپنے حاملین کو خدمات فراہم کرتی ہے۔ اس طرح زر ایک اثاثہ یا ایک قسم کا سرمایہ ہے اور لہذا زر کی طلب سرمایے یا دولت کے نظریے کا حصہ ہے۔

ایک فرد کی حقیقی زر کی طلب بنیادی طور پر درج ذیل متغیرات پر منحصر کرے گی۔

1. مجموعی دولت (Total Wealth)

افراد کی زر کی طلب ان کی مجموعی دولت پر منحصر ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ افراد کے پاس دولت ہوگی اتنی ہی زیادہ لین دین کے مقصد کے لیے ان کی زر کی طلب ہوگی۔ اسی طرح، مجموعی طور پر معیشت جتنی امیر ہوتی جائے گی اس کی لین دین کے لیے زر کی طلب میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔

دولت وہ کل ہے جسے اثاثوں کی مختلف شکلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عملی طور پر مجموعی دولت کے تخمینے شاذ ہی ملتے ہیں۔ لہذا، آمدنی کو دولت کا قائم مقام سمجھا جاسکتا ہے۔ دولت فریڈمین کے نظریے میں زر کی طلب کا تعین کرنے والے عوامل میں سے ایک بڑا عامل ہے۔ فریڈمین نے دولت میں غیر انسانی دولت جیسے بونڈ (Bond)، شئیر (Share) وغیرہ کے ساتھ ساتھ انسانی دولت (Human Wealth) یا انسانی سرمایے (Human Capital) کو بھی شامل کیا ہے۔ انسانی دولت سے مراد افراد کی موجودہ اور مستقبل کی آمدنی ہے۔ غیر انسانی دولت کو جہاں آسانی سے نقد زر میں تبدیل کیا جاسکتا ہے انسانی دولت کو نقد زر میں تبدیل کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اس طرح، غیر انسانی دولت سیال دولت ہے جبکہ انسانی دولت غیر سیال دولت ہے۔ اسی وجہ سے فریڈمین نے مجموعی دولت کے انسانی دولت اور غیر انسانی دولت کے تناسب کو زر کی طلب میں ایک عامل کے طور پر رکھا ہے۔

موٹے طور پر، مجموعی دولت میں آمدنی کے تمام ذرائع یا قابل استعمال خدمات شامل ہیں۔ یہ مرسلہ آمدنی (Perpetual Income) ہے۔ یہ محل نظر رہے کہ آمدنی سے فریڈمین کی مراد ”مجموعی زر دانی آمدنی“ ہے۔ فریڈمین کے مطابق پانچ مختلف شکلیں ہیں جن میں دولت رکھی جاسکتی ہے، یعنی زر (M)، بانڈز (B)، ایکویٹی (E)، مادی غیر انسانی اشیا (G) اور انسانی سرمایہ (H)۔ دولت کی ہر شکل کی اپنی ایک منفرد خصوصیت ہوتی ہے اور ہر ایک سے مختلف آمدنی ہوتی ہے۔ نقد زر جس میں کرنسی، ڈیمانڈ ڈپازٹس اور ٹائم ڈپازٹس جن پر سود ملتا ہے کو شامل کیا جاتا ہے۔ زر اپنے ہولڈر کو سہولت، سیکورٹی وغیرہ کی صورت میں حقیقی آمدنی دیتی ہے۔

بانڈز کو ادائیگیوں کے وقتی سلسلے کے دعوے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو زری اکائیوں میں متعین ہوتی ہے۔ ایکویٹیز کو ادائیگیوں کے وقتی سلسلے کے دعوے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو کمپنی کے منافع اور نمو کے امکانات سے متاثر ہوتی ہے۔ مادی ایشیا یا غیر انسانی ایشیا پیدا کار اور صارفین کے پاس ایشیا کی انویسٹری ہیں۔ انسانی سرمایہ انسانوں کی پیداواری صلاحیت ہے۔ قیمت یا آمدنی کی شرح کی صورت میں اس کا اظہار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ دولت کی ہر شکل کی اپنی ایک منفرد خصوصیت ہے اور ہر ایک سے مختلف پیداواری یا آمدنی ہوتی ہے۔

دولت کی ان پانچ شکلوں سے ان متوقع آمدنی کے بہاؤ کی موجودہ کٹوتی شدہ قدر دولت کی موجودہ قدر کو تشکیل دیتی ہے جس کا اظہار اس طرح کیا جاسکتا ہے:

$$W = \frac{Y}{r} \quad (12.1)$$

جہاں W مجموعی دولت کی موجودہ قدر ہے، Y دولت کی پانچ شکلوں سے متوقع آمدنی کا کل بہاؤ ہے، اور r شرح سود ہے۔ یہ مساوات ظاہر کرتی ہے کہ دولت مرسلہ آمدنی ہے۔

2. انسانی اور غیر انسانی شکلوں کے درمیان دولت کی تقسیم

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا فریڈمین نے دولت کو انسانی دولت اور غیر انسانی دولت کے مابین تقسیم کیا ہے۔ مجموعی دولت کا غیر انسانی تناسب فریڈمین کے نظریے میں دوسرا اہم عامل ہے۔

3. زر اور دیگر اثاثوں پر شرح سود (یعنی آمدنی) کی متوقع شرحیں

فریڈمین نے اپنے نظریے میں زر کی طلب کا تعین کرنے والی سودی آمدنی میں تین طرح کی سودی آمدنی کو شامل کیا ہے۔ پہلی شرح سود زر سے حاصل ہونے والی آمدنی ہے جسے r_M سے دکھایا جاسکتا ہے۔ یہ آمدنی زر کی مقدار کو رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ آمدنی منفی بھی ہو سکتی ہے مثبت بھی اور صفر بھی۔ زر نقد اپنے پاس رکھنے پر اس سے صفر آمدنی ہوتی ہے۔ عند الطلب امانت (Demand Deposits) پر آمدنی بعض اوقات منفی ہوتی ہے (خدمت نامے (Service Charges) کی وجہ سے)۔ میعادی امانت (Time Deposits) پر مثبت ہوتی ہے اور بعض اوقات عند الطلب امانت پر مثبت ہوتی ہے۔ دیگر سود کی دی گئی شرحوں کے ساتھ زر کی جتنی زیادہ خود کے سود کی شرح ہوگی اتنی ہی زیادہ اس کی طلب ہوگی۔

دوسرے اثاثوں پر منافع کی شرح دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے: پہلا، کوئی بھی فی الحال ادا شدہ پیدا آمدنی یا لاگت، جیسے بانڈز پر سود، ایکویٹی پر منافع، اور مادی اثاثوں کے ذخیرہ کرنے کے اخراجات، اور دوسرا، ان اثاثوں کی قیمتوں میں تبدیلی۔ اثاثوں کی قیمت میں اضافے سے ان کی فروخت سے مثبت آمدنی ہوتی ہے جبکہ قیمت میں کمی سے ان سے منفی آمدنی ہوتی ہے۔

اس کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ کوئی فرد اپنے پاس دولت کا کتنا حصہ زر کی صورت میں رکھے گا اس کے لیے یہ فرد زر پر ملنے والے شرح سود اور دیگر اثاثوں کی شرح سود کا موازنہ کرے گا۔ جب بونڈ کی شرح سود (r_B) یا شئیر کی آمدنی (r_E) میں اضافہ ہوگا تو زر کو اپنے

پاس رکھنے کی موقع لاگت میں اضافہ ہو گا اور نتیجتاً زر کی طلب میں کمی ہوگی۔ اس طرح، زر کی طلب اور بونڈ اور شئیر اور دیگر غیر زری اثاثوں پر آمدنی کی شرح کے مابین منفی تعلق ہے۔

4. قیمت کی سطح

قیمت کی سطح بھی زر کی طلب کا تعین کرتی ہے۔ قیمت کی اعلیٰ سطح کی صورت میں افراد کو یکساں لین دین کے لیے زیادہ زر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آمدنی کو دولت کا نائب فرض کیا جائے تو زر کی آمدنی (PY) زر کی طلب کا تعین کرنے والی اہم عامل بن جاتی ہے۔ جیسے جیسے قیمت کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔

5. مہنگائی کی متوقع شرح ($\frac{\Delta P}{P}$) (Expected Rate of Inflation)

اگر افراد مستقبل میں قیمتوں میں اضافے کی توقع کریں گے تو ان کی زر کی طلب میں کمی ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مہنگائی زر کی قوت خرید کم کرتی ہے۔ اگر مہنگائی کی شرح زر کی شرح سود سے زیادہ ہو جاتی ہے تو زر سے حاصل آمدنی منفی ہو جاتی ہے۔ لہذا، اگر افراد کو مہنگائی کے آنے کی توقع ہوتی ہے تو وہ اپنے زر کو ان اشیاء یا اثاثوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن پر مہنگائی کا منفی اثر نہیں پڑتا۔ اس کے برعکس، اگر افراد مہنگائی میں کمی کی توقع کرتے ہیں تو ان کی زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔

6. دیگر متغیرات

ان کے علاوہ کچھ اور بھی متغیرات ہیں جو زر کی خدمات سے منسلک افادیت کو متاثر کر سکتے ہیں جیسے معیشت میں سیالیت کا تعین والے عوامل، افراد کے ذوق اور ترجیحات وغیرہ۔ یہ متغیرات دولت کی دوسری شکلوں کے ساتھ ساتھ زر کی طلب کے تفاعل کا بھی تعین کرتے ہیں۔ اس طرح کے متغیرات کو μ سے دکھایا جاسکتا ہے۔ اس طرح ایک فرد کے زر کے طلب تفاعل کو ذیل کی طرح لکھا جاسکتا ہے:

$$\frac{M}{P} = f(P, Y, w, r_M, r_B, r_E, r_G, \mu) \quad (12.2)$$

جہاں M مطلوبہ زر کا کل ذخیرہ ہے۔ P قیمت کی سطح ہے؛ Y حقیقی آمدنی ہے؛ w غیر انسانی شکل میں دولت کا حصہ ہے؛ r_M زر پر آمدنی کی متوقع زر کی شرح ہے۔ r_B بونڈ پر منافع کی متوقع شرح ہے بشمول ان کی قیمتوں میں متوقع تبدیلی؛ r_E ایکویٹی پر منافع کی متوقع زر کی شرح ہے، بشمول ان کی قیمتوں میں متوقع تبدیلی؛ r_G اشیاء کی قیمتوں میں تبدیلی کی متوقع شرح ہے اور اس لیے مادی اثاثوں پر منافع کی متوقع زر کی شرح؛ اور μ دیگر متغیرات ہیں جو زر کی خدمات سے منسلک افادیت کو متاثر کر سکتے ہیں۔

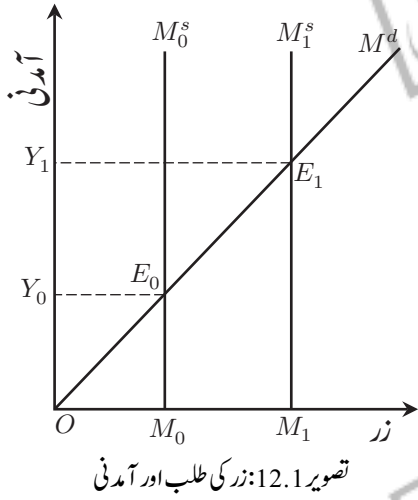
مساوات (12.2) میں پیش کیے گئے زر کے طلب تفاعل سے دیکھا جاسکتا ہے کہ پہلے دو متغیرات یعنی P اور Y کے حاصل ضرب سے ہمیں زر کی آمدنی کی سطح حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ، فریڈمین کے طلب تفاعل میں، زر کی طلب زر کی آمدنی پر منحصر کرتی ہے۔ زر کی آمدنی کی سطح جتنی زیادہ ہوگی، زر کی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

زر کی مجموعی طلب کا تفاعل انفرادی طلب تفاعلات کا مجموعہ ہے جس میں M اور Y بالترتیب نی کس زر کی طلب اور فی کس حقیقی آمدنی کا حوالہ دیتے ہیں، اور w مجموعی دولت کا غیر انسانی حصہ ہے۔ زر کے طلب تفاعل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مختلف اثاثوں پر متوقع

آمدنی (r_B, r_E, r_G) میں اضافہ دولت رکھنے والے کی طرف سے مطلوبہ زر کی مقدار کم کرتا ہے، اور یہ کہ دولت میں اضافے سے زر کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔

فریڈمین کے جدید نظریہ مقدار زر میں، زر کی رسد زر کی طلب سے آزاد ہے۔ مانیٹری حکام کے اقدامات کی وجہ سے، زر کی رسد میں تبدیلی آتی ہے، جب کہ زر کی طلب کم و بیش مستحکم رہتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ افراد زر کی کتنی مقدار نقد یا بینک ڈپازٹ کے طور پر رکھنا چاہتے ہیں وہ کم و بیش ان کی مستقل آمدنی پر منحصر ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر مرکزی بینک سیکورٹیز خرید کر زر کی رسد میں اضافہ کرتا ہے، تو جو لوگ سیکورٹیز فروخت کرتے ہیں انہیں اس فروخت کے عوض زر ملے گا۔ اس سے ان کی مستقل آمدنی کے تناسب سے ان کے پاس موجود زر کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ لہذا، وہ اپنی اضافی زر کی مقدار کو جزوی طور پر اشیائے صرف پر خرچ کریں گے اور جزوی طور پر اثاثوں کی خریداری پر خرچ کریں گے۔ اس خرچ سے ان کے پاس زر کی مقدار میں کمی آئے گی اور ساتھ ہی ساتھ ان کی زر کی آمدنی بھی بڑھے گی۔



اس کے برعکس، مرکزی بینک کی جانب سے سیکورٹیز فروخت کر کے زر کی رسد میں کمی سے سیکورٹیز کے خریداروں کی مستقل آمدنی کے تناسب سے زر کی مقدار کم ہو جائے گی۔ لہذا، وہ اپنے صرف کو کم کر کے اور جزوی طور پر اپنے اثاثوں کو بیچ کر زر کی مقدار کو جمع کریں گے۔ اس سے ان کی زر کی آمدنی میں کمی آئے گی۔ اس طرح دونوں صورتوں میں زر کی طلب مستحکم رہتی ہے۔ فریڈمین کے مطابق، زر کی رسد میں تبدیلی قیمت کی سطح یا آمدنی یا دونوں میں تناسب تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔ زر کی متعینہ طلب کے ساتھ، مجموعی اخراجات اور آمدنی پر زر کی رسد میں تبدیلیوں کے اثرات کا اندازہ لگانا ممکن ہے۔

اگر معیشت مکمل روزگار کی سطح سے کم پر ہو، تو زر کی رسد میں اضافہ اخراجات، پیداوار اور روزگار کی سطح کو بڑھاتا ہے۔ لیکن یہ قلیل مدت میں ہی ممکن ہے۔ فریڈمین کے زر کے نظریہ مقدار کو تصویر 12.1 کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ جہاں آمدنی (Y) کو عمودی محور پر مایا گیا ہے اور زر کی رسد اور طلب کو افقی محور پر مایا گیا ہے۔ M^d زر کا طلب خط ہے جو دکھاتا ہے کہ آمدنی میں تبدیلی سے زر کی مطلوبہ مقدار میں تبدیلی ہوتی ہے۔ M^s_0 زر کی رسد کا خط ہے جس کی آمدنی پک صفر ہے۔ یعنی آمدنی میں تبدیلی سے زر کی رسد میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ یہ دونوں خطوط نقطہ E_0 پر آپس میں ملتے ہیں اور توازن آمدنی OY_0 کا تعین کرتے ہیں۔ اگر زر کی رسد بڑھ جاتی ہے اور M^s_0 خط دائیں طرف منتقل ہو کر M^s_1 ہو جاتا ہے تو زر کی رسد زر کی طلب سے زیادہ ہو جاتی ہے جو مجموعی اخراجات میں اضافہ کرتی ہے اور M^d اور M^s_1 خطوط کے درمیان E_1 پر نیا توازن قائم ہوتا ہے۔ آمدنی OY_1 تک بڑھ جاتی ہے۔

12.3 فریڈمین بمقابلہ کیسز (Friedman vs Keynes)

فریڈمین کا زر کی طلب کا تفاعل کیسز سے کئی طریقوں سے مختلف ہے۔ ذیل میں ان پر مختصر بحث کی گئی ہے۔

سب سے پہلے، فریڈمین نے زر کے طلب تفاعل کی وضاحت کے لیے کیسز کی بنسبت زر کی زیادہ وسیع تعریف استعمال کی ہے۔ وہ زر کو ایسا اثاثہ یا سرمایہ شے سمجھتے ہیں جو قوت خرید کے عارضی مسکن کے طور پر کام کرتی ہے۔ اس کی طلب اس لیے کی جاتی ہے کیوں کہ یہ آمدنی کا سلسلہ یا صرفی خدمات فراہم کرتی ہے۔ اس کے برعکس، کیسز کی زر کی تعریف میں ڈیمانڈ ڈپازٹس اور حکومت کے غیر سودی قرضے شامل ہوتے ہیں۔

دوسرا، فریڈمین کا زر کی طلب کا تفاعل کیسز کے تفاعل سے بہت مختلف ہے۔ فریڈمین کے مطابق افراد کی زر کی طلب کئی متغیرات کا تفاعل ہے۔ ان متغیرات میں r_M ، زر پر آمدنی؛ r_B ، بانڈز پر آمدنی؛ r_E ، سیکورٹیز پر آمدنی؛ r_G ، مادی اثاثوں پر آمدنی جیسے متغیرات شامل ہیں۔ اس کے برعکس کیسز کی نظریے میں زر کی اثاثہ طلب صرف بونڈز تک محدود ہے جس کی سود کی شرح زر رکھنے کی موقع لاگت ہے۔ تیسرا، کیسز اور فریڈمین کے مانیٹری میکنازم میں یہ فرق بھی ہے کہ کس طرح زر کی مقدار میں تبدیلی معاشی سرگرمیوں کو متاثر کرتی ہے۔ کیسز کے مطابق، زر کی تبدیلیاں بونڈ کی قیمتوں اور شرح سود کے ذریعے بالواسطہ طور پر معاشی سرگرمیوں کو متاثر کرتی ہیں۔ دوسری طرف، فریڈمین کے نظریے میں زر کی رسد میں تبدیلی ہر قسم کی اشیاء کی قیمتوں اور پیداوار کو براہ راست متاثر کرتی ہے۔

چوتھا، نقد زر کو رکھنے کے محرکات کے حوالے سے دونوں نظریات میں فرق ہے۔ کیسز زر نقد کو فعال اور غیر فعال زمروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ فعال زر لین دین اور احتیاطی محرکات کے لیے زر کی طلب پر مشتمل ہے، جبکہ غیر فعال زر تخمینہ مقاصد کے لیے زر کی طلب پر مشتمل ہے۔ فریڈمین زر کی ایسی کوئی تقسیم نہیں کرتے ہیں۔

پانچویں، اپنے تجزیے میں، فریڈمین نے اپنے نظریے کی وضاحت کے لیے دائمی آمدنی اور زر کی آمدنی کا تعارف کرایا۔ دائمی آمدنی وہ مقدار ہے جو دولت رکھنے والا اپنی دولت کو برقرار رکھتے ہوئے استعمال کر سکتا ہے۔ زر کی آمدنی کو زر کی مروجہ اکائیوں میں مایا جاتا ہے۔ یہ قیمتوں اور تجارت شدہ اشیاء کی مقدار دونوں پر منحصر ہے۔ دوسری طرف کیسز اس طرح کی تفریق نہیں کرتے ہیں۔

12.3.1 فریڈمین اور کیمرج مساوات (Friedman and Cambridge Equation)

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ مساوات (12.2) میں مذکور زر کے طلب تفاعل میں دو متغیرات P اور Y کا حاصل ضرب (PY) زر کی آمدنی کی سطح ہے۔ یعنی فریڈمین کے مطابق زر کی طلب زر کی آمدنی پر منحصر ہے۔ زر کی آمدنی کی سطح جتنی زیادہ ہوگی، زر کی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ فریڈمین کے زر کی طلب کے نظریے کو کیمرج کے زر کی طلب کی مساوات کو بحال کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے تاکہ معاشی سرگرمی کی سطح کے تعین میں زر کی طلب کے فعل کے اہم کردار کو سامنے لایا جاسکے۔ فریڈمین کے زر کی طلب کے تفاعل کو مندرجہ ذیل طور پر دوبارہ لکھا جاسکتا ہے:

$$M_d = k(r_B, r_E, r_G)PY \quad (12.3)$$

یہ بات قابل غور ہے کہ جہاں کیمرج کیش بیلنس کی مساوات میں k ، یعنی آمدنی کا تناسب جو زر کی صورت میں رکھا جاتا ہے، زر کی لین دین کے مقصد کے لیے طلب پر منحصر ہے، فریڈمین کے نظریے میں، یہ غیر زر کی اثاثوں جیسے بونڈز، ایکویٹی شیئرز، پائیدار اشیاء پر

حاصلات کا تفاعل فرض کیا گیا ہے۔ ان متبادل اثاثوں پر منافع کی شرحوں میں کوئی بھی اضافہ، k میں کمی کا سبب بنے گا جو متبادل غیر مالیاتی اثاثوں کی بڑھتی ہوئی مرغوبیت کو ظاہر کرتا ہے۔

12.3.2 زر بازار کا تعین: فریڈمین کا تجزیہ (Money Market Equilibrium: Friedman's Analysis)

فریڈمین کے زر طلب تفاعل کے لحاظ سے، زر بازار کے توازن کی شرط کو ذیل میں بیان کیا جاسکتا ہے:

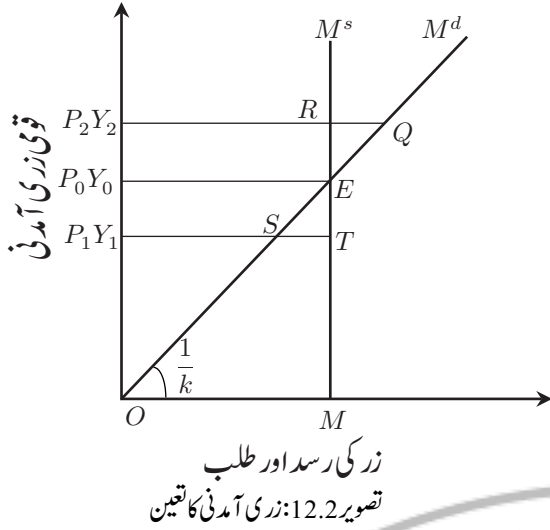
$$M = M_d = k(r_B, r_E, r_G)PY \quad (12.4)$$

جہاں M زر کی رسد ہے جس کا تعین مرکزی بینک کی پالیسیوں سے ہوتا ہے، k زر کی آمدنی (PY) کا وہ تناسب ہے جو زر کی شکل میں رکھا جاتا ہے اور جس کا تعین غیر زری اثاثوں جیسے بانڈ، ایکویٹی شیئرز، پائیدار ایشیا پر شرح منافع (r_B, r_E, r_G) سے ہوتا ہے۔ M_d زر کی طلب ہے۔ فریڈمین یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ زر کا طلب تفاعل مستحکم ہے۔ زر کی طلب کے مستحکم تفاعل کے ساتھ، مرکزی بینک کی طرف سے زر کی رسد میں کوئی بھی اضافہ یا تو زر کی آمدنی (PY) میں اضافہ یا شرح منافع میں کمی کا سبب بنے گا تاکہ k میں اضافہ ہو یا متبادل طور پر زر کی آمدنی (PY) میں کچھ اضافہ اور k میں کچھ اضافہ کا سبب بنے گا۔ فریڈمین کا خیال ہے کہ زر کی رسد میں خارجی اضافے کا زیادہ اثر k کے بجائے زر کی آمدنی (PY) میں اضافے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس سے فریڈمین نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زر کی مقدار معاشی سرگرمیوں کی سطح یعنی پیداوار، روزگار اور قیمتوں کا ایک اہم تعین کنندہ ہے۔ یہاں زر کی رسد میں خارجی اضافے کے قلیل مدتی اور طویل مدتی اثرات میں فرق کرنا ضروری ہے۔ قلیل مدت میں، زر کی رسد میں اضافہ جزوی طور پر حقیقی آمدنی (یعنی حقیقی مجموعی پیداوار یا Y) اور جزوی طور پر قیمت کی سطح (P) میں تبدیلی کا باعث بنے گا۔ یعنی، قلیل مدت میں زر کی رسد میں اضافے کا اثر حقیقی آمدنی میں تبدیلی (Y) اور قیمت کی سطح میں تبدیلی (P) کے درمیان تقسیم ہو گا اور اس کا انحصار مجموعی رسد خط کی چمک پر ہو گا۔ فریڈمین نے تسلیم کیا کہ کساد بازاری کے دور میں، مجموعی رسد خط کافی چمکدار ہوتا ہے اور لہذا زر کی رسد میں اضافے کا اثر حقیقی پیداوار میں توسیع کی صورت میں زیادہ اور قیمت کی سطح میں اضافے کی صورت میں کم ہو گا۔ لیکن، طویل مدت میں، مجموعی رسد مکمل روزگار کی سطح پر بالکل غیر چمکدار ہوتا ہے اور اس وجہ سے، زر کی رسد میں اضافہ قیمت کی سطح میں اضافے سے ظاہر ہو گا۔

12.3.3 زر کی آمدنی کا تعین (Determination of Nominal Income)

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ فریڈمین کے جدید نظریہ مقدار زر میں زر کی آمدنی کا تعین کیسے ہوتا ہے۔ یہ دکھانے کے لیے فریڈمین k کے رویے کے بارے میں کچھ مضبوط مفروضے قائم کرتے ہیں۔ فریڈمین یہ فرض کرتے ہیں کہ زر کے طلب تفاعل میں زر کی آمدنی (PY) کے علاوہ دیگر متغیرات (r_B, r_E, r_G) کا k پر بہت کم اثر ہوتا ہے۔ اس مفروضے کے ساتھ، آمدنی کے تناسب کے طور پر رکھی گئی زر تقریباً مستقل رہے گی۔ اس طرح اس مفروضے کو قائم کر کے وہ زر کے طلب تفاعل کو زر کی آمدنی کے نظریے میں تبدیل کرتے ہیں۔ یہ غور کریں کہ اس مفروضے سے فریڈمین کے نظریے اور کیمبرج کے نظریے قریب قریب یکساں ہو جاتے ہیں۔ اس مفروضے کے ساتھ زر کی آمدنی کا فریڈمین کا نظریہ اس طرح اخذ کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ متغیرات (r_B, r_E, r_G) کا k پر بہت کم یا کوئی اثر نہیں پڑتا لہذا k کو مستقل سمجھا جاسکتا



ہے۔ اس لیے:

$$M_d = kPY \quad (12.5)$$

$$PY = \frac{1}{k} \cdot M^d \quad (12.6)$$

چونکہ $\frac{1}{k} = V$ ہم لکھ سکتے ہیں۔

$$PY = VM^d \quad (12.7)$$

حالت توازن میں زر کی طلب (M_d) زر کی رسد (M) کے برابر

ہوتی ہے جو کہ خارجی طور پر معین ہوتا ہے۔ لہذا:

$$PY = VM \quad (12.8)$$

$$PY = \frac{1}{k} M \quad (12.9)$$

k کے مستقل ہونے کی صورت میں مساوات (12.9) دکھاتی ہے کہ زر کی آمدنی کا تعین زر کی رسد سے ہوتا ہے۔ تصویر 12.2 میں اسے دکھایا گیا ہے جہاں محور X پر زر کی طلب اور محور Y پر زر کی آمدنی کی پیمائش کی گئی ہے۔ فرض کریں کہ مرکزی بینک زر کی رسد OM کے برابر مقرر کرتا ہے۔ اس طرح مقدار OM پر زر کا رسد خط ایک سیدھا عمودی خط MM_s ہو گا۔ OM_d زر کا طلب خط ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ زر کی آمدنی P_0Y_0 کی سطح پر، زر بازار توازن میں ہے کیونکہ آمدنی کی اس سطح پر زر کی طلب (M_d) زر کی رسد (OM) کے برابر ہے۔

اب فرض کریں کہ زر کی آمدنی کی سطح P_1Y_1 ہو جاتی ہے۔ تصویر سے دیکھا جاسکتا ہے کہ زر کی آمدنی P_1Y_1 پر، زر کی رسد OM (یا P_1Y_1T) زر کی طلب (M_d) یعنی P_1Y_1S سے زیادہ ہے۔ زر کی طلب کے مستحکم تفاعل اور مستقل k کے ساتھ، فریڈمین کا استدلال ہے کہ اس اضافی زر کی رسد (ST) کو افراد اشیا و خدمات پر خرچ کریں گے۔ نتیجتاً، زر کی آمدنی کی سطح P_1Y_1 کی سطح سے بڑھ کر P_0P_0 تک بڑھ جائے گی جس پر زر کی طلب زر کی رسد (OM) کے برابر ہو جائے گی۔ اگر ہم جس مدت پر غور کر رہے ہیں وہ مدت قلیل ہے اور معیشت میں کساد بازاری اور بے روزگاری غالب ہے تو زر کی آمدنی میں حقیقی آمدنی (یعنی مادی پیداوار) میں اضافے کی وجہ سے زیادہ اور قیمت کی سطح (P) میں اضافے کی وجہ سے کم اضافہ ہو گا۔ یعنی اضافی زر کی رسد کا اثر حقیقی آمدنی پر زیادہ ہو گا اور قیمت کی سطح پر کم ہو گا۔

دوسری طرف، اگر زر کی رسد (M_s) زر کی طلب سے کم ہو ($M_s < M_d$) جیسا کہ تصویر میں زر کی آمدنی P_2Y_2 کی سطح پر ہے تو آمدنی کی اس سطح پر زر کی رسد زر کی طلب سے RQ مقدار میں کم ہو گی۔ اس صورت میں زر کی طلب کے زر کی رسد سے زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگ اشیا اور خدمات پر کم خرچ کریں گے۔ اس سے زر کی طلب کم ہو گی اور زر کی رسد کے مساوی ہو جائے گی۔ اشیا و خدمات میں اخراجات میں کمی کی وجہ سے زر کی آمدنی کم ہو کر P_0Y_0 ہو جائے گی۔ P_2Y_2 سے P_0Y_0 تک زر کی آمدنی میں یہ کمی قیمت کی سطح میں کمی کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور حقیقی آمدنی میں کمی کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ اگر ہم ایسی قلیل مدت کے بارے میں بات کر رہے ہیں جس میں کساد بازاری اور بے روزگاری ہے تو حقیقی پیداوار پر اس کا اثر قیمت کی سطح پر اس کے اثر کے مقابلے زیادہ ہو گا۔ مندرجہ بالا سے یہ معلوم ہوتا

ہے کہ زری آمدنی اس سطح پر توازن میں ہوگی جہاں زری کی طلب زری کی رسد کے مساوی ہوگی۔

1. زری رسد میں اضافے کا قیمت کی سطح اور قومی آمدنی پر اثر

زر بازار کے توازن کی مساوات پر دوبارہ غور کریں۔

$$kPY = M \quad (12.4)$$

$$PY = \frac{1}{k} M \quad (12.9)$$

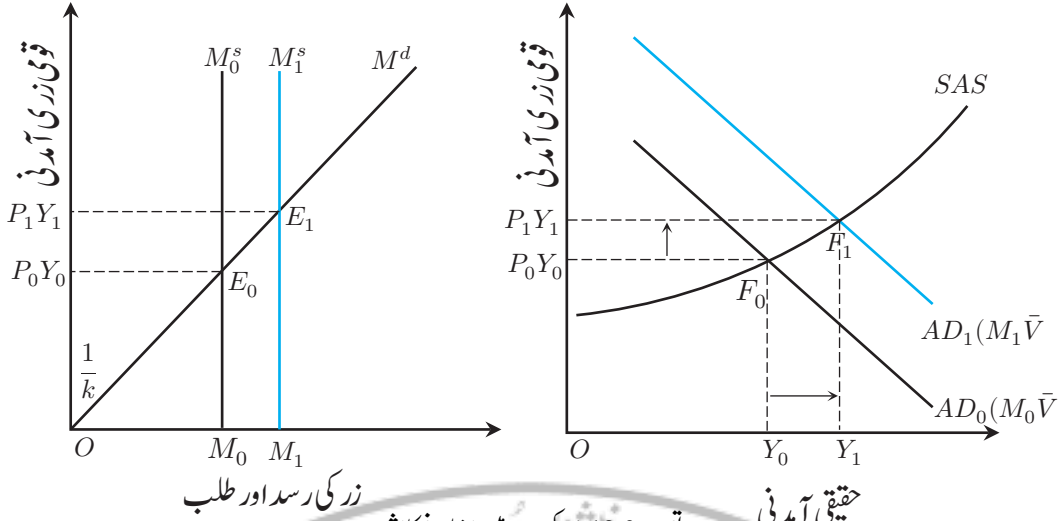
مساوات (12.9) میں، اگر k اور Y مستقل ہوں تو قیمت اور زری کی رسد میں براہ راست متناسب تعلق ہوگا۔ یہ زر کے کلاسیکی نظریہ مقدار زر کا نقطہ نظر ہے جس کے مطابق زری رفتار (V) یا دوسرے لفظوں میں، k [جو برابر ہے $-\frac{1}{v}$ کے] اور حقیقی قومی آمدنی یا پیداوار مستقل رہتے ہیں۔ فریڈمین اور اس کے پیروکار، زر کے مقدار کے نظریے یا زری کی طلب کے اپنے مضبوط ورژن میں k کو مستحکم مانتے ہیں۔ اس صورت میں، زری رسد میں اضافہ حقیقی آمدنی میں اضافے (یعنی، Y) اور قیمت کی سطح میں اضافے کے درمیان تقسیم ہوگا۔

مزید یہ کہ اگر قلیل مدت میں معیشت پیداوار کی مکمل روزگاری سطح سے نیچے کام کر رہی ہو، تو زری رسد میں اضافہ حقیقی آمدنی (یعنی پیداوار) میں قیمت کی سطح میں اضافے سے کہیں زیادہ اضافے کا سبب بنے گا۔ اس طرح، ان کے مطابق، اگر قلیل مدت میں معیشت کساد بازاری کا شکار ہے تو اس بات کے زیادہ امکانات ہیں کہ زری رسد میں اضافے کا اثر، k یا V کے مستقل ہونے کے ساتھ، قیمت کی سطح (P) میں اضافے سے زیادہ پیداوار یا حقیقی آمدنی (یعنی، Y) میں اضافے کی صورت میں ہو۔ لیکن چونکہ طویل مدت میں پیداوار مکمل روزگاری سطح پر کام کرتی ہے لہذا مدت طویل میں زری رسد میں اضافے سے معیشت میں افراط زری یا مہنگائی پیدا ہوگی۔

فریڈمین کے نظریے کی وضاحت کے لیے تصویر 12.3 پر غور کریں۔ تصویر کے بائیں حصے میں زر بازار کے توازن کو دکھایا گیا۔ ابتدا میں زری رسد M_0^s کے ساتھ زر بازار کا توازن نقطہ E_0 پر قائم ہوتا ہے۔ اس سے زری توازن آمدنی $P_0 Y_0$ کا تعین ہوتا ہے۔ اب فرض کریں کہ زری رسد M_0^s سے بڑھ کر M_1^s ہو جاتی ہے۔ اس سے زری آمدنی بڑھ کر $P_1 Y_1$ ہو جاتی ہے۔ زری آمدنی میں اس اضافے کے ساتھ زری کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور زر بازار کا نیا توازن نقطہ E_1 پر قائم ہوتا ہے۔

زری آمدنی میں کتنا اضافہ مادی آمدنی یا حقیقی آمدنی میں اضافے کی وجہ سے اور کتنا اضافہ قیمت کی سطح میں اضافے کی وجہ سے ہوگا اس کا تجزیہ مجموعی رسد مجموعی طلب خطوط سے کیا جاسکتا ہے۔ پہلے دیکھتے ہیں مانیٹری فریم ورک میں مجموعی طلب خط کسے کہتے ہیں۔ مانیٹرسٹ نقطہ نظر میں مجموعی طلب خط زری رسد اور زری رفتار سے متعین ہوتا ہے۔ نوٹ کریں کہ زری رفتار ($V = \frac{1}{k}$) کے برابر ہے۔

اس طرح اگر 4,000 کروڑ روپے زری رسد ہے اور زری رفتار 5 ہے تو مجموعی اخراجات یا مجموعی طلب (MV) 20,000 کروڑ روپے کے برابر ہوگی۔ اگر زری رسد بڑھ کر 5,000 کروڑ روپے ہو جاتی تو مجموعی طلب 25,000 کروڑ روپے ہو جاتی ہے۔ دیے گئے مجموعی اخراجات (MV) کے ساتھ، مجموعی طلب خط نیچے کی طرف آجاتا ہے کیونکہ کم قیمت کی سطح پر، ایشیا اور خدمات کی زیادہ مقدار خریدی جاسکتی ہے۔



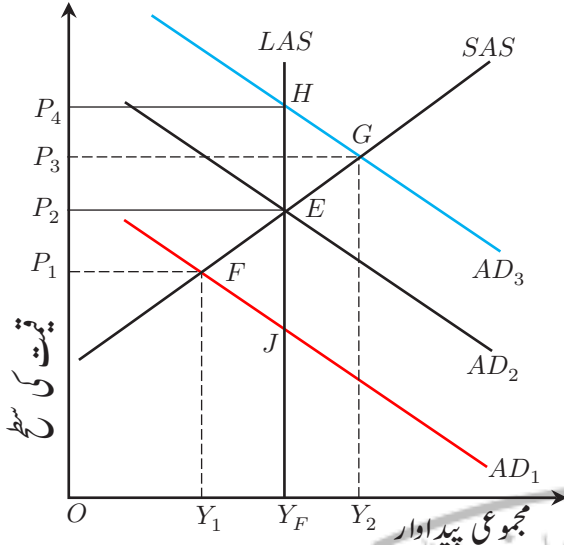
تصویر 12.3: زر کی رسد میں اضافے کا اثر

اس وضاحت کے بعد اب، تصویر 12.3 کے داہنی حصے کو دیکھیں۔ M_0 زر کی رسد اور V رفتار زر کے ساتھ، مجموعی طلب خط AD_0 ہو گا۔ مجموعی طلب خط AD_0 اور مجموعی رسد خط SAS کے نقطہ تقاطع F_0 سے قیمت کی سطح OP_0 اور حقیقی قومی آمدنی OY_0 کا تعین ہو گا۔ جب تصویر کے بائیں حصے میں، زر کی رسد میں M_0 سے M_1 تک کا اضافہ ہوتا ہے، اور اس کے نتیجے میں زر کی آمدنی $P_1 Y_1$ تک بڑھ جاتی ہے تو تصویر کے داہنی حصے میں $M_1 V$ کی بنیاد پر مجموعی طلب خط اوپر کی طرف منتقل ہو کر AD_1 ہو جاتا ہے اور مجموعی رسد خط SAS کو نقطہ F_1 پر قطع کرتا ہے۔ اس سے مجموعی حقیقی آمدنی بڑھ کر OY_1 اور قیمت کی سطح OP_1 ہو جاتی ہے۔ اس طرح دیکھا جاسکتا ہے کہ زر کی رسد میں M_0 سے M_1 تک کے اضافے سے زر کی آمدنی بڑھ کر $P_1 Y_1$ ہو جاتی ہے۔ زر کی آمدنی میں ہوا یہ اضافہ حقیقی آمدنی میں اضافے اور قیمت کی سطح میں اضافے کے طور پر جذب ہو گا۔ فریڈمین کے مطابق یہ قلیل مدت میں ہوتا ہے جب معیشت کساد بازاری کا شکار ہو اور مکمل روزگار کی سطح سے نیچے کام کر رہی ہو۔ زر کی رسد میں اضافے سے حقیقی آمدنی کس حد تک بڑھتی ہے اس کا انحصار مجموعی رسد خط کی لچک پر ہے۔ جتنا زیادہ لچک دار مجموعی رسد خط ہو گا اتنا ہی زیادہ زر کی رسد میں اضافے سے حقیقی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔

مانیٹر سٹ نقطہ نظر کے مطابق، قیمتوں اور حقیقی آمدنی پر زر کی رسد میں اضافے کا اثر براہ راست ہوتا ہے۔ زر کی رسد میں اضافے کو صارفین اور سرمایہ کاروں دونوں کے ہاتھ میں زیادہ زردینے کے مساوی سمجھا جاسکتا ہے۔ چونکہ مانیٹر سٹ کا ماننا ہے کہ زر کی طلب (M_d) زر کی آمدنی کا مستحکم تفاعل ہے، اس لیے زر کی رسد میں اضافہ زائد رسد کا سبب بنتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں افراد کے پاس زر کی طلب کی نسبت زیادہ مقدار زر آجاتا ہے۔ افراد یہ اضافی زر خرچ کر دیتے ہیں جس سے اشیا اور خدمات کی مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے قیمت کی سطح اور آمدنی کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔

2. زر کی رسد میں اضافے کے طویل مدتی اثرات: فریڈمین اور دیگر جدید مانیٹر سٹ کے خیالات

مانیٹر سٹ ماہرین کا خیال ہے کہ کینز کی طرف سے تصور کردہ مکمل لچکدار مجموعی رسد خط دراصل قلیل مدت میں معیشت کی کساد بازاری کی حالت کی نمائندگی کرتا ہے۔ مانیٹر سٹ کے مطابق، اگرچہ کساد بازاری کے وقت پیداوار کا قلیل مدتی مجموعی رسد خط لچک دار ہوتا



تصویر 12.4: زر کی رسد میں اضافے کے اثرات

ہے، طویل مدتی رسد خط مکمل غیر لچکدار ہوتا ہے، یعنی یہ عمودی سیدھا خط ہوتا ہے۔ مانیٹر سٹ نقطہ نظر کو تصویر 12.4 میں پیش کیا گیا ہے۔

فرض کریں کہ زر کی رسد کی ابتدائی سطح M_1 اور زر کی رفتار V کے ساتھ ابتدائی مجموعی طلب خط AD_1 ہے اور قلیل مدتی مجموعی رسد خط SAS کو نقطہ F پر قطع کرتا ہے جس سے قیمت کی سطح P_1 اور آمدنی کی سطح Y_F کا تعین ہوتا ہے۔ نوٹ کریں کہ آمدنی کی یہ سطح مکمل روزگار آمدنی Y_F سے کم ہے۔ اس صورت میں معیشت میں غیر مستعمل زائد وسائل ہوں گے یعنی معیشت میں اضافی گنجائش ہوگی۔ اس نقطے پر معیشت کساد بازاری کا شکار ہوگی۔ مانیٹر سٹ اور ان کے پیروکار کے مطابق یہ صرف قلیل مدتی صورت حال کی نمائندگی کرتا ہے۔

ان کا موقف ہے کہ اگر ایسی صورت حال میں زر کی رسد اور مجموعی طلب خط کو مستقل رکھا جائے تو پھر موجودہ غیر استعمال شدہ صلاحیت اور بے روزگاری کے پیش نظر، قیمتوں اور اجرت میں کمی ہوگی اور طویل مدتی توازن نقطہ J پر قائم ہوگا۔ تاہم، اگر قیمتوں اور اجرتوں میں کمی کا انتظار کرنے کے بجائے، زر کی رسد میں اضافہ کیا جائے مثال کے طور پر M_0 سے M_1 تک تو اس سے مجموعی طلب خط اوپر کو منتقل ہو کر AD_2 ہو جائے گا اور نیا توازن نقطہ E پر قائم ہوگا۔ نقطہ E زر کی رسد میں اضافے کے قیمت پر اثر اور آمدنی میں اضافے کے اثر کو دکھاتا ہے۔ قیمت کی سطح P_1 سے بڑھ کر P_2 ہو جاتی ہے اور آمدنی کی سطح Y_1 سے بڑھ کر Y_F ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ قیمت کی سطح کس حد تک بڑھے گی اور پیداوار میں کتنا اضافہ ہوگا اس کا انحصار قلیل مدتی زر کے رسد خط کی چلک پر منحصر ہے۔ اگر زر کی رسد میں مزید اضافہ کر دیا جائے تو مجموعی طلب خط منتقل ہو کر AD_3 ہو جائے گا اور قیمت کی سطح P_3 تک بڑھ جائے گی اور قلیل مدت میں پیداوار Y_2 تک بڑھ جائے گی۔ تاہم، مدت طویل میں صرف قیمت کی سطح P_4 تک بڑھے گی، پیداوار میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

اوپر کے تجزیے سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ زر کی رسد میں تبدیلی سے معاشی کساد بازاری کو دور کیا جاسکتا ہے اور مکمل روزگار کی سطح کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تاہم زیادہ تر جدید مانیٹر سٹ کساد بازاری پر قابو پانے کے لیے فعال مانیٹری پالیسی کے استعمال کے مخالف ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کے مطابق صوابدیدی اور فعال مانیٹری پالیسی کے نتیجے میں افراط زر کے پیدا ہونے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ مانیٹری اتھارٹی کساد بازاری پر قابو پانے اور مکمل روزگار کی سطح پر توازن حاصل کرنے کے لیے ضروری زر کی رسد میں اضافے سے کہیں زیادہ زر میں اضافہ کرے اور نتیجتاً معیشت میں مہنگائی پیدا ہو۔ مثال کے طور پر تصویر 12.4 میں دیکھا جاسکتا ہے کہ معیشت کو کساد بازاری سے نکالنے کے لیے زر کی رسد میں M_2 تک کے اضافے کی ضرورت تھی۔ لیکن زر کی رسد میں M_3 کے اضافے سے مہنگائی کی صورت پیدا ہوتی ہے اور قیمت کی سطح بڑھ کر P_4 ہو جاتی ہے۔

فریڈمین کے جدید نظریہ مقدار زرنے بہت زیادہ تنازعات کو جنم دیا۔ کئی ماہرین معاشیات نے اس نظریے کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس نظریے کے خلاف کی گئی بعض تنقیدیں ذیل میں بیان کی گئی ہیں۔

1. زر کی بہت وسیع تعریف: فریڈمین کو زر کی وسیع تعریف استعمال کرنے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ فریڈمین نے زر میں نہ صرف کرنسی اور ڈیمانڈ ڈپازٹس کو شامل کیا بلکہ کمرشل بینکوں کے پاس میعاد امانت کو بھی زر کی تعریف میں شامل کیا۔ اس تعریف کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زر کی طلب کی سود چک نہ ہونے کے برابر ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر میعاد ڈپازٹس پر شرح سود بڑھے گی تو ان کی طلب میں اضافہ ہو گا۔ لیکن اس کے نتیجے میں کرنسی اور ڈیمانڈ ڈپازٹس کی طلب کم ہو جائے گی۔ اور لہذا شرح سود کا مجموعی اثر زر کی طلب پر نہ ہونے کے برابر ہو گا۔ فریڈمین کے تجزیے کی خامی یہ ہے کہ وہ طویل مدتی شرح سود اور قلیل مدتی شرح سود کے درمیان کسی ایک کا انتخاب نہیں کرتا ہے۔

2. دولت کے متغیرات کو زیادہ اہمیت: فریڈمین کے زر کی طلب تفاعل میں، دولت کے متغیرات کو آمدنی پر ترجیح دی گئی ہے اور دولت اور آمدنی کے متغیرات کا بیک وقت عمل کرنا درست نہیں لگتا۔ جانسن کے مطابق، آمدنی دولت پر کمائی ہے، اور دولت آمدنی کی موجودہ قدر ہے۔ زر کے طلب تفاعل میں شرح سود اور ان میں سے ایک متغیر کی موجودگی دوسرے متغیر کو غیر ضروری بناتی دکھائی دیتی ہے۔

3. زر کی رسد خارجی نہیں ہے: فریڈمین زر کی رسد کو خارجی متغیر مانتے ہیں۔ فریڈمین کے نظام میں زر کی رسد کی طرف سے زر کی رسد تبدیلی ہوتی ہے۔ تاریخی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ زر کی رسد عام طور پر قیمت اور آمدنی کی سطح میں تبدیلیوں سے آزاد ہو جیسا کہ فریڈمین نے فرض کیا تھا۔ ناقدین کے مطابق، زر کی رسد پر قیمت، شرح سود اور آمدنی کی سطح کا اثر پڑتا ہے۔ فریڈمین ان اثرات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لیکن کافی تجرباتی ثبوت موجود ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ زر کی رسد کو درج بالا متغیرات کے تفاعل کے طور پر دکھایا جاسکتا ہے۔

ان تنقیدوں کے باوجود، فریڈمین کا نظریہ شاید کیسز کے نظریے کے بعد زر کی نظریات میں سب سے اہم پیش رفت ہے۔

12.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- فریڈمین کے نظریہ مقدار زر کی وضاحت کر سکیں۔
- فریڈمین کے نظریے کے مطابق زر کی طلب کے تعینات کی وضاحت کر سکیں۔
- فریڈمین اور کیسز کے نظریے کا تقابلی جائزہ لے سکیں۔
- فریڈمین کے نظریے کے مطابق قیمت اور زر کی آمدنی میں تبدیلی کی وضاحت کر سکیں۔

12.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

انسانی سرمایہ	<i>Human Capital</i> - علم، ہنر اور دیگر ذاتی خصوصیات جو پیداواری عمل میں مفید ہوتی ہیں۔
ایکوٹی	<i>Equity</i> - کسی کمپنی کی ملکیت میں حصص۔
بونڈ	<i>Bond</i> - ایک طرح کا قرض، مقررہ آمدنی دینے والا ایک آلہ۔
میعادی بانڈ	<i>Perpetual Bond</i> - ایسا بونڈ جس کی پختگی کی تاریخ نہیں ہوتی لیکن مستقل طور پر سود کی ادائیگی کرتا ہے۔

12.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

12.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. نظریہ مقدار زر کی تجدید نو میں کس ماہر معاشیات کا نام لیا جاسکتا ہے؟
 - (a) کیسز
 - (b) ملٹن فریڈمین
 - (c) مارشل
 - (d) درج بالا سبھی
2. فریڈمین کے مطابق نظریہ مقدار زر نظریہ ہے:
 - (a) زر کی طلب کا
 - (b) زر کی آمدنی کا
 - (c) پیداوار کا
 - (d) درج بالا سبھی کا
3. فریڈمین کے مطابق دولت میں شامل نہیں ہے:
 - (a) زر
 - (b) بانڈ
 - (c) انسانی سرمایہ
 - (d) قیمت کی سطح
4. فریڈمین کے مطابق زر کی طلب کا تعین کرنے والے عوامل میں شامل ہے / ہیں:
 - (a) قیمت کی سطح
 - (b) اثاثوں پر متوقع شرح سود
 - (c) انسانی دولت
 - (d) درج بالا سبھی
5. فریڈمین کے مطابق مدت قلیل میں زر کی رسد میں اضافے سے:
 - (a) صرف قیمت میں اضافہ ہوگا۔
 - (b) صرف حقیقی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔
 - (c) قیمت اور حقیقی آمدنی دونوں میں اضافہ ہوگا۔
 - (d) قیمت اور حقیقی آمدنی پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔
6. فریڈمین کے مطابق مدت طویل میں زر کی رسد میں اضافے سے:

- (a) صرف قیمت میں اضافہ ہوگا۔
 (b) صرف حقیقی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔
 (c) قیمت اور حقیقی آمدنی دونوں میں اضافہ ہوگا۔
 (d) قیمت اور حقیقی آمدنی پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

7. مدت قلیل میں زر کی رسد میں اضافے سے قیمت میں کتنا اور حقیقی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوگا یہ منحصر کرتا ہے:

- (a) مجموعی رسد خط کی لچک پر
 (b) مجموعی آمدنی خط کی لچک پر
 (c) مجموعی سرمایہ کاری خط کی لچک پر
 (d) مجموعی صرف خط کی لچک پر

(صحیح / غلط)

8. فریڈمین فعال زر کی پالیسی کے مخالف ہیں۔

(صحیح / غلط)

9. فریڈمین زر کی تخنیتی طلب کو نظر انداز کرتے ہیں۔

(صحیح / غلط)

10. فریڈمین کے مطابق زر کی آمدنی کا تعین اس نقطے پر ہوتا ہے جہاں زر کی رسد اور زر کی طلب مساوی ہوں۔

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
صحیح	غلط	صحیح	(a)	(a)	(c)	(d)	(d)	(a)	(b)	

12.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. فریڈمین نے دولت کو کتنے پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ان کے نام بتائیں
2. فریڈمین کے مطابق زر کی آمدنی کا تعین کیسے ہوتا ہے؟
3. مہنگائی کی متوقع شرح کیسے زر کی طلب کو متاثر کرتی ہے؟
4. اگر مرکزی بینک زر کی رسد میں اضافہ کرتا ہے تو زر کی طلب پر اس کا کیا اثر ہوگا؟

12.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. فریڈمین کے مطابق زر کی طلب کا تعین کرنے والے عوامل کیا ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔
2. فریڈمین کے مطابق زر کی رسد میں اضافہ کیسے مدت قلیل میں قیمت اور حقیقی آمدنی میں اضافہ کرتا ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔
3. فریڈمین کے زر کے طلب تفاعل کو تفصیل سے بیان کریں۔

12.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

بلاک IV: افراط زر اور تجارتی چکر کے نظریات

اکائی 13: افراط زر کا مفہوم اور اقسام، جمود کا تصور

(Meaning and Type of Inflation – Concept of Stagflation)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	13.0
مقاصد (Objectives)	13.1
افراط زر کا مفہوم (Meaning of Inflation)	13.2
افراط زر کی اقسام (Type of inflation)	13.3
افراط زر کی سطح (Level of Inflation)	13.4
افراط زر کے اسباب (Causes of Inflation)	13.5
افراط زر کے اثرات (Effect of Inflation)	13.6
جمودی افراط زر کا تصور (Concept of Stagflation)	13.7
جمودی افراط زر کے اسباب (Causes of Stagflation)	13.7.1
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	13.8
کلیدی الفاظ (Keywords)	13.9
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	13.10
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	13.10.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	13.10.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	13.10.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	13.11

افراط زر سے مراد زر کی قدر میں کمی یا زر کی مقدار میں زیادتی یا پھر اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ افراط زر عالمی طور پر ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ روز بروز اشیا کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے نہ صرف کسی بھی ملک کے غریب عوام بلکہ متوسط طبقے کے افراد بھی پریشان ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ آمدنی میں اضافہ ہو اور اسی طرح قیمتوں میں بھی اگر اضافہ ہو تو یہ قابل قبول ہو گا لیکن اگر قیمتوں میں اضافے کی رفتار آمدنی کی بہ نسبت زیادہ ہو جاتی ہے اور اچانک مہنگائی آسمان چھونے لگتی ہے تب یہ سنگین مسئلہ بن جاتا ہے۔ افراط زر کے اسباب اور اس کی اقسام کے بارے میں ہم اس اکائی میں تفصیلی طور پر مطالعہ کریں گے۔

اس اکائی کا مقصد افراط زر کا مفہوم، اس کے اقسام اور جمودی افراط زر کی بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- افراط زر کے مفہوم اور اس کی اقسام کی وضاحت کر سکیں گے۔
- افراط زر کے اسباب کو بتا سکیں گے۔
- افراط زر کی متوازن سطح کی شناخت کر سکیں گے۔
- جمود کے تصور کی وضاحت کر سکیں گے۔

افراط زر سے مراد ایسی معاشی حالت ہے جس میں اشیا کی قیمتوں کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ مختلف ماہرین معاشیات نے افراط زر کی تعریف مختلف طور پر پیش کی ہیں جیسے پروفیسر کروٹھر (Prof. Crowther) کے مطابق، افراط زر ایسی صورت حال ہے جس میں زر کی قدر میں کمی ہو جاتی ہے یعنی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پروفیسر ہاؤٹری (Prof. Hawtray) کے مطابق کرنسی کا حد سے زیادہ اجرا افراط زر ہے۔ پروفیسر کول بارن (Prof. Coulborn) بتاتے ہیں کہ افراط زر کرنسی کی بہت بڑی مقدار چند اشیا کے تعاقب میں ہیں جبکہ پروفیسر گولڈ میز کے مطابق اشیا اور خدمات کی دستیابی رسد کے مقابلہ میں زر کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو افراط زر کی صورت حال پیش آتی ہے۔

مختصراً، افراط زر سے مراد اشیا کی قیمتوں کی عام سطح میں قابل قدر اور تیز اضافہ ہو جانا ہے جس کی وجہ سے زر کی قدر میں کمی پیدا ہو جاتی ہے اور زر کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ آسان الفاظ میں جب کسی ملک کی معیشت میں مجموعی طور پر اشیا اور خدمات کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ افراط زر ہے۔ لیکن معیشت میں کسی ایک شے کی قیمت میں اضافے کو افراط زر نہیں کہتے بلکہ تمام اشیا کی اور خاص طور پر روزمرہ استعمال کی جانے والی اشیا مثلاً ترکاریاں، ایندھن، کپڑے، میوے، ادویہ وغیرہ کی قیمتوں میں اضافے کو افراط زر کہتے ہیں۔ اسی طرح قیمتوں میں ایک بار کے اضافے کو افراط زر نہیں کہتے۔ افراط زر تب ہو گا جب اشیا کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا ہے۔

13.3 افراط زر کی اقسام (Type of inflation)

افراط زر کو کئی اسباب کی وجہ سے مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1. قیمت میں اضافے کی شرح کی بنیاد پر

(a) رینگتا ہوا افراط زر *Creeping Inflation*

(b) پیدل افراط زر *Walking Inflation*

(c) دوڑتا افراط زر *Running Inflation*

(d) سرپٹ دوڑتا افراط زر *Galloping Inflation*

2. زر کی رسد اور اشیاء و خدمات کی طلب پر اثر انداز ہونے والے عوامل کی بنیاد پر

(a) ازدیادی افراط زر *Excessive Inflation*

(b) لاگت افراط زر *Cost Inflation*

(c) خسارہ افراط زر *Deficit Inflation*

(d) پرواز افراط زر *Flight Inflation*

3. مدت کے اصول کی بنیاد پر

(a) زمانہ جنگ *War Time Inflation*

(b) مابعد جنگ *Post War Inflation*

(c) حالت امن *Peace Time Inflation*

4. دائرہ کار کی بنیاد پر

(a) مکمل افراط زر *Comprehensive Inflation*

(b) خال خال افراط زر *Sporadic Inflation*

5. افراط زر پر حکومت کے رد عمل کی بنیاد پر

(a) کھلا ہوا افراط زر *Open Inflation*

(b) دبا ہوا افراط زر *Repressed Inflation*

6. توازن ادائیگی کی بنیاد پر

(a) برآمد گرم بازاری *Export Boom*

(b) درآمد قیمتوں کی زیادتی *Import Price Hike*

(c) کلیدی کرنسی *Key Currency*

1. قیمتوں میں اضافے کی شرح کی بنیاد پر

رینگتتا افراط زر سے مراد اشیا کی قیمتوں میں ہر سال 3% سے کم اضافہ ہونا ہے۔ اسی طرح پیدل افراط زر کا مطلب سالانہ اشیا کی قیمتوں میں 3% سے 4% فیصد کا اضافہ ہے۔ جبکہ سالانہ 10 فیصد تک قیمتوں میں اضافے کو دوڑتا افراط زر کہتے ہیں۔ اگر اشیا کی قیمتوں میں بے لگام اضافہ ہے یعنی حد سے زیادہ قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے جیسے بعض اوقات قیمتوں میں 100% سے بھی زیادہ اضافہ ہوتا ہے تو اس کو سرپٹ دوڑتا افراط زر کہتے ہیں۔

2. زر کی رسد اور اشیا و خدمات کی طلب پر اثر انداز ہونے والے عوامل کی بنیاد پر

حقیقی اشیا و خدمات کی دستیابی کے مقابلے میں زر کی رسد میں زائد اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافے کو از دیادی افراط زر کہتے ہیں۔ تو دوسری جانب اشیا کی پیداوار میں عامل پیداوار (*Factor of Production*) کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت واقع ہوتا ہے جب عاملین پیداوار کی آمدنی ان کی حقیقی پیداواری سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ خسارہ افراط زر حکومت کا خسارہ بجٹ پر انحصاری کے نتیجے میں واقع ہوتا ہے۔

3. مدت کے اصول کی بنیاد پر

جنگ کے حالات میں اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے جو ان حالات میں خرچ اور اشیا و خدمات کی عام صارفین سے فوجی صارفین کے صرف کی جانب منتقلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور جنگ کے بعد بھی عوام کی قابل صرف آمدنی میں کمی اور قیمتوں میں اضافہ رہتا ہے۔ جس کو ہم مابعد جنگ افراط زر کہتے ہیں اور حالت امن جو ایک عام مدت ہوتی ہے اس میں حکومت کے طویل اور قلیل اور مدتی پروجیکٹ پر حکومت کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے افراط زر میں اضافہ ہوتا ہے۔

4. دائرہ کار کی بنیاد پر

مکمل افراط زر سے مراد کسی بھی ملک میں موجود تمام اشیا کی قیمتوں میں اضافے کے ہیں۔ معیشت میں موجود ہر ایک شے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر کسی معیشت میں مخصوص اشیا کی رسد میں کمی کی وجہ سے ان کی طلب میں اضافہ ہونے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کو خال خال افراط زر (*Sporadic Inflation*) کہتے ہیں۔

5. افراط زر حکومت کے رد عمل کی بنیاد پر

کھلا ہوا افراط زر (*Open Inflation*) کے معنی ہیں کہ جب کسی ملک کی معیشت میں اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کو کنٹرول کرنے کے لیے حکومت کسی بھی قسم کے اقدامات نہیں لیتی ہے۔ اور قیمتوں کو آزاد بازار میکانزم (*Free Market Mechanism*) کے تحت چھوڑ دیتی ہے اور حکومت افراط زر پر کنٹرول کرنے کی کوشش نہیں کرتی ہے۔ اس کے برخلاف دبا ہوا افراط زر (*Repressed*)

Inflation) وہ ہے جس میں حکومت اشیا کی قیمتوں پر کنٹرول کرنے کے لیے مختلف قسم کی پالیسیاں اختیار کرتی ہے۔

6. توازن ادائیگی کی بنیاد پر

برآمد گرم بازاری افراط زر میں کسی ملک کی بیرونی تجارت میں برآمدی اجزا کی مقدار میں قابل قدر اضافہ ہونے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اگر درآمدی اشیا کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے درآمدی قیمتوں میں اضافہ سے افراط زر (Import Price Hike) واقع ہوتا ہے۔

13.4 افراط زر کی سطح (Level of Inflation)

افراط زر کسی بھی ملک کی معاشی ترقی میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اشیا مہنگی ہو جاتی ہیں اسکے برخلاف تفریط زر Deflation یعنی اشیا کی قیمتوں میں کمی کسی بھی ملک کی معیشت کے لیے بہتر نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ایسی صورت حال میں اشیا کی قیمتوں میں کمی رہے گی اور زیادہ پیسے کی بچت ہوگی یعنی بچت یا پس اندازی میں اضافہ ہوگا۔ اگر ہم تفریط زر Deflation یعنی قیمتوں میں کمی کے بارے میں گہرائی سے مطالعہ کریں گے تو تفریط زر کسی بھی ملک کی معیشت کے لیے ایک اچھی حالت نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرمس یا حکومت افراد کی تنخواہیں نہیں بڑھائیں گی اشیا کی قیمتوں میں سال در سال کمی ہوتے رہے گی تو افراد اپنے پاس موجود زر کو صرف کرنا پسند نہیں کریں گے کیونکہ یہ سوچیں گے کہ زر کو صرف یا خرچ کرنے کے بجائے اس کی بچت کریں کیونکہ روز بروز زر کی قدر میں کمی ہو رہی ہے اشیا سستی ہوتی جا رہی ہیں۔ افراد اشیا کی خریدی اب کے بجائے پانچ سال بعد خریدیں گے تاکہ وہ اور سستی ہو جائیں۔ جس کی وجہ سے افراد کے صرف میں مجموعی طور پر کمی ہو جائے گی اور تجارت میں کساد بازاری پیدا ہو جائے گی افراد بے روزگاری کا شکار ہو جائیں گے اور بیروزگاری میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح سے اگر افراط زر صفر ہو جاتا ہے تو اس ملک میں بیروزگاری میں اضافہ ہوگا۔ افراط زر پر کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کو زر کی رسد میں کمی کرنا پڑتا ہے اس کے لئے حکومت کئی مالیاتی اور زر پالیسیوں کو اختیار کرتی ہے۔

مندرجہ بالا سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ افراط زر میں اضافہ اور افراط زر میں کمی یا تفریط زر دونوں حالات بھی کسی ملک کی معیشت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ سالانہ آمدنی میں شرح نمو کو ہمیشہ افراط زر کے ساتھ تقابل کرنا چاہیے اگر سالانہ آمدنی میں شرح نمو افراط زر کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے تب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو حاصلات ہیں وہ مثبت ہیں اگر سالانہ آمدنی میں شرح نمو افراط زر کی بہ نسبت کم ہوتی ہے تو منفی حاصلات رہیں گے۔

13.5 افراط زر کے اسباب (Causes of Inflation)

افراط زر کے مختلف اسباب ہوتے ہیں جن میں سے چند اہم اسباب حسب ذیل ہیں۔

1. افراط زر بسبب طلب Demand pull Inflation

2. افراط زر بسبب لاگت *Cost Pull Inflation*
3. افراط زر بسبب اجرت زر *Wage Pull Inflation*
4. شدید افراط زر *Hyper Inflation*
5. گورنمنٹ یا حکومت کی پالیسیاں *Government Policies*
6. ساختی افراط زر *Structural Inflation*

1. افراط زر بسبب طلب زر *Demand Pull Inflation*

طلب اور رسد کی وجہ سے ہی کسی بھی شے کی قیمت مقرر ہوتی ہے اگر کسی شے کی طلب میں اضافہ ہوتا تو قیمتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اگر کسی شے کی رسد میں کمی ہوتی ہے تو بھی اشیا کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب اشیا کی جملہ طلب رسد کی بہ نسبت زیادہ ہو تو ایسی صورت میں قیمتوں میں اضافہ ہونے لگتا ہے یعنی اشیا کی پیداوار اور رسد کے مقابلہ میں اس اشیا کی طلب میں اضافہ رہتا ہے تو قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور افراط زر کے حالات رہتا ہوتے ہیں اس کو افراط زر بسبب طلب کہتے ہیں۔ اس قسم کا افراط زر عروج کے حالات میں پایا جاتا ہے۔ افراط زر بسبب طلب کی مختلف وجوہات حسب ذیل ہیں:

a. بڑھتی ہوئی معیشت

بڑھتی ہوئی معیشت میں مکمل روزگار کے حالات پائے جاتے ہیں افراد کے پاس زر کی رسد میں اضافے کی وجہ سے اشیا کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے

b. کم شرح سود

شرح سود میں اگر کمی ہو جائے تو افراد زیادہ قرض لینا پسند کریں گے افراد کے پاس زر کی رسد میں اضافہ ہو جائے گا جس کی وجہ سے اشیا کی طلب میں اضافہ ہو گا اور اشیا کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو گا۔

c. حقیقی اجرتوں میں اضافہ

شرح اجرت میں اضافے کی وجہ سے اشیا کی پیداوار کی لاگت میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے پیدا کنندہ اگر اشیا کی قیمتوں میں اضافہ نہ کریں تو ان کے منافع میں کمی ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں پیدا کنندہ جتنی بھی شرح اجرت میں اضافہ ہوتا ہے اس کو صارف کی طرف منتقل کرتے ہیں اور اشیا کی قیمتوں میں اضافہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے افراط زر کے حالات پیدا ہوتے ہیں

d. حکومت کے خرچ میں اضافہ

اگر حکومت عوامی اخراجات میں اضافہ کرتی ہے تو مارکیٹ میں زر کی رسد میں اضافہ ہو گا اور افراد کے پاس بھی زر کی رسد میں اضافہ ہو گا اور اشیا کی طلب میں اضافہ ہو گا جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو جائے گا اور افراط زر کے حالات پیدا ہو جائیں گے۔

e. تخمینہ افراط زر

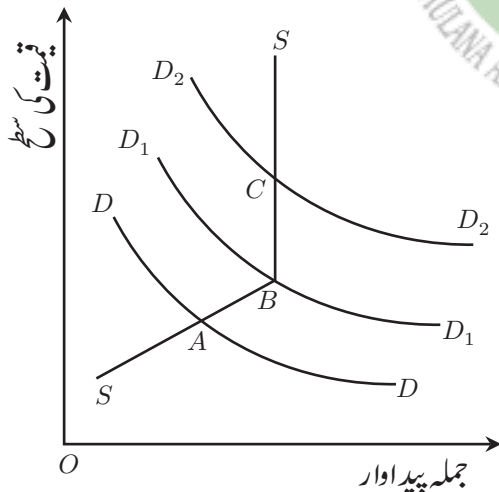
اس خیال سے کہ شے کی اگلے مہینے سے قیمتوں میں اضافہ ہونے والا ہے۔ لوگ آج ہی خریدنا چاہتے ہیں اس کی وجہ سے اس شے کی طلب میں اضافہ ہو گا اور قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے

f. کرنسی کی قدر میں کمی

اگر کرنسی کی قدر مارکیٹ میں کمی ہو جائے تب بھی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

مختصراً معاشی بہتری کی صورت میں کسی بھی ملک کی معاشی حالت بہتر ہوگی اور عوام یا افراد کے پاس زر کی رسد میں اضافہ رہے گا اور افراد کے پاس جب زر کی رسد میں اضافہ رہے گا تو وہ اشیاء کی طلب کریں گے جس کی وجہ سے اشیاء کی طلب میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر اشیاء کی طلب میں اضافہ ہو گا تو وہ صنعتیں جو ان اشیاء کی پیداوار کرتی ہیں وہ بڑھتی ہوئی طلب کو دیکھتے ہوئے ان اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کریں گی جس سے افراط زر کے حالات پیدا ہو جائیں گے۔

مثال کے طور پر ایک ہوائی جہاز ہے اس میں 100 افراد کے بیٹھنے کی جگہ موجود ہے اب اس میں 10 سیٹ جو ہے وہ فرسٹ کلاس ہے اور باقی 90 کننامی سیٹس ہے اور اگر سفر کرنے والے افراد کے پاس زر کی رسد زیادہ ہے تو وہ کننامی کے بجائے فرسٹ کلاس سیٹ پر بیٹھ کر سفر کرنا پسند کریں گے لیکن جہاز میں صرف 10 ہی فرسٹ کلاس سیٹس ہیں اور افراد زیادہ ہیں۔ اب جہاز کے مالک فرسٹ کلاس کی طلب میں اضافے کو دیکھتے ہوئے اس کے ٹکٹ کی قیمتوں میں اضافہ کر دے گا تاکہ جن افراد کے پاس زیادہ پیسہ ہو گا وہ فرسٹ کلاس سیٹ کا ٹکٹ خریدے اور اس پر بیٹھ کر سفر کرے۔ اسی طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہاز کے فرسٹ کلاس سیٹ کی قیمت مہنگی ہوگئی۔ اس طرح کے افراط زر کو ہم افراط زر بسبب طلب کہتے ہیں کیونکہ اس میں طلب میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ افراط زر بسبب طلب کو تصویر سے سمجھایا گیا ہے۔ طلب کش افراط زر کو تصویر 13.1 کی مدد سے سمجھایا گیا ہے۔

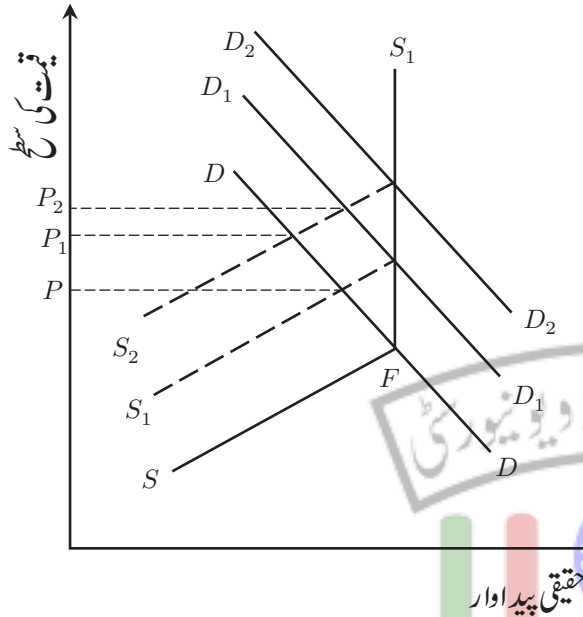


تصویر 13.1: افراط زر بسبب طلب

تصویر میں OX محور پر جملہ پیداوار کو لیا گیا ہے اور OY محور پر قیمت کی سطح کو دکھایا گیا ہے۔ SS خط رسد اور DD خط طلب ہے۔ خط رسد SAB کے درمیان اوپر آگے کی جانب بڑھتا ہے۔ یہ نامکمل روزگار کی صورت حال ہوتی ہے جس میں قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے لیکن رسد میں اضافہ، طلب میں اضافے کے تناسب میں نہیں ہے اسی لیے قیمتوں میں زیادہ اضافہ نہیں ہوتا۔ BCS کے درمیان کا خط متوازی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قیمت میں اضافہ بھی ہو جائے تو رسد میں کسی بھی طرح کا اضافہ نہیں ہوتا ہے معیشت میں یہ صورت حال مکمل روزگار کی سطح تک پہنچ جانے کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے طلب میں ہر اضافہ قیمت میں اضافے کا

اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

2. افراط زر بسبب لاگت Cost Pull Inflation



تصویر 13.2: افراط زر بسبب لاگت

افراط زر کے اسباب میں دوسری اہم وجہ یا سبب خام مال کی قیمتوں میں اضافہ، مزدوروں کی اجرت میں اضافہ جو مختلف وجوہات کی بنیاد پر ہوتا ہے جیسے خراب مانسوں کی وجہ سے دالوں اور گیہوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو جانا، تیل کی قیمت میں اضافہ ہو جانا، حکومت بعض اشیاء کے خام مال پر ٹیکس میں اضافہ کرتی ہے تو وہ اشیاء مہنگی ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ فرمس جو اس خام مال کی مدد سے ان اشیاء کی تیاری کرتی ہے ان کے لیے بھی ان اشیاء کی تیاری کرنا مہنگا پڑ جاتا ہے اور منافع حاصل کرنے کے لیے ان فرمس کو اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑھتا ہے جس کی وجہ سے افراط زر کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح اس کو افراط زر بسبب لاگت کہا جاتا ہے۔

عالمین پیداوار کی لاگتوں میں روز بروز اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ افراط زر بسبب لاگت کو تصویر 13.2 کی مدد سے سمجھایا گیا ہے جہاں OX محور پر حقیقی پیداوار اور OY محور پر قیمت کی سطح میں کو دکھایا گیا ہے۔ SS خط رسد ہے SF رسد کی خط اوپر کی جانب بڑھتی دکھائی دے رہی ہے جو قیمت میں ہر اضافہ سے حقیقی پیداوار میں اضافے کو ظاہر کر رہی ہے۔ لیکن FS_1 حصہ ایک عمودی خط پر مشتمل ہے۔ OY سطح پر حقیقی پیداوار کی مستقل سطح کو ظاہر کرتی ہے۔ جس کی وضاحت مکمل روزگار کی طرح کی جاسکتی ہے لیکن جب شرح اجرت میں اضافہ یا منافع محرک میں اضافہ ہوتا ہے تو مصارف پیداوار میں اضافہ کرتا ہے جس کی وجہ سے رسد کا خط کا ایک حصہ اوپر کی جانب یعنی S_1 اور S_2 کے رسد کے خط کا ایک حصہ اوپر کی جانب منتقل ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں نئی متوازن قیمت یعنی P_1 اور P_2 نمودار ہوتے ہیں جو DD کے خط پر دی گئی OP سے OP_1 اور OP_2 تک اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔

افراط زر بسبب اجرت Wage Pull Inflation

افراط زر بسبب اجرت کی ایک قسم اجرتوں میں اضافے کی وجہ سے افراط زر میں اضافہ ہونا ہے۔ اس میں طلب اور رسد دونوں کی وجہ سے افراط زر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر مزدور اپنی اجرتوں میں اضافے کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان کی شرح اجرت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے تو مزدور کے پاس زر کی رسد میں اضافہ ہو جائے گا جس کی وجہ سے اشیاء کی طلب میں اضافہ ہو گا (افراط زر بسبب طلب)۔ دوسری جانب پیدا کاروں کو شرح اجرت میں اضافے کی وجہ سے اشیاء کی پیداوار کی لاگت میں اضافہ ہو جائے گا اور ان کے منافع میں کمی ہو جائے گی۔ پیدا کار اپنا منافع برقرار رکھنے کے لیے جتنی شرح اجرت میں اضافہ ہوا ہے اس کے مطابق اشیاء کی

قیمتوں میں اضافہ کریں گے (افراط زر بسبب لاگت)۔ اس طرح افراط زر بسبب طلب اور افراط زر بسبب لاگت کے باہم تعامل سے افراط زر بسبب اجرت واقع ہوتا ہے۔

3. حکومت کی پالیسیاں Government Policies

بعض اوقات حکومت کی مختلف پالیسیوں کی وجہ سے افراد کے پاس زر کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ حکومت بعض اوقات حد سے زیادہ کرنسی کو چھاپتی ہے جس کی وجہ سے معیشت میں زر کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے یا بعض اوقات افراد کو فری میں گھر بنانا، بیواؤں کو وظیفہ، بیروزگاری کا بھتہ، فری تعلیم، فری طبی سہولتیں، دوپہر کے کھانے کا انتظام، شام کو اسناکس، اسکالرشپ وغیرہ جیسی سماجی بھلائی کی مختلف اسکیموں اور پالیسیوں کی وجہ سے زر کی رسد میں اضافے اور اشیا کی طلب میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

4. ساختی افراط زر Structural Inflation

ساختی افراط زر زیادہ تر ترقی پذیر ممالک میں پائی جاتی ہے جو ملک کی معیشت میں ساختی نقائص کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ جہاں پر اشیا اور خدمات کی رسد غیر لچکدار رہتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ممالک میں ساختی سختی پائی جاتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک جیسے ہندوستان میں بازار کے نقائص اور جمود کے علاوہ دوہری معیشت پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ساختی عدم توازن پایا جاتا ہے۔ زرعی شعبے میں زرعی پیداوار میں پرانے اور فرسودہ قسم کے طریقے کو اختیار کیا جاتا ہے گوداموں میں کمی، حمل و نقل، مواصلات، بجلی کی سہولتوں میں کمی جس کی وجہ سے پیداواری صلاحیت میں کمی کے نتیجے میں شعبہ واری افراط زر کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں بازار کے نقائص کے ساتھ ساتھ غذائی قلت، سرمایے کی قلت، بنیادی سہولتوں میں کمی، آجرانہ صلاحیتوں میں کمی، بیرونی زرمبادلہ کی قلت جیسی ساختیاتی خامیوں کی وجہ سے مجموعی رسد مجموعی طلب سے ہمیشہ کم رہتی ہے۔ اور اسی لیے قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

13.6 افراط زر کے اثرات (Effect of Inflation)

1. تقسیم پر اثر Effect on Distribution

2. حکومت پر اثر Effect on Government

3. پیداوار پر اثر Effect on Production

4. توازن ادائیگات پر افراط زر کا اثر Effect on Balance of payment

افراط زر کی وجہ سے جو اثرات رونما ہوتے ہیں ان کا ہم مندرجہ ذیل میں تفصیلی طور پر مطالعہ کریں گے۔

1. تقسیم پر اثر Effect on Distribution

افراط زر مختلف طبقات پر اپنا اثر مختلف طور پر ڈالتا ہے۔ کیونکہ افراط زر کی وجہ سے معیشت میں ہر ایک طبقہ مختلف شدتوں کے ساتھ متاثر ہوتا ہے۔ افراط زر کی وجہ سے آمدنی کی تقسیم میں عدم مساواتیں پیدا ہوتی ہیں اور آمدنی کی تقسیم کا جھکاؤ امیروں کے حق میں ہوتا ہے کیونکہ تمام عوامل کی آمدنیاں یکساں تناسب کے ساتھ نہیں بڑھتی ہیں۔ افراط زر کی وجہ سے سے مقروض کو فائدہ اور قرض دہندہ کو

نقصان ہوتا ہے کیونکہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مقروض وہی رقم واپس کرتا ہے اور اس وقت تک قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے زر کی قدر میں کمی ہو جاتی ہے اور قرض دہندگان کو نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ وہی رقم کم قدر کے ساتھ حاصل کرتے ہیں۔

قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے ماہانہ تنخواہ یاب اشخاص کی حقیقی آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ اگر مہنگائی کے بھتوں میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اگر قیمت میں اضافے کے لحاظ سے تنخواہوں میں بھی اضافہ ہوتا رہے تو تنخواہ یاب اشخاص کو کوئی نقصان نہیں ہو گا ورنہ نقصان ہو گا۔ اجرتیں کمانے والے مزدوروں پر افراط زر کا اثر یکھیں گے تو اس کا انحصار ٹریڈ یونین کی طاقت پر اور اس رفتار پر ہے جس سے وہ اپنی اجرتوں اور بڑھتی ہوئی قیمتوں میں مطابقت پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ٹریڈ یونین طاقتور ہو تو قیمتوں میں اضافے کے مقابلے میں زری اجرت میں بھی مساوی اضافہ حاصل کر سکتی ہے اور اگر کمزور ہیں تو حقیقی آمدنیوں میں کمی کی وجہ سے انھیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔

ایک مقررہ رقم حاصل کرنے والے گروہ جیسے وظیفہ یابوں، سود اور کرایہ وصول کرنے والوں کو افراط زر کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک مقررہ رقم حاصل کرتے ہیں جبکہ بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ساتھ ساتھ زر کی قدر میں بھی مسلسل گراوٹ آتی ہے۔

ایسے افراد کو نفع ہو گا جو کمپنیوں میں اپنے حصص یا ذخیرہ رکھتے ہیں اور جنہیں کوئی مقررہ شرح سود ادا نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ جیسے جیسے کمپنیوں کے منافع میں اضافہ ہوتا ہے ویسے ویسے ان کی ایکٹیوٹی میں بھی قیمتوں کے مقابلے میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔

بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے زمینداروں کو نقصان ہوتا ہے کیونکہ وہ مقررہ لگان حاصل کرتے ہیں۔ کسان جن کے کھیت ذاتی ہیں اور وہ خود اس کی کھیتی کرتے ہیں تو انہیں منافع حاصل ہو گا۔ زرعی مزدور کو بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے بری طرح نقصان ہوتا ہے کیونکہ کھیتوں کے مالک ان کی اجرتوں میں اضافہ نہیں کرتے کیونکہ کھیت مزدوروں میں یونین کا وجود نہیں ہے۔

2. حکومت پر اثر

افراط زر کی صورت حال میں افراد کی زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیا کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے ایسے میں حکومت عوام کی اس زرعی آمدنی میں اضافے کو، اور اشیا کی بڑھتی ہوئی قیمتوں پر محاصل عائد کرتی ہے تو حکومت کو بہت زیادہ منافع حاصل ہوتا ہے۔ افراط زر کی وجہ سے حکومت کو بڑھتی ہوئی اجرت اور وسعت اختیار کرتے ہوئے منافع کی شکل میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

3. پیداوار پر اثر

کسی بھی ملک کی معیشت میں جب تک نامکمل روزگار کے حالات پائے جاتے ہیں تب تک افراط زر کی وجہ سے پیداوار پر مثبت اثر پڑے گا اور جب معیشت میں مکمل روزگار کے حالات پیدا ہوتے ہیں تب افراط زر پیداوار پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ جس کی وجہ سے پیداوار میں نا مطابقت پیدا ہوتی ہے۔ ذخیرہ اندوزی اور کالا بازاری شروع ہو جاتی ہیں۔ تجمع سرمایہ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور بچت کی صلاحیت گھٹ جاتی ہے۔ افراط زر کے حالات میں اشیا کی طلب میں اضافے کی وجہ سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے پیداوار میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے پیداوار کے نفع میں اضافہ ہو گا اور انہیں فائدہ ہو گا۔

اس کے برخلاف افراط زر کی وجہ سے زر کی قدر میں کمی ہو جائے گی جس کی وجہ سے بچت میں کمی ہو جائے گی اور اگر بچت نہیں کریں گے تو سرمایے کی قلت رہے گی سرمایہ کاری میں کمی رہے گی اور سرمایہ کاری میں کمی کی وجہ سے پیداوار میں کمی ہو جائے گی۔

4. توازن ادائیگات پر

دوسرے ممالک کے مقابلے میں اندرون ملک اشیا کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے تو ملک کی اشیا بیرونی بازاروں میں دوسرے ممالک کی اشیا سے مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ اسی لیے درآمدات میں اضافہ اور برآمدات میں کمی پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کے نتیجے کے طور پر ناموافق ادائیگات کے توازن کی صورت حال ظاہر ہوتی ہے۔

13.7 جمودی افراط زر کا تصور (Concept of Stagflation)

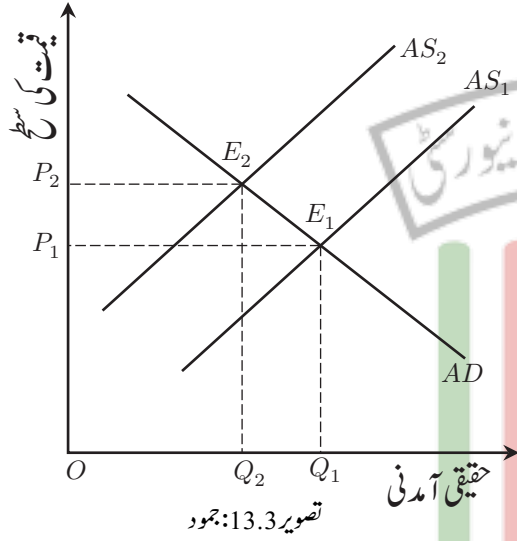
1970 – 1980 میں کئی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کو ایک نئے مسئلہ کا سامنا کرنا پڑا وہ مسئلہ جمودی افراط زر یا Stagflation ہے۔ ایسی صورت حال میں معیشت افراط زر کی ایک اونچی شرح کے ساتھ ساتھ بیروزگاری کے تجربے سے گزرتی ہے۔ اس میں معیشت میں دو طرح کے حالات دکھائی دیتے ہیں۔ معیشت میں جمود یعنی ساکت حالت ہو جاتی ہے جس میں زر کی مقدار میں اضافہ، پیداوار میں اضافہ مزدوروں کی پیداوار میں کمی خام گھریلو پیداوار میں کمی، توازن ادائیگی میں منفی عدم توازن حکومت کا بجٹ میں خسارہ ہوتا ہے۔ اس طرح سے معیشت میں جمود کے ساتھ ساتھ افراط زر کے حالات بھی پائے جاتے ہیں اس کو جمودی افراط زر یا Stagflation کہتے ہیں۔ لیکن یہ فلپس خط کے نظریے کو بالکل بھی مطمئن نہیں کرتا کیونکہ فلپس خط کے مطابق جب بیروزگاری میں اضافہ رہتا ہے تو زوری اجرتوں کی شرح میں کمی رہتی ہے اور اگر بیروزگاری میں کمی رہتی ہے تو زوری اجرتوں کی شرح میں زیادتی رہتی ہے۔

جمودی افراط زر یا Stagflation لفظ کو سب سے پہلے لائن میکلیڈ Iain Macleod نے استعمال کیا وہ ہندوستان میں برٹش دور حکومت میں اچھے عہدے پر فائز تھا۔ 1965 میں اس نے اپنی ایک تقریر میں اس مسئلے کے بارے میں کہا تھا۔ اس کے مطابق یہ ایک ایسی معاشی حالت ہے جہاں معیشت میں افراط زر کی شرح میں اضافے کے ساتھ ساتھ بیروزگاری کے حالات پائے جاتے ہیں۔ اس کا اہم سبب Supply shock ہے۔ 1970 کے دوران یہ دیکھا گیا کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک نے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جس کی وجہ سے خام مال کی قیمت بڑھ گئی، مزدوروں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا معاشی ترقی میں کمی، بیروزگاری میں اضافہ، افراط زر میں اضافہ معیشت میں یہ تمام مسائل ایک ساتھ آجاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ معیشت رک گئی ہے اور ایسے حالات کو جمودی افراط زر کہتے ہیں۔

جمودی افراط زر کا سبب مجموعی رسد میں کمی یا محدود ہو جانا ہے۔ جب مجموعی رسد میں کمی ہو جاتی ہے تو قیمتوں کی سطح میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور مجموعی رسد میں کمی کا سبب محنت کی رسد میں کمی ہو جانا ہے۔ دوسری وجہ مرکزی، ریاستی اور مقامی حکومتوں کی جانب سے بالواسطہ محاصل میں اضافہ جس کی وجہ سے مجموعی رسد میں کمی کے سبب قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور پیداوار، روزگار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جب حکومت محاصل میں اضافہ کرتی ہے تو عوام کی حقیقی قوت خرید حکومت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اس کے نتیجے میں مجموعی طلب گھٹ جاتی ہے اور پیداوار، روزگار پر مخالف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

جمودی افراط زر کو دور کرنے کے لیے سب سے پہلے کم ترین قانونی اجرتوں کی سطح کو قائم اور برقرار کرنا ہے اور ٹیکس پر مشتمل آمدنی پالیسیوں پر عمل کرنا ہو گا۔ پیداواری اضافے سے زرعی اجرتوں میں اضافے کو محدود کرنا ہو گا اور آخر میں شخصی اور کاروباری محاصل کو گھٹانا تاکہ یہ عوامل محنت کے مصارف کو گھٹاتے ہیں اور اس طرح یہ عوامل محنت میں اضافہ کرتے ہیں۔

ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک میں اس قسم کی معاشی حالت 70 اور 80 کی دہے میں رونما ہوئی تھی۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس میں معیشت افراط زر کی ایک اونچی شرح کے ساتھ ساتھ بے روزگاری کے تجربے سے بھی گزرتی ہیں۔ جس میں بعض سیکٹرز یا شعبوں میں ٹھہراؤ اور کسادبازی کے حالات پائے جاتے ہیں تو بعض دوسرے سیکٹرز افراط زر کے رجحانات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی کیفیت کو جمودی افراط زر Stagflation کہتے ہیں۔



تصویر 13.3 میں OX محور پر پیداوار کی مقدار اور OY محور پر قیمت کی سطح کو لیا گیا ہے۔ AS_1 اور AS_2 مجموعی رسد کے خطوط ہیں AD مجموعی طلب کا خط ہے۔ ابتدا میں مجموعی رسد AS_1 قیمت P_1 اور پیداوار کی مقدار Q_1 پر نقطہ E_1 پر توازن پایا جاتا ہے۔ جب قیمت کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے تو پیداوار میں کمی رہتی ہے تو نقطہ توازن E_1 سے E_2 کی طرف منتقل ہوتا ہے اور قیمت کی سطح P_1 سے P_2 کی طرف منتقل ہوتی ہے اور پیداوار کی مقدار Q_1 سے کم ہو کر Q_2 کی جانب منتقل ہوتی ہے۔

13.7.1 جمودی افراط زر کے اسباب (Causes of Stagflation)

1. **Supply Shock: 1970 – 80** کے دہے میں **OPEC Countries** تیل کی پیدا کرنے والے ممالک نے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جس کی وجہ سے خام مال کی قیمت بڑھ گئی، مزدوروں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا معاشی ترقی میں کمی، پیداوار میں کمی کے سبب معیشت میں جمود کے ساتھ افراط زر کے حالات پیدا ہو گئے۔
2. افراط زر بسبب لاگت (**Cost Push Inflation**): جب تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہو تو حمل و نقل کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو جس کی وجہ سے لاگتوں میں اضافہ ہو اور افراط زر کی وجہ بن گئے۔
3. کم پیداواری (**Low Productivity**): جمودی افراط زر کے حالات میں ٹریڈ یونین مضبوط ہونے کی وجہ سے اور مزدوروں کے نئے قوانین پر عمل آوری کی وجہ سے مزدوروں کی پیداواری پر اثر پڑا مزدور زیادہ شرح اجرت کی طلب کرنے لگے۔
4. حکومت کی پابندیوں میں اضافہ (**Excessive Regulations**): جمودی افراط زر کے حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے حکومت نے کئی پابندیاں عائد کیں جس کی وجہ سے رسد میں کمی ہوئی اور طلب میں اضافہ ہو جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

5. سماجی فلاح کے اسکیمس (Social Benefit Schemes): حکومت کی جانب سے شروع کی گئیں سماجی بھلائی کی مختلف اسکیموں کی وجہ سے افراد کے پاس زر کی رسد میں اضافہ ہوا تب اشیا کی طلب میں بھی اضافہ ہوا لیکن اشیا کی رسد میں اس کے مطابق اضافہ نہیں ہوا۔

6. ٹیکس کی شرح میں اضافہ (Higher Taxes): جب حکومت کی جانب سے شروع کی گئی اسکیموں کی وجہ سے حکومت کے خرچ میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کی بھرپائی کے لیے حکومت ٹیکس کی شرح میں اضافہ کرتی ہے۔

7. پالیسیوں میں تبدیلیاں (Policy Changes): ہندوستان کی معیشت Democratic ہے جس میں حکومت معاشی ترقی کے لیے کئی طرح کی پالیسیاں شروع کرتی ہے جس میں بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مختلف پروگرامس کے ذریعے ان کو پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کسانوں کو قرض کی سہولتیں فراہم کرنا بعض اوقات قدرتی آفات کی وجہ سے فصل اگر خراب ہو جائے تو حکومت کسانوں کے قرض کو معاف کر دیتی ہے اسی طرح اور بھی عوامی خرچ کی وجہ سے حکومت کے خرچ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے حکومت کی پالیسیوں میں تبدیلیوں کی وجہ سے عوامی خرچ اضافہ ہو رہا ہے لیکن اسی شرح سے معاشی ترقی اور پیداوار میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔

13.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ

- افراط زر کے تصور کو بیان کر سکیں۔
- افراط زر کی اقسام کو بتائیں۔
- افراط زر کے اسباب کی وضاحت کر سکیں۔
- افراط زر کے اثرات سے واقف ہو جائیں۔
- جمودی افراط زر کے تصور کی تشریح کر سکیں۔

13.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

- زری اجرتیں: Money wages - اجرتیں بشکل نقد۔
- حقیقی اجرت: Real wages - صد فیصد مزدوری میں خریدی گئی اجناس یا اجرت۔
- آزاد بازار میکانزم: Free Market Mechanism - ایسا نظام جہاں قیمتوں کا تعین طلب اور رسد کے ذریعہ ہوتا ہے۔

13.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

13.10.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ----- سے مراد اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔
 2. اشیا کی قیمتوں میں ایک سال میں 100% سے زیادہ اضافہ ہونے کو ----- افراط زر کہتے ہیں۔
 3. کھلا ہوا افراط زر میں حکومت قیمتوں پر ----- کرتی ہے
 4. افراط زر کے حالات میں حکومت پر ----- اثر پڑتا ہے۔
 5. افراط زر کی وجہ سے قرض دہندوں کو فائدہ اور مقروض کو نقصان ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)
 6. مکمل روزگار کے حالات تک افراط زر کی وجہ سے پیداوار پر مثبت اثر پڑتا ہے۔ (صحیح / غلط)
 7. جمودی افراط زر سے مراد معیشت افراط زر کے ساتھ بیروزگاری کے تجربے سے گزرتی ہیں۔ (صحیح / غلط)
 8. عالمین پیداوار کی لاگت میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافے کو کہتے ہیں۔
- (a) افراط زر بسبب طلب (b) افراط زر بسبب اجرت
(c) افراط زر بسبب لاگت (d) ساختی افراط زر
9. قیمتوں میں ہر سال 3% تک کا اضافہ ہونا کہلاتا ہے۔
 - (a) سرپیٹ دوڑتا افراط زر (b) پیدل افراط زر
(c) ریگتا افراط زر (d) دوڑتا افراط زر
10. بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے سب سے زیادہ نقصان ہوتا ہے۔
 - (a) زمین دار (b) کسان جن کے ذاتی کھیت ہیں
(c) کوئی نہیں (d) زرعی مزدور

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(d)	(c)	(c)	صحیح	صحیح	غلط	مثبت	قابو نہیں	سرپیٹ دوڑتا	افراط زر	

13.10.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. افراط زر سے کیا مراد ہے؟
2. افراط زر کی متوازن سطح کیا ہونی چاہئے؟
3. افراط زر بسبب طلب کسے کہتے ہیں؟

4. افراط زر بسبب لاگت کے بارے میں لکھیں؟

5. افراط زر کا عوام کے مختلف طبقات پر کیا اثر پڑتا ہے؟

13.10.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. افراط زر سے کیا مراد ہے؟ اس کی اقسام کو تفصیلی طور پر بیان کریں۔

2. افراط زر کے اسباب کی تشریح کریں۔

3. افراط زر کے اثرات کی وضاحت کریں۔

13.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Davidson, P. (2011). *Post Keynesian Macroeconomic Theory* (2nd ed.).
2. Gupta, S.B. (2010). *Monetary Economics*. Delhi: S Chand and Co.
3. Jha, R. (2019). *Contemporary Macroeconomic Theory and Policy*. New Age International Pvt. Ltd.



اکائی 14: افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان تعلق – فلپس خط

(Relationship Between Inflation and Unemployment – Phillips Curve)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	14.0
مقاصد (Objective)	14.1
افراط زر اور بے روزگاری کے مابین تعلق	14.2
(Relationship between Inflation and Unemployment)	
فلپس خط (Phillips Curve)	14.3
جمودی افراط زر (Stagflation)	14.4
افراطی خلا (Inflationary Gap)	14.5
تفریطی خلا (Deflationary Gap)	14.6
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	14.7
کلیدی الفاظ (Keywords)	14.8
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	14.9
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	14.9.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	14.9.2
طویل مدتی جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	14.9.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	14.10

14.0 تمہید (Introduction)

افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ ان کے درمیان منفی تعلق پایا جاتا ہے یعنی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے بے روزگاری میں کمی رہے گی اور قیمتوں میں کمی کی وجہ سے بے روزگاری میں اضافہ رہے گی۔ A.W. Philips نے افراط زر اور

بیروزگاری کے درمیان کے تعلق کو بہتر انداز سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس اکائی میں افراط زر کا مفہوم 'افراط زر اور بیروزگاری کے درمیان تعلق کو اور اس کے متعلقہ فلپس خط کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

14.1 مقاصد (Objective)

- اس اکائی کا مقصد بیروزگاری اور افراط زر کے درمیان کے تعلق کو سمجھانا ہے۔ اس اکائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- افراط زر اور بیروزگاری کے درمیان تعلق کی وضاحت کر سکیں گے۔
 - فلپس خط کی تشریح کر سکیں گے۔
 - جمودی افراط زر کے تصور کو بتا سکیں گے۔
 - افراطی خلاء کا مفہوم سمجھا سکیں گے۔

14.2 افراط زر اور بیروزگاری کے مابین تعلق

(Relationship between Inflation and Unemployment)

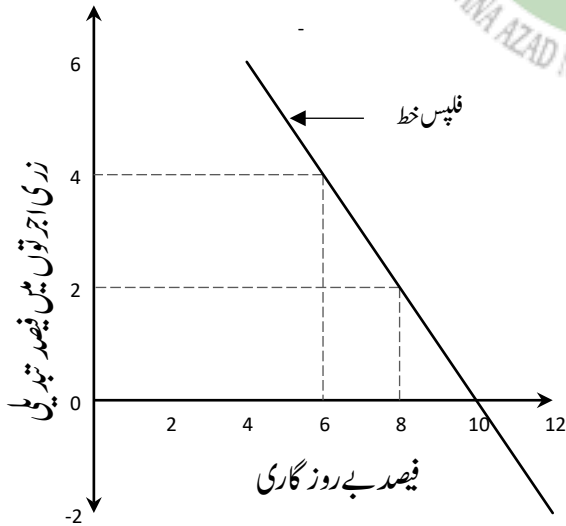
افراط زر سے مراد زر کی رسد میں اضافہ، زر کی قدر میں کمی یا قیمتوں میں اضافہ ہے اور بے روزگاری سے مراد افراد کام کرنے کے لیے تیار ہوں اور کام کی تلاش میں ہوں لیکن انہیں کام کا نہ ملنا۔ کسی بھی ملک کی معیشت کے لیے بے روزگاری ایک سنگین مسئلہ ہے۔ بے روزگاری انسانی وسائل کے بیکار اور ضائع جانے والی مقدار کی پیمائش کا ایک پیمانہ ہے۔ کام کے ذریعے آمدنی کمانے کے مواقع فراہم کرنے میں ناکامی سے بیروزگاری کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح معیشت میں ایک اور مسئلہ جو ہر شخص کو خوف زدہ کر دیتا ہے وہ افراط زر ہے۔ افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان ہمیشہ سے منفی تعلق پایا جاتا ہے۔ اگر افراط زر میں اضافہ ہوتا ہے یعنی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو بے روزگاری میں کمی رہتی ہے اور بے روزگاری کی سطح میں اضافہ رہے گا تو افراط زر یعنی قیمتوں کی سطح میں کمی رہتی ہیں۔ افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان پائے جانے والے رشتے کو فلپس خط کی مدد سے سمجھا جاسکتا ہے۔

14.3 فلپس خط (Phillips Curve)

فلپس خط افراط زر اور بیروزگاری کے درمیان موجود منفی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ فلپس خط کو *A.W. Philips* نے 1958 میں پیش کیا۔ فلپس ایک تجربہ جو کہ UK میں کیا گیا اس نے اپنے تجربے میں زرعی اجرتوں کی شرح اور بیروزگاری کے درمیان پائے جانے والے تعلق کی تشریح کی۔ اس کے مطابق ان دونوں کے درمیان منفی تعلق پایا جاتا ہے یعنی جب بیروزگاری میں اضافہ رہتا ہے تو زرعی اجرتوں کی شرح میں کمی رہتی ہے اور اگر بیروزگاری میں کمی رہتی ہے تو زرعی اجرتوں کی شرح میں زیادتی رہتی ہے اس سے قبل کینزی دور میں کینز نے کہا تھا کہ اگر معیشت میں کساد بازاری کے حالات پائے جاتے ہیں تو مناسب عوامی پالیسی کو اختیار کرتے ہوئے حکومت کو عوامی خرچ میں اضافہ

کرنا پڑے گا کیونکہ حکومت قرض لیکر اس کام کو انجام دے سکتی ہے۔ جس کی وجہ سے سرمایہ کاری میں اضافے سے روزگار میں اضافہ ہوگا۔ اب رہی بات افراط زر کی تو کینزی نقطہ نظر سے افراط زر میں اس وقت تک اضافہ نہیں ہوگا جب تک سرمایہ کاری میں اضافہ نہ ہو اور جب تک ملک کی معیشت مکمل روزگار کی سطح تک نہ پہنچ جائے گی تب تک سرمایہ کاری میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوگا۔ لیکن جب معیشت مکمل روزگار کی سطح کو پہنچ جاتی ہے تب اگر سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا تو پیداوار میں اضافہ نہیں ہوگا بلکہ بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوگا جس کو کینزی نے افراطی خلا *Inflationary gap* سے موسوم کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کینزی نقطہ نظر سے اگر کسی معیشت میں کساد بازاری کے حالات پائے جاتے ہیں تو حکومت کو چاہیے کہ وہ عوامی خرچ میں اضافہ کرے اس سے نہ صرف پیداوار میں اضافہ ہوگا بلکہ روزگار میں بھی اضافہ ہوگا اور افراط زر اس وقت تک نہیں بڑھے گا جب تک معیشت مکمل روزگار کی سطح تک نہ پہنچ جائے۔

عالمی کساد بازاری کے وقت کینزی کے اس نقطہ نظر کو دوسری عالمی جنگ سے پہلے *New Deal Policy of president* نے اپنایا تاکہ معیشت میں موجود کساد بازاری کو دور کیا جاسکے لیکن اسی درمیان 1958 میں *A.W. Philips* جو نیوزیلیئنڈ کے باشندہ تھے اور *London School of Economics* کے پروفیسر تھے انھوں نے اپنے ایک مطالعے میں جس کا نام *UK data on Unemployment and Wage Inflation* میں تجرباتی شہادت کی بنیاد پر زری اجرتوں کی شرح اور بیروزگاری کی شرح کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو سمجھا یا۔ ان کے مطابق 1861 سے 1957 کے درمیان کے وقفے کے اعداد و شمار کو لیا جائے اور اس کا ایک *Scatter Diagram* تیار کیا جائے تو انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ روزگار میں اضافہ کرنا ہے تو افراط زر کو برداشت کرنا پڑے گا اور اگر افراط زر کو کنٹرول کرنا ہے تو بیروزگاری کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ افراط زر اور بیروزگاری کے درمیان منفی تعلق پایا جاتا ہے یعنی افراط زر کی شرح میں کمی ہوتی ہے تو بیروزگاری میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے برخلاف جب افراط زر کی شرح میں اضافہ بیروزگاری میں کمی ہوتی ہے۔ اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں جیسے کہ بڑھتی ہوئی کاروباری سرگرمی کے زمانے میں جب کہ بے روزگاری کی سطح کم ہوتی ہے تو مزدوروں کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس وقت تاجر



تصویر 14.1: فلپس خط

بھی اونچی شرح اجرت ادا کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

1958 میں اکٹھا کئے گئے اعداد و شمار کا نتیجہ یہ نکالا گیا۔ اس کی وجہ سے ایک نئی پالیسی نقطہ نظر سامنے آیا اور یہ ایسا اس لیے ہے کہ معیشت میں بے روزگاری پائی جاتی ہے کیونکہ معیشت میں کساد بازاری کے حالات پائے جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں حکومت پر دباؤ بڑھے گا کہ معیشت کو کساد بازاری سے باہر لائے حکومت اپنی عوامی پالیسی میں تبدیلی لاتے ہوئے عوامی خرچ میں اضافہ کرے گی۔ اور جب حکومت عوامی

خرچ میں اضافہ کرتی ہے تو مجموعی طلب میں اس کی وجہ سے اضافہ ہو گا۔ صرف میں اضافہ ہو گا تب بیروزگاری میں کمی ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں مزدوروں کی طلب میں اضافہ اور رسد میں کمی واقع ہو رہی ہے جس کی وجہ سے مزدور زیادہ شرح اجرت کی طلب کریں گے اور نتیجتاً شرح اجرت میں اضافہ ہو گا اور شرح اجرت میں اضافہ ہو گا تو لاگت پیداوار میں اضافہ ہو گا اور اس کی وجہ سے اشیا کی قیمتوں میں اضافہ ہو گا۔

اس کے علاوہ مزدوروں کی طلب زیادہ اور بیروزگاری کی سطح کم ہوتی ہے تو اس وقت تاجر زیادہ شرح سے اجرتیں ادا کرتے ہیں۔ اور جب کساد بازاری کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں تو تاجر اونچی شرح اجرت ادا کرنے کے موقف میں نہیں رہتے مزدوروں کی طلب میں کمی، رسد میں زیادتی اور بیروزگاری کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ فلپ خط کو تصویر 14.1 میں دکھایا گیا ہے جہاں X محور پر بے روزگاری کے فیصد کو اور Y محور پر زری اجرتوں میں فیصد تبدیلی کو بتایا گیا ہے۔ PC فلپ خط ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بیروزگاری کی شرح میں کمی کے ساتھ زری اجرتوں کی فیصد میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب بیروزگاری کی شرح 8% ہے تو اجرت میں تبدیلی کی شرح 2% ہے۔ اگر بیروزگاری کی شرح 8% سے گھٹ کر 6% ہوگی تو زری اجرتوں میں اضافے کی شرح 2% سے بڑھ کر 4% ہوگی ہے۔ اور اگر بیروزگاری کی شرح 10% ہے تو اجرتوں میں اضافے کی شرح صفر ہے۔

فلپ خط پر مختلف ماہرین معاشیات نے مختلف تنقیدیں کی ہیں کہ اس کا اطلاق قلیل مدت پر ہوتا ہے۔ ملٹن فریڈمین کے مطابق افراط زر اور بیروزگاری کے درمیان باہمی ربط نہیں ہے یعنی کوئی تعلق نہیں پایا جاتا ہے۔

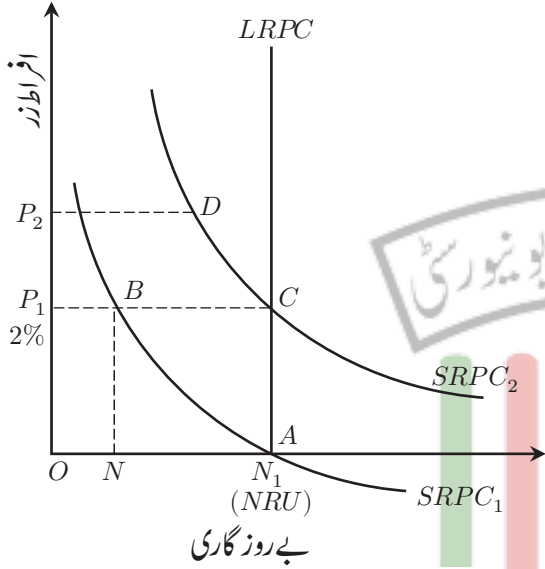
14.4 جمودی افراط زر (Stagflation)

1970 کے بعد معیشت میں افراط زر کے ساتھ ساتھ بیروزگاری کے حالات بھی پائے گئے۔ اسکو جمودی افراط زر یا Stagflation کہتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں معیشت افراط زر کی ایک اونچی شرح کے ساتھ ساتھ بیروزگاری کے تجربے سے گزرتی ہے۔ اس کو افراطی سرد بازاری بھی کہتے ہیں۔ اسکی اہم وجہ مجموعی رسد کا محدود ہو جانا ہے۔ ایسی صورت کو Breakdown of Philips curve بھی کہتے ہیں۔ جب مجموعی رسد میں کمی ہو جاتی ہے تو پیداوار اور روزگار میں کمی ہو جاتی ہے اور قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مجموعی رسد میں کمی کی اصلی وجہ محنت کی رسد کا محدود ہو جانا ہے۔ محنت کی رسد میں اضافہ کرنے کے لیے طاقتور مزدور یونینوں کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ زری اجرتوں کی شرح میں اضافہ ہو۔ جب اجرتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو پیداواری فرس، پیداوار یا روزگار میں کمی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں حقیقی آمدنی اور صارف کے خرچ میں کمی ہو جاتی ہے۔ چونکہ صرف میں کمی، حقیقی آمدنی میں کمی کے مقابلے میں کمی ہوگی اشیا کی طلب میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں میں بھی اضافہ ہو گا۔

جب حکومت ٹیکسوں میں اضافہ کرتی ہے تو بالواسطہ محاصل میں اگر اضافہ کیا جاتا ہے تو مجموعی رسد میں کمی ہوگی اس کی وجہ سے قیمتوں کی شرح میں اضافہ ہو گا اور پیداوار اور روزگار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی، ریاستی اور مقامی حکومتوں کی جانب سے ٹیکسوں میں اضافے کی وجہ سے عوام کی حقیقی قوت خرید، حکومت کی جانب منتقل ہوتی ہے جس کی وجہ مجموعی طلب میں کمی ہو جاتی ہے اور

پیداوار اور روزگاری پر اس کے منفی اثر مرتب ہوتے ہیں۔ اور اگر حکومت عوامی خرچ میں اضافہ کرتی ہے تو اس سے مجموعی طلب میں اضافے کی وجہ سے قیمتوں کی سطح میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مختلف ماہرین معاشیات مثلاً ملٹن فریڈمین، فلپس نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ کسی بھی معیشت میں قلیل مدتی فلپس خط (Short run Phillips curve) کئی ہوں گے اور ایک طویل مدتی فلپس خط (Long run Phillips curve) ایک ہی ہو گا۔ اس کو تصویر 14.2 کی مدد سے بتایا جاسکتا ہے۔



تصویر 14.2: قلیل مدتی اور طویل مدتی فلپس خطوط

مندرجہ بالا شکل میں OX محور پر بیروزگاری اور OY محور افراط زر

کو بتایا گیا ہے $SRPC_1$ (First Short Run Phillips Curve) پہلا

قلیل مدتی فلپس خط ہے اور $SRPC_2$ دوسرا قلیل مدتی فلپس خط ہے۔ اور

(Natural Rate of unemployment) NRU بیروزگاری کی وہ شرح

جہاں پر افراط زر صفر ہو جاتا ہے۔ بیروزگاری کی یہ سطح 10% بھی 6% بھی

ہو سکتی ہے اور یہ سطح بیروزگاری کی سب سے اونچی سطح رہے گی جس کی وجہ سے

معیشت میں بے چینی بڑھے گی جس کی وجہ سے حکومت عوامی خرچ میں اضافہ

کرے گی نتیجتاً بیروزگاری میں کمی ہوگی کیونکہ سرمایہ کاری میں اضافہ سے مجموعی

طلب میں اضافہ ہوتا ہے روزگاری سطح میں اضافہ ہوتا ہے اور بیروزگاری کی

سطح میں کمی N_1 سے N تک ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے قیمتوں میں P_1 تک اضافہ ہوتا ہے۔ یعنی افراط زر میں 2% کا اضافہ ہوتا ہے اور اس اضافے کی وجہ یہ ہے کہ افراد کو روزگار پر لگاتے ہیں تو مزدوروں کی طلب میں اضافہ ہو گا اور رسد میں کمی ہو جائے گی جس کی وجہ سے افراط زر میں 2% تک کا اضافہ ہو گا۔ معیشت جب اس پر پہنچتی ہے تو اس کا رجحان کس جانب ہو گا یہ فریب زریا $Money illusion$ پر منحصر ہوتا ہے۔

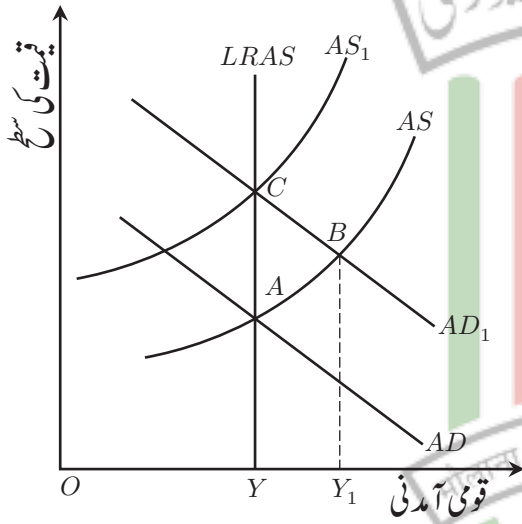
فریب زر سے مراد افراد اگر صرف زری اجرت یعنی $Nominal Wage$ کو دیکھتے ہیں مثلاً شرح اجرت میں اضافہ 10,000 روپے سے بڑھ کر 15000 ہو گئی ہو تو مزدوروں کی شرح اجرت میں اضافہ ظاہری طور پر بڑھ جاتا ہے۔ مزدور یہ نہیں دیکھ رہا ہے کہ کیا یہ شرح اجرت میں حقیقت میں اضافہ ہوا ہے یعنی 10000 سے 15000 روپے یعنی 50% کا اضافہ کیا اس کے ساتھ ساتھ قیمتوں میں بھی اسی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے اگر ہاں تو ایسی صورت مزدوروں کی حقیقی شرح اجرت میں اضافہ % رہے گا۔ ظاہری طور پر نظر آتا ہے کہ شرح اجرت میں اضافہ ہوا ہے لیکن حقیقت میں شرح اجرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور معیشت دوبارہ NRU (Natural Rate of Unemployment) کے نقطہ نظر پر آجائے گی کیونکہ جب قیمتوں میں اضافہ رہے گا تو اس کو کنٹرول کرنے کے لیے عوامی خرچ میں اضافہ ہو گا۔ اگر معیشت میں $Money illusion$ ہے تو معیشت نقطہ A سے B پر پہنچ کر دوبارہ پھر نقطہ B سے نقطہ A کی جانب پہنچ جائے گی اور

افراط زر دوبارہ صفر پر آجائے گا۔

اس کے برخلاف اگر معیشت میں *Absence of money illusion* یعنی *Money illusion* موجود نہیں ہے تب افراد یا مزدوروں کو یہ معلوم رہے گا کہ ان کی تنخواہ یا شرح اجرت میں اضافہ کتنا ہوا اور انک اس سے کتنا اضافہ حاصل ہوا ہے۔ ایسی صورت میں مزدور شرح اجرت میں اضافہ کرنے کی طلب کریں گے اور معیشت پھر اسی *NRU* پر واپس آجائے گی اور اس بار وہ افراط زر کو اپنے ساتھ لیکر آئے گی افراط زر واپس *B* سے *A* کی جانب حرکت کرنے کے بجائے *B* سے *C* کی جانب حرکت کرے گا یعنی اب بھی معیشت *NRU* نقطہ پر موجود ہے۔ لیکن یہاں پر افراط زر کے ساتھ موجود ہے یہاں افراط زر باقی رہے گا۔ اور اس طرح سے یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور یہ نقطہ *C* سے *D* کی جانب منتقل ہو جائے گا اور *LRPC* (Long Run Phillips Curve) طویل مدتی فلپس خط میں تبدیل ہو جائے گا۔

جمودی افراط زر کے تصور کو مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے نقطہ نظر سے بھی بتایا جاسکتا ہے جس کو تصویر 14.3 کی مدد سے

سمجھایا گیا ہے۔



تصویر 14.3: جمودی افراط زر

تصویر میں *OX* محور پر قومی آمدنی کو بتایا گیا ہے اور *OY* پر قیمت کی سطح کو بتایا گیا ہے *AD* قلیل مدتی خط طلب ہے اور معیشت نقطہ *A* پر توازن کی حالت میں ہے اور اس نقطہ پر آمدنی کی سطح *Y* ہے اور اس آمدنی کی سطح پر بے روزگاری پائی جاتی ہے۔ اس وقت حکومت کی جانب سے عوامی خرچ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور مجموعی طلب *AD* سے *AD1* ہو جاتی ہے اور اب معیشت نقطہ *Y1* پر توازن کی حالت میں رہے گی افراد یا مزدور تنخواہ یا شرح اجرت میں اضافہ طلب کریں گے جس کی وجہ سے لاگت پیداوار میں اضافہ ہو گا اور مجموعی رسد میں سکڑاؤ یا کمی ہو جائے گی جس کی

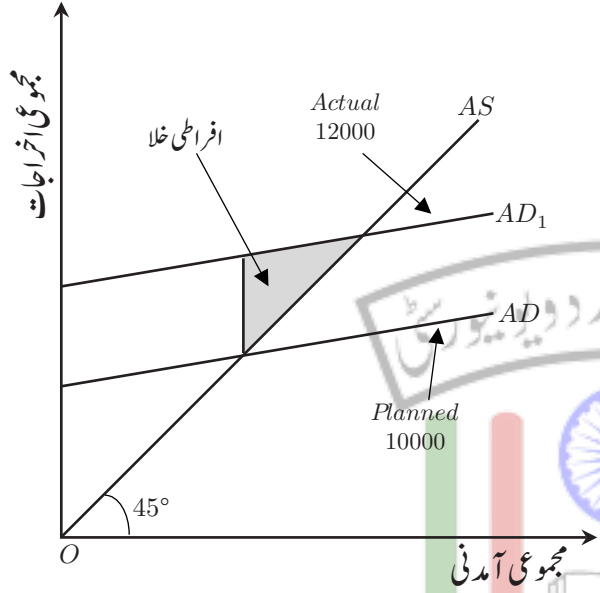
وجہ سے نقطہ توازن *A* سے *B* پر اور *B* سے *C* پر پہنچ جائے گا اور قیمت کی سطح *P* سے *P1* ہوگی۔ اس طرح سے جمودی افراط زر کے حالات پیدا ہو جائیں گے۔ جمودی افراط زر کو دور کرنے کے لیے چند اقدامات اٹھانے پڑیں گے جو حسب ذیل ہیں۔

پیداوار میں اضافہ سے زرعی اجرتوں میں اضافے کو محدود کرنا ہوگا۔

- ٹیکس پر مبنی آمدنی پالیسیوں پر عمل کرنا۔
- کم ترین قانونی اجرتوں کی سطح کو برقرار رکھنا۔
- شخصی اور کاروباری محاصل کو گھٹانا اس کی وجہ ہے کہ اس طرح کے محاصل محنت یا مزدور کے مصارف کو کم کرتے ہیں اور طلب میں اضافہ کرتے ہیں۔

14.5 افراطی خلا (Inflationary Gap)

افراطی خلا کے تصور کو کیزنز نے پیش کیا۔ کیزنز کے مطابق کسی معیشت میں اگر مجموعی طلب میں مجموعی رسد کی بہ نسبت اضافہ رہے گا یعنی مجموعی طلب میں اضافہ رہے گا بہ نسبت مجموعی رسد کے ایسی صورت حال میں قیمتوں کی سطح میں اضافہ رہے گا۔ ایسے حالات کو افراطی خلا *Inflationary Gap* کہتے ہیں۔



تصویر 14.4: افراطی خلا

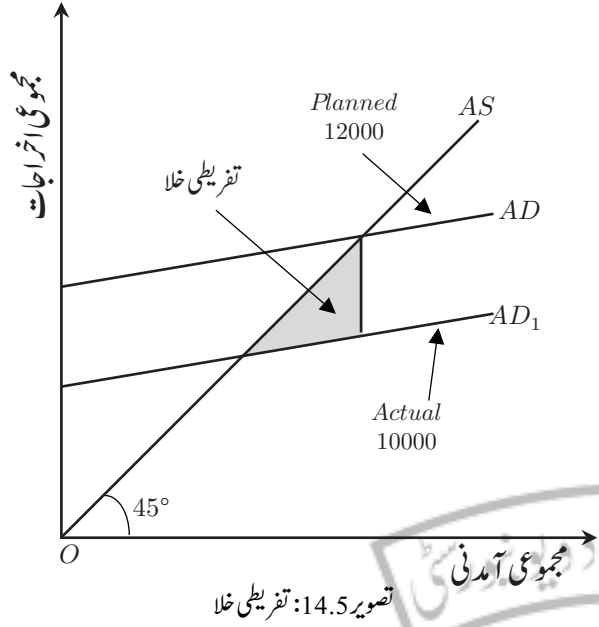
اس کو ایک مثال کے ذریعے سمجھا سکتے ہیں کہ فرض کرو کہ معیشت میں مکمل روزگار کے حالات موجود ہے اور اس وقت اس حالات میں یہ امید کی جاتی ہے کہ مجموعی طلب میں 10000 کروڑوں روپے کا اضافہ ہو گا لیکن حقیقت میں مجموعی طلب میں اضافہ اس سے زیادہ 12000 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے۔ تب قیاسی اور حقیقی مجموعی طلب کے درمیان جو خلا پائی جاتی ہے اس خلا کو افراطی خلا یا *Inflationary Gap* کہا جاتا ہے۔ جس میں مکمل روزگار کی حالات میں حقیقی مجموعی طلب، قیاسی مجموعی طلب کی بہ نسبت زیادہ رہتی ہے جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ رہتا ہے۔ اس کو ہم تصویر 14.4 کے ذریعے بھی بتا سکتے ہیں۔ تصویر میں *AS* مجموعی رسد (Aggregate Supply) خط ہے۔ *AD* قیاسی مجموعی طلب کا خط ہے اور *AD1* حقیقی مجموعی طلب کا خط ہے۔ کسی معیشت میں مکمل روزگار موجود ہے ایسی صورت میں یہ پلان کیا جاتا ہے یا قیاس کیا جاتا ہے کہ مجموعی طلب 10000 کروڑ ہوگی۔ لیکن حقیقت میں مجموعی طلب میں اس سے زیادہ اضافہ 12000 کروڑ روپیہ ہے تب ان دونوں خطوط کے درمیان جو *Gap* خلا پایا جاتا ہے اس کو افراطی خلا کہتے ہیں جس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

14.6 تفریطی خلا (Deflation Gap)

جب کسی معیشت میں مجموعی طلب مجموعی رسد کی بہ نسبت کم رہے گی یعنی مجموعی طلب میں کمی رہے گی بہ نسبت مجموعی رسد کے ایسی صورت میں قیمتوں کی شرح میں بھی کمی واقع ہوگی اور ایسے حالات کو تفریطی خلا *Deflation Gap* کہا جاتا ہے۔

$$AD < AS$$

فرض کریں کہ معیشت میں مکمل روزگار کے حالات پائے گئے ہیں اور یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ ان حالات میں مجموعی طلب 12000 کروڑ روپے رہے گی لیکن حقیقت میں مجموعی طلب میں کمی رہے گی اور حقیقی مجموعی طلب 10000 روپے رہے گی تب اس قیاسی اور حقیقی



مجموعی طلب کے درمیان جو خلا پائی جاتی ہے اس خلا کو تفریطی خلا
 Deflation Gap کہتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں قیمتوں میں کمی
 رہتی ہے اس کو تصویر 14.5 کی مدد سے بتا سکتے ہیں۔

تصویر میں AS مجموعی رسد کا خط ہے اور AD قیاسی مجموعی
 طلب خط ہے جو 12000 کروڑ روپے ہیں اور AD₁ حقیقی مجموعی طلب
 کا خط ہے جو 10000 کروڑ روپے ہے۔ مکمل روزگار کی حالات میں یہ
 فرض یا قیاس کیا جاتا ہے کہ مجموعی طلب میں 12000 کروڑ روپے کا
 اضافہ ہو گا لیکن حقیقت میں مجموعی طلب میں اتنا اضافہ نہیں ہوتا
 ہے۔ مجموعی طلب میں 10000 کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے تب ان دونوں
 خطوط (AD, AD₁) کے درمیان کے Gap یا خلاء کو تفریطی خلا
 Deflation Gap کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے قیمتوں کی سطح میں کمی رہتی ہے۔

14.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ

- افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان تعلق کی وضاحت کر سکیں گے۔
- فلیس خط کے تصور کو پیش کر سکیں گے۔
- جمودی افراد زر کے تصور کی تشریح کر سکیں گے۔
- افراطی خلا کا مفہوم سمجھ جائیں گے۔
- تفریطی خلا کے تصور کو بیان کر سکیں گے۔

14.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

مجموعی طلب	: Aggregate Demand - معیشت میں پیدا ہونے والی اشیا اور خدمات کی طلب کی کل مقدار۔
مجموعی رسد	: Aggregate Supply - معیشت کے اندر پیدا ہونے والی اشیا اور خدمات کی کل رسد۔
قیمت کی سطح	: Level of price - بازار میں فروخت ہونے والے تمام سامان اور خدمات کی اوسط قیمت۔
شرح اجرت	: Wage Rate - کارکنان یا محنت کے معاوضے کی شرح

14.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

14.9.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. افراط زر اور بے روزگاری میں..... تعلق پایا جاتا ہے۔
2. ----- کے ذریعے افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان تعلق کو بتایا جاتا ہے۔
3. Phillips کے مطابق کسی معیشت میں اگر افراط زر میں اضافہ رہے گا تو بے روزگاری میں ----- رہے گا۔
4. افراط زر کے ساتھ ساتھ بے روزگاری کے حالات اگر پائے جاتے ہیں تو اس کو ----- کہتے ہیں۔
5. افراط زر اور بے روزگاری میں مثبت تعلق پایا جاتا ہے۔ (صحیح / غلط)
6. افراط زر کے تصور کو الفرڈ مارشل نے پیش کیا۔ (صحیح / غلط)
7. افراطی خلاء یعنی $AD > AS$ ۔ (صحیح / غلط)
8. تفریطی خلاء سے مراد:
 - (a) $AD > AS$
 - (b) $AD < AS$
 - (c) $AD = AS$
 - (d) $AD = AS = 0$
9. افراطی خلائیں مجموعی طلب مجموعی رسد کی بہ نسبت:
 - (a) زیادہ
 - (b) کم
 - (c) مساوی
 - (d) صفر

9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(a)	(b)	صحیح	غلط	صحیح	جمود	کمی	فلیپس خط	مثبت	

14.9.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. افراط زر اور بے روزگاری کے درمیان کیا تعلق پایا جاتا ہے؟
2. Phillips curve سے کیا مراد ہے؟
3. جمودی افراط زر کا تصور بیان کریں۔
4. تفریطی خلاء کسے کہتے ہیں؟
5. افراطی خلاء کا مفہوم کیا ہے؟

6. جمودی افراط زر کے تصور کو مختصر بیان کریں۔

14.9.3 طویل مدتی جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. افراط زر اور بیروزگاری کے درمیان تعلق کو فلپس خط کے ذریعے وضاحت کریں۔

2. فلپس خط کی تشریح کریں۔

3. جمودی افراط زر سے کیا مراد ہے؟ تفصیلی طور پر بیان کریں۔

4. افراطی خلا اور تفریطی خلا کے درمیان فرق کو واضح کریں۔

14.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Davidson, P. (2011). *Post Keynesian Macroeconomic Theory* (2nd Ed.).
2. Gupta, S.B. (2010). *Monetary Economics*. Delhi: S Chand and Co.
3. Jha, R. (2019). *Contemporary Macroeconomic Theory and Policy*. New Age International Pvt. Ltd.



اکائی 15: مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے کے اقدامات

(Measures to Reduce Inflation and Unemployment)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	15.0
مقاصد (Objectives)	15.1
مہنگائی کم کرنے کے اہم اقدامات (Important Measures to Reduce Inflation)	15.3
زری پالیسی (Monetary Policy)	15.3.1
مالیاتی اقدامات (Fiscal Measures)	15.3.2
دیگر اقدامات (Other Measures)	15.3.3
بے روزگاری کو کم کرنے کے اقدامات (Measures to Reduce Unemployment)	15.4
ہندوستان میں بے روزگاری کو کم کرنے کے پروگرام (Programs to Reduce Unemployment in India)	15.5
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	15.6
کلیدی الفاظ (Keywords)	15.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	15.8
معمروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	15.8.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	15.8.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	15.8.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	15.9

15.0 تمہید (Introduction)

افراط زریا مہنگائی اور بے روزگاری دنیا بھر میں حکومتوں اور پالیسی سازوں کو درپیش دو اہم ترین معاشی چیلنجز ہیں۔ ان تصورات پر پچھلی اکائیوں میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے، حکومتیں اور پالیسی ساز مختلف قسم کے اقدامات بشمول زری پالیسیاں (جیسے شرح سود اور زر کی رسد کو ایڈجسٹ کرنا) اور مالیاتی پالیسیاں (جیسے سرکاری اخراجات اور ٹیکس) لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ساختی اصلاحات (جیسے محنت بازار میں اصلاحات، تعلیم و تربیتی پروگرام، تجارتی پالیسیاں) بھی ان مسائل سے نمٹنے کے لیے استعمال کی جاسکتی ہیں۔

اس اکائی میں، ہم ان مختلف اقدامات کا جائزہ لیں گے جن کا استعمال مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ ہم ان اقدامات کے پیچھے نظریاتی بنیادوں کے ساتھ ساتھ ان کے نفاذ سے وابستہ عملی تحفظات اور چیلنجوں کا جائزہ لیں گے۔ مزید برآں، ہم ان اقدامات سے متعلق کچھ مباحث اور تنازعات بشمول ان کی تاثیریت، غیر ارادی نتائج، اور تقسیم پر اثرات کو تلاش کریں گے۔

15.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں

- قارئین کو ان اقدامات جن کا استعمال مہنگائی اور بے روزگاری سے نمٹنے کے لیے کیا جاسکتا ہے، اور ان اقدامات کو منتخب کرنے اور ان پر عمل درآمد میں شامل تجارتی معاہدوں کے بارے میں جامع تفہیم فراہم کرنا۔
- ان مختلف اقدامات کا ایک جائزہ فراہم کرنا جو حکومتیں اور پالیسی ساز مہنگائی اور بے روزگاری سے نمٹنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
- ان اقدامات کے پیچھے نظریاتی بنیادوں بشمول ان کی ممکنہ تاثیر اور حدود کو تلاش کرنا۔
- ان اقدامات کے نفاذ سے وابستہ عملی تحفظات بشمول ان کے ممکنہ غیر ارادی نتائج اور تقسیم پر اثرات اور چیلنجوں کا جائزہ لینا۔

15.3 مہنگائی کم کرنے کے اہم اقدامات (Important Measures to Reduce Inflation)

افراط زر کو معیشت کے لیے ایک پیچیدہ صورت حال سمجھا جاتا ہے۔ اگر افراط زر ایک اعتدال پسند شرح سے زیادہ شرح سے آگے بڑھ جاتا ہے، تو یہ معیشت کے لیے تباہ کن حالات پیدا کر سکتا ہے۔ لہذا، یہ کنٹرول کے تحت ہونا چاہیے۔ کسی خاص اقدام یا آلے کو استعمال کر کے مہنگائی کو کنٹرول کرنا آسان نہیں ہے۔ ہر اقدام کا بنیادی مقصد معیشت میں زر کی آمد یا بازار میں لیکویڈیٹی یا سیالیت کو کم کرنا ہے۔

افراط زر کو کنٹرول کرنے کے مختلف طریقوں کو عام طور پر تین عنوانات کے تحت گروپ کیا جاتا ہے: زری اقدامات، مالیاتی اقدامات، اور دیگر اقدامات۔ ان تمام عنوانات کا تذکرہ مندرجہ ذیل سرخیوں میں کیا گیا ہے۔

15.3.1 زری پالیسی (Monetary Policy)

زری اقدامات یا مانیٹری اقدامات مہنگائی کو کم کرنے کے لیے اتھارٹی کے ذریعے استعمال کیے جانے والے آلات میں سے ایک ہے۔ مرکزی بینک معیشت میں زری فراہمی کو متاثر کرنے کے لیے مختلف زری آلات استعمال کرتے ہیں، جو افراط زر کو متاثر کر سکتے ہیں۔ یہاں کچھ طریقے ہیں جن سے زری اقدامات افراط زر کو کم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں:

1. کریڈٹ کنٹرول (Credit Control)

کریڈٹ کنٹرول سے مراد معیشت میں کریڈٹ کی دستیابی اور لاگت کو متاثر کرنے کے لیے مختلف مانیٹری پالیسی ٹولز کا استعمال ہے۔ قرض لینے اور قرض دینے کے لیے دستیاب زر کو متاثر کر کے، کریڈٹ کنٹرول افراط زر کی سطح پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مہنگائی کو روکنے کے لیے کریڈٹ کنٹرول کے کچھ طریقے یہ ہیں:

شرح سود میں اضافہ: جب مرکزی بینک شرح سود میں اضافہ کرتا ہے، تو قرض لینا زیادہ مہنگا ہو جاتا ہے، اور صارفین اور کاروبار اپنے اخراجات کو کم کر سکتے ہیں۔ طلب میں اس کمی سے مہنگائی کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، امریکی فیڈرل ریزرو نے افراط زر کے دباؤ کو روکنے کے لیے 2018 میں شرح سود میں اضافہ کیا۔

ریزرو کی ضروریات: ریزرو کے تقاضے ڈپازٹس کے اس حصے کا حوالہ دیتے ہیں جسے بینکوں کو نقد رقم کے طور پر یا مرکزی بینک کے اکاؤنٹس میں ریزرو میں رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں ریزرو ضروریات کی کچھ مثالیں بیان کی گئی ہیں:

(a) کیش ریزرو ریشو (CRR): یہ ڈپازٹس کا وہ فیصد ہے جو بینکوں کو مرکزی بینک کے پاس بطور نقد رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ CRR عام طور پر مرکزی بینک کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے اور ملک اور معاشی حالات کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے۔ یہ ایک مانیٹری پالیسی ٹول ہے جسے مرکزی بینک زر کی رسد کو منظم کرنے اور مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جب مرکزی بینک CRR میں اضافہ کرتا ہے، تو اسے تجارتی بینکوں سے اپنے ذخائر کا زیادہ فیصد مرکزی بینک کے پاس ریزرو کے طور پر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے بینکوں کے پاس قرض دینے کے لیے دستیاب زر کی مقدار کم ہو جاتی ہے، اور نتیجے میں معیشت میں زری فراہمی کم ہو جاتی ہے۔ زر کی سپلائی کو کم کرنے سے افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے کیونکہ اس سے معیشت میں سامان اور خدمات کا پیچھا کرنے والے پیسے کی مقدار کم ہو جاتی ہے، جس سے طلب کم ہو سکتی ہے اور قیمتیں کم ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں، قرض دینے کے لیے دستیاب زر کو کم کر کے، مرکزی بینک قرض لینے کی لاگت کو بڑھا سکتا ہے، جس سے طلب کو کم کرنے اور افراط زر کو کم کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

(b) قانونی لیکویڈیٹی ریشو (SLR): یہ ان ڈپازٹس کا فیصد ہے جو بینکوں کو مائع اثاثوں جیسے کہ سرکاری سکیورٹیز یا سونے کی شکل میں رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ CRR کی طرح، SLR بھی عام طور پر مرکزی بینک کے ذریعے ترتیب دیا جاتا ہے اور یہ ملک اور معاشی حالات کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے۔ یہ ایک اور مانیٹری پالیسی ٹول ہے جسے مرکزی بینک افراط زر کے انتظام کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جب مرکزی بینک SLR میں اضافہ کرتا ہے، تو اس کے لیے کمرشل بینکوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ڈپازٹس کا زیادہ فیصد مائع اثاثوں جیسے کہ

سرکاری سیوریٹیز، نقدی اور سونے کی صورت میں رکھیں۔ *SLR* میں اضافہ کر کے، مرکزی بینک بینکوں کو قرض دینے کے لیے دستیاب زر کو کم کر سکتا ہے، جس سے مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ *SLR* قرض دینے کے لیے بینکوں کے لیے دستیاب فنڈز کو کم کر دیتا ہے، جس سے زر کی سپلائی کم ہو جاتی ہے اور طلب اور قیمتیں کم ہو سکتی ہیں۔ مزید یہ کہ *SLR* معیشت میں زر کی استحکام کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے۔ بینکوں سے اپنے ڈپازٹس کا ایک خاص فیصد مائع اثاثوں کے طور پر رکھنے کا مطالبہ کرتے ہوئے، مرکزی بینک اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بینکوں کے پاس اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے کافی فنڈز ہوں۔ یہ بینک کی ناکامی کے خطرے کو کم کرتا ہے اور معیشت میں زر کی استحکام کو فروغ دیتا ہے۔

(c) غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کے لیے ریزرو کے تقاضے: غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کے لیے ریزرو کی ضروریات (*RRFCD*) ایک پالیسی ٹول ہے جسے مرکزی بینک اہم غیر ملکی کرنسی کے ذخائر والے ممالک میں افراط زر کا انتظام کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ *RRFCD* بینکوں سے ان کے غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کا ایک حصہ مرکزی بینک کے پاس بطور ذخائر رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ *RRFCD* میں اضافہ کر کے مرکزی بینک قرض دینے کے لیے دستیاب غیر ملکی کرنسی کی مقدار کو کم کر سکتا ہے جس سے افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کے لیے ریزرو کی ضرورت میں اضافے سے بینکوں کو قرض دینے کے لیے دستیاب فنڈز کم ہو جاتے ہیں، جس سے زر کی سپلائی کم ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے طلب اور قیمتیں کم ہو سکتی ہیں۔ مزید یہ کہ، *RRFCD* معیشت میں غیر ملکی زر مبادلہ کی شرح کو مستحکم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ بینکوں سے اپنے غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کا ایک حصہ مرکزی بینک کے پاس ریزرو کے طور پر رکھنے کا مطالبہ کرتے ہوئے، مرکزی بینک اس بات کو یقینی بنا سکتا ہے کہ مارکیٹ میں غیر ملکی کرنسی کی وافر فراہمی ہو، جو شرح مبادلہ کے استحکام کو برقرار رکھنے میں مدد کر سکتی ہے۔ *RRFCD* کو افراط زر کو منظم کرنے اور معیشت میں زر کی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے دیگر ٹولز جیسے کہ شرح سود میں ایڈجسٹمنٹ اور اوپن مارکیٹ آپریشنز کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔

(d) مارجنل ریزرو کے تقاضے: مارجنل ریزرو کے تقاضے (*MRR*) ایک مانیٹری پالیسی ٹول ہے جسے مرکزی بینک افراط زر کے انتظام کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ *MRR* ایک اضافی ریزرو کی ضرورت ہے جو بینکوں پر عائد ہوتی ہے جب وہ مرکزی بینک کی رعایتی کھڑکی سے قرض لیتے ہیں۔ *MRR* کا مقصد بینکوں کی طرف سے ضرورت سے زیادہ قرض لینے کی حوصلہ شکنی کرنا ہے، جو افراط زر کے دباؤ کا باعث بن سکتا ہے۔ جب مرکزی بینک *MRR* میں اضافہ کرتا ہے، تو اس کے لیے بینکوں سے مطالبہ ہوتا ہے کہ وہ ڈسکاؤنٹ ونڈو سے قرض لیتے وقت اپنے ذخائر کا زیادہ فیصد مرکزی بینک کے پاس محفوظ رکھیں۔ اس سے بینکوں کو قرض دینے کے لیے دستیاب زر کی مقدار کم ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں معیشت میں زر کی رسد کم ہو جاتی ہے اور افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مزید یہ کہ، *MRR* معیشت میں مالی استحکام کو برقرار رکھنے میں مدد کر سکتا ہے۔ ڈسکاؤنٹ ونڈو سے قرض لینے والے بینکوں پر اضافی ریزرو کی ضروریات کو مسلط کر کے، مرکزی بینک بینکوں کی حوصلہ افزائی کر سکتا ہے کہ وہ اپنے قرض دینے کے طریقوں میں زیادہ محتاط رہیں اور بینک کی ناکامی کے خطرے کو کم کریں۔

اوپن مارکیٹ آپریشنز (*Open Market Operations*): گردش میں زر کی مقدار کو متاثر کرنے کے لیے مرکزی بینک سرکاری سیوریٹیز خرید یا فروخت کر سکتے ہیں۔ جب مرکزی بینک سرکاری سیوریٹیز خریدتا ہے، تو یہ معیشت میں زر داخل کرتا ہے، جو اخراجات کو تحریک دیتا

ہے اور افراط زر میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس، جب مرکزی بینک سکیورٹیز فروخت کرتا ہے، تو یہ گردش میں موجود زر کو کم کر دیتا ہے، جو اخراجات کو کم کر سکتا ہے اور افراط زر کو کم کر سکتا ہے۔

کریڈٹ راشننگ (*Credit Rationing*): مرکزی بینک معیشت کے بعض شعبوں، جیسے رئیل اسٹیٹ یا کنزیومر کریڈٹ کے لیے دستیاب کریڈٹ کی مقدار کو محدود کر سکتا ہے۔ اس سے ان شعبوں کی طلب کم ہو سکتی ہے اور افراط زر کی رفتار کم ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، چین نے افراط زر کے دباؤ کو روکنے کے لیے اپنی پراپرٹی مارکیٹ پر کریڈٹ کنٹرول نافذ کیا ہے۔

اخلاقی ترغیب (*Moral Suasion*): اخلاقی ترغیب ایک غیر مانیٹری پالیسی ٹول ہے جسے مرکزی بینک معیشت میں بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں (*Financial Institutions*) کے رویے پر اثر انداز ہونے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس میں مرکزی بینک اور مالیاتی اداروں کے درمیان بعض طرز عمل کی حوصلہ افزائی یا حوصلہ شکنی کے لیے زبانی رابطہ شامل ہوتا ہے۔

اخلاقی ترغیب میں کوئی براہ راست ریگولیٹری کارروائی شامل نہیں ہے، بلکہ مالیاتی اداروں کے رویے کو متاثر کرنے کے لیے قائل کرنے اور اعتماد کی طاقت پر انحصار کرتی ہے۔ مرکزی بینک اپنی پالیسی کے ارادوں کو بتانے، بعض معاشی حالات کے بارے میں خدشات کا اظہار کرنے، اور مالیاتی اداروں کو اس بارے میں رہنمائی فراہم کرنے کے لیے اخلاقی ترغیب کا استعمال کر سکتا ہے کہ مرکزی بینک کے مقاصد سے مطابقت رکھنے والے طریقے سے اپنے کام کیسے چلائے جائیں۔

مہنگائی کو کم کرنے کے لیے اخلاقی ترغیب کا استعمال بینکوں کو قرض دینے کے زیادہ محتاط طریقے اپنانے کی ترغیب دے کر، یا جب معیشت میں افراط زر کا دباؤ بڑھ رہا ہو تو اپنے قرضے کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، مرکزی بینک اخلاقی ترغیب کا استعمال کر سکتا ہے تاکہ بینکوں کو تخمین پر مبنی سرگرمیوں کے بجائے معیشت کے پیداواری شعبوں، جیسے زراعت یا صنعت کو قرض دینے کی ترغیب دی جاسکے۔

آخر میں، مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے کریڈٹ کنٹرول ایک مؤثر ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مرکزی بینک قرض کی دستیابی اور لاگت کو متاثر کرنے کے لیے مختلف قسم کے اوزار استعمال کر سکتے ہیں، جیسے کہ شرح سود میں اضافہ، ریزرو کی ضروریات، اوپن مارکیٹ آپریشنز، کریڈٹ راشننگ، اور اخلاقی ترغیب۔ ایشیا اور خدمات کی طلب کو کم کر کے، کریڈٹ کنٹرول مہنگائی کو روکنے اور مستحکم معیشت کو برقرار رکھنے میں مدد کر سکتا ہے۔

2. اسقاط زر (*Demonetization*)

اسقاط زر سے مراد کچھ کرنسی نوٹوں یا سکوں کو گردش سے نکالنے اور ان کو نئے نوٹوں یا سکوں سے تبدیل کرنے کا عمل ہے۔ اگرچہ اسقاط زر کو عام طور پر مہنگائی کو روکنے کے لیے براہ راست اقدام کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا ہے، لیکن یہ معیشت میں زر کی طلب اور رسد کو متاثر کر کے افراط زر پر بالواسطہ اثر ڈال سکتا ہے۔ یہاں کچھ طریقے ہیں جن سے اسقاط زر ممکنہ طور پر افراط زر کو کم کر سکتا ہے:

کالے دھن میں کمی: اسقاط زر سے معیشت میں کالے دھن یا غیر اعلانیہ دولت کی مقدار کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے

کہ جو لوگ بڑی مقدار میں کالا دھن نقدی میں رکھتے ہیں وہ اسے نئی کرنسی میں تبدیل نہیں کر پاتے ہیں اور یا تو اس کا اعلان کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں یا نقصان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ کالے دھن میں یہ کمی غیر قانونی سرگرمیوں جیسے ذخیرہ اندوزی، سٹہ بازی اور رشوت خوری کے لیے دستیاب نقدی کی مقدار کو کم کر کے معیشت میں افراط زر کے دباؤ کو کم کر سکتی ہے۔

رسمی شعبے کی سرگرمیوں میں اضافہ: اسقاط زر رسمی شعبے کی سرگرمیوں میں اضافے کا باعث بھی بن سکتی ہے، کیونکہ لوگ اپنی نقدی بینکوں میں جمع کرنے اور الیکٹرانک ادائیگی کے طریقے استعمال کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ رسمی شعبے کی سرگرمیوں میں یہ اضافہ شفافیت کو بڑھا سکتا ہے، بدعنوانی کو کم کر سکتا ہے، اور ٹیکس کی تعمیل کو بہتر بنا سکتا ہے، جو کہ معیشت پر مثبت اثرات مرتب کر سکتا ہے اور افراط زر کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

طلب میں عارضی کمی: اسقاط زر کے ابتدائی مرحلے کے دوران، اکثر اشیا اور خدمات کی طلب میں عارضی کمی ہوتی ہے کیونکہ لوگ اپنی نقدی تک رسائی سے قاصر ہوتے ہیں۔ طلب میں یہ کمی قلیل مدت میں مہنگائی کے دباؤ کو کم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔

بہتر مانیٹری پالیسی ٹرانسمیشن: اسقاط زر سے مانیٹری پالیسی کی ترسیل کو بہتر بنانے میں بھی مدد مل سکتی ہے، کیونکہ لوگ اپنا نقد بینکوں میں جمع کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس سے مرکزی بینک کے لیے معیشت میں قرض کی دستیابی اور لاگت کو متاثر کرنا آسان ہو سکتا ہے، جس سے افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

جعلی کرنسی میں کمی: اسقاط زر سے جعلی کرنسی کی گردش کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے، جو کرنسی کی مجموعی سالمیت کو بہتر بنا سکتی ہے اور افراط زر کے دباؤ کو کم کر سکتی ہے۔

تاہم، یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مہنگائی کو کم کرنے کے ایک آلے کے طور پر اسقاط زر کی تاثیر محدود ہو سکتی ہے، اور اس کے منفی نتائج بھی ہو سکتے ہیں جیسے کہ معیشت میں خلل، ملازمتوں کا نقصان، اور صارفین کے اعتماد میں کمی۔ مثال کے طور پر، 2016 میں ہندوستان کے اسقاط زر کی وجہ سے طلب اور افراط زر میں قلیل مدتی کمی واقع ہوئی، لیکن اس کے نتیجے میں معیشت میں خاص طور پر غیر رسمی شعبے میں خاصی رکاوٹ پیدا ہوئی۔

آخر میں، اگرچہ اسقاط زر کا معیشت میں زر کی طلب اور رسد کو متاثر کر کے افراط زر پر بالواسطہ اثر پڑ سکتا ہے، لیکن اسے احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جانا چاہیے کیونکہ اس کے منفی نتائج بھی نکل سکتے ہیں۔ دیگر اقدامات جیسے مانیٹری پالیسی ٹولز، مالیاتی پالیسی، اور ڈھانچہ جاتی اصلاحات طویل مدتی مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں۔

3. نئی کرنسی کا اجرا

نئی کرنسی کا اجرا ممکنہ طور پر معیشت میں زر کی طلب اور رسد کو متاثر کر کے افراط زر پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مہنگائی کو روکنے کے لیے نئی کرنسی کے اجرا کے کچھ طریقے یہ ہیں:

زر کی فراہمی میں اضافہ: جب مرکزی بینک نئی کرنسی جاری کرتا ہے، تو یہ معیشت میں زر کی فراہمی کو بڑھاتا ہے۔ زر کی فراہمی میں یہ اضافہ

ممکنہ طور پر افراط زر کا باعث بن سکتا ہے اگر سامان اور خدمات کی طلب میں اضافہ سپلائی میں اضافے سے آگے نکل جائے۔ تاہم، اگر معیشت کم طلب اور زیادہ بے روزگاری کے ساتھ کساد بازاری کے دور میں ہے، تو زر کی سپلائی میں اضافہ طلب کو متحرک کر سکتا ہے اور افراط زر کے دباؤ کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

پرانی، بوسیدہ کرنسی کی تبدیلی: جیسے جیسے کرنسی نوٹ اور سکے وقت کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں، وہ صارفین کے لیے کم قیمتی اور کم بھروسہ ہو سکتے ہیں۔ نئی کرنسی جاری کرنے سے پرانی، بوسیدہ کرنسی کو تبدیل کرنے اور کرنسی پر صارفین کا اعتماد بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس سے کرنسی پر اعتماد کی کمی کی وجہ سے مہنگائی کے دباؤ کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

ذخیرہ اندوزی میں کمی: اگر لوگ پرانے کرنسی نوٹ یا سکے جمع کر رہے ہیں تو نئی کرنسی جاری کرنے سے ذخیرہ اندوزی کی ترغیب کم ہو سکتی ہے۔ اس سے معیشت میں زر کی گردش میں اضافہ ہو سکتا ہے اور گردش میں زر کی کمی کی وجہ سے مہنگائی کے دباؤ کو کم کیا جاسکتا ہے۔

بہتر مانیٹری پالیسی ٹرانسمیشن: نئی کرنسی جاری کرنے سے مرکزی بینک کو معیشت میں زر کی سپلائی کو بہتر طریقے سے کنٹرول کرنے کی اجازت دے کر مانیٹری پالیسی کی ترسیل کو بہتر بنانے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ اس سے افراط زر کو قابو سے باہر ہونے سے روکنے اور معیشت کے مستحکم رہنے کو یقینی بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے صرف نئی کرنسی کا اجرا کافی نہیں ہے۔ معیشت پر مطلوبہ اثر حاصل کرنے کے لیے اسے دیگر مانیٹری پالیسی ٹولز کے ساتھ استعمال کرنے کی ضرورت ہے، جیسے شرح سود میں اضافہ یا ریزرو کی ضروریات کو ایڈجسٹ کرنا۔

مہنگائی کو روکنے کے لیے نئی کرنسی کے اجرا کے استعمال کی ایک مثال زمبابوے میں دیکھی جاسکتی ہے۔ 2009 میں، زمبابوے کے ریزرو بینک نے پرانے زمبابوے ڈالر کو تبدیل کرنے کے لیے ایک نئی کرنسی جاری کی، جو افراط زر کی وجہ سے تقریباً بیکار ہو گئی تھی۔ نئی کرنسی، جو کہ امریکی ڈالر سے منسلک تھی، نے قیمتوں کو مستحکم کرنے اور معیشت میں افراط زر کے دباؤ کو کم کرنے میں مدد کی۔

آخر میں، جب کہ نئی کرنسی کا اجرا ممکنہ طور پر افراط زر پر اثر انداز ہو سکتا ہے، اس کا استعمال زرینی پالیسی کے دیگر ٹولز کے ساتھ کیا جانا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے احتیاط سے انتظام کیا جانا چاہیے کہ یہ غیر ارادی نتائج جیسے شدید مہنگائی کا باعث نہ بنے۔

15.3.2 مالیاتی اقدامات (Fiscal Measures)

صرف مانیٹری پالیسی مہنگائی کو کنٹرول کرنے سے قاصر ہے۔ لہذا، اسے مالیاتی اقدامات کے ذریعے پورا کیا جانا چاہیے۔ عوامی اخراجات، ذاتی استعمال کے اخراجات، اور نجی اور سرکاری سرمایہ کاری کو کنٹرول کرنے کے لیے مالیاتی اقدامات انتہائی موثر ہیں۔ بنیادی مالیاتی اقدامات درج ذیل ہیں:

1. غیر ضروری اخراجات میں کمی

غیر ضروری سرکاری اخراجات کو کم کرنا مہنگائی کو کم کرنے میں نمایاں اثر ڈال سکتا ہے کیونکہ یہ معیشت میں طلب اور رسد کی

مجموعی حرکیات کو براہ راست متاثر کر سکتا ہے۔ یہاں کچھ طریقے ہیں جن سے یہ ہو سکتا ہے:

بجٹ خسارے میں کمی: جب حکومت غیر ضروری ایشیا پر کم رقم خرچ کرتی ہے، تو وہ اپنے بجٹ خسارے کو کم کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خسارے کو پورا کرنے کے لیے مالیاتی منڈیوں سے قرض لینے کی طلب کم ہوگی، جس سے شرح سود کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ سود کی کم شرح معاشی سرگرمیوں کو متحرک کر سکتی ہے، جس کے نتیجے میں پیداواری صلاحیت اور روزگاری سطح بلند ہو سکتی ہے، جو بالآخر افراط زر میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

زر کی سپلائی میں کمی: حکومت اکثر زیادہ کرنسی چھاپ کر پیسہ خرچ کرتی ہے، جس سے کرنسی کی فراہمی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ زر کی فراہمی میں یہ اضافہ افراط زر کا باعث بن سکتا ہے۔ غیر ضروری سرکاری اخراجات کو کم کر کے حکومت زیادہ کرنسی چھاپنے کی ضرورت کو کم کر سکتی ہے جس سے افراط زر کو محدود کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

سرمایہ کاروں کے اعتماد میں بہتری: ایک حکومت جو دانشمندی سے خرچ کرتی ہے اور اپنے مالیات کا اچھی طرح انتظام کرتی ہے وہ سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بہتر بنا سکتی ہے۔ جب سرمایہ کاروں کو معیشت پر زیادہ اعتماد ہوتا ہے، تو وہ اس میں سرمایہ کاری کرنے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں۔ اس سے ایشیا اور خدمات کی سپلائی میں اضافہ ہو سکتا ہے، جو قیمتوں کو کم کرنے اور بالآخر افراط زر کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

مجموعی طور پر، غیر ضروری سرکاری اخراجات کو کم کرنے سے مجموعی معاشی ماحول کو بہتر بنانے، بجٹ کے خسارے کو کم کرنے، زر کی فراہمی کو محدود کرنے، اور سرمایہ کاروں کے اعتماد کو بڑھا کر افراط زر کو کم کرنے پر مثبت اثر پڑ سکتا ہے۔

2. ٹیکسوں میں اضافہ

حکومتیں ایشیا اور خدمات کی طلب کو کم کر کے افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لیے ٹیکس پالیسیوں کا استعمال کر سکتی ہیں۔ حکومت ٹیکسوں میں اضافہ کر کے مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے چند طریقے یہ ہیں:

قابل تصرف آمدنی میں کمی: جب حکومت ٹیکس میں اضافہ کرتی ہے، تو لوگوں کے پاس قابل تصرف آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ نتیجے کے طور پر، صارفین غیر ضروری ایشیا پر اپنے اخراجات کو کم کر سکتے ہیں، جس سے ایشیا اور خدمات کی طلب میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ طلب میں کمی قیمتوں میں کمی کا باعث بن سکتی ہے، جس سے افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

بچت کی حوصلہ افزائی: زیادہ ٹیکس لوگوں کو زیادہ رقم بچانے کی ترغیب بھی دے سکتے ہیں۔ جب لوگ زیادہ پیسے بچاتے ہیں، تو ان کے پاس خرچ کرنے کے لیے کم پیسے ہوتے ہیں، جس سے طلب کم ہوتی ہے اور افراط زر کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

زر کی رسد میں کمی: جب حکومت زیادہ ٹیکس جمع کرتی ہے، تو وہ اپنے بجٹ کے خسارے کو کم کر سکتی ہے اور قرض لینے کے لیے درکار رقم کو کم کر سکتی ہے۔ اس سے زر کی فراہمی کو محدود کرنے میں مدد مل سکتی ہے، جس سے افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ صرف ٹیکس پالیسیاں مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے کافی نہیں ہو سکتیں۔ دیگر عوامل، جیسے مانیٹری پالیسی اور سپلائی سائیز پالیسیاں بھی افراط زر کو کنٹرول کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں ٹیکس پالیسیوں کی

تاثير اس بات پر بھی منحصر ہے کہ حکومت مہنگائی کی بنیادی وجوہات، جیسے سپلائی سائیڈ کی رکاوٹوں کو دور کرنے یا انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکس ریونیو کو کتنی اچھی طرح سے استعمال کرتی ہے۔

3. بچت میں اضافہ

ایک اور اقدام یہ ہے کہ لوگوں کی طرف سے بچت میں اضافہ کیا جائے۔ یہ لوگوں کے پاس قابل تصرف آمدنی اور اس وجہ سے ذاتی استعمال کے اخراجات کو کم کرے گا۔ لیکن زندگی کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے لوگ رضاکارانہ طور پر زیادہ بچت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اس لیے کسز نے لازمی بچت یا جسے اس نے 'مؤخر ادائیگی' کہا کی وکالت کی جہاں بچت کرنے والے کو کچھ سالوں بعد اس کی رقم واپس مل جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے، حکومت کو چاہیے کہ وہ اعلیٰ شرح سود والے عوامی قرضوں کو فلوٹ کرے، انعامی رقم کے ساتھ بچت کی اسکیمیں یا طویل مدتی لاٹری وغیرہ شروع کرے۔ اسے لازمی پروویڈنٹ فنڈ، پروویڈنٹ فنڈ-کم-پنشن اسکیم وغیرہ بھی متعارف کرانا چاہیے۔ اس طرح کے اقدامات بچت میں اضافہ کرتے ہیں اور مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ بچت میں اضافہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں مندرجہ ذیل چند طریقوں سے مدد کر سکتی ہے:

طلب میں کمی: جب لوگ زیادہ پیسے بچاتے ہیں، تو ان کے پاس سامان اور خدمات پر خرچ کرنے کے لیے کم زر ہوتی ہے، جس سے طلب کم ہو سکتی ہے۔ طلب میں کمی قیمتوں کو کم کرنے کا باعث بن سکتی ہے، جس سے افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

سرمایہ کاری میں اضافہ: جب لوگ زیادہ پیسہ بچاتے ہیں، تو یہ سرمایہ کاری میں اضافے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ مزید سرمایہ کاری ایشیا اور خدمات کی فراہمی میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے، جس سے قیمتوں کو کم کرنے اور بالآخر افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

قرض کی اہلیت میں اضافہ: جب لوگ زیادہ پیسے بچاتے ہیں، تو ان کے قرض لینے کا امکان کم ہوتا ہے۔ اس سے معیشت میں قرضے کی مقدار کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے جس سے افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ مزید برآں، زیادہ بچتیں کسی فرد کی ساکھ میں اضافہ کر سکتی ہیں، جس سے قرضوں پر سود کی شرح کم ہو سکتی ہے۔ سود کی کم شرح معاشی سرگرمیوں کو تیز کر سکتی ہے اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ کر سکتی ہے جس سے افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

معاشی استحکام میں اضافہ: جب لوگ زیادہ پیسہ بچاتے ہیں، تو یہ معاشی استحکام میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔ زیادہ بچت کے ساتھ، لوگ معاشی جھٹکے، جیسے کساد بازاری کو برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ استحکام معاشی عدم استحکام کی وجہ سے مہنگائی کے دباؤ کے امکانات کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

مجموعی طور پر، بچت میں اضافہ طلب میں کمی، سرمایہ کاری میں اضافہ، ساکھ میں اضافہ، اور معاشی استحکام کو بہتر بنا کر افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ تاہم، یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے اکیلے بچتوں میں نمایاں اضافہ کافی نہیں ہو سکتا۔ دیگر عوامل، جیسے مانیٹری پالیسی اور سپلائی سائیڈ پالیسیاں بھی افراط زر کو کنٹرول کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

4. فاضل بجٹ

ایک اہم اقدام انسداد مہنگائی بجٹ پالیسی کو اپنانا ہے۔ اس مقصد کے لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ خسارے کی مالی معاونت ترک کرے اور اس کے بجائے سرپلس بجٹ رکھے۔ اس کا مطلب ہے آمدنی زیادہ جمع کرنا اور کم خرچ کرنا۔ بجٹ سرپلس چند طریقوں سے مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں ممکنہ طور پر مدد کر سکتا ہے:

قرض لینے میں کمی: جب حکومت کے پاس بجٹ سرپلس ہوتا ہے، تو اسے مالیاتی منڈیوں سے قرض لینے کی ضرورت کم ہوتی ہے۔ اس سے قرض لینے کی طلب کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے، جس سے شرح سود کم ہو سکتی ہے۔ سود کی کم شرح معاشی سرگرمیوں کو متحرک کر سکتی ہے، جس کے نتیجے میں پیداواری صلاحیت اور روزگار کی سطح بلند ہو سکتی ہے، جو بالآخر افراط زر میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

زر کی سپلائی میں کمی: جب حکومت کے پاس بجٹ سرپلس ہوتا ہے، تو وہ اس زر کو کم کر سکتی ہے جس کی اسے قرض لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے زر کی فراہمی کو محدود کرنے میں مدد مل سکتی ہے، جس سے افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

طلب میں کمی: جب حکومت کے پاس اضافی بجٹ ہو تو وہ غیر ضروری اخراجات کو کم کر سکتی ہے۔ اس سے اشیاء اور خدمات کی طلب کم ہو سکتی ہے، جس سے قیمتیں کم ہو سکتی ہیں اور بالآخر افراط زر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ: جب حکومت کے پاس بجٹ سرپلس ہوتا ہے، تو وہ اپنے مالیات کو اچھی طرح سے منظم کرنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کر سکتی ہے۔ اس سے سرمایہ کاروں کا اعتماد بڑھ سکتا ہے، جس سے سامان اور خدمات کی فراہمی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ سپلائی میں اضافہ قیمتوں کو کم کرنے اور بالآخر افراط زر کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

تاہم، یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے صرف سرپلس بجٹ کافی نہیں ہو سکتا۔ دیگر عوامل، جیسے مانیٹری پالیسی اور سپلائی سائیکل پالیسیاں بھی افراط زر کو کنٹرول کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ مزید برآں، مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں اضافی بجٹ کی تاثیر اس بات پر بھی منحصر ہے کہ حکومت افراط زر کی بنیادی وجوہات، جیسے سپلائی سائیکل کی رکاوٹوں کو دور کرنے یا انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے سرپلس فنڈز کو کتنی اچھی طرح سے استعمال کرتی ہے۔

5. عوامی قرضہ

عوامی قرض حکومتوں کے لیے افراد، بینکوں یا دوسرے ممالک سے قرض لے کر اپنے اخراجات کو پورا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اگرچہ عوامی قرض عام طور پر مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے براہ راست ٹول کے طور پر استعمال نہیں ہوتا ہے، لیکن یہ بالواسطہ طور پر چند طریقوں سے مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں مدد کر سکتا ہے:

زر کی رسد میں کمی: جب حکومت عوامی قرض کے ذریعے رقم لیتی ہے، تو یہ مختصر مدت میں زر کی فراہمی میں اضافہ کرتی ہے۔ تاہم، طویل مدت میں، حکومت کو یہ قرض ادا کرنے کی ضرورت ہوگی، جس سے زر کی فراہمی میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ زر کی سپلائی میں یہ کمی طلب کو کم کر کے اور بالآخر قیمتوں کو کم کر کے افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔

حکومتی اخراجات میں کمی: جب حکومت عوامی قرض جمع کرتی ہے، تو اسے بالآخر اسے واپس کرنا ہو گا۔ یہ مستقبل میں حکومتی اخراجات میں کمی کا باعث بن سکتا ہے، جس سے طلب کو کم کرنے اور بالآخر قیمتیں کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، جن حکومتوں کے پاس عوامی قرضوں کی بلند سطح ہے، ان کے غیر ضروری اخراجات میں ملوث ہونے کا امکان کم ہو سکتا ہے، جس سے افراط زر کو کنٹرول کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ: جب حکومتیں اپنے عوامی قرضوں کا موثر طریقے سے انتظام کرنے کے قابل ہوتی ہیں، تو یہ سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ کر سکتا ہے۔ یہ شرح سود کو کم کرنے کا باعث بن سکتا ہے، جو معاشی نمو کو متحرک کر سکتا ہے اور بالآخر افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

تاہم، یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ عوامی قرض مہنگائی پر بھی منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے اگر اس کا انتظام نہ کیا جائے یا یہ افراط زر کی توقعات کی بلند سطح کا باعث بنے۔ سرکاری قرضوں کی بلند سطح حکومت کی اپنے قرض کی ادائیگی کی صلاحیت کے بارے میں خدشات کا باعث بن سکتی ہے، جس سے شرح سود اور افراط زر کی توقعات بڑھ سکتی ہیں۔ نتیجے کے طور پر، حکومتوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے عوامی قرضوں کا احتیاط سے انتظام کریں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ اس کے افراط زر پر منفی اثرات مرتب نہ ہوں۔

15.3.3 دیگر اقدامات (Other Measures)

دوسری قسم کے اقدامات وہ ہیں جن کا مقصد براہ راست مجموعی رسد کو بڑھانا اور مجموعی طلب کو کم کرنا ہے۔

1. پیداوار میں اضافہ

پیداوار میں اضافہ طلب اور رسد کے تعلق کے ذریعے افراط زر کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ جب اشیا اور خدمات کی سپلائی بڑھ جاتی ہے، تو یہ موجودہ طلب کو پورا کرنے اور قیمتوں پر دباؤ کو کم کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، جب کسی خاص چیز یا سروس کی پیداوار بڑھ جاتی ہے، تو مارکیٹ میں دستیاب اس چیز یا سروس کی مقدار بھی بڑھ جاتی ہے۔ نتیجے کے طور پر، صارفین کے پاس انتخاب کرنے کے لیے مزید اختیارات ہوتے ہیں، اور سپلائرز کو اپنی مصنوعات فروخت کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ مقابلہ قیمتوں میں کمی کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ سپلائر کم قیمتوں یا بہتر معیار کی مصنوعات پیش کر کے صارفین کو راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، پیداوار میں اضافہ روزگار میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ کاروبار بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے زیادہ کارکنوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ یہ صارفین کے لیے آمدنی اور قوت خرید میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے، جس سے اشیا اور خدمات کی طلب میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ مجموعی طور پر، پیداوار میں اضافہ اشیا اور خدمات کی سپلائی میں اضافہ کر کے افراط زر کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے، جس سے قیمتوں پر دباؤ کم ہو سکتا ہے اور ایک زیادہ مسابقتی مارکیٹ بن سکتا ہے۔ اشیائے ضروریہ کی پیداوار میں اضافہ، پیداواری صلاحیت میں اضافہ، جدید ٹیکنالوجی کا اطلاق، خام مال تک زیادہ بہتر رسائی (ضرورت پڑنے پر خام مال درآمد کیا جانا چاہیے) وغیرہ کے لیے جان بوجھ کر کوششیں کی جانی چاہئیں، تاکہ مہنگائی کو کم کیا جاسکے۔

2. معقول اجرت کی پالیسی

ایک اور اہم اقدام معقول اجرت اور آمدنی کی پالیسی اپنانا ہے۔ شدید مہنگائی کے تحت، اجرت کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس پر قابو پانے کے لیے حکومت کو اجرت، آمدنی، منافع، ڈیویڈنڈ، بونس وغیرہ کو منجمد کرنا چاہیے۔ معقول اجرت کی پالیسی کئی طریقوں سے مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں مدد کر سکتی ہے:

افراط زر بسبب لاگت: مہنگائی کی ایک اہم وجہ لاگت سے پیدا ہونے والا افراط زر ہے، جو اس وقت ہوتا ہے جب سامان اور خدمات کی پیداوار کی لاگت بڑھ جاتی ہے۔ یہ اجرتوں میں اضافے کی وجہ سے ہو سکتا ہے، جو کاروبار کے لیے زیادہ لاگت کا باعث بن سکتا ہے۔ معقول اجرت کی پالیسی کو لاگو کر کے، حکومت اجرتوں میں اضافے کو کنٹرول کر سکتی ہے اور پیداواری لاگت کو کم رکھ سکتی ہے، جس سے مہنگائی کو روکنے میں مدد مل سکتی ہے۔

افراط زر بسبب طلب: افراط زر کی ایک اور وجہ افراط زر بسبب طلب ہے، جو اس وقت ہوتا ہے جب اشیا اور خدمات کی طلب رسد سے بڑھ جاتی ہے۔ یہ قیمتوں میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ کاروبار طلب کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ معقول اجرت کی پالیسی کو لاگو کر کے، حکومت اجرتوں کو پیداواری اور معاشی نمو کے مطابق رکھ کر طلب کو کنٹرول کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔ اس سے افراط زر بسبب طلب کو ہونے سے روکنے میں مدد مل سکتی ہے۔

قیمت کی توقعات: معقول اجرت کی پالیسی قیمت کی توقعات کا انتظام کر کے مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں بھی مدد کر سکتی ہے۔ اگر کارکن اعلیٰ اجرت میں اضافے کی توقع رکھتے ہیں، تو وہ اپنے سامان اور خدمات کے لیے زیادہ قیمتوں کا مطالبہ کر سکتے ہیں، جس سے افراط زر بڑھ سکتا ہے۔ ایک معقول اجرت کی پالیسی کو نافذ کرنے سے جو پیداواریت اور معاشی ترقی پر مبنی ہو، حکومت ان توقعات کو سنبھالنے اور افراط زر کو ہونے سے روکنے میں مدد کر سکتی ہے۔

مجموعی طور پر، معقول اجرت پالیسی پیداوار کی لاگت کو منظم کرنے، طلب کو کنٹرول کرنے، اور قیمت کی توقعات کا انتظام کر کے افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔ اس سے ایک ایسے مستحکم معاشی ماحول پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے جو افراط زر کے دباؤ کا کم شکار ہو۔

3. قیمتوں پر روک تھام

قیمتوں پر کنٹرول ان اقدامات میں سے ایک ہے جو مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے اٹھائے جاسکتے ہیں۔ ان میں اشیا اور خدمات کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے حکومتی مداخلت شامل ہے تاکہ وہ صارفین کے لیے سستی رہیں۔ کسی پروڈکٹ کے لیے زیادہ سے زیادہ قیمت کی حد مقرر کر کے، حکومت کا مقصد قیمتوں کو بہت زیادہ بڑھنے اور افراط زر کا باعث بننے سے روکنا ہے۔

تاہم، قیمتوں پر کنٹرول کے غیر ارادی نتائج ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، وہ سامان کی قلت، مصنوعات کے معیار کو کم کرنے، اور بازار میں خریداروں کے رویے کو متاثر کر سکتے ہیں۔ مزید برآں، قیمتوں کے کنٹرول سے پروڈیوسر کے لیے سامان کی فراہمی کی ترغیب کم ہو

سکتی ہے، کیونکہ وہ اپنی لاگت پوری کرنے کے لیے کافی منافع کمانے کے قابل نہیں ہو سکتے ہیں۔

مجموعی طور پر، مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے قیمتوں پر کنٹرول ایک مؤثر قلیل مدتی اقدام ہو سکتا ہے، لیکن اگر احتیاط سے لاگو نہ کیا جائے تو اس کے معیشت پر طویل مدتی منفی اثرات بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ حکومتوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام ممکنہ نتائج پر غور کریں اور اس طرح کے اقدامات کو لاگو کرنے سے پہلے ان کی لاگت اور فوائد کا موازنہ کریں۔

4. راشننگ

جب حکومت راشن کو لاگو کرتی ہے، تو وہ اشیا کی تقسیم کو کنٹرول کرتی ہے اور اس کی حد مقرر کرتی ہے جو لوگ خرید سکتے ہیں۔ ایسا کرنے سے، حکومت ان اشیا کی طلب کو کنٹرول کرنے اور قیمتوں کو بہت زیادہ بڑھنے سے روکنے کے قابل ہوتی ہے۔ اس سے افراط زر کو کنٹرول کرنے میں مدد مل سکتی ہے، کیونکہ یہ اس زر کی مقدار کو محدود کرتا ہے جسے افراد اشیا اور خدمات پر خرچ کر سکتے ہیں۔

حکومت راشن کے ذریعے کئی طریقوں سے سامان تقسیم کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، یہ افراد کو راشن کارڈ جاری کر سکتا ہے، جو انہیں ایک مقررہ قیمت پر سامان کی ایک مقررہ مقدار خریدنے کی اجازت دیتا ہے۔ حکومت اشیا کو براہ راست یا مخصوص دکانوں کے ذریعے جو مقررہ قیمتوں پر سامان فروخت کرنے کے مجاز ہیں، افراد یا برادریوں میں تقسیم کر سکتی ہے۔

تاہم، افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لیے راشننگ کے استعمال کی کامیابی کا انحصار مخصوص حالات اور نفاذ کی تاثیر پر ہے۔ راشننگ بلیک مارکیٹوں کا باعث بن سکتی ہے جہاں افراد غیر قانونی طور پر زیادہ قیمتوں پر سامان خریدتے اور بیچتے ہیں، نیز راشن کے نظام میں بدعنوانی بھی ہوتی ہے۔ مزید برآں، راشننگ اشیا کی قلت اور مصنوعات کے معیار کو کم کرنے کا باعث بن سکتی ہے، کیونکہ اگر قیمتوں کو مصنوعی طور پر کنٹرول کیا جاتا ہے تو پروڈیوسروں کو سامان کی فراہمی کے لیے یکساں ترغیب نہیں مل سکتی ہے۔

مجموعی طور پر، راشن مہنگائی کو کنٹرول کرنے اور اشیا کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے ایک مؤثر قلیل مدتی اقدام ہو سکتا ہے۔ تاہم، غیر ارادی منفی نتائج سے بچنے کے لیے اسے احتیاط سے لاگو کیا جانا چاہیے۔ حکومت کو مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے اقدام کے طور پر نافذ کرنے سے پہلے تمام ممکنہ نتائج پر غور کرنا چاہیے اور راشن کے اخراجات اور فوائد کا وزن کرنا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ حکومتیں افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لیے کئی اقدامات کرتی ہیں۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ ان اقدامات کے اپنے فائدے اور نقصانات ہیں، اور ایسا کوئی واحد طریقہ نہیں ہے جو مہنگائی کو مؤثر طریقے سے کنٹرول کرنے کی ضمانت دیتا ہو۔ مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے ہر معیشت کے مخصوص حالات کے مطابق اقدامات کا مجموعہ درکار ہو سکتا ہے۔ حکومتوں کو ہر اقدام کو لاگو کرنے سے پہلے اس کے ممکنہ نتائج پر غور کرنا چاہیے، تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ وہ نادانستہ طور پر مزید معاشی مسائل کا باعث نہ بنیں۔

15.4 بے روزگاری کو کم کرنے کے اقدامات (Measures to Reduce Unemployment)

بے روزگاری ایک اہم معاشی اور سماجی مسئلہ ہے جو افراد، خاندانوں اور پوری برادریوں کو متاثر کرتا ہے۔ جب لوگ کام تلاش

نہیں کر پاتے ہیں، تو انہیں مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، اعتماد ختم ہو جاتا ہے، اور ان کو ذہنی اور جسمانی صحت میں گراؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ مزید برآں، بے روزگاری کی بلند سطح معاشی نمو میں کمی، حکومتوں کے لیے کم ٹیکس محصولات، اور سماجی بہبود کے اخراجات میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لیے دنیا بھر کی حکومتوں اور پالیسی سازوں کے لیے بے روزگاری کو کم کرنا ایک اہم ہدف ہے۔ حکومتیں بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے مختلف اقدامات کر سکتی ہیں، جن میں زرعی اور مالیاتی پالیسی کے اقدامات، تعلیم اور تربیت، لیبر مارکیٹ یا محنت بازار میں اصلاحات، عوامی کاموں کے پروگرام، اور انٹرپرائز سہولت شامل ہیں۔ ان اقدامات میں سے ہر ایک کے اپنے فائدے اور نقصانات ہیں اور ان پر مؤثر طریقے سے عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے محتاط غور و فکر اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

1. مالیاتی پالیسی

مالیاتی پالیسی ان آلات میں سے ایک ہے جسے حکومتیں بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے استعمال کر سکتی ہیں۔ مالیاتی پالیسی سے مراد معیشت پر اثر انداز ہونے کے لیے حکومتی اخراجات، ٹیکس اور قرض کا استعمال ہے۔ یہاں چند طریقے ہیں جن میں مالیاتی پالیسی کو بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے:

حکومتی اخراجات: ایک طریقہ جس سے مالیاتی پالیسی بے روزگاری کو کم کر سکتی ہے وہ ہے عوامی سامان اور خدمات پر سرکاری اخراجات میں اضافہ۔ اس سے پبلک سیکٹر میں براہ راست اور بالواسطہ طور پر پرائیویٹ سیکٹر میں ملازمتیں پیدا ہو سکتی ہیں کیونکہ سامان اور خدمات کی بڑھتی ہوئی طلب سے ملازمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، حکومت سڑکوں، پلوں اور پبلک ٹرانسپورٹ جیسے بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں میں سرمایہ کاری کر سکتی ہے، جس سے تعمیراتی کارکنوں، انجینئروں اور دیگر متعلقہ صنعتوں کے لیے ملازمتیں پیدا ہوں گی۔

ٹیکس میں کٹوتی: مالیاتی پالیسی سے بے روزگاری کو کم کرنے کا ایک اور طریقہ ہے ٹیکسوں میں کٹوتی کرنا، خاص طور پر کم آمدنی والے گھرانوں کے لیے۔ ٹیکسوں میں کٹوتیوں سے ڈسپوزیبل آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے، جس سے اخراجات میں اضافہ ہو سکتا ہے اور معاشی ترقی کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں، سامان اور خدمات کی طلب میں اضافہ ہو سکتا ہے اور نجی شعبے میں ملازمتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

بے روزگاری بھتہ: مالیاتی پالیسی ان لوگوں کو بے روزگاری کے فوائد فراہم کر کے بھی بے روزگاری کو کم کر سکتی ہے جو اپنی ملازمتیں کھو چکے ہیں۔ اس سے افراد اور ان کے خاندانوں کی مدد کرنے میں مدد مل سکتی ہے جب وہ روزگار کے نئے مواقع تلاش کرتے ہیں، جس سے معیشت پر ملازمت کے نقصان کے منفی اثرات کو کم کیا جاسکتا ہے۔

مجموعی طور پر، مالیاتی پالیسی بے روزگاری کو کم کرنے میں ایک طاقتور ذریعہ ہو سکتی ہے۔ تاہم، حکومتوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اخراجات اور ٹیکس لگانے کی پالیسیوں کو احتیاط سے متوازن رکھیں تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ وہ دیگر منفی معاشی اثرات، جیسے انفراسٹرکچر یا ضرورت سے زیادہ سرکاری قرضوں کا سبب نہ بنیں۔

2. مانیٹری پالیسی

مانیٹری پالیسی ایک اور ٹول ہے جو بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مانیٹری پالیسی سے مراد شرح سود، زر کی فراہمی، اور معیشت پر اثر انداز ہونے کے لیے دیگر مانیٹری آلات کا استعمال ہے۔ یہاں چند طریقے ہیں جن میں مانیٹری پالیسی کو بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے:

شرح سود کو کم کرنا: مانیٹری پالیسی سے بے روزگاری کو کم کرنے کا ایک طریقہ سود کی شرح کو کم کرنا ہے۔ جب شرح سود کم ہوتی ہے، تو کاروبار کے لیے قرض لینے کی لاگت کم ہوتی ہے، جو انہیں نئے منصوبوں میں سرمایہ کاری کرنے اور ملازمتیں پیدا کرنے کی ترغیب دے سکتی ہے۔ مزید برآں، کم شرح سود صارفین کے اخراجات کی حوصلہ افزائی کر سکتی ہے، جس سے سامان اور خدمات کی طلب میں اضافہ ہو سکتا ہے اور مزید ملازمتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

زر کی فراہمی میں اضافہ: زر کی پالیسی بے روزگاری کو کم کرنے کا ایک اور طریقہ زر کی فراہمی میں اضافہ ہے۔ جب معیشت میں زیادہ پیسہ دستیاب ہوتا ہے، تو اس سے اخراجات اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہو سکتا ہے، جس سے ملازمتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں، زر کی سپلائی میں اضافہ کرنسی کی قدر کو کم کرنے میں مدد دے سکتا ہے، برآمدات کو سستا اور زیادہ مسابقتی بناتا ہے، جو برآمدی صنعتوں میں ملازمتوں کی ترقی کو تحریک دے سکتا ہے۔

قرض دینے کے پروگرام: مرکزی بینک قرض دینے کے پروگراموں کو روزگار میں اضافے کی تحریک دینے کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، وہ چھوٹے کاروباروں یا اسٹارٹ اپ کمپنیوں کو قرض فراہم کر سکتے ہیں، جو نئی ملازمتیں پیدا کرنے اور معاشی ترقی کو تیز کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

مجموعی طور پر، مانیٹری پالیسی بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے ایک موثر ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے، لیکن اس کا استعمال اس طریقے سے کرنا ضروری ہے جو دیگر معاشی اہداف جیسے کہ افراط زر کو کنٹرول کرنا اور مالی استحکام برقرار رکھنا، سے مطابقت رکھتا ہو۔

3. تعلیم اور تربیتی پروگرام

تعلیم اور تربیتی پروگرام افرادی قوت کی مہارتوں اور ملازمت کی اہلیت کو بہتر بنا کر بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے موثر ہتھیار ہو سکتے ہیں۔ یہاں کچھ طریقے ہیں جن میں تعلیم اور تربیتی پروگرام بے روزگاری کو کم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں:

مہارتوں کو بڑھانا: تعلیم اور تربیتی پروگرام افراد کو نئی مہارتیں حاصل کرنے یا موجودہ کو بہتر بنانے میں مدد کر سکتے ہیں۔ یہ انہیں ممکنہ آجروں کے لیے زیادہ پرکشش بنا سکتا ہے، اور ان کے روزگار تلاش کرنے کے امکانات کو بڑھا سکتا ہے۔

لیبر مارکیٹ کے مطالبات کو پورا کرنا: لیبر مارکیٹ کے مخصوص مطالبات کو پورا کرنے کے لیے تعلیم اور تربیتی پروگرام تیار کیے جاسکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ افراد کو ایسے ہنر کی تربیت دی جاسکتی ہے جن کی زیادہ طلب ہوتی ہے، جس سے وہ روزگار پانے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں۔

کیریئر کی تبدیلیوں میں سہولت فراہم کرنا: تعلیم اور تربیتی پروگرام افراد کو نئے کیریئر میں منتقل ہونے میں مدد کر سکتے ہیں۔ یہ خاص طور پر ان صنعتوں میں اہم ہے جو زوال کا شکار ہیں یا ملازمتوں میں کمی کا سامنا کر رہی ہیں، کیونکہ اس سے کارکنوں کو بڑھتے ہوئے شعبوں میں نئے مواقع تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

تعلیم اور تربیت تک رسائی کو بہتر بنانا: تعلیم اور تربیتی پروگراموں کو افرادی قوت میں کم نمائندگی والے گروہوں، جیسے خواتین، اقلیتوں، اور معذور افراد تک رسائی کو بہتر بنانے کے لیے ڈیزائن کیا جاسکتا ہے۔ اس سے لیبر مارکیٹ میں عدم مساوات کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور ان لوگوں کے لیے مواقع فراہم کیے جاسکتے ہیں جنہیں شاید پہلے باہر رکھا گیا ہو۔

انٹرنیور شپ کو فروغ دینا: تعلیم اور تربیتی پروگرام افراد کو اپنے کاروبار شروع کرنے کے لیے درکار مہارتوں کو فروغ دینے میں بھی مدد کر سکتے ہیں۔ اس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں اور معاشی ترقی کو تحریک مل سکتی ہے۔

مجموعی طور پر، تعلیم اور تربیتی پروگرام افرادی قوت کی مہارتوں اور روزگار کی اہلیت کو بہتر بنا کر، لیبر مارکیٹ کے تقاضوں کو پورا کرنے، کیریئر میں تبدیلیوں کو آسان بنا کر، تعلیم اور تربیت تک رسائی کو بہتر بنا کر، اور کاروباری شخصیت کو فروغ دے کر بے روزگاری کو کم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

4. لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں

لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں لیبر مارکیٹ کے کام کاج کو بہتر بنا کر اور روزگار کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو کم کر کے بے روزگاری کو کم کرنے میں مدد کر سکتی ہیں۔ یہاں کچھ ایسے طریقے ہیں جن میں لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں بے روزگاری کو کم کرنے میں کارگر ثابت ہو سکتی ہیں: ضوابط کو کم کرنا: لیبر مارکیٹ کی پالیسیوں کا مقصد ان ضوابط کو کم کرنا ہو سکتا ہے جو کاروبار کے لیے کارکنوں کی خدمات حاصل کرنا مشکل بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ قواعد و ضوابط کے تحت کاروباری اداروں کو اعلیٰ کم از کم اجرت ادا کرنے یا مہنگے فوائد کی پیشکش کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے، جس سے ملازمت کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے۔ ان ضوابط کو کم کرنے سے، کاروبار کارکنان کی خدمات حاصل کرنے کے لیے زیادہ آمادہ ہو سکتے ہیں، جس سے ملازمت کے مزید مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

ملازمت کی مماثلت کو بہتر بنانا: لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں ملازمت سے ملنے والی خدمات کو بہتر بنا سکتی ہیں، جو ملازمت کے متلاشیوں کو مناسب ملازمت کے مواقع سے جوڑتی ہیں۔ اس سے ملازمت کے متلاشیوں کو زیادہ تیزی سے روزگار تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور ان کے بے روزگاری کے وقت کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

لچکدار کام کے انتظامات کو فروغ دینا: لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں کاروباری اداروں کو مزید لچکدار کام کرنے کے انتظامات، جیسے پارٹ ٹائم کام یا ٹیلی کام کی پیشکش کرنے کی ترغیب دے سکتی ہیں۔ اس سے کاروبار کے لیے خدمات حاصل کرنے کی لاگت کو کم کرنے اور ان کارکنوں کے لیے ملازمت کے مواقع کی دستیابی کو بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے جو شاید کل وقتی کام کرنے کے قابل نہ ہوں۔

سپورٹنگ ری ٹریننگ: لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں ان کارکنوں کے لیے مدد فراہم کر سکتی ہیں جنہیں روزگار تلاش کرنے کے لیے دوبارہ تربیت یا

نئی مہارتیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں تعلیم اور تربیتی پروگراموں کے لیے مالی مدد کے ساتھ ساتھ مشاورت اور امداد کی دیگر اقسام شامل ہو سکتی ہیں۔

تحفظ کو بڑھانا: لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں ملازمت کے ضائع ہونے کی صورت میں کارکنوں کے لیے تحفظات فراہم کر کے ملازمت کے تحفظ کو بڑھانے میں مدد کر سکتی ہیں، جیسے کہ بے روزگاری انشورنس یا علیحدگی کی تنخواہ۔ اس سے بے روزگاری کے خوف کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے، جو کارکنوں کو نئے مواقع تلاش کرنے کے لیے اپنی موجودہ ملازمتوں کو چھوڑنے کی حوصلہ شکنی کر سکتا ہے۔

مجموعی طور پر، لیبر مارکیٹ کی پالیسیاں لیبر مارکیٹ کے کام کو بہتر بنا کر، روزگاری راہ میں حائل رکاوٹوں کو کم کر کے، اور ایسے کارکنوں کے لیے مدد فراہم کر کے بے روزگاری کو کم کرنے میں مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں جنہیں دوبارہ تربیت یا نئی مہارتیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

5. مراعات

ملازمتیں پیدا کرنے کے لیے مراعات کاروباروں کو نئی ملازمتیں پیدا کرنے کی ترغیب دے کر بے روزگاری کو کم کرنے میں مدد کر سکتی ہیں۔ یہاں کچھ ایسے طریقے ہیں جن میں ملازمت پیدا کرنے کے لیے مراعات بے روزگاری کو کم کرنے میں کارگر ثابت ہو سکتی ہیں: سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی: روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے ترغیبات کاروبار کو نئے منصوبوں میں سرمایہ کاری کرنے یا موجودہ منصوبوں کو بڑھانے کی ترغیب دے سکتی ہیں۔ یہ نئی ملازمتوں کی تخلیق کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ کاروبار کو اپنی ترقی میں مدد کے لیے کارکنوں کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ملازمتوں کو فروغ دینا: ملازمت کی تخلیق کے لیے ترغیبات کاروباری اداروں کو مزید کارکنوں کی خدمات حاصل کرنے کی ترغیب بھی دے سکتی ہیں۔ اس میں ہرنے کرایہ پر ٹیکس کریڈٹ یا سبسڈی شامل ہو سکتی ہے، جو تربیت اور اجرت کے اخراجات کو پورا کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔

معاشی نمو کی حوصلہ افزائی: ملازمتوں کی تخلیق کے لیے ترغیبات معاشی ترقی کو تیز کرنے میں مدد کر سکتی ہیں، جو کہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا ایک مثبت دور بنا سکتی ہے۔ جیسے جیسے کاروبار سرمایہ کاری اور توسیع کرتے ہیں، وہ نئی ملازمتیں پیدا کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں صارفین کے اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے اور مزید معاشی ترقی ہوتی ہے۔

مخصوص صنعتوں یا خطوں پر توجہ مرکوز کرنا: روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے مراعات کا ہدف مخصوص صنعتوں یا خطوں کو بنایا جاسکتا ہے جو بے روزگاری کی بلند سطح کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس سے ان علاقوں میں ملازمت کے نئے مواقع پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے جو معاشی طور پر جدوجہد کر رہے ہیں۔

اختراع کی حوصلہ افزائی: ملازمتوں کی تخلیق کے لیے ترغیبات کاروباری اداروں کو نئی ٹیکنالوجیز یا اختراعی کاروباری ماڈلز میں سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دے سکتی ہیں۔ اس سے ابھرتی ہوئی صنعتوں میں نئی ملازمتیں پیدا ہو سکتی ہیں، جو معیشت کو متنوع بنانے اور روایتی شعبوں

پر انحصار کم کرنے میں مدد کر سکتی ہیں۔

مجموعی طور پر، روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے ترغیبات کاروباروں کو سرمایہ کاری، توسیع اور مزید کارکنوں کی خدمات حاصل کرنے کی ترغیب دے کر بے روزگاری کو کم کرنے میں کارگر ثابت ہو سکتی ہیں۔ معاشی ترقی کی حوصلہ افزائی اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے سے، یہ مراعات بے روزگاری کو کم کرنے اور زیادہ خوشحال معیشت کو فروغ دینے میں مدد کر سکتی ہیں۔

6. نجی عوامی شراکت

پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ (PPPs) ملازمت کے مواقع پیدا کرنے کے لیے سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کی طاقتوں اور وسائل کا فائدہ اٹھا کر بے روزگاری کو کم کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔ یہاں کچھ طریقے ہیں جن میں پی پی پیز بے روزگاری کو کم کرنے میں مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں:

ملازمت کی تربیت اور مہارت کی ترقی: PPPs کو ملازمت کی تربیت اور مہارتوں کی ترقی کے پروگرام فراہم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جو مخصوص صنعتوں کی ضروریات کے مطابق ہوں۔ کاروباری اداروں کے ساتھ کام کر کے ان مہارتوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جن کی طلب ہے، PPPs ملازمت کے متلاشیوں کو وہ ہنر حاصل کرنے میں مدد کر سکتے ہیں جن کی انہیں روزگار تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

سرمائے تک رسائی: چھوٹے کاروباروں اور کاروباری افراد کے لیے سرمائے تک رسائی فراہم کرنے کے لیے PPPs کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس میں ایسے کاروباروں کو قرض یا گرانٹ فراہم کرنا شامل ہو سکتا ہے جو نئی ملازمتیں پیدا کر رہے ہیں، یا ایسے اسٹارٹ اپس میں سرمایہ کاری کرنا جو مستقبل میں ملازمتیں پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

بزنس انکیوبیشن: PPPs کا استعمال بزنس انکیوبیٹرز یا ایکسلریٹرز بنانے کے لیے کیا جاسکتا ہے جو کاروباری افراد کو مدد اور وسائل فراہم کرتے ہیں۔ دفتری جگہ، سرپرستی، اور دیگر وسائل تک رسائی کی پیشکش کر کے، یہ پروگرام نئے کاروبار اور ملازمتیں پیدا کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

افراد کی قوت کی ترقی: PPPs کو افرادی قوت کی ترقی کے پروگراموں کی مدد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جو ملازمت کے متلاشیوں کو وہ ہنر اور تجربہ حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں جن کی انہیں روزگار تلاش کرنے میں ضرورت ہے۔ کاروباری اداروں کے ساتھ کام کر کے ان مہارتوں کی نشاندہی کرنے کے لیے جو طلب میں ہیں، یہ پروگرام اس بات کو یقینی بنانے میں مدد کر سکتے ہیں کہ ملازمت کے متلاشی افراد ان مہارتوں سے لیس ہیں جن کی لیبر مارکیٹ میں ضرورت ہے۔

بنیادی ڈھانچے کی ترقی: PPPs کو بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کی مالی اعانت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جو مختصر مدت میں ملازمتیں پیدا کرتے ہیں اور طویل مدت میں معاشی ترقی کو فروغ دیتے ہیں۔ مل کر کام کرنے سے، سرکاری اور نجی شعبے ان منصوبوں کی لاگت اور خطرات کو بانٹ سکتے ہیں، اور انہیں زیادہ قابل عمل بنا سکتے ہیں۔

مجموعی طور پر، PPPs روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے سرکاری اور نجی شعبوں کے وسائل اور مہارت کو اکٹھا کر کے بے روزگاری کو کم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہو سکتا ہے۔ تربیت اور ہنر کی ترقی، سرمائے تک رسائی، اور کاروباری اور افرادی قوت کی ترقی کے لیے

تعاون فراہم کر کے، PPPs ایک زیادہ متحرک اور جامع لیبر مارکیٹ بنانے میں مدد کر سکتے ہیں۔

7. تجارتی پالیسیاں

تجارتی پالیسیاں برآمدات کو فروغ دے کر اور درآمدات کو کم کر کے بے روزگاری کو کم کرنے میں مدد کر سکتی ہیں جس سے ملکی صنعتوں میں روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہاں کچھ طریقے ہیں جن میں تجارتی پالیسیاں بے روزگاری کو کم کرنے میں کارگر ثابت ہو سکتی ہیں:

برآمدات کو فروغ دینے والی تجارتی پالیسیاں: برآمدات کو فروغ دینے والی تجارتی پالیسیاں مقامی طور پر تیار کردہ ایشیا اور خدمات کی طلب میں اضافہ کر کے روزگار کے نئے مواقع پیدا کر سکتی ہیں۔ یہ ایکسپورٹ سبسڈیز، ایکسپورٹ فنانسنگ، یا ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی جیسے اقدامات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ برآمدات پر مبنی صنعتوں کی حمایت کرتے ہوئے، یہ پالیسیاں صنعت، زراعت اور خدمات جیسے شعبوں میں ملازمتیں پیدا کرنے میں مدد کر سکتی ہیں۔

درآمدی متبادل: تجارتی پالیسیاں جو درآمدی متبادل کو فروغ دیتی ہیں درآمدی سامان اور خدمات پر انحصار کو کم کر کے روزگار کے نئے مواقع پیدا کر سکتی ہیں۔ یہ درآمدی ٹیرف، درآمدی کوٹے، یا مقامی مواد کی ضروریات جیسے اقدامات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ ملکی صنعتوں کو غیر ملکی مسابقت سے بچا کر، یہ پالیسیاں صنعت، زراعت اور خدمات جیسے شعبوں میں ملازمتیں پیدا کرنے میں مدد کر سکتی ہیں۔

تجارتی معاہدے: تجارتی معاہدے غیر ملکی منڈیوں تک رسائی بڑھا کر روزگار کے نئے مواقع پیدا کر سکتے ہیں۔ کم ٹیرف یا دیگر تجارتی رکاوٹوں پر بات چیت کرتے ہوئے، یہ معاہدے برآمدات بڑھانے اور ملکی صنعتوں کے لیے نئے مواقع پیدا کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تجارتی معاہدے سرمایہ کاری اور ٹیکنالوجی کی منتقلی کو فروغ دے کر ملازمت کے نئے مواقع پیدا کر سکتے ہیں۔

شعبے سے متعلق پالیسیاں: تجارتی پالیسیوں کو معیشت کے مخصوص شعبوں کے مطابق بنایا جاسکتا ہے تاکہ روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں۔ مثال کے طور پر، ہائی ٹیک صنعتوں کی ترقی میں معاونت کرنے والی پالیسیاں بائیو ٹیکنالوجی، انفارمیشن ٹیکنالوجی، یا قابل تجدید توانائی جیسے شعبوں میں ملازمت کے نئے مواقع پیدا کر سکتی ہیں۔

بین الاقوامی لیبر معیارات: تجارتی پالیسیوں کا استعمال محنت کے بین الاقوامی معیارات کو فروغ دینے کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے، جیسے چائلڈ لیبر کا خاتمہ یا ورکرز کے حقوق کو فروغ دینا۔ مزدوری کے منصفانہ طریقوں کو فروغ دینے اور کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے ذریعے، یہ پالیسیاں زیادہ جامع اور پائیدار لیبر مارکیٹ بنانے میں مدد کر سکتی ہیں۔

مجموعی طور پر، تجارتی پالیسیاں برآمدات کو فروغ دے کر، درآمدات کو کم کر کے، اور ملکی صنعتوں میں روزگار کے نئے مواقع پیدا کر کے بے روزگاری کو کم کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہو سکتی ہیں۔ منصفانہ تجارتی طریقوں کو فروغ دینے اور کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے ذریعے، یہ پالیسیاں ایک زیادہ متحرک اور جامع عالمی معیشت بنانے میں مدد کر سکتی ہیں۔

15.5 ہندوستان میں بے روزگاری کو کم کرنے کے پروگرام

(Programs to Reduce Unemployment in India)

ہندوستان میں کئی پروگرام اور اقدامات ہیں جن کا مقصد بے روزگاری کو کم کرنا اور روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ یہاں چند

مثالیں ہیں:

پردھان منتری روزگار پروتسہان یوجنا (PMRPY): یہ پروگرام 2016 میں آجروں کو نئی ملازمتیں پیدا کرنے کی ترغیب دینے کے لیے شروع کیا گیا تھا۔ اس اسکیم کے تحت، حکومت تین سال کی مدت کے لیے اہل نئے ملازمین کے لیے ایمپلائز پراویڈنٹ فنڈ (EPF) میں آجر کے پورے تعاون کی ادائیگی کرتی ہے۔

مہاتما گاندھی نیشنل روڈل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (MGNREGA): یہ پروگرام 2005 میں شروع کیا گیا تھا اور دیہی گھرانوں کو ہر سال 100 دن کے روزگار کی ضمانت دیتا ہے جن کے بالغ ارکان غیر ہنرمند دستی کام کرنے کے لیے رضاکارانہ طور پر کام کرتے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد دیہی گھرانوں کو روزگار فراہم کرنا اور دیہی ترقی کو فروغ دینا ہے۔

نیشنل روڈل لائیو ہڈز مشن (NRLM): یہ پروگرام 2010 میں شروع کیا گیا تھا اور اس کا مقصد خود روزگار اور کاروبار کو فروغ دے کر دیہی علاقوں میں غربت اور بے روزگاری کو کم کرنا ہے۔ یہ پروگرام دیہی گھرانوں کو اپنے کاروبار شروع کرنے کے لیے مالی معاونت، تربیت اور صلاحیت سازی فراہم کرتا ہے۔

دین دیال اپادھیائے گرامین کوشلیا یوجنا (DDU-GKY): یہ پروگرام 2014 میں شروع کیا گیا تھا اور اس کا مقصد دیہی نوجوانوں کو ہنر کی تربیت اور روزگار کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ پروگرام خوردہ، مہمان نوازی، صحت کی دیکھ بھال، اور لاجسٹکس کے شعبوں میں ملازمتیں پیدا کرنے پر مرکوز ہے۔

اسٹارٹ اپ انڈیا: یہ پہلے 2016 میں شروع کی گئی تھی تاکہ ملک میں انٹرپرائیزورشپ اور روزگار کی تخلیق کو فروغ دیا جاسکے۔ یہ پروگرام اسٹارٹ اپس کو مالی اور دیگر مدد فراہم کرتا ہے اور اس کا مقصد انٹرپرائیزورشپ اور اختراع کے لیے سازگار ماحولیاتی نظام بنانا ہے۔

سکل انڈیا: یہ پہلے 2015 میں نوجوانوں کو ہنر کی تربیت فراہم کرنے اور انٹرپرائیزورشپ کو فروغ دینے کے لیے شروع کی گئی تھی۔ اس پروگرام کا مقصد 2022 تک 40 کروڑ لوگوں کو مختلف ہنر کی تربیت دینا اور مختلف شعبوں میں روزگار کے مواقع فراہم کرنا ہے۔

یہ بے روزگاری کو کم کرنے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے ہندوستان میں نافذ کیے جانے والے بہت سے پروگراموں

اور اقدامات کی چند مثالیں ہیں۔

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے، مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے کے اقدامات ضروری نہیں کہ متضاد ہوں، لیکن وہ ایک دوسرے

کے ساتھ تناؤ کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پالیسیاں جو مہنگائی کو کم کرنے کے لیے کارآمد ہیں ضروری نہیں کہ بے روزگاری کو کم

کرنے میں کارگر ہوں، اور اس کے برعکس۔ مثال کے طور پر، افراط زر کو کم کرنے کا ایک طریقہ سود کی شرح میں اضافہ کرنا ہے، جس سے صارفین اور کاروبار دونوں کے اخراجات اور قرض کو کم کیا جاسکتا ہے۔ تاہم، یہ زیادہ بے روزگاری کا باعث بھی بن سکتا ہے، کیونکہ کاروبار اپنی سرمایہ کاری کو کم کر سکتے ہیں اور قرض لینے کی زیادہ لاگت کے جواب میں ملازمتیں کم کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف، پالیسیاں جو بے روزگاری کو کم کرنے میں مؤثر ہیں، جیسے کہ حکومتی اخراجات میں اضافہ یا شرح سود کو کم کرنا، اگر وہ معیشت کی پیداوار سے زیادہ طلب کو متحرک کرتی ہیں تو افراط زر کی وجہ بھی ہو سکتی ہیں۔

لہذا، مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے کے اقدامات کے درمیان صحیح توازن تلاش کرنے کے لیے مخصوص معاشی حالات اور مختلف پالیسیوں کے درمیان تجارتی تعلقات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، اونچی مہنگائی کے وقت، بے روزگاری کو کم کرنے کے اقدامات پر مہنگائی کو کم کرنے کے اقدامات کو ترجیح دینا ضروری ہو سکتا ہے، جب کہ اعلیٰ بے روزگاری کے وقت، ایسی پالیسیاں جو ملازمت کے مواقع کو ترجیح دیتی ہیں۔ بالآخر، معاشی پالیسی کا مقصد ایک مستحکم اور خوشحال معیشت بنانا ہے جس سے سب کو فائدہ ہو۔ اس کے لیے ایک متوازن نقطہ نظر کی ضرورت ہے جو مہنگائی اور بے روزگاری دونوں کے ساتھ ساتھ دیگر عوامل جیسے معاشی ترقی، آمدنی میں عدم مساوات اور سماجی بہبود کو بھی مد نظر رکھے۔

15.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس گفتگو کو مکمل کرنے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- مہنگائی اور بے روزگاری سے نمٹنے کے لیے پالیسی سازوں کو دستیاب مختلف پالیسی ٹولز کا تجزیہ کریں، جن میں مانٹری پالیسی اور مالیاتی پالیسی شامل ہیں۔
- مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے اور معاشی نمو اور استحکام کو فروغ دینے کے اہداف کے حصول میں مختلف پالیسی اقدامات کی تاثیر اور حدود کا جائزہ لیں۔
- مختلف معاشی عوامل، جیسے افراط زر، بے روزگاری، سود کی شرح، اور حکومتی اخراجات کے باہمی انحصار کو سمجھیں، اور یہ کہ وہ ایک دوسرے پر کیسے اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

15.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

- معاشی استحکام *Economic Stability*: وقت کے ساتھ مستحکم نمو، کم افراط زر، اور کم بے روزگاری کو برقرار رکھنے کی معیشت کی صلاحیت۔
- کیش ریزرو ریشو *Cash Reserve Ratio (CRR)*: بینک کے کل ڈپازٹس کا فیصد جو اسے مرکزی بینک کے پاس ریزرو کے طور پر رکھنا ہوتا ہے۔

قانونی لیکویڈیٹی ریشو: *Statutory Liquidity Ratio (SLR)* - بینک کے کل ڈپازٹس کا فیصد جسے اسے مائع اثاثوں جیسے نقد، سونا، یا سرکاری سیکورٹی کی شکل میں برقرار رکھنا ہوتا ہے۔

غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کے لیے ریزرو کے تقاضے (*RRFCD*): پالیسی ٹول جسے مرکزی بینک زر کی فراہمی کو منظم کرنے اور شرح مبادلہ کے استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور بینکوں کو اپنے غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کا ایک حصہ مرکزی بینک کے پاس بطور ذخائر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مارجنل ریزرو ریکوائرنٹس (*MRR*): اضافی ریزرو جو مرکزی بینکوں کی طرف سے بینکوں پر عائد کی جاتی ہے۔

15.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

15.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. مرکزی بینک کے ذریعے افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کیا جانے والا سب سے عام اقدام کیا ہے؟

(a) مالیاتی پالیسی (b) مانیٹری پالیسی

(c) سپلائی سائڈ پالیسی (d) آمدنی پالیسی

2. مندرجہ ذیل میں سے کون سی پالیسی قلیل مدت میں مہنگائی میں اضافے کا زیادہ امکان رکھتی ہے؟

(a) حکومتی اخراجات میں کمی (b) حکومتی اخراجات میں اضافہ

(c) شرح سود میں کمی (d) ٹیکسوں میں اضافہ

3. بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل میں سے کون سا پالیسی اقدام ہے؟

(a) شرح سود میں اضافہ (b) حکومتی اخراجات میں کمی

(c) ٹیکسوں میں کمی (d) پیداواری صلاحیت میں کمی

4. مندرجہ ذیل میں سے کون سا کیش ریزرو ریشو (*CRR*) کا مقصد ہے؟

(a) مہنگائی کو کنٹرول کرنا۔ (b) بینک کے منافع میں اضافہ کرنا۔

(c) قرض دینے کو فروغ دینا۔ (d) بچت کی حوصلہ افزائی کرنا۔

5. جب مرکزی بینک *CRR* بڑھاتا ہے تو زر کی فراہمی کا کیا ہوتا ہے؟

(a) بڑھتی ہے۔ (b) کم ہوتی ہے۔

(c) وہی رہتی ہے۔ (d) اس پر اثر نہیں پڑتا ہے۔

6. مہنگائی کو کم کرنے کے لیے سپلائی سائڈ پالیسی اقدام کی مندرجہ ذیل میں سے کون سی مثال ہے؟
- (a) حکومتی اخراجات میں اضافہ۔ (b) ٹیکسوں میں کمی۔
(c) شرح سود میں اضافہ۔ (d) پیداواری صلاحیت میں کمی۔
7. مندرجہ ذیل میں سے کون سی توسیعی مالیاتی پالیسی کی مثال ہے؟
- (a) شرح سود میں اضافہ۔ (b) حکومتی اخراجات میں اضافہ۔
(c) ٹیکسوں میں اضافہ۔ (d) شرح سود میں کمی۔
8. مندرجہ ذیل میں سے کون سی بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے ڈیمانڈ سائڈ پالیسی اقدام کی مثال ہے؟
- (a) ٹیکسوں میں اضافہ۔ (b) حکومتی اخراجات میں کمی۔
(c) حکومتی اخراجات میں اضافہ۔ (d) پیداواری صلاحیت میں کمی۔
9. طویل مدتی معاشی نمو کو فروغ دینے کے لیے درج ذیل میں سے کون سی پالیسی اقدام کی مثال ہے؟
- (a) شرح سود میں اضافہ۔ (b) حکومتی اخراجات میں کمی۔
(c) تعلیم و تربیت میں سرمایہ کاری۔ (d) ٹیکسوں میں کمی۔
10. مالیاتی پالیسی کو نافذ کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے استعمال کیا جانے والا بنیادی ٹول کیا ہے؟
- (a) شرح سود میں تبدیلی۔ (b) زر کی رسد میں تبدیلی۔
(c) ٹیکس کی شرحوں میں تبدیلی۔ (d) ریزرو کی ضروریات میں تبدیلی۔

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(c)	(c)	(c)	(c)	(b)	(c)	(a)	(c)	(b)	(b)	

15.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. مرکزی بینک افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لیے کون سے دو اہم اوزار استعمال کرتے ہیں؟
2. سپلائی سائڈ پالیسی اقدام کی ایک مثال بیان کریں جسے افراط زر کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔
3. شرح سود میں اضافہ مہنگائی اور بے روزگاری کو کیسے متاثر کرتا ہے؟ وضاحت کریں۔
4. مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے ڈیمانڈ سائڈ اور سپلائی سائڈ پالیسیوں میں کیا فرق ہے؟
5. CRR اور SLR کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کا استعمال کیسے کیا جاتا ہے؟

15.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. مہنگائی اور بے روزگاری کو کنٹرول کرنے کے لیے مانیٹری پالیسی کے استعمال کے فوائد اور نقصانات پر بحث کریں۔

2. مختلف قسم کے مالیاتی پالیسی اقدامات کا موازنہ کریں اور ان کا موازنہ کریں جو افراط زر اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ کونسی پالیسیاں قلیل مدتی میں زیادہ موثر ہوتی ہیں، اور کون سی طویل مدت میں زیادہ موثر ہوتی ہیں؟
3. مہنگائی اور بے روزگاری کو کم کرنے میں سپلائی سائٹڈ پالیسیوں کی تاثیر کا جائزہ لیں۔ سپلائی سائٹڈ پالیسیاں ڈیمانڈ سائٹڈ پالیسیوں سے کیسے مختلف ہیں، اور کن حالات میں وہ زیادہ موثر ہو سکتی ہیں؟

15.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.



اکائی 16: کاروباری سائیکل

(Business Cycle)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	16.0
مقاصد (Objectives)	16.1
کاروباری سائیکل (Business Cycle)	16.2
کاروباری سائیکل کے مراحل (Stages of Business Cycle)	16.2.1
بزنس سائیکل کی خصوصیات (Features of Business Cycle)	16.2.2
کاروباری سائیکل کے نظریات (Theories of Business Cycle)	16.3
نظریہ داغِ آفتاب (Sunspot Theory)	16.3.1
کاروباری چکر کا زری نظریہ (Monetary Theory of Business Cycle)	16.3.2
ناقص صرف کا نظریہ (Under-Consumption Theory)	16.3.3
زائد سرمایہ کاری کا نظریہ (Over-Investment Theory)	16.3.4
کیسز کا نظریہ (Keynes's Theory)	16.3.5
سیمولسن اور ہکس کے نظریات (Theories of Samuelson and Hicks)	16.3.6
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	16.4
کلیدی الفاظ (Keywords)	16.5
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	16.6
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	16.6.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	16.6.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	16.6.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	16.7

بہت سے آزاد کاروباری سرمایہ دار ممالک جیسے کہ امریکہ اور برطانیہ نے پچھلی دو صدیوں کے دوران تیز رفتار معاشی نمو حاصل کی ہے یعنی ان ممالک میں معاشی نمو یا مجموعی قومی پیداوار (GNP) میں اضافے کا طویل مدتی رجحان رہا ہے۔ لیکن ان معیشتوں کو وقتاً فوقتاً معاشی سرگرمیوں میں قلیل مدتی اتار چڑھاؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یعنی پیداوار، آمدنی، روزگار اور قیمتوں میں نمو کے اس طویل مدتی رجحان کے ارد گرد تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔

زیادہ آمدنی، پیداوار اور روزگار کی مدت کو توسیع، عروج یا خوشحالی کا دور کہا جاتا ہے، اور کم آمدنی، پیداوار اور روزگار کے دور کو سکڑاؤ، کسادبازاری، یا افسردگی کہا جاتا ہے۔ آزاد بازار سرمایہ دار ممالک کی معاشی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ معاشی خوشحالی یا توسیع کا دور سکڑاؤ یا کسادبازاری کے دور کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں توسیع اور سکڑاؤ کے ان متبادل ادوار کو کاروباری چکر کہا جاتا ہے۔ اس اکائی میں ہم کاروباری چکر اور اس سے متعلق بعض نظریات کا مطالعہ کریں گے۔

16.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- کاروباری سائیکل (یا کاروباری چکر / تجارتی چکر / کاروباری ادوار) کی وضاحت کرنا۔
- کاروباری سائیکل کی خصوصیات بیان کرنا۔
- کاروباری سائیکل کے نظریات بیان کرنا۔

16.2 کاروباری سائیکل (Business Cycle)

کاروباری سائیکل، جسے کبھی کبھی "تجارتی سائیکل" یا "معاشی سائیکل" بھی کہا جاتا ہے، معیشت کے پھیلنے اور سکڑنے کے مراحل کا ایک سلسلہ ہے۔ یہ معاشی سرگرمیوں جیسے روزگار، پیداوار اور آمدنی میں متواتر اتار چڑھاؤ کا سلسلہ ہے۔ کیسز کے مطابق تجارتی سائیکل اچھی تجارت کے ادوار جس کی خصوصیات بڑھتی ہوئی قیمتیں اور بیروزگاری کی کم فیصد ہوتی ہے اور خراب تجارت کے ادوار جس کی خصوصیات گرتی قیمتیں اور بے روزگاری کی اعلیٰ فیصد ہوتی ہے پر مشتمل ہوتی ہے۔

معاشی سرگرمیوں میں ان اتار چڑھاؤ کی ایک قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ یہ معیشت میں بار بار آتے ہیں اور کم و بیش باقاعدگی سے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان اتار چڑھاؤ کو کاروباری سائیکل کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ان اتار چڑھاؤ کو "سائیکل" یا "چکر" یا "ادوار" کہنے کا مطلب ہے کہ یہ متواتر ہوتے ہیں اور باقاعدگی سے ہوتے ہیں، حالانکہ کامل باقاعدگی دیکھنے کو نہیں ملی ہے۔

معاشی تاریخ سے پتا لگتا ہے کہ کاروباری سائیکل کی مدت ایک جیسی نہیں رہی ہے۔ یہ کم از کم دو سال سے لے کر زیادہ سے زیادہ دس سے بارہ سال تک کی ہوتی ہے۔ بعض کاروباری چکر بہت مختصر ہوتے ہیں جو صرف دو سے تین سال کی مدت کے ہوتے ہیں، جبکہ بعض کی

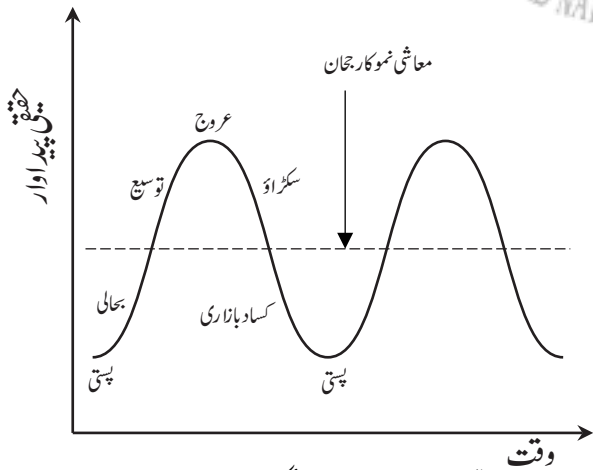
مدت کئی سالوں کو محیط ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ بعض چکروں میں طویل مدتی رجحان کے ارد گرد بڑے ارتعاش (Oscillations) ہوتے ہیں اور بعض میں معتدل اور چھوٹی نوعیت کے ارتعاش ہوتے ہیں۔

کاروباری چکر افراد پر معاشی معنوں میں بڑے گراں گزرتے ہیں۔ آپ سابقہ صدی کی تیس کی دہائی کے عظیم معاشی بحران اور اس کے تباہ کن اثرات کے بارے میں سابق میں پڑھ چکے ہوں گے۔ کساد بازاری یا افسردگی کے دور میں بہت سے کارکن بے روزگار ہو جاتے ہیں۔ بے روزگاری سے پیداوار اور آمدنی میں کمی آتی ہے۔ اس کے علاوہ، کساد بازاری کے دوران بہت سے تاجر بڑا نقصان اٹھاتے ہیں اور دیوالیہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگوں کا معیار زندگی کم ہو جاتا ہے۔ کاروباری چکر معیشت میں غیر یقینی صورت حال پیدا کرتا ہے جس سے افراد اپنی مستقبل کی آمدنی اور روزگار کے متعلق غیر یقینی صورت حال کا سامنا کرتے ہیں۔ غیر یقینی صورت حال کا اثر سرمایہ کاری پر بھی پڑتا ہے۔ عروج کے دور کے بھی اپنے منفی اثرات ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر عروج کے دور میں عموماً مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے افراد کی حقیقی آمدنی میں کمی آتی ہے اور افراد خصوصاً غریب عوام کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مہنگائی و وسائل کی تقسیم کو بگاڑ دیتی ہے اس طرح کہ وسائل پیداواری استعمال سے غیر پیداواری استعمال کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مہنگائی آمدنی کی امیروں کے حق میں اور غریبوں کے خلاف باز تقسیم (Redistribution) کرتی ہے۔ مہنگائی معاشی نمو پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے۔

16.2.1 کاروباری سائیکل کے مراحل (Stages of Business Cycle)

کاروباری سائیکل کے مختلف مراحل ہوتے ہیں۔ ان مراحل کو مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے۔ موٹے طور پر کاروباری چکر کے چار مراحل ہوتے ہیں۔ 1. توسیع (بوم، عروج یا خوشحالی)، 2. چوٹی (اوپری موڑ)، 3. مندی (ڈاؤن سوئنگ، کساد بازاری یا افسردگی)، 4. زوال (نچلا موڑ)

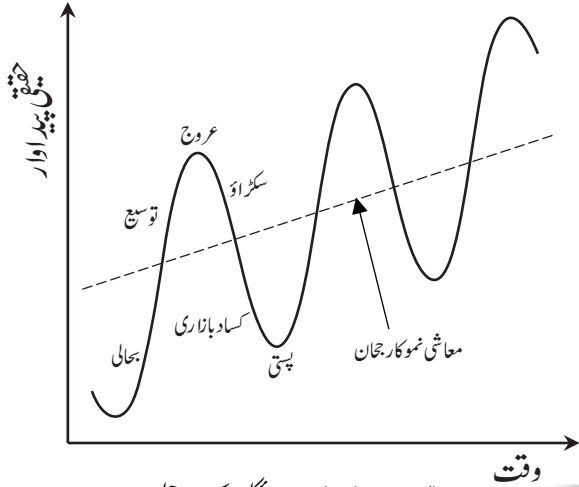
کاروباری سائیکل کے ان مراحل کو تصویر 16.1 میں دکھایا گیا ہے۔ پستی جب معاشی سرگرمیاں جیسے پیداوار اور روزگار سب سے کم سطح پر ہوتے ہیں سے ابتدا کرتے ہیں۔ معاشی سرگرمیوں کی بحالی کے ساتھ معیشت توسیع کے مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے، لیکن بعض وجوہات کی بنا پر، یہ توسیع غیر معینہ مدت تک جاری نہیں رہ پاتی، اور عروج پر پہنچنے کے بعد، سکڑاؤ یا نیچے کی طرف بڑھنا شروع ہو جاتی



تصویر 16.1: کاروباری سائیکل کے مراحل

ہے۔ جب سکڑاؤ اور رفتار پکڑتی ہے تو ڈپریشن یا کساد بازاری کا مرحلہ آ جاتا ہے۔ یہ مرحلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ کم ترین موڑ پستی تک نہ پہنچ جائے۔ اس طرح سائیکل مکمل ہو جاتی ہے۔ تاہم، کچھ دیر تک پستی کی حالت میں رہنے کے بعد معیشت کی بحالی کا مرحلہ شروع ہوتا ہے اور پھر سے نیا کاروباری دور شروع ہوتا ہے۔

چکراتی تبدیلیوں کے پیٹرن کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نمونہ تصویر 16.1 میں دکھایا گیا ہے جہاں افقی خط کے ذریعے دکھائے گئے



مستحکم توازن کے ارد گرد معاشی اتار چڑھاؤ ہوتے ہیں۔ یہ متحرک استحکام کی ایسی صورت کو دکھاتا ہے جس میں تبدیلی تو ہوتی ہے لیکن نمو کا کوئی طویل مدتی رجحان نہیں ہوتا۔ چکراتی اتار چڑھاؤ کا دوسرا نمونہ تصویر 16.2 میں دکھایا گیا ہے جہاں معاشی سرگرمیوں میں چکراتی تبدیلیاں نمو کے راستے (یعنی بڑھتے ہوئے رجحان) کے ارد گرد ہوتی ہیں۔ آئیے کاروبار سائیکل کے مختلف مراحل کی وضاحت کرتے ہیں۔

1. توسیع اور خوشحالی

کاروبار باری ادوار کے توسیعی مرحلے میں پیداوار اور روزگار

دونوں میں اس وقت تک اضافہ ہوتا ہے جب تک کہ معیشت میں وسائل کا مکمل روزگار نہ ہو اور دیے گئے پیداواری وسائل کے ساتھ پیداوار بلند ترین سطح پر نہ ہو، ساختی اور فزکشنل بے روزگاری کے علاوہ کوئی غیر ارادی بے روزگاری نہ ہو۔ اس طرح، جب توسیع کا عمل رفتار پکڑتا ہے اور معیشت میں خوش حالی آتی ہے، تو ممکنہ GNP اور حقیقی GNP کے درمیان فرق صفر ہو جاتا ہے، یعنی پیداوار کی سطح زیادہ سے زیادہ پیداواری سطح پر ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں بڑی مقدار میں خالص سرمایہ کاری ہوتی ہے اور پائیدار صارفی اشیا کی طلب بھی زیادہ ہوتی ہے۔ قیمتیں بھی عام طور پر توسیع کے مرحلے کے دوران بڑھتی ہیں لیکن اعلیٰ سطحی معاشی سرگرمیوں کی وجہ سے لوگ اعلیٰ معیار زندگی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

2. سکڑاؤ

پھر کچھ ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں جو توسیع یا خوش حالی کے مرحلے کو ختم کر دیتے ہیں۔ ان غیر موافق حالات میں بینکوں کا قرض دینے میں کمی کرنا، تاجرین کی توقعات میں کمی ہونا اور مستقل کی معیشت کے حالات کے بارے میں ناامید ہونا وغیرہ شامل ہیں۔ ماہرین معاشیات کے مابین خوش حالی کے خاتمے اور معاشی سرگرمیوں میں کمی کے آغاز کے ممکنہ اسباب کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مانیٹر سٹس کے مطابق بینک کریڈٹ میں کمی معاشی سرگرمی میں کمی کا سبب بنتی ہے جبکہ کینز کے مطابق متوقع شرح منافع (جسے وہ سرمائے کی حاشیائی استعداد، MEC کہتے ہیں) میں اچانک کمی سرمایہ کاری کو کم کر دیتی ہے۔ ان کے مطابق سرمایہ کاری میں یہ کمی معاشی سرگرمیوں میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

3. کساد بازاری / افسردگی / مندی

سکڑاؤ کا مرحلہ جب رفتار پکڑتا ہے تو کساد بازاری کا دور آ جاتا ہے۔ اس دوران، نہ صرف آمدنی میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ روزگار کی سطح بھی کم ہوتی ہے۔ سرمایہ کاری میں بھی کمی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اشیا اور خدمات کے صرف میں مزید کمی آتی ہے۔ ڈپریشن یا افسردگی کے دور میں قیمتیں بھی عام طور پر مجموعی طلب میں کمی کی وجہ سے گر جاتی ہیں۔ افسردگی کے مرحلے کی ایک اہم خصوصیت شرح سود

میں کمی ہے۔ سود کی کم شرح سے افراد کی زر کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

معیشت میں اضافی گنجائش پیدا ہوتی ہے کیونکہ اشیائے سرمایہ اور اشیائے صرف پیدا کرنے والی صنعتیں طلب کی کمی کی وجہ سے اپنی صلاحیت سے بہت کم سطح پر کام کرتی ہیں۔ ڈپریشن کا مرحلہ اس وقت آتا ہے جب معاشی سرگرمیوں میں شدید سکڑاؤ یا کساد بازاری ہو۔ 33 – 1929 کا ڈپریشن آج بھی اپنی شدت کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے۔

4. بحالی

معاشی سرگرمیوں کی ایک حد ہے جس تک وہ گر سکتی ہے۔ معاشی سرگرمی کی سب سے کم سطح، جسے عام طور پر ڈپریشن کہا جاتا ہے، کچھ وقت تک برقرار رہتی ہے۔ کیپٹل سٹاک کو بدلے بغیر اس کو افسردہ ہونے دیا جاتا ہے۔ تکنیکی پیش رفت موجودہ سرمائے کے اسٹاک کو متروک بنا دیتی ہے۔

تکنیکی پیش رفت اور سرمائے کے متروک ہونے کی وجہ سے سرمائے کی قلت پیدا ہوتی ہے اور نئے سرمائے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں اگر سرمایہ کاری میں اضافہ ہو یا بینکاری نظام قرضوں کو دینا شروع کر دے تو معیشت میں بحالی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافہ معیشت کی بحالی کا باعث بنتا ہے۔ بحالی ڈپریشن سے توسیع کی طرف موڑ ہے۔ جیسے جیسے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے، صرف میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجتاً صنعتیں زیادہ پیداوار کرنا شروع کر دیتی ہیں اور مجموعی طلب کی بحالی کی وجہ سے اضافی صلاحیت کو اب مکمل استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مزدوروں کے روزگار میں اضافہ اور بے روزگاری کی شرح میں کمی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ سائیکل مکمل ہو جاتی ہے۔

16.2.2 بزنس سائیکل کی خصوصیات (Features of Business Cycle)

اگرچہ کاروباری سائیکل مدت اور شدت میں مختلف ہوتی ہے لیکن ان کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ ہم ذیل میں ان کی وضاحت کرتے ہیں:

1. کاروبار کے چکر وقفے وقفے سے ہوتے ہیں اگرچہ وہ ایک جیسی باقاعدگی نہیں دکھاتے ہیں۔ سائیکل کی مدت کم از کم دو سال سے زیادہ سے زیادہ دس سے بارہ سال تک ہوتی ہے۔
2. کاروباری سائیکل متزامن (Synchronic) ہوتی ہیں۔ یعنی ان کا اثر کسی ایک صنعت یا شعبے پر نہیں بلکہ معیشت کی تمام صنعتوں اور شعبوں پر ہوتا۔
3. کاروباری سائیکل کا اثر پیداوار کی سطح کے ساتھ ساتھ دیگر متغیرات جیسے روزگار، سرمایہ کاری، صرف، شرح سود اور قیمت کی سطح پر بھی ہوتا ہے۔
4. کاروباری سائیکل کا سب سے زیادہ اثر عموماً سرمایہ کاری اور پائیدار اشیائے صرف جیسے کار، مکانات، ریفریجریٹرز کے صرف پر سب سے زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ سرمایہ کاری بہت زیادہ غیر مستحکم ہوتی ہے کیونکہ یہ نجی کاروباریوں کے منافع کی توقعات پر منحصر کرتی

ہے۔ کاروباری افراد کی یہ توقعات اکثر بدلتی رہتی ہیں۔ اسی طرح چونکہ پائیدار ایشیا کے صرف کو موخر کیا جاسکتا ہے، اس لیے کاروباری چکروں کے دوران بھی ان میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ آتا ہے۔ اس کے برعکس غیر پائیدار ایشیا اور خدمات کے صرف پر کاروباری سائیکل کا اثر زیادہ شدید نہیں ہوتا۔ ان کے صرف میں بڑی حد تک استحکام دیکھنے کو ملتا ہے۔

5. ڈپریشن اور توسیع کا فوری اثر ایشیا کی انوینٹری پر پڑتا ہے۔ جب ڈپریشن شروع ہو جاتا ہے، تو انوینٹریز مطلوبہ سطح سے زیادہ ہونے لگتی ہے۔ اس کے نتیجے میں پیداوار میں کمی ہونے لگتی ہے۔ اس کے برعکس، جب بحالی شروع ہوتی ہے تو انوینٹری مطلوبہ سطح سے کم ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری اور پیداوار میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔

6. منافع آمدنی میں دوسری قسم کی آمدنیوں کے مقابلے زیادہ اتار چڑھاؤ ہوتا ہے۔ کاروباری سائیکل غیر یقینی صورت حال کا باعث بنتی ہے جس سے معاشی حالات کی پیش گوئی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ افسردگی کی مدت کے دوران منافع منفی بھی ہو سکتا ہے اور بہت سے کاروبار دیوالیہ ہو سکتے ہیں۔ آزاد بازار معیشت میں منافع کو اس بنیاد پر جائز قرار دیا جاتا ہے کہ یہ غیر یقینی صورت حال کا مقابلہ کرنے کا معاوضہ ہے۔

7. کاروباری سائیکل کردار میں بین الاقوامی ہوتی ہیں۔ یعنی ایک بار ایک ملک میں شروع ہو کر وہ ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات کے ذریعے ایک سے دوسرے ملک میں پھیل جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر امریکہ جو دوسرے ممالک سے ایشیا کا ایک بڑا درآمد کنندہ ہے میں کساد بازاری ہوتی ہے تو اس سے دوسرے ممالک سے درآمدات کی طلب میں کمی ہوگی۔ اس سے ان ممالک کی برآمدات بری طرح متاثر ہوں گی اور ان میں بھی کساد بازاری ہوگی۔ امریکہ اور برطانیہ میں 1930 کی دہائی کے ڈپریشن نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

16.3 کاروباری سائیکل کے نظریات (Theories of Business Cycle)

ذیل میں ہم کاروباری سائیکل کے بعض جدید اور قدیم نظریات پیش کریں گے۔

16.3.1 نظریہ داغ آفتاب (Sunspot Theory)

یہ شاید کاروباری سائیکل کا قدیم ترین نظریہ ہے۔ اس نظریے کو اسٹینلی جیونز (Stanley Jevons) نے 1875 میں پیش کیا۔ سورج کے دھبے سورج کی سطح پر ہونے والے وہ طوفان ہیں جو وہاں، پر تشدد ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جیونز نے دلیل دی کہ سورج کے دھبے زمین پر موسم کو متاثر کرتے ہیں۔ چونکہ زمانہ قدیم میں معیشتیں زراعت پر بہت زیادہ منحصر تھیں، اس لیے سورج کے دھبوں کی وجہ سے موسمی حالات میں تبدیلی سے زرعی پیداوار میں اتار چڑھاؤ ہوتے تھے۔ زرعی پیداوار میں اتار چڑھاؤ کا اثر پوری معیشت پر پڑتا تھا۔

قدیم ماہرین معاشیات نے سورج کے دھبوں کے علاوہ آب و ہوا اور موسمی حالات میں ہونے والی تبدیلیوں پر بھی توجہ مرکوز کی۔

ان کے مطابق موسم کے چکروں کی وجہ سے زرعی پیداوار میں اتار چڑھاؤ آتا ہے جس کے نتیجے میں پوری معیشت میں عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔ آج بھی ہندوستان جیسے ملک میں جہاں زراعت اب بھی اہم ہے موسم کا بہت اثر پڑتا ہے۔ جب مانسون کی کمی کی وجہ سے ہندوستانی زراعت میں خشک سالی ہوتی ہے، تو کسانوں کی آمدنی متاثر ہوتی ہے اور اس وجہ سے صنعتوں کی مصنوعات کی طلب کم ہو جاتی ہے۔ اس سے صنعتی کساد بازاری پیدا ہوتی ہے۔

اگرچہ کاروباری سائیکلوں کے نظریات جو موسمی حالات پر زور دیتے ہیں، معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ کے بارے میں کسی حد تک سچائی کا عنصر رکھتے ہیں لیکن یہ کاروباری سائیکلوں کی مناسب وضاحت پیش نہیں کرتے ہیں۔ لہذا، جدید ماہرین معاشیات ان نظریات پر زیادہ انحصار نہیں کرتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آب و ہوا زرعی پیداوار کو متاثر کرتی ہے۔ لیکن موسمیاتی نظریات تجارتی سائیکل کے مراحل کی مناسب وضاحت نہیں کرتے۔ اگر موسمیاتی نظریات میں سچائی ہوتی تو زرعی ممالک میں تجارتی چکر کی پیش گوئی کیا جانا ممکن ہوتا اور جب ملک مکمل طور پر صنعتی ہو جاتا تو کاروباری سائیکل کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہوا۔ اعلیٰ صنعتی ممالک میں زرعی ممالک کے مقابلے کاروباری سائیکل زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس لیے موسمی تغیرات کاروباری سائیکل کی مکمل وضاحت پیش نہیں کرتے۔

16.3.2 کاروباری چکر کا زری نظریہ (Monetary Theory of Business Cycle)

کاروباری سائیکل کا ایک پرانا نظریہ ہوٹری (Hawtrey) نے پیش کیا تھا۔ کاروباری سائیکل کا ان کا زری نظریہ اس معیشت سے متعلق ہے جو طلائی معیار (Gold Standard) کے تحت ہو۔ معیشت کو طلائی معیار کے تحت کہا جاتا ہے جب یا تو گردش میں زر سونے کے سکوں پر مشتمل ہو یا جب کاغذی نوٹوں کو بینکنگ سسٹم میں سونے کے ذخائر کی مکمل حمایت حاصل ہو۔

ہوٹری کے مطابق، زر کی مقدار میں اضافہ سرمایہ کاری کے لیے بینک کریڈٹ کی دستیابی کو بڑھاتا ہے۔ اس سے شرح سود میں کمی ہوتی ہے۔ یہ تاجروں کو سرمایہ کاری کے لیے مزید قرض لینے پر آمادہ کرتی ہے۔ زیادہ سرمایہ کاری کے نتیجے میں ایشیا اور خدمات کی پیداوار اور آمدنی، روزگار اور اشیائے صرف پر خرچ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح، بینک کریڈٹ میں توسیع کے نتیجے میں معیشت توسیع کے مرحلے میں آتی ہے۔ توسیع کا یہ عمل کچھ عرصے تک جاری رہتا ہے۔ زیادہ سرمایہ کاری کی وجہ سے مجموعی طلب میں اضافہ قیمتوں میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ بڑھتی ہوئی قیمتیں دو طرح سے پیداوار میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

اول، جب قیمتیں بڑھنا شروع ہوتی ہیں تو تاجر مزید سرمایہ کاری کرتے ہیں کیونکہ قیمتوں میں اضافے سے منافع کمانے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ دوم، بڑھتی ہوئی قیمتیں لوگوں کے پاس زائد زر کی مقدار کی حقیقی قدر کو کم کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ ایشیا اور خدمات پر زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح بڑھتی ہوئی قیمتیں کچھ مدت کے لیے توسیع کو برقرار رکھتی ہیں۔

تاہم، ہوٹری کے مطابق، توسیع کا عمل بالآخر ختم ہو جاتا ہے۔ ان کے مطابق توسیع کے دوران آمدنی میں اضافہ مقامی طور پر پیدا کردہ ایشیا پر اخراجات کے ساتھ ساتھ غیر ملکی ایشیا کی درآمد پر بھی زیادہ اخراجات کا سبب بنتا ہے۔

نتیجے کے طور پر، ملک کی درآمدات اس کی برآمدات سے زیادہ ہو جاتی ہیں اور دوسرے ممالک کے ساتھ تجارتی خسارہ (Trade

(Deficit) پیدا ہوتا ہے۔ اگر زر مبادلہ کی شرح معین رہتی ہے تو تجارتی خسارے کا مطلب ہے کہ ادائیگیوں کے توازن کے خسارے کو پورا کرنے کے لیے سونے کا خارجی بہاؤ ہو گا۔ چونکہ ملک طلائی معیار پر ہے، اس لیے سونے کا اخراج معیشت میں زر کی رسد میں کمی کا سبب بنے گا۔ زر کی رسد میں کمی سے بینک کریڈٹ کی دستیابی کم ہو جائے گی۔ بینک کریڈٹ کی رسد میں کمی سے شرح سود بڑھے گی۔ شرح سود میں اضافے سے سرمایہ کاری کم ہو جائے گی۔ سرمایہ کاری میں کمی کی وجہ سے سکڑاؤ کا عمل شروع ہو جائے گا۔ سرمایہ کاری میں کمی سے پیداوار، آمدنی، صرف اور مجموعی طلب میں کمی ہوگی۔ طلب میں کمی سے قیمتیں کم ہوں گی۔ ایک بار جب قیمتیں گرنا شروع ہوں گی تو تاجر یہ توقع کریں گے کہ وہ مزید گریں گی۔ اس کے نتیجے میں پیداوار میں مزید کمی ہوگی۔

قیمتوں میں کمی زر کی حقیقی قدر میں اضافے کا سبب بنتی ہے جو لوگوں کو اپنے پاس زیادہ زر رکھنے پر آمادہ کرتی ہے۔ اس طرح سے مندی کے عمل میں تیزی آتی ہے کیونکہ اشیا کی طلب تیزی سے کم ہونے لگتی ہے اور اس کے ساتھ معیشت ڈپریشن میں چلی جاتی ہے۔ لیکن کچھ وقفے کے بعد ڈپریشن بھی ختم ہو جاتا اور معیشت بحال ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ تنزیل کے عمل میں درآمدات میں تیزی سے کمی واقع ہوتی ہے جس کی وجہ سے گھرانوں کی آمدنی اور صرف میں کمی آتی ہے، جب کہ برآمدات میں زیادہ کمی نہیں ہوتی۔ نتیجے کے طور پر، تجارتی سرپلس ابھرتا ہے جو سونے کی آمد کا سبب بنتا ہے۔ سونے کی آمد زر کی رسد میں توسیع کا باعث بنتی ہے اور اس کے نتیجے میں سرمایہ کاری کے لیے بینک کریڈٹ کی دستیابی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ، معیشت ڈپریشن سے باہر نکلتی ہے اور توسیع کے مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس طرح، سائیکل مکمل ہو جاتی ہے۔ ہوٹری کے مطابق یہ عمل بار بار دہرایا جاتا ہے۔

ہوٹری کا نظریہ ان معیشتوں کے لیے تھا جو طلائی معیار کے تحت تھیں۔ یہ نظریہ موجودہ دور کی معیشتوں پر لاگو نہیں ہوتا جنہوں نے 1930 کی دہائی میں طلائی معیار کو ترک کر دیا تھا۔ تاہم، ہوٹری کے نظریے کی اب بھی اپنی اہمیت ہے کیونکہ یہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح زر کی رسد میں تبدیلیاں قیمت کی سطح اور شرح سود میں تبدیلیوں کے ذریعے معاشی سرگرمیوں کو متاثر کرتی ہیں۔

16.3.3 ناقص صرف کا نظریہ (Under-Consumption Theory)

مالتھس (Malthus) اور سس موندی (Sismondi) نے سے کے قانون (Say's Law) جو کہتا ہے کہ رسد اپنی طلب خود پیدا کرتی ہے پر تنقید کی اور دلیل دی کہ اشیا اور خدمات کا صرف اتنا کم ہو سکتا ہے جو اشیا و خدمات کی پیداوار سے کم ہو۔ وہ صرفی طلب میں کمی کو اشیا کی ضرورت سے زیادہ پیداوار کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ زیادہ پیداوار اشیا کی انویٹریوں میں اضافے کا سبب بنتی ہے جس کے نتیجے میں کساد بازاری ہوتی ہے۔

سس موندی اور ہو بسن (Hobson) کا ناقص صرف کا نظریہ درحقیقت کاروباری چکروں کا نظریہ نہیں تھا۔ انہوں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ کس طرح ایک آزاد کاروباری معیشت طویل مدتی معاشی سست روی میں داخل ہو سکتی ہے۔ سس موندی اور ہو بسن کے ناقص صرف کے نظریے کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے امیر اور غریب طبقے کے درمیان فرق کیا ہے۔ ان کے مطابق، معاشرے کے امیر طبقہ اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ زری اثاثوں اور حقیقی جائیدادوں کے منافع سے حاصل کرتے ہیں۔

مزید، وہ یہ فرض کرتے ہیں کہ امیروں کا میلان بچت زیادہ ہوتا ہے، یعنی وہ اپنی آمدنی کا نسبتاً بڑا حصہ بچاتے ہیں اور نسبتاً چھوٹا حصہ صرف کرتے ہیں۔ دوسری طرف، کم خوش حال لوگ اپنی زیادہ تر آمدنی کام کر کے یعنی مزدوری سے حاصل کرتے ہیں، اور ان کا میلان بچت کم ہوتا ہے۔ لہذا، یہ اپنی آمدنی کا نسبتاً بڑا تناسب صارفی اشیاء اور خدمات پر خرچ کرتے ہیں۔ اپنے نظریے میں، وہ مزید یہ فرض کرتے ہیں کہ توسیع کے عمل کے دوران، امیر لوگوں کی آمدنی اجرت کی آمدنی سے نسبتاً زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح، توسیعی مرحلے کے دوران، آمدنی کی تقسیم امیروں کے حق میں بدل جاتی ہے جس کے نتیجے میں اوسط میلان بچت میں اضافہ ہوتا ہے، یعنی توسیع کے مرحلے میں بچت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس وجہ سے صرف کی طلب میں کمی آتی ہے۔

سبس موندی اور ہولسن کے مطابق، بچت میں اضافہ توسیعی مرحلے کے دوران اشیاء سرمایہ پر زیادہ سرمایہ کاری کے اخراجات کا باعث بنتا ہے اور اشیاء سرمایہ کا بڑا ذخیرہ معیشت کو مزید اشیاء اور خدمات پیدا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ لیکن چونکہ معیشت کا میلان صرف مسلسل گرتا جاتا ہے، اس لیے اشیاء صرف کی طلب، بڑھتی ہوئی پیداوار کو جذب کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتی ہے۔ اس طرح اشیاء صرف کی طلب میں کمی یا جسے ناقص صرف کہا جاتا ہے معیشت میں پیدا ہوتی ہے جس سے معیشت کی توسیع رک جاتی ہے۔

مزید برآں، چونکہ اشیاء کی رسد یا پیداوار ان کی طلب کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ بڑھ جاتی ہے، اس لیے قیمتیں گر جاتی ہیں۔ قیمتیں گرتی رہتی ہیں اور پیداوار کی اوسط لاگت سے بھی نیچے جاتی ہیں جس سے کاروباری اداروں کو نقصان ہوتا ہے۔ اس طرح، جب صرف میں کمی آتی ہے، تو اشیاء کی پیداوار غیر منافع بخش ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں فرمیں اپنی پیداوار میں کمی کرتی ہیں جس کے نتیجے میں معاشی سرگرمیوں میں کساد بازاری یا سکڑاؤ ہوتا ہے۔

یہ نظریہ کہ آمدنی کی عدم مساوات معیشت کی نمو یا توسیع کے ساتھ بڑھتی ہے اور مزید یہ کہ یہ کساد بازاری یا جمود کا سبب بنتی ہے، قبول کیا جاتا ہے۔ بہت سے ماہرین تجویز کرتے ہیں کہ اگر نمو کو برقرار رکھنا ہے (یعنی اگر کساد بازاری یا جمود سے بچنا ہے) تو اشیاء کی بڑھتی ہوئی پیداوار کو جذب کرنے کے لیے صرف کی طلب میں کافی اضافہ ہونا چاہیے۔ اس کے لیے جان بوجھ کر آمدنی کی تقسیم میں عدم مساوات کو کم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ مزید برآں، ناقص صرف کا نظریہ بجا طور پر کہتا ہے کہ آمدنی کی باز تقسیم کی اسکیمیں کاروباری سائیکلوں کے طول و عرض کو کم کر دیں گی۔ اس کے علاوہ، اس نظریے میں جائیداد کے مالکان اور اجرت کمانے والوں کے اوسط میلان بچت اور میلان صرف کا تجویز کردہ طرز عمل مشاہدہ شدہ مظاہر سے ہم آہنگ پایا گیا ہے۔

اوپر سے یہ واضح ہے کہ ناقص صرف کے نظریے میں کچھ اہم عناصر جیسے صرفی طلب میں کمی کو کساد بازاری کی وجہ کے طور پر ابھرنا ہیں، لیکن یہ نظریہ زیادہ ہی سادہ سمجھا جاتا ہے۔ بڑھتی ہوئی آمدنی کی عدم مساوات کے علاوہ بہت سی خصوصیات ہیں جو کساد بازاری یا تجارتی چکروں کا سبب بنتی ہیں۔

16.3.4 زائد سرمایہ کاری کا نظریہ (Over-Investment Theory)

سرمایہ کاری میں حتمی اشیاء اور خدمات کی مجموعی پیداوار اور صرف کے مقابلے زیادہ تغیر آتا ہے۔ اس نے ماہرین معاشیات کو سرمایہ

کاری میں تبدیلی کی وجوہات اور یہ کس طرح کاروباری چکروں کے لیے ذمہ دار ہے اس کی تحقیقات کرنے پر مجبور کیا ہے۔

زائد سرمایہ کاری کے نظریے کے دو ورژن ہیں۔ ہائیک (Hayek) کا نظریہ سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ پیدا کرنے میں زری قوتوں پر زور دیتا ہے۔ زائد سرمایہ کاری کے نظریے کا دو سر اور ٹنٹ وک سیل (Knut Wicksell) کا ہے جو اختراع (Innovation) کے ذریعے ہونے والی سرمایہ کاری پر زور دیتا ہے۔ دونوں نظریات میں سود کی قدرتی شرح اور سود کی زری شرح کے درمیان فرق ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سود کی قدرتی شرح وہ شرح ہے جس پر سرمایہ کاری بچت کے مساوی ہوتی ہے اور یہ توازن سود کی شرح سرمایے کی حاشیائی آمدنی پیداوار یا سرمایے پر منافع کی شرح کی عکاسی کرتی ہے۔ زری شرح سود وہ شرح ہے جس پر بینک تاجروں کو قرض دیتے ہیں۔

1. ہائیک کی زائد سرمایہ کاری نظریے کا مانیٹری ورژن (Hayek's Monetary Over Investment Theory)

ہائیک کے مطابق زری قوتیں سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ کا باعث بنتی ہیں اور کاروباری چکروں کی بنیادی وجہ ہیں۔ اس سلسلے میں ہائیک کا نظریہ ہوٹری کے مانیٹری نظریے سے ملتا جلتا ہے۔

آئیے فرض کریں کہ معیشت کساد بازاری کا شکار ہے اور اس لیے تاجروں کی بینک کریڈٹ کی طلب بہت کم ہے۔ بینک کریڈٹ کی کم طلب سے زری شرح سود قدرتی شرح سود سے کم ہو جاتی ہے۔ زری شرح سود کے قدرتی شرح سود سے کم ہونے سے تاجرین کو سرمایہ کاری کی ترغیب ہوگی۔ اس سے سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ سرمایہ کاری کے اخراجات میں اضافے کے ساتھ، معیشت کی توسیع شروع ہوگی۔ سرمایہ کاری میں اضافہ آمدنی اور روزگار میں اضافے کا سبب بنے گا جس سے صرفی اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ اس کے نتیجے میں اشیائے صرف کی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ اشیائے سرمایہ اور اشیائے صرف کی صنعتوں کے درمیان قلیل وسائل کے لیے مقابلہ ان کی قیمتوں میں اضافے کا سبب بنے گا جس کے نتیجے میں اشیاء اور خدمات کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔

لیکن توسیع کا یہ عمل غیر معینہ مدت تک جاری نہیں رہ سکتا کیونکہ بینکوں کے پاس اضافی ذخائر ختم ہو جائیں گے جو بینکوں کو مجبور کرے گا کہ وہ سرمایہ کاری کے لیے مزید قرضے نہ دیں، جب کہ بینک کریڈٹ کی طلب بڑھتی چلی جائے گی۔ اس طرح بینکوں سے قرضے کی عدم فراہمی اور اس کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے زری شرح سود قدرتی شرح سود سے زیادہ ہو جائے گی۔ اس سے مزید سرمایہ کاری کرنا غیر منافع بخش ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت اس لحاظ سے ضرورت سے زیادہ سرمایہ کاری ہوئی ہے کہ مطلوبہ سرمایہ کاری کی مالی اعانت کے لیے مطلوبہ بچتیں کم ہیں۔ جب سرمایہ کاری کے لیے مزید بینک کریڈٹ دستیاب نہیں ہوتا ہے تو سرمایہ کاری میں کمی آتی ہے جس کی وجہ سے آمدنی اور صرف دونوں میں کمی آتی ہے اور اس طرح توسیع ختم ہو جاتی ہے اور معیشت معاشی سرگرمیوں میں کمی کا تجربہ کرتی ہے۔

تاہم، کچھ وقفے کے بعد بینک کریڈٹ کی طلب میں کمی سود کی زری شرح کو کم کرتی ہے اور یہ سود کی قدرتی شرح سے نیچے چلی جاتی ہے۔ اس سے سرمایہ کاری کی سرگرمیوں کو دوبارہ فروغ ملتا ہے اور اس کے نتیجے میں کساد بازاری ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح توسیع اور سکڑاؤ کے متبادل ادوار وقفے وقفے سے ہوتے رہتے ہیں۔

2. وکسل کا زائد سرمایہ کاری کا نظریہ (Wicksell's Over Investment Theory)

وکسل کا زائد سرمایہ کاری کا نظریہ غیر زری نظریہ ہے۔ یہ زری عوامل پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے چکراتی اتار چڑھاؤ کو اس سرمایہ کاری میں اضافے سے منسوب کرتا ہے جو خود کاروباریوں کی طرف سے متعارف کرائی گئی نئی اختراعات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

نئی اختراعات کا تعارف یا نئے بازاروں کا آغاز کچھ سرمایہ کاری کے منصوبوں کو یا تو لاگت کم کر کے یا مصنوعات کی طلب کو بڑھا کر منافع بخش بناتا ہے۔ سرمایہ کاری میں توسیع کم شرح سود پر بینک کریڈٹ کی دستیابی کی وجہ سے ممکن ہوتی ہے۔ جب سرمایہ کاری بچت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو معاشی سرگرمیوں میں توسیع رک جاتی ہے۔ ایک بار پھر یہ نوٹ کیا جاسکتا ہے کہ ضرورت سے زیادہ سرمایہ کاری ہوتی ہے کیونکہ بچت کی سطح مطلوبہ سطح کی سرمایہ کاری کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ سرمایہ کاری کے اخراجات کا خاتمہ معیشت کو کساد بازاری میں لے جانے کا سبب بنتا ہے۔

تاہم، اختراعات کا ایک اور مجموعہ ہوتا ہے یا مزید نئے بازار وجود میں آتے ہیں جو سرمایہ کاری کو متحرک کرتے ہیں۔ اس طرح، جب نئی اختراعات کے نتیجے میں سرمایہ کاری میں تیزی آتی ہے، تو معیشت میں دوبارہ بحالی آتی ہے اور ایک بار پھر توسیعی مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے۔

اگرچہ زائد سرمایہ کاری کا نظریہ کاروباری چکروں کی مناسب وضاحت پیش نہیں کرتا ہے، لیکن اس میں ایک اہم عنصر موجود ہے کہ سرمایہ کاری میں اتار چڑھاؤ کاروباری سائیکلوں کی بنیادی وجہ ہے۔ تاہم، یہ اس کی درست وضاحت پیش نہیں کرتا ہے کہ کیوں سرمایہ کاری میں اکثر تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

اس نظریے کے بہت سے بیانات بینکاری نظام کے رویے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو شرح سود اور سود کی قدرتی شرح کے درمیان فرق کا سبب بنتا ہے۔ تاہم، جیسا کہ کینز نے بعد میں زور دیا، سرمایہ کاری میں اکثر اتار چڑھاؤ آتا ہے کیونکہ کاروباری افراد کے منافع کی توقعات میں تبدیلی کا انحصار معیشت میں کام کرنے والے کئی معاشی اور سیاسی عوامل پر ہوتا ہے۔ اس طرح، یہ نظریہ کاروباری چکروں کی مناسب وضاحت پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

16.3.5 کینز کا نظریہ (Keynes's Theory)

کینز نے اپنا نظریہ 1930 کی دہائی میں اس وقت پیش کیا جب پوری دنیا شدید معاشی بحران سے گزر رہی تھی۔ کاروباری سائیکل کے اپنے نظریے میں، کینز نے وکالت کی کہ مجموعی طلب مختلف معاشی عوامل، جیسے آمدنی، روزگار، اور پیداوار کے تعین میں مدد کرتی ہے۔ مجموعی طلب سے مراد صارفین اور سرمائے کی اشیا کی طلب ہے۔

ایسی صورت جس میں مصنوعات اور خدمات پر سرمایہ کاری اور اخراجات زیادہ ہوتے ہیں اس میں پیداوار کی سطح بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح مجموعی اخراجات میں اضافے سے مجموعی پیداوار کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب پیداوار کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں روزگار کے مواقع اور آمدنی کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم، اگر مجموعی طلب کم ہو تو پیداوار کی سطح بھی کم ہوتی ہے۔ اسی طرح

مجموعی طلب میں کمی سے آمدنی، پیداوار اور سرمایہ کاری میں بھی کمی ہوتی ہے۔ لہذا، آمدنی اور پیداوار کی سطح میں تبدیلی مجموعی طلب میں تبدیلیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ سرمایہ کاری کی طلب جس کا انحصار شرح سود اور منافع کی متوقع شرح پر ہوتا ہے میں ہونے والی تبدیلیوں سے مجموعی طلب مزید متاثر ہوتی ہے۔

کیزنے منافع کی متوقع شرح کو سرمائے کی حاشیائی استعداد کہا ہے۔ منافع کی متوقع شرح سرمائے سے پیدا ہونے والی متوقع آمدنی اور اس سرمائے کو استعمال کرنے کے لیے ہونے والی لاگت کے درمیان فرق ہے۔ اگر منافع کی متوقع شرح موجودہ شرح سود سے زیادہ ہے، تو سرمایہ کار زیادہ سرمایہ کاری کریں گے۔ دوسری طرف، سرمائے کی حاشیائی استعداد کا تعین اشیائے سرمایہ کی متوقع آمدنی اور ان کی بدل لاگت سے ہوتا ہے۔

معاشی عوامل میں نئی ایجادات یا اختراعات، جیسے کہ مصنوعات، پیداواری تکنیک وغیرہ کی وجہ سے یہ فرض کرتے ہوئے کہ مستقبل میں قیمتیں بڑھیں گی، سرمائے کی حاشیائی استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف، قیمتوں میں کمی، لاگت میں اضافہ، اور پیداواری عمل کی غیر موثریت جیسی وجوہات کی وجہ سے سرمایے کی حاشیائی استعداد کم ہوتی ہے۔

کیزن کے نظریے کے مطابق، کاروباری سائیکل کے توسیعی مرحلے میں، سرمایہ کار معاشی حالات کے بارے میں مثبت ہوتے ہیں، اس طرح، وہ سرمایہ کاری سے آمدنی کی شرح کو زیادہ سمجھتے ہیں۔ آمدنی کی شرح اس وقت تک بڑھتی ہے جب تک کہ مکمل روزگار کی حالت حاصل نہ ہو جائے۔

جب معیشت مکمل روزگار کے حصول کی راہ پر گامزن ہو تو اس مرحلے کو بوم یا عروج یا خوش حالی کا مرحلہ کہا جاتا ہے۔ بوم کے مرحلے میں، سرمایہ کار سرمائے کی حاشیائی استعداد میں کمی کی تشخیص نہیں کر پاتے اور شرح سود پر دھیان نہیں دیتے۔ نتیجتاً، سرمایہ کاری سے منافع میں کمی کا آغاز سرمایہ کاری کی لاگت اور اشیاء اور خدمات کی پیداوار کی لاگت میں اضافے کی وجہ سے ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس صورت حال کے نتیجے میں معیشت میں سکڑاؤ یا کساد بازاری ہوتی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی کی شرح موجودہ شرح سود سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، اس صورت حال میں، سرمایہ کاری کے مواقع سکڑ جاتے ہیں۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے بینک بھی قرضہ فراہم نہیں کر پاتے ہیں۔ سود کی موجودہ زیادہ شرح زیادہ لوگوں کو سرمایہ کاری کے بجائے بچت کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ نتیجتاً، اشیائے سرمایہ کی طلب کم ہو جاتی ہے۔ مزید یہ کہ آمدنی اور روزگار کی سطح کم ہو جاتی ہے اور معیشت ڈپریشن کے مرحلے تک پہنچ جاتی ہے۔

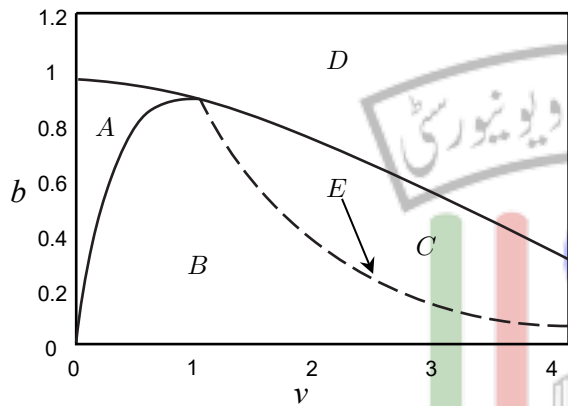
کیزن نے کاروباری چکروں کو سمجھنے کے لیے تین قسم کے میلان تجویز کیے ہیں۔ یہ ہیں میلان بچت، میلان صرف سرمایے کی حاشیائی استعداد کا میلان۔ اس نے ضارب کا تصور بھی پیش کیا جو سرمایہ کاری میں ہونے والی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والی آمدنی کی سطح میں تبدیلیوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

کیزن نے اس بات کی بھی وکالت کی کہ کاروباری سائیکل کی توسیع سرمایے کی حاشیائی استعداد میں اضافے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ

سرمایہ کاروں (بشمول افراد اور تنظیموں) کو سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ تنظیمیں اپنے کیپٹل گڈز کو تبدیل کر کے پیداوار شروع کر دیتی ہیں۔

اس کے نتیجے میں، افراد کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے شرح میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے کاروباری اداروں کے منافع میں اضافہ ہوتا ہے، جو آخر کار معیشت کی مجموعی آمدنی اور سرمایہ کاری کی سطح میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ یہ معیشت کی بحالی کے مرحلے کی نشاندہی کرتا ہے۔

16.3.6 سیمولسن اور ہکس کے نظریات (Theories of Samuelson and Hicks)



تصویر 16.3: ضارب اور مسرع کی قدریں

سیمولسن اور ہکس کے نظریات ضارب اور مسرع کے تعامل پر مبنی نظریات ہیں۔ سیمولسن کے نظریے کو آپ کئی معاشیات حصہ اول میں پڑھ چکے ہیں (تفصیل کے لیے کئی معاشیات حصہ اول اکائی 16 صفحہ 246 دیکھیں)۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ ضارب اور مسرع کی مختلف قدروں کے ساتھ معیشت میں مختلف قسم کے ارتعاش پیدا ہوتے ہیں۔

ہکس کے نظریے کو بیان کرنے کے لیے اُس کتاب کی تصویر

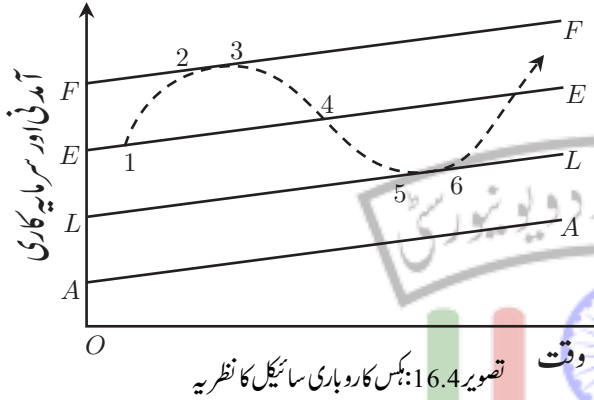
16.3 کو ہم یہاں تصویر 16.3 کی صورت میں دوبارہ پیش کرتے ہیں۔

ہکس نے کاروباری سائیکل کے اپنے نظریے میں حاشیائی میلان صرف (b) اور سرمایہ پیداوار تناسب (v) کی ایسی قدروں کا انتخاب کیا جو ان کے خیال میں حقیقی دنیا کی صورت حال سے مطابقت رکھتی ہیں۔ ان کے مطابق، حاشیائی میلان صرف اور مسرع کی قدریں تصویر 16.3 کے علاقے C یا D میں پڑتی۔ آپ نے سیمولسن کے ماڈل میں دیکھا کہ، اگر b اور v کی قدریں خطہ C میں ہوں، تو وہ چکراتی حرکات (یعنی ارتعاش) پیدا کرتے ہیں جن کے طول و عرض میں وقت کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے اور اگر وہ خطہ D میں ہوں تو وہ بغیر کسی ارتعاش کے آمدنی یا پیداوار کی ایک دھماکہ خیز اوپر کی حرکت پیدا کرتے ہیں۔ حقیقی دنیا کے ایسے کاروباری چکروں کی وضاحت کرنے کے لیے جو پھٹنے کا رجحان نہیں رکھتے، ہکس نے اپنے تجزیے میں بفرز کے کردار کو شامل کیا ہے۔ ایک طرف، وہ پیداوار کی اوپری حد متعارف کراتے ہیں جس کا تعین وسائل کے مکمل روزگار سے ہوتا ہے اور دوسری طرف نچلی حد کو متعارف کراتے ہیں جس کا تعین آزاد سرمایہ کاری اور ضارب کی قدر سے ہوتا ہے۔ معیشت کی آمدنی اوپری حد یا نچلی حد سے زیادہ یا کم نہیں ہو سکتی۔

ہکس کے نظریے کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ معیشت میں کاروباری سائیکل معاشی نمو (یعنی وقت کے ساتھ ساتھ پیداوار کی حقیقی آمدنی کا بڑھتا ہوا رجحان) کے پس منظر میں ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اشیا اور خدمات کی حقیقی پیداوار میں چکراتی اتار چڑھاؤ آمدنی اور پیداوار کے بڑھتے رجحان کے ارد گرد ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے نظریے میں نمو کی توازن شرح کے ساتھ کاروباری چکروں کی وضاحت کرتے ہیں۔

ہکس کے نظریے میں طویل مدتی توازن نمو آزاد سرمایہ کاری میں اضافے کی شرح سے متعین ہوتی ہے اور اس لیے آمدنی کی طویل مدتی توازن نمو کا تعین آزاد سرمایہ کاری، ضارب اور مسرع کی قدروں سے ہوتا ہے۔ ہکس کا خیال تھا کہ تکنیکی پیش رفت، اختراعات اور آبادی میں اضافے پر منحصر کرتے ہوئے آزاد سرمایہ کاری مستقل شرح سے بڑھتی ہے۔

مستحکم ضارب اور مسرع کے مفروضوں کے ساتھ، توازن آمدنی میں اسی شرح سے اضافہ ہو گا جس شرح سے آزاد سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیقی پیداوار کی توازن نمو کے راستے پر بڑھنے میں ناکامی یعنی کبھی پیداوار کا اس راستے سے اوپر جانا اور کبھی اس کے نیچے جانا کاروباری سائیکل پیدا کرتا ہے۔



تصویر 16.4 میں ہکس کے کاروباری سائیکل کے نظریے

کی وضاحت کی گئی ہے۔ محور Y پر پیداوار اور سرمایہ کاری کو لوگار تھی اسکیل (Logarithmic Scale) پر پیش کیا گیا ہے۔

محور X پر وقت کی پیمائش کی گئی ہے۔ تصویر میں، خط آزاد سرمایہ کاری کی نمائندگی کرتی ہے۔ آزاد سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری

ہے جو آمدنی میں ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے اور تکنیکی پیش رفت یا اختراعات یا آبادی میں اضافے کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ ہکس نے فرض کیا کہ آزاد سرمایہ کاری ہر سال ایک مستقل شرح سے بڑھتی ہے۔ اس شرح کو خط AA کے ڈھلان سے دکھایا گیا ہے۔

حاشیائی میلان صرف کی دی گئی قدر کے ساتھ، سادہ ضارب کا تعین ہوتا ہے۔ پھر ضارب اور آزاد سرمایہ کاری کی قدروں کے حاصل ضرب سے خط LL سے دکھائے گئے آمدنی کے راستے کا تعین ہوتا ہے۔ ہکس اسے فرشی خط (Floor Line) کہتے ہیں۔ یہ آمدنی کی نچلی حد کا تعین کرتا ہے۔ آزاد سرمایہ کاری کی شرح نمو اور ضارب کی وجہ سے آمدنی اس سطح سے کم نہیں ہو سکتی۔

اگر قومی آمدنی ایک مدت سے دوسری مدت تک خط LL کے مطابق بڑھتی ہے تو مسرع کے عمل کی وجہ سے کچھ تابع سرمایہ کاری پیدا ہوگی۔ اس سے آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ خط EE آزاد سرمایہ کاری، ضارب اور مسرع کے مشترکہ اثر سے متعین قومی آمدنی کے توازن نمو کے راستے کو دکھاتا ہے۔ FF مکمل روزگار کی حد ہے۔ یہ ایک ایسا خط ہے جو کسی بھی مدت میں زیادہ سے زیادہ قومی پیداوار کو ظاہر کرتا ہے۔ اسے سقفی خط (Ceiling Line) کہ سکتے ہیں۔ ہکس کے مطابق قومی آمدنی اس سطح سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ وسائل کا مکمل روزگار اس حد کو قائم کرتا ہے۔

اب فرض کریں کہ آزاد سرمایہ کاری کی مستقل نمو، ضارب کی اور مسرع کی قدروں کے ذریعے متعین تابع سرمایہ کاری کے ساتھ، معیشت توازن نمو کے راستے EE کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے نقطہ 1 پہنچتی ہے۔ اس نقطے پر کسی وجہ (جیسے اختراعات یا سرکاری سرمایہ کاری میں چھلانگ) سے آزاد سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں معیشت خط EE کے راستے کو ترک کر دیتی ہے اور اوپر کو جانے لگتی ہے۔ قومی آمدنی میں خط EE کی شرح سے زیادہ شرح سے اضافہ ہوتا ہے۔ قومی آمدنی میں یہ اضافہ مسرع کے اثر کی وجہ سے تابع سرمایہ

کاری میں اضافے کا سبب بنے گا۔ تابع سرمایہ کاری میں یہ اضافہ ضارب کے ذریعے قومی آمدنی میں اضافے کا سبب بنے گا۔ قومی آمدنی راستے 12 کے ساتھ تیزی سے بڑھے گی۔ 1 سے 2 کی طرف حرکت کاروباری سائیکل کے اضافے یا توسیعی مرحلے کی نمائندگی کرتی ہے۔ نقطہ 2 کے آگے توسیع ممکن نہیں ہوگی کیونکہ یہ مکمل روزگار کی حد ہے۔ معیشت کے محدود انسانی اور مادی وسائل کی وجہ سے قومی آمدنی میں خط FF سے زیادہ توسیع نہیں ہو سکتی۔

اس لیے، جب معیشت نقطہ 2 پر پہنچ جاتی ہے تو قومی آمدنی کی تیز رفتار نمو کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پروفیسر ہکس فرض کرتے ہیں کہ مکمل روزگار کی حد آزاد سرمایہ کاری کی شرح سے بڑھتی ہے۔ لہذا، FF خط کا ڈھلوان 1 سے 2 تک خط کی انتہائی تیز ڈھلوان کے برعکس بہت کم ہوتا ہے۔ جب معیشت نقطہ 2 تک پہنچ جاتی ہے تو پھر آمدنی میں آزاد سرمایہ کاری میں نمو کی شرح کے مطابق اضافہ ہوتا ہے۔

تھوڑی دیر کے لیے معیشت مکمل روزگار کی حد FF کے ساتھ ساتھ ریگتی ہے۔ لیکن چونکہ قومی آمدنی میں تیز رفتاری سے اضافہ ہونا بند ہو جاتا ہے، اس لیے مسرع کے ذریعے تابع سرمایہ کاری کم ہو کر اس سطح تک آ جاتی ہے جو اس معتدل نمو کے مطابق ہوتی ہے جس کا تعین خود آزاد سرمایہ کاری کی نمو کی مستقل شرح سے ہوتا۔ لیکن معیشت اپنی مکمل روزگار کی حد کے ساتھ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔

جب معیشت سستی حد تک پہنچتی ہے تو آمدنی اور صرف میں تیزی سے کمی تابع سرمایہ کاری میں تیزی سے کمی کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح تابع سرمایہ کاری میں تیزی سے کمی کے ساتھ جب قومی آمدنی اور اس وجہ سے صرف میں تیزی سے اضافہ ہونا بند ہو جاتا ہے، آمدنی اور کاروبار کی سطح میں سکڑاؤ کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

اس مرحلے میں، مسرع الٹی سمت میں کام کرتا ہے۔ یعنی چونکہ آمدنی میں تبدیلی اب منفی ہے سرمایہ کاری کی ترغیب کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح نقطہ 3 کے بعد معیشت میں مندی آ جاتی ہے اور قومی آمدنی متوازن نمو کے راستے EE کی طرف بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے 3 سے نیچے کی طرف یہ حرکت کاروباری سائیکل کے نیچے کی طرف جھکاؤ یا سکڑاؤ کے مرحلے کی نمائندگی کرتی ہے۔

اس ڈاؤن سوئنگ میں سرمایہ کاری تیزی سے گرتی ہے اور اس لیے ضارب الٹی سمت میں کام کرتا ہے۔ تابع سرمایہ کاری میں تیزی سے کمی کے نتیجے میں قومی آمدنی اور پیداوار میں کمی EE کی سطح کو چھونے پر نہیں رکھتی بلکہ مزید کم ہو جاتی ہے۔ معیشت بالآخر نقطہ 3 سے نقطہ 5 تک جاتی ہے۔ لیکن نقطہ 5 معیشت کی فرشی سطح ہے۔ قومی آمدنی اس سطح سے کم نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حد کا تعین سادہ ضارب اور مستقل شرح سے بڑھتی ہوئی آزاد سرمایہ کاری سے ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ڈاؤن سوئنگ ($Downswing$) کے دوران منفی سرمایہ کاری ($Disinvestment$) کی حد اور اس وجہ سے پیداوار کے سکڑنے کی حد کیپٹل اسٹاک کی فرسودگی سے طے ہوتی ہے۔ فرسودگی سے زیادہ مطلوبہ شرح پر ارتداد سرمایہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

جب ڈاؤن سوئنگ کے دوران اس طرح کے حالات پیدا ہوتے ہیں تو مسرع کام کرنا بند کر دیتا ہے۔ چلی حد پر پہنچنے کے بعد معیشت کچھ وقت کے لیے 5 سے 6 کے راستے پر ریگت سکتی ہے۔ اس سے قومی آمدنی کی سطح میں کچھ نمو ہوتی ہے۔ نمو کی یہ شرح پہلے کی طرح تابع سرمایہ کاری کا سبب بنتی ہے اور ضارب اور مسرع دونوں کے کام کرنے سے معیشت نقطہ 6 سے آگے مکمل روزگار کی حد کی طرف بڑھنے

لگتی ہے۔ اس سے معیشت میں اپ سونگ (Upswing) کا مرحلہ آجاتا ہے۔

ہکس کا تجارتی سائیکل کا نظریہ تنقید سے پرے نہیں ہے۔ کالڈور کے مطابق ہکس کے نظریے کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ ضارب اور مسرع کی معین قدریں فرض کرتا ہے۔ یہ مفروضہ غیر حقیقی ہے کیونکہ سائیکل کے مختلف مراحل کے دوران ان کی اقدار مختلف ہوں گی۔ ڈیوسن بیرری کے مطابق حالانکہ ضارب مسرع کے تعامل کا بنیادی تصور اہمیت کا حامل ہے لیکن اس تصور کے میکاکی اطلاق کے ذریعے مشاہدہ شدہ چکروں کی وضاحت قبول نہیں کی جاسکتی اور ہکس اپنے نظریے میں دراصل ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جہاں ناقدین نے ہکس کے نظریے خامیوں کو اجاگر کیا ہے، وہیں انھوں نے ان کے کام کی تعریف بھی کی ہے۔ مثال کے طور پر، کالڈور کے مطابق ہکس کا تجارتی چکر کا نظریہ بہت سے شاندار اور اصلی تجزیات فراہم کرتا ہے۔ ڈیوسن بیرری نے اسے اختراع پسند تخلیق کہا۔

16.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- کاروباری سائیکل کی وضاحت کر سکیں۔
- کاروباری سائیکل کی خصوصیات بیان کر سکیں۔
- کاروباری سائیکل کے مختلف نظریات بیان کر سکیں۔

16.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

- ضارب: Multiplier - سرمایہ کاری میں اضافے کے نتیجے میں مجموعی آمدنی میں اضافہ۔
- کاروباری سائیکل: Business Cycle - معیشت کے پھیلنے اور سکڑنے کے مراحل کا ایک سلسلہ
- مسرع: Accelerator - مجموعی آمدنی یا صرف میں تبدیلی سے تابع سرمایہ کاری میں تبدیلی۔

16.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

16.6.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. اصطلاح کاروباری سائیکل سے مراد ہے:
 - (a) معاشی سرگرمیوں میں اتار چڑھاؤ
 - (b) اشیا کی پیداوار میں کمی و اضافہ
 - (c) بے روزگاری میں اضافہ
 - (d) بچت میں کمی
2. جب مجموعی معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہوتا ہے تو معیشت کاروباری سائیکل کے اس مرحلے میں ہوتی ہے:
 - (a) توسیع
 - (b) سکڑاؤ

(c) چوٹی (d) اور (b) اور (c)

3. یہ صنعتیں کاروباری سائیکل سے سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں:

- (a) پائیدار اشیا اور خدمات کی صنعتیں (b) غیر پائیدار اشیا اور خدمات کی صنعتیں
(c) اشیائے سرمایہ اور غیر پائیدار اشیا کی صنعتیں (d) پائیدار اشیا اور اشیائے سرمایہ کی صنعتیں

4. عروج (Boom) کے مرحلے میں اس میں کمی کے امکانات ہوتے ہیں:

- (a) بے روزگاری (b) قیمت
(c) طلب (d) درآمدات

5. مندی کے دور میں بے روزگاری میں --- ہوتا / ہوتی ہے اور پیداوار میں --- ہوتا / ہوتی ہے۔

- (a) اضافہ، اضافہ (b) اضافہ، کمی
(c) کمی، اضافہ (d) کمی، کمی

6. نظریہ داغ آفتاب کا نظریہ ماتھس نے دیا۔ (صحیح / غلط)

7. ہکس کے نظریے میں معاشی سرگرمیوں کی نچلی حد کا تعین بے روزگاری کی شرح سے ہوتا ہے۔ (صحیح / غلط)

8. ناقص صرف کا نظریہ سے کے قانون کو باطل کرتا ہے۔ (صحیح / غلط)

9. ہائیک کے مطابق زر کی رسد میں اضافے اور کریڈٹ کی توسیع سے زری شرح سود میں کمی ہوتی ہے۔ (صحیح / غلط)

10. ہکس کا نظریہ ضارب اور مسرع کے تعامل پر مبنی نظریہ ہے۔ (صحیح / غلط)

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
صحیح	صحیح	صحیح	غلط	غلط	(b)	(a)	(d)	(a)	(a)	

16.6.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. نظریہ داغ آفتاب کے مطابق کاروباری سائیکل کیوں پیدا ہوتی ہے؟
2. کاروباری سائیکل کسے کہتے ہیں؟
3. کاروباری سائیکل کے مراحل کیا ہیں؟
4. ہکس کے نظریے میں پیداوار پر اوپری حد اور نچلی حد کن عوامل سے متعین ہوتی ہے؟
5. کینز کے مطابق کاروباری سائیکل کے پیدا ہونے کی اہم وجہ کیا ہے؟

16.6.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کاروباری سائیکل کسے کہتے ہیں؟ اس کے مراحل اور خصوصیات کیا ہیں؟

2. کاروباری سائیکل کے زائد سرمایہ کاری کے نظریات کو تفصیل سے بیان کریں۔
3. ہکس کے کاروباری سائیکل کے نظریے کی وضاحت کریں۔

16.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.



بلاک V: ادائیگی کا توازن اور شرح مبادلہ

اکائی 17: توازن ادائیگی

(Balance of Payments)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	17.0
مقاصد (Objectives)	17.1
ادائیگی کا توازن (Balance of Payments)	17.2
ادائیگی کے توازن کے معنی (Meaning of Balance of Payments)	17.3
ادائیگیوں کے توازن کا اصول (Balance of Payment Accounting Principle)	17.4
ادائیگی کے توازن کا مقصد (Purpose of Balance of Payments)	17.5
ادائیگی کے توازن کی ساخت (Structure of Balance of Payments)	17.6
ہندوستان میں ادائیگی کے توازن کی ساخت (Structure of Balance of Payments in India)	17.7
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	17.8
کلیدی الفاظ (Keywords)	17.9
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	17.10
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	17.10.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	17.10.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	17.10.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	17.11

17.0 تمہید (Introduction)

اس اکائی میں ہم ادائیگی کے توازن کے معنی اور مفہوم کا مطالعہ کریں گے۔ ادائیگی کا توازن کسی بھی معیشت کے لیے ایک اہم

موضوع ہے۔ اس پر اس اکائی میں تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوگی۔

17.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- ادائیگیوں کے توازن (BOP) کے تصور کی وضاحت کرنا۔
- ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن پیدا کرنے والے عوامل کا جائزہ لینا۔
- ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے کے اقدامات سے روبرو ہونا۔
- ہندوستان کی ادائیگیوں کے توازن کے رجحانات سے واقف ہونا۔

17.2 ادائیگی کا توازن (Balance of Payments)

ہر ملک دنیا کے ساتھ اپنے لین دین کا حساب رکھتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اس کا ایک طریقہ اپنایا گیا ہے جسے ڈبل انٹری بک کیپنگ (Double Entry Book Keeping) کہتے ہیں۔ اس طریقہ کار کے مطابق ایک طرف ڈیبٹ یعنی کل اخراج اور دوسری طرف کریڈٹ یعنی کل آمدنی کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔ اس طرح اس میں کسی ملک کا دوسرے ممالک کے ساتھ اشیا اور خدمات کے لین دین کو تفصیل کے ساتھ رکھا جاتا ہے جسے ادائیگیوں کا توازن (Balance of Payment) کہا جاتا ہے۔ چونکہ ہر ملک اپنا بین الاقوامی لین دین کسی بین الاقوامی مروج کرنسی میں کرتی ہے اسی لیے یہ لین دین ادائیگی کے توازن میں بین الاقوامی کرنسی جیسے امریکی ڈالر (US\$) کی شکل میں ہی درج کی جاتی ہے۔

ادائیگیوں کے توازن اکاؤنٹ میں کسی ملک کے بین الاقوامی معاشی لین دین کا ایک منظم خلاصہ ایک مخصوص مدت کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (International Monetary Fund) نے ایک طریق کار متعین کیا ہے۔ ہندوستان میں، آر بی آئی اس کام کے لیے ذمہ دار ہے۔ ادائیگیوں کے توازن کے ڈیٹا کا انتظام آر بی آئی (RBI) کی ہدایات پر مبنی ہے، جو آئی ایم ایف (IMF) کے دستور العمل سے ہم آہنگ ہیں۔ آر بی آئی (RBI) کا حالیہ دستور العمل سال 2020 میں شائع ہوا تھا۔

اب اس حقیقت پر غور کریں کہ ہندوستانی برآمد (Exports) اور درآمد (Imports) باقی دنیا کے ساتھ تجارت میں شامل ہیں۔ تجارت سامان اور خدمات دونوں کی ہوتی ہے۔ برآمدات کے لیے اور درآمدات، ادائیگی کے طریقہ کار کو دیگر بین الاقوامی کے تعاون سے آر بی آئی (RBI) کے ذریعے منظم کیا جاتا ہے۔ ادائیگیوں کی منتقلی کے لیے بینک کا اپنا نظام ہے۔ جب ہندوستانی برآمدات اپنے کاروبار سے آمدنی حاصل کرتے ہیں، تو آر بی آئی (RBI) انہیں آمدنی یا کریڈٹ کی شکل میں رکھتا ہے۔ اسی طرح درآمدات کے لیے، آر بی آئی ڈیبٹ پر ان کا انتظام کرتا ہے۔ اگر کل کریڈٹ کل ڈیبٹ کے برابر ہے، تو اشیا اور خدمات کی تجارت کے لحاظ سے ادائیگیوں کا توازن کسی ملک کے لیے نہ تو سازگار ہے اور نہ ہی ناسازگار۔ وہیں اگر درآمدات برآمدات سے زیادہ ہیں تو اس صورت میں اس ملک کے لیے سازگار نہیں ہے۔ مثال

کے طور پر اگر یہ حالت ہندوستان کی ہے تب ہندوستان کی برآمدات سے ہوئی آمدنی اتنی نہیں کہ وہ درآمدات کے اخراجات کا بیڑا اٹھالے۔ ایسی صورت میں ادائیگی کے لیے دوسرے ذرائع جیسے قرضے وغیرہ یا، ملک کو اپنے سرمائے کے کھاتوں (Capital Account) کو دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کیپٹل اکاؤنٹ خسارے میں ہے، تو یہ ملک میں کاروباری ماحول کو متاثر کرے گا۔

اب ہم ادائیگیوں کے توازن (Balance of Payment) کے اجزا پر بات کریں گے، جس سے ہمیں اس کی ساخت کے بارے میں اندازہ ہو گا۔ ادائیگیوں کا توازن ایک ملک کے باشندوں اور رہائشیوں اور کسی دوسرے ملک کے باشندوں اور رہائشیوں کے درمیان لین دین کا شماریاتی اکاؤنٹ ہے۔ یہ معاشی لین دین اور مالی اثرات کی پیمائش اور خلاصہ پیش کرنے کا ایک منظم طریقہ کار ہے۔ ادائیگیوں کے توازن کے اعداد و شمار کسی ملک کے تمام معاشی لین دین کی عکاسی کرتے ہیں جس میں ادائیگی شامل ہوتی ہے۔ ان لین دین میں سامان کا تبادلہ شامل ہو سکتا ہے۔ خدمات یا قرض کے لین دین، تحائف اور گرانٹس، یا قلیل مدتی، یا طویل مدتی اور پورٹ فولیو سرمایہ کاری بھی شامل ہوتی ہے۔ ان تمام لین دین کے لیے ادائیگی غیر ملکی کرنسی میں شامل ہے۔

ایک لین دین کو اس کی سمت کے لحاظ سے یا تو کریڈٹ یا ڈیبٹ کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔ اگر بین الاقوامی لین دین کے نتیجے میں ادائیگی (Cash Outflow) کی سمت میں ہوتا ہے، تو اسے ڈیبٹ کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔ اسی طرح، اگر لین دین کے نتیجے میں ادائیگی (Cash Inflow) کی سمت میں ہوتا ہے تب اسے کریڈٹ کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔

17.3 ادائیگی کے توازن کے معنی (Meaning of Balance of Payments)

معاشی نظام کے لحاظ سے دنیا کے ممالک کے اقسام ہیں۔ ایک وہ جو بند معیشت کے ساتھ ہے جہاں کے باشندے کسی بیرون ملک کے ساتھ سامان اور خدمات کا درآمد یا برآمد نہیں کرتے۔ وہیں دوسری طرف کھلی ہوئی معیشت جن کے باشندے بیرون ملک کے ساتھ لین دین کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے، آج کی دنیا میں، تمام ممالک کھلی معیشت کی نوعیت رکھتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کھلے پن کی ڈگری مختلف ہوتی ہے۔ کھلی معیشت کی تین الگ جہتیں ہیں، یعنی، (1) ایشیا کے بازار میں کھلا پن جو صارفین اور فرموں کو ملکی سامان اور غیر ملکی سامان کے درمیان انتخاب کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ (2) سرمایہ بازار میں کھلا پن جو مالی سرمایہ کاروں کو ملکی اثاثے اور غیر ملکی اثاثے کے بیچ انتخاب کرنے کا اختیار فراہم کرتی ہیں۔ اور (3) پیداوار کے عوامل کے بازار میں کھلا پن جو فرموں کو یہ انتخاب کرنے کا اختیار فراہم کرتا ہے کہ پیداواری عوامل کو کہاں تلاش کرنا ہے۔ غرض ان تینوں معاملات میں لین دین کی صورت ایک کھلی معیشت میں ہوتی ہے۔ ان لین دین کے ادائیگی کے تصور کو ہی ادائیگیوں کا توازن کہا جاتا ہے۔

ادائیگیوں کا توازن ایک خلاصہ ہے جس میں کسی مخصوص ملک کے باشندوں کی طرف سے ایک مخصوص مدت کے دوران باقی دنیا کے ساتھ کیے گئے لین دین ہوتے ہیں۔ اسے بین الاقوامی ادائیگیوں کے توازن کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور اسے اکثر مختصراً بی او پی (BOP) کہا جاتا ہے۔ یہ فرموں، افراد اور حکومت کی طرف سے تمام ادائیگیوں اور آمدنی کا خلاصہ ہوتا ہے۔

لین دین کی ادائیگی جس کو ادائیگی کا توازن کہتے ہیں میں، دو طرح کے کھاتے ہوتے ہیں:

1. پونجی کھاتہ (Capital Account): اس میں غیر ملکی اثاثوں کی ملکیت میں خالص تبدیلی اور مالی آلات میں لین دین کو شامل کیا جاتا ہے۔
2. چالو کھاتہ (Current Account): اس میں ان تمام لین دین کو درج کیا جاتا ہے جس میں سامان، خدمات، سرمایہ کاری کی آمدنی، اور دیگر لین دین کی ادائیگی شامل ہوتی ہے۔

17.4 ادا بیگیوں کے توازن کا اصول (Balance of Payment Accounting Principle)

کسی ملک کے لیے ادا بیگیوں کا توازن کا تعلق اس ملک میں زر مبادلہ کی طلب کی مقدار پر منحصر ہوتا ہے۔ زر مبادلہ کی طلب اس لیے پیدا ہوتی ہے کیونکہ کسی ملک کے شہری کو ایسی بہت سی چیزیں یا خدمات کی خرید کی ضرورت ہوتی ہے جو کسی غیر ملکی کی پیداوار ہے۔ ان غیر ملکی اشیاء کی قیمتیں غیر ملکی کرنسیوں میں بتائی جاتی ہیں اور اس کا لین دین بھی غیر ملکی کرنسی جیسے امریکی ڈالر میں ہوتا ہے۔ یعنی جب کسی ملک کو بیرون ملک کے ساتھ لین دین کرنا ہو تب امریکی ڈالر کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ غیر ملکی سامان خریداجاسکے۔ اس طرح غیر ملکی ادائیگی کے لیے غیر ملکی کرنسی کی خرید کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ موجودہ دور میں امریکی ڈالر میں ہی خرید و فروخت ہوتی ہے اسی لیے امریکی ڈالر کا ذخیرہ اس کڑی کا اہم پہلو ہے۔ اب اگلا سوال یہ ہے کہ غیر ملکی کرنسی کی رسد کہاں سے ہوتی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ غیر ملکی کرنسی کی رسد اشیا اور خدمات کی پیداوار کر کے اسے فروخت کر حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس طرح ادائیگی کے توازن کے لیے ایک ملک اپنی اشیا اور خدمات کو برآمد کر بیرونی کرنسی حاصل کرتا ہے۔ اور جب اشیا اور خدمات کو درآمد (Import) کرتا ہے تب غیر ملکی کرنسی کی طلب ہوتی ہے۔ جتنا زیادہ درآمد ہوتا ہے اتنی ہی زیادہ غیر ملکی کرنسی ملک سے نکلتی ہے۔ ادا بیگیوں کے توازن کے لیے سادہ اصول یہ ہے کہ کوئی بھی لین دین جو کسی ملک کے باشندوں کے ذریعے ادائیگی کو جنم دیتا ہے وہ ادائیگی کے توازن میں خسارے کا باعث ہے۔ اس اصول کو جدول 1.17 کے ذریعے زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

جدول 1.17: ملک کے توازن ادائیگی کی ساخت

ڈیبٹ (Debit)	کریڈٹ (Credit)
اشیا کی درآمدات	اشیا کی برآمدات
خدمات کی درآمدات	خدمات کی برآمدات
اخراجات۔ بیرون ملک میں غیر منقولہ تحائف کی شکل میں	آمدنی بیرون ملک سے غیر منقولہ تحائف کی شکل میں
پونجی کا حصول	پونجی کا حصول
مکمل ادائیگی	مکمل حاصل

جدول 1.17 میں کریڈٹ کی جانب غیر ملکی کرنسی کے حصول کے ذرائع اور ڈیبٹ کے جانب غیر ملکی کرنسی کی ادائیگی کے الگ الگ پہلوؤں کو پیش کیا گیا ہے۔ سب سے آسان راستہ جس میں کوئی ملک غیر ملکی کرنسی حاصل کر سکتا ہے وہ ہے برآمد کرنا۔ اوپر کے جدول میں پہلی قطار میں بیرون ملک کے ساتھ اشیا کی درآمد اور برآمد کو رکھا گیا ہے۔ دوسری قطار میں خدمات کی درآمد اور برآمد کو پیش کیا گیا ہے۔

ان خدمات میں شپنگ (Shipping)، بینکنگ (Banking) اور انشورنس خدمات (Insurance Services) اور سیاحت (Tourism)، سود اور بیرون ملک سرمایہ کاری پر حاصل کردہ منافع شامل ہیں۔ یہ دو قطاریں ملک کی ظاہری تجارت کو بیان کرتی ہیں۔ تیسری قطار میں ان آئٹمز کو رکھا گیا ہے جنہیں دوسرے ممالک سے کسی تحفے کی شکل میں حاصل کیا جاتا ہے اور یا جن کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

اس میں ادائیگی کی شکل میں تحفہ، امداد، ہرجانہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ساری ادائیگیاں Flow کی شکل میں ہوتی ہیں۔ اور آخری قطار میں ادائیگیوں کے توازن کا اہم حصہ ہے جس کو سرمایہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ سرمایہ یا پونجی کا ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہونا معیشت کے لیے اہم ہے۔ اس میں سرمایہ کاری کے طور پر بیرون ممالک سے جب پونجی آتی ہے تب اسے پونجی کے حصول کے طور پر درج کیا جاتا ہے۔ وہیں جب سرمایہ کاری کے طور پر پونجی بیرون ملک میں جاتی ہے۔ جب ایک حکومت، کوئی کارپوریشن یا کوئی فرد بیرون ملک سے رقم ادھار لیتا ہے تب ملک غیر ملکی کرنسی حاصل کرتا ہے۔ یہ سرمایہ کی آمد کے طور پر ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ پر دوسری طرف، غیر ملکی شہری اندرون ملک میں اثاثے حاصل کر سکتے ہیں۔

17.5 ادائیگی کے توازن کا مقصد (Purpose of Balance of Payments)

ادائیگی کا توازن یا بیرونی لین دین کسی ملک کے لیے ایک اہم دستاویز ہے جو اس ملک اور اس کی معیشت کی حالت کو بیان کرتا ہے۔ ادائیگی کے توازن کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جاسکتا ہے۔

- یہ ایک مقررہ مدت کے لیے سامان اور خدمات کی تمام برآمدات اور درآمدات کے لین دین کا جائزہ پیش کرتا ہے۔
- اس سے حکومت کو کسی خاص صنعت کی برآمدات میں ہو رہے بدلاؤ کے امکانات کا تجزیہ کرنے اور اس ترقی کو سپورٹ کرنے کے لیے پالیسی بنانے میں مدد ملتی ہے۔
- یہ حکومت کو درآمدات اور برآمدات محصولات پر ایک وسیع تناظر فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد حکومت بالترتیب درآمد کم کرنے اور برآمد کو بڑھانے کی کوشش کر کے خود کفیل ہونے کے طرف قدم بڑھاتی ہے۔ حکومت اس کے لیے ٹیکس میں اضافہ اور کمی کے اقدامات بھی اٹھاتی ہے۔
- ادائیگی کا توازن حکومت کو معیشت کی حالت کا پتہ لگانے اور توسیع کی منصوبہ بندی کرنے میں مدد کرتی ہے۔ مالیاتی اور مانیٹری پالیسی ملک کی ادائیگی کے توازن کی بنیاد پر قائم کی جاتی ہے۔

معاشی پالیسی کے بنیادی مقاصد ترقی، مکمل روزگار، قیمتوں میں استحکام اور ادائیگیوں کے توازن کے ساتھ ساتھ معیشت میں پیداوار کے استحکام ہیں۔ قیمتوں میں استحکام اور ادائیگیوں کے توازن ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ وہیں معاشی ترقی کے لیے بھی ادائیگی کا توازن بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ معاشی پالیسیوں میں زر کی رسد کا تعین ایک اہم پالیسی ہے۔ زر کی فراہمی میں تبدیلی ادائیگیوں کے توازن میں بھی تبدیلی لاسکتی ہے۔ اسی لیے ادائیگیوں کے توازن کے اعداد و شمار بھی زر کی فراہمی میں تبدیلیوں کی وضاحت کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جو مانیٹری پالیسی کے تعین کے لیے اہم ہے۔ زر کی فراہمی میں اضافہ عام طور پر قیمتوں میں اضافہ پیدا کرتا ہے جس

سے اشیاء کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور ان کو خریدنے کے لیے زیادہ ڈالر کی ضرورت ہوگی جس سے ادائیگی کا توازن متاثر ہوتا ہے۔ اسی طرح ادائیگیوں کا توازن زر کے بازار کے اپنے عمل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ادائیگی کا توازن زر کے بازار میں سیالیت (Liquidity) کو متاثر کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل عناصر زر بازار کی لیکویڈٹی جس پر مرکزی بینک کا براہ راست کنٹرول نہیں ہے کو متاثر کرتا ہے۔

- مرکزی بینک کے باہر بینک نوٹ اور سکوں کی گردش میں تبدیلی؛
- ادائیگیوں کا خود مختار لین دین جو کہ خالص غیر ملکی اثاثوں کو متاثر کرتا ہے۔
- مرکزی بینک کے پاس رکھے گئے سرکاری ذخائر میں تبدیلی؛ اور
- فارو ڈمارکیٹ میں لین دین سے پیدا ہونے والی تبدیلیاں

جس طریقے سے ادائیگی کے توازن کا تعلق معاشی پالیسیوں میں مالیاتی پالیسی اور مانیٹری پالیسی کے ساتھ ہے اسی طرح یہ غیر ملکی کرنسی کے ذخیرے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ ذخیرہ غیر ملکی کرنسی جیسے ڈالر کی طلب کو متاثر کرتا ہے جو کسی ملک کے کرنسی جیسے روپیہ کے شرح مبادلہ کے تعین میں اہم رول ادا کرتا ہے۔

غیر ملکی کرنسی جیسے ڈالر کی شرح تبادلہ غیر ملکی کرنسیوں کی فراہمی کے عناصر جیسے سامان اور خدمات کی برآمد، غیر ملکی سرمایہ کاری پر حاصل ہونے والی آمدنی، منتقلی کی رسیدیں، اور سرمائے کی آمد پر منحصر ہے۔ اسی طرح غیر ملکی کرنسی کا شرح مبادلہ سامان اور خدمات کے درآمدات، دوسرے مملکت میں سرمایہ کی منتقلی اور سرمائے کے اخراج پر بھی منحصر کرتا ہے۔ ادائیگی کا توازن اس طرح کی معلومات فراہم کرتا ہے جو غیر ملکی کرنسیوں کی طلب اور رسد میں تبدیلیاں بہتر طریقے سے بیان کرتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی درست ہے کہ ادائیگیوں کے توازن میں درج بعض لین دین کا معیشت میں غیر ملکی کرنسیوں کی طلب اور رسد پر قدرے کم اثر انداز ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ غیر ملکی کرنسی کی شرح مبادلہ کو فوری طور پر متاثر کریں، جبکہ دیگر کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مثال کے طور پر غیر رہائشیوں کے ساتھ ملکی کرنسی میں متعین لین دین غیر ملکی کرنسی کے شرح مبادلہ کو متاثر نہیں کرے گا۔¹

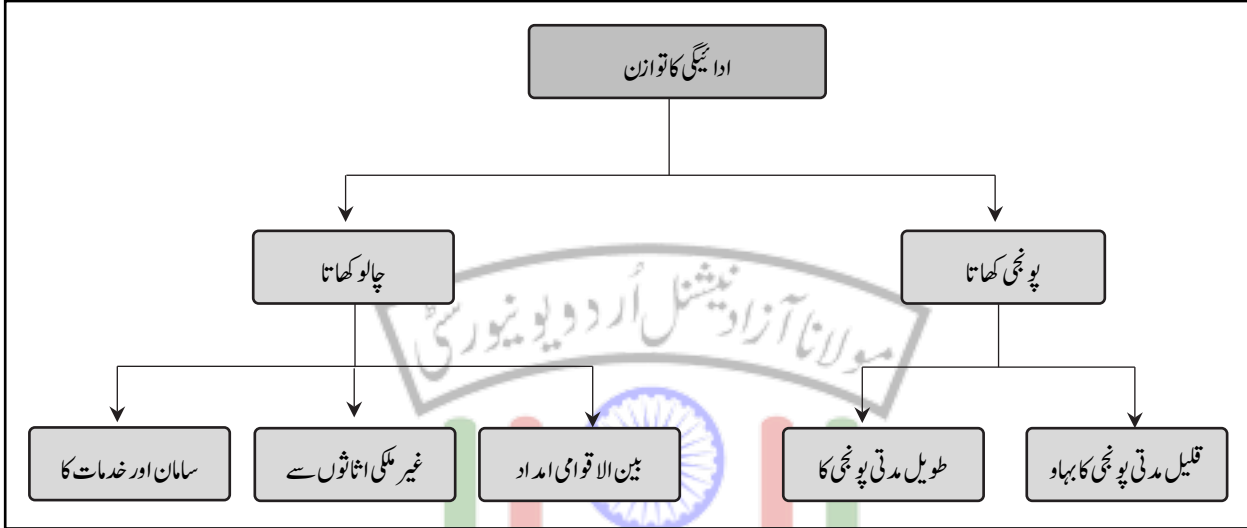
17.6 ادائیگی کے توازن کی ساخت (Structure of Balance of Payments)

ادائیگی کے توازن کو دو حصوں میں رکھا جاتا ہے۔ پہلا چالو کھاتے کا توازن (Balance of Current Account) جسے تجارت کا توازن بھی کہتے ہیں۔ اور دوسرا پونجی کھاتے کا توازن (Balance of Capital Account) ہے۔ چالو کھاتے میں صرف سامان کی برآمد اور درآمد سے تعلق رکھنے والی تجارت کو درج کیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ تجارت کا توازن ہمیشہ متوازن ہو۔ اگر ملک اپنی درآمد سے زیادہ سامان برآمد کرتا ہے تب اس کے لیے چالو کھاتے کا توازن سازگار ہے یا سرپلس تجارت کا توازن ہے۔ اگر درآمدات برآمدات سے زیادہ ہے، تو اس ملک کے چالو کھاتے کا توازن منفی ہے اور سازگار نہیں ہے کیونکہ ایسے میں اور زیادہ غیر ملکی کرنسی کی ضرورت پڑتی ہے جو کہیں نہ کہیں

¹ <https://www.imf.org/external/pubs/ft/bop/2002/02-51.pdf>

سے قرض کی ہی شکل میں آتی ہے۔ اس صورت تجارت کو خسارہ والی ادائیگی کا توازن کہا جاتا ہے۔

وہیں دوسری طرف پونجی کھاتے میں اثاثے کے تمام بین الاقوامی لین دین کو ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ اثاثوں میں غیر ملکی رقم، بونڈ، اسٹاک اور دوسرے ممالک سے قرض وغیرہ ہیں۔ اثاثے کی خرید اس کھاتے میں ڈیبٹ اکاؤنٹ میں رکھا جاتا ہے وہیں بیرون ملک کے ساتھ



تصویر 17.1: ادائیگی کے توازن کی ساخت

اثاثوں کی فروخت کو کریڈٹ کے حصے میں درج کیا جاتا ہے۔ اگر اثاثے کی فروخت اثاثے کی خرید سے زیادہ ہے تب یہ کھاتا ملک کے لیے سازگار ہے اور سرپلس صورت میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کھاتے میں ملک کے پاس سرپلس صورت میں غیر ملکی کرنسی ہے۔ وہیں اگر اثاثوں کی خرید اس کی فروخت سے زیادہ ہے تب یہ ملک کے لیے منفی صورت حال ہے اور سازگار پونجی کھاتا نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ملک کو مزید غیر ملکی کرنسی کی ضرورت ہے۔

مجموعی طور پر ادائیگیوں کے توازن کو تصویر 17.1 میں پیش کیا گیا ہے۔ سامان اور خدمات کی تجارت اور سرمائے کے بہاؤ کو اس تصویر میں رکھا گیا ہے۔ سامان اور خدمات میں تجارت کرنٹ اکاؤنٹ کا حصہ ہے اور باقی کپیٹل اکاؤنٹ کا حصہ ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر لین دین، تجارت کی وجہ سے، تجارتی مال میں درجہ بندی کی جاتی ہے جیسے سامان کی برآمدات اور درآمدات، اور خدمات کی برآمدات اور درآمدات۔

1. چالو کھاتے کا توازن (Balance in Current Account)

1. سامان کے تجارت میں توازن (Balance of Merchandise Trade)

ادائیگیوں کے توازن میں سامان کی تجارت کو کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس کا حصہ مانا جاتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر برآمدات اور درآمدات کے درمیان فرق کی نمائندگی کرتا ہے، جس میں سامان کی تجارت بھی شامل ہے۔ صرف تجارتی اکاؤنٹ بیلنس اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کسی ملک کو ایشیا کی تجارت پر سرپلس بیلنس ہے کہ نہیں یا باقی دنیا کے ساتھ یہ تجارتی خسارے کا شکار ہے۔ عام طور پر، جو ممالک صنعتی ایشیا کی

پیداوار میں غلبہ رکھتے ہیں وہ تجارتی سرپلس یا اضافی بیلنس کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو ممالک اعلیٰ قیمت والی اشیاء تیار کرتے ہیں یا قدرتی وسائل سے مالا مال ہوتے ہیں (جیسے تیل اور گیس) بڑے تجارتی شرکت داروں کے ساتھ تجارت کرتے ہوئے سرپلس تجارت کے بیلنس کی حالت میں ہوتے ہیں۔ ان ممالک میں جرمنی، چین، ایران، روس اور سعودی عرب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

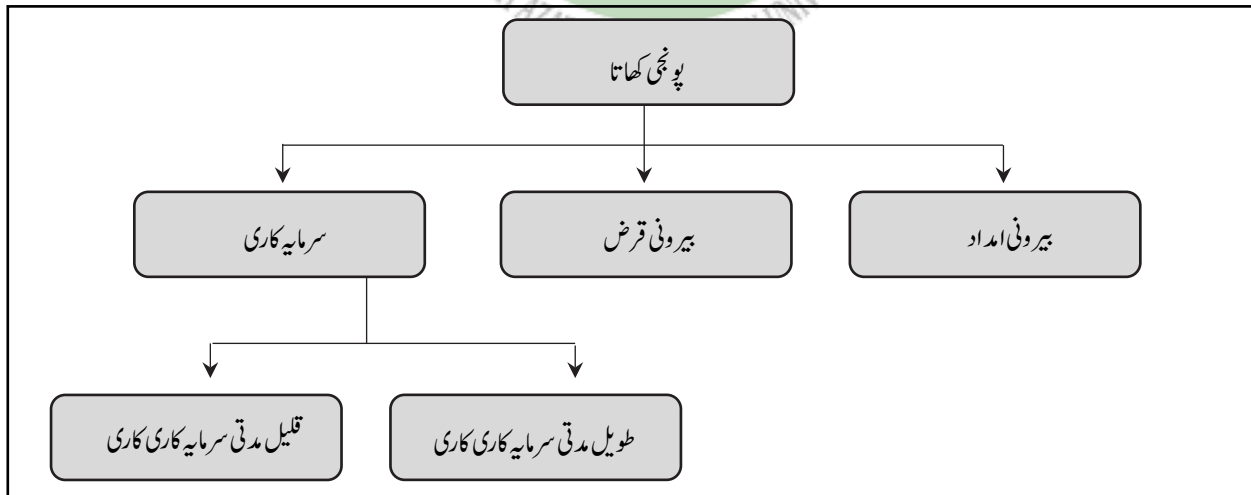
2. غیر مرئی لین دین (Invisible Transactions)

غیر مرئی لین دین خدمات میں تجارت کے کھاتے ہیں۔ عام طور پر، ممالک کے درمیان تجارت خدمات فراہم کرنے والے شعبے جیسے کہ مالیاتی خدمات، نقل و حمل کی خدمات، تعلیمی خدمات، سیاحتی خدمات وغیرہ اس زمرے میں آنے والے اہم شعبے ہیں۔ موجودہ کسی ملک کے اکاؤنٹ میں تجارتی سامان کے ساتھ ساتھ خدمات دونوں میں تجارت شامل ہوتی ہے۔

یہ دونوں مجموعی طور پر کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ آج کی متحرک اور عالمگیریت کی دنیا میں، ترقی پذیر ممالک جیسے چین، ہندوستان، برازیل وغیرہ کو ترقی یافتہ ممالک کو خدمات فراہم کرنے میں تقابلی برتری حاصل ہے۔ مثال کے طور پر، امریکہ جیسے ممالک کو IT اور Knowledge Process Outsourcing جیسی خدمات فراہم کرنا ان ترقی پذیر ممالک کے لیے ایک اہم شعبہ بن گیا ہے۔ اس طرح تجارتی خدمات بھی کرنٹ اکاؤنٹ کا ایک اہم حصہ بن کر ابھرا ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ میں بنیادی آمدنی بھی شامل ہے۔ کریڈٹ اور ڈیبٹ کے لحاظ سے ان اجزاء کے درمیان فرق کرنٹ اکاؤنٹ کے مجموعی بیلنس کی نمائندگی کرتا ہے۔

2. پونجی کھاتے کا توازن (Balance in Capital Account)

پونجی کھاتے کا بیلنس بنیادی طور پر آمدنی اور ادائیگیوں کے درمیان فرق ہے۔ اس میں سرمائے کی منتقلی کے ذرائع جیسے سرمایہ کاری، قرض، طویل مدتی اور مختصر مدت کے قرضوں سمیت، اور سرمائے کو قرض دینا شامل ہے۔ سرمائے کی آمد کو مختلف حصوں میں بانٹا گیا ہے جس میں طویل مدتی اور قلیل مدتی سرمایہ کاری جیسے قرض، ایکویٹی، لون وغیرہ ہے۔ اس طرح، کیپٹل اکاؤنٹ کے یہ اہم اجزاء ہیں۔ یہ سارے اثاثے کی شکل ہے۔ کسی غیر ملک سے اثاثوں کی خرید اور فروخت اس کے اہم اجزاء ہیں۔ تصویر 17.2 میں پونجی کھاتے کے اہم اجزاء



تصویر 17.2: پونجی کھاتے کے اجزاء

کو دکھایا گیا ہے۔ سرمایہ کاری میں پورٹ فولیو سرمایہ کاری اور راست سرمایہ کاری شامل ہے۔

ادائیگیوں کے کھاتوں کا توازن برقرار رکھتے ہوئے کسی ملک میں رکھی گئی غیر ملکی کرنسی کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔ آئی ایم ایف کے اصول کے مطابق غیر ملکی کرنسی کا ریزرو خصوصی ڈرائنگ رائٹس (SDR) جیسے سونا، امریکی ڈالر، یورو، وغیرہ کی شکل میں رکھا جاسکتا ہے۔ تکنیکی طور پر، جب کوئی ملک برآمد کرتا ہے، تو اسے غیر ملکی زر مبادلہ ملتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ادائیگی پونجی کھاتے میں سرپلس ہے تب ملک اپنے زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دوسری طرف کیپٹل اکاؤنٹ میں اگر کوئی ملک زیادہ درآمد کرتا ہے، تو اسے اپنی غیر ملکی کرنسی سے ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح زر مبادلہ کے ذخائر میں کمی ہونے لگتی ہے۔

پونجی اور چالو کھاتا دونوں کو سامنے رکھنے پر ادائیگی کا توازن کا خاکہ جدول 2.17 کی طرح نظر آتا ہے۔ اس میں ادائیگی کے توازن کی ساخت کو اس طرح پیش کیا گیا ہے جس سے عام طور پر کسی بھی ملک کے لیے یہ بالکل صاف اور سادہ طور پر سمجھ آجائے۔

جدول 2.17: ادائیگی کا توازن

مد	آمد کریڈٹ	ادائیگی ڈیبٹ	توازن میں سرپلس	توازن میں خسارہ
۱۔ چالو کھاتا				
سامان کی تجارت	برآمد	درآمد	برآمد < درآمد	برآمد > درآمد
خدمات کی تجارت	برآمد	درآمد	برآمد < درآمد	برآمد > درآمد
۲۔ پونجی کھاتا				
غیر ملکی سرمایہ کاری	آمد	خارج	آمد < خارج	آمد > خارج
قرض	محصول	فراہمی	محصول < فراہمی	محصول > فراہمی
۳۔ بینک کی پونجی	اندرون ملک ڈیپوزٹ	دوسرے ملک میں ڈیپوزٹ	اندرون ملک ڈیپوزٹ < دوسرے ملک میں ڈیپوزٹ	اندرون ملک ڈیپوزٹ > دوسرے ملک میں ڈیپوزٹ

17.7 ہندوستان میں ادائیگی کے توازن کی ساخت (Structure of Balance of Payments in India)

IMF کے معیار اور رہنمائی کی بنیاد پر RBI ہندوستان کے لیے ادائیگی کے توازن کو شائع کرتا ہے۔ ادائیگیوں کے توازن سے متعلق تازہ ترین اعداد و شمار دو کے طور پر شائع کیے گئے ہیں۔ RBI اپنے پرانے فریم ورک کی بنیاد پر بھی ادائیگی کے توازن کے اوپر ڈیٹا شائع کرتا ہے۔ یہ ڈیٹا امریکی ڈالر اور ہندوستانی روپے دونوں میں شائع کیے جاتے ہیں۔ ہم سال 2020 - 21 کے لیے شائع کردہ ادائیگی کے توازن کو جدول 3.17 میں پیش کرتے ہیں۔ اس میں چار وسیع اجزا ہیں، یعنی کرنٹ اکاؤنٹ، سرمایہ اکاؤنٹ، مالیاتی اکاؤنٹ، اور خالص غلطیاں اور اخراج۔ کرنٹ اکاؤنٹ میں وسیع پیمانے پر سامان اور خدمات، بنیادی اور ثانوی آمدنی ہیں۔ کیپٹل اکاؤنٹ کو غیر مالیاتی اثاثوں اور سرمائے کے مجموعی حصول / تصرف میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح، مالیاتی اکاؤنٹ کو ہندوستان میں براہ راست سرمایہ کاری اور براہ راست میں تقسیم کیا

گیا ہے۔ ہندوستان کی طرف سے سرمایہ کاری، پورٹ فولیو سرمایہ کاری، اور دیگر سرمایہ کاری جیسے قرض، کریڈٹ لائسنز وغیرہ پونجی کھاتے میں آتے ہیں۔

جدول 3.17: ہندوستان کا ادائیگی کا توازن

STANDARD PRESENTATION OF INDIA'S BALANCE OF PAYMENTS AS PER BPM6- US DOLLARS (Concl.)			
(US \$ Million)			
Item/Year	2020-21		
	Credit	Debit	Net
1	11	12	13
1 Current Account (1.A+1.B+1.C)	603545	579535	24011
1.A Goods and Services (1.A.a+1.A.b)	502390	515977	-13587
1.A.a Goods (1.A.a.1 to 1.A.a.3)	296300	398452	-102152
1.A.a.1 General merchandise on a BOP basis	293311	363848	-70537
1.A.a.2 Net exports of goods under merchanting	2989	-	2989
1.A.a.3 Nonmonetary gold	-	34604	-34604
1.A.b Services (1.A.b.1 to 1.A.b.13)	206090	117524	88565
1.A.b.1 Manufacturing services on physical inputs owned by others	296	28	268
1.A.b.2 Maintenance and repair services n.i.e.	159	834	-675
1.A.b.3 Transport	21854	19755	2099
1.A.b.4 Travel	8483	11507	-3024
1.A.b.5 Construction	2620	2606	14
1.A.b.6 Insurance and pension services	2376	2058	318
1.A.b.7 Financial services	4338	4763	-424
1.A.b.8 Charges for the use of intellectual property n.i.e.	1310	7707	-6397
1.A.b.9 Telecommunications, computer, and information services	103078	12278	90800
1.A.b.10 Other business services	49161	49522	-361
1.A.b.11 Personal, cultural, and recreational services	2336	2810	-474
1.A.b.12 Government goods and services n.i.e.	630	1021	-392
1.A.b.13 Others n.i.e.	9447	2633	6814
1.B Primary Income (1.B.1 to 1.B.3)	20835	56796	-35960
1.B.1 Compensation of employees	5996	2802	3193
1.B.2 Investment income	11554	52921	-41366
1.B.2.1 Direct investment	5573	33023	-27450
1.B.2.2 Portfolio investment	169	6954	-6785
1.B.2.3 Other investment	395	12936	-12541
1.B.2.4 Reserve assets	5418	8	5410
1.B.3 Other primary income	3285	1072	2213
1.C Secondary Income (1.C.1+1.C.2)	80321	6762	73558
1.C.1 Financial corporations, nonfinancial corporations, households, and NPISHs	80185	5746	74439
1.C.1.1 Personal transfers (Current transfers between resident and/non-resident households)	77500	4177	73324
1.C.1.2 Other current transfers	2685	1569	1116
1.C.2 General government	136	1017	-881
2 Capital Account (2.1+2.2)	490	1565	-1075
2.1 Gross acquisitions (DR.)/disposals (CR.) of non-produced nonfinancial assets	104	1038	-933
2.2 Capital transfers	385	527	-142
3 Financial Account (3.1 to 3.5)	598542	621131	-22589
3.1 Direct Investment (3.1A+3.1B)	86286	42330	43955
3.1.A Direct Investment in India	81973	27046	54927

3.1.A.1 Equity and investment fund shares	78023	26983	51040
3.1.A.1.1 Equity other than reinvestment of earnings	61088	26983	34105
3.1.A.1.2 Reinvestment of earnings	16935	–	16935
3.1.A.2 Debt instruments	3950	63	3887
3.1.A.2.1 Direct investor in direct investment enterprises	3950	63	3887
3.1.B Direct Investment by India	4313	15285	–10972
3.1.B.1 Equity and investment fund shares	4313	8597	–4284
3.1.B.1.1 Equity other than reinvestment of earnings	4313	5583	–1271
3.1.B.1.2 Reinvestment of earnings	–	3013	–3013
3.1.B.2 Debt instruments	–	6688	–6688
3.1.B.2.1 Direct investor in direct investment enterprises	–	6688	–6688
3.2 Portfolio Investment	313715	277579	36137
3.2.A Portfolio Investment in India	312005	273279	38725
3.2.1 Equity and investment fund shares	269762	230937	38825
3.2.2 Debt securities	42243	42342	–99
3.2.B Portfolio Investment by India	1711	4299	–2589
3.3 Financial derivatives (other than reserves) and employee stock options	11688	16488	–4800
3.4 Other investment	186854	197448	–10594
3.4.1 Other equity (ADRs/GDRs)	–	–	–
3.4.2 Currency and deposits	47087	39868	7218
3.4.2.1 Central bank (Rupee Debt Movements; NRG)	621	767	–146
3.4.2.2 Deposit-taking corporations, except the central bank (NRI Deposits)	46465	39101	7364
3.4.2.3 General government	–	–	–
3.4.2.4 Other sectors	–	–	–
3.4.3 Loans (External Assistance, ECBs and Banking Capital)	75483	92735	–17253
3.4.3.A Loans to India	72581	89416	–16835
3.4.3.B Loans by India	2901	3319	–418
3.4.4 Insurance, pension, and standardized guarantee schemes	200	197	4
3.4.5 Trade credit and advances	37365	41494	–4130
3.4.6 Other accounts receivable/payable - other	26720	23153	3567
3.4.7 Special drawing rights	–	–	–
3.5 Reserve assets	–	87286	–87286
3.5.1 Monetary gold	–	–	–
3.5.2 Special drawing rights n.a.	–	–	–
3.5.3 Reserve position in the IMF n.a.	–	–	–
3.5.4 Other reserve assets (Foreign Currency Assets)	–	87286	–87286
4 Total assets/liabilities	598542	621131	–22589
4.1 Equity and investment fund shares	365696	287501	78195
4.2 Debt instruments	206127	223191	–17064
4.3 Other financial assets and liabilities	26720	110440	–83720
5 Net errors and omissions	951	1298	–347

17.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے ادائیگی کے توازن کے تعارف اور اس کی مختلف قسموں پر بات کی۔ اس کے مطالعے کے بعد ادائیگی کے توازن اور اس کے مختلف اجزاء سے بھی واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس اکائی میں ہم نے ہندوستان کے ادائیگی کے توازن کو بھی دیکھا اور اس کی ساخت پر

17.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

ادائیگی کا توازن	<i>Balance of Payments</i> : کسی بھی ملک کا بیرون ملک کے ساتھ لین دین کی ادائیگی کا ریکارڈ۔
چالو کھاتا	<i>Current Account</i> : توازن کا اہم حصہ جس میں سامان اور خدمات کی تجارت آتی ہے۔
پونجی کھاتا	<i>Capital Account</i> : ادائیگی کے توازن کے اندر بیرون ملک کے ساتھ اثاثوں کی لین دین کو اس زمرے میں رکھتے ہیں۔
غیر مرئی تجارت	<i>Invisible Trade</i> : خدمات کی تجارت کو غیر مرئی تجارت میں رکھا جاتا ہے
تجارت کا توازن	<i>Balance of Trade</i> : سامان اور خدمات کی تجارت میں ہونے والے آمد اور اخراج کا ایک دوسرے کے برابر ہونا۔

17.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

17.10.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

- ادائیگی کا توازن کے کھاتے میں ان میں سے کس کے بیچ مالیاتی لین دین کو درج کیا جاتا ہے؟
 - ایک ملک کے شہری کے بیچ
 - دو ملکوں کے شہری کے بیچ
 - غیر رہائشی شہریوں کے بیچ
 - ان میں سے کوئی نہیں
- ادائیگی کے توازن میں ان میں سے کون سے نظام کا استعمال کیا جاتا ہے؟
 - ڈبل انٹری
 - سنگل انٹری
 - نقد پر منحصر
 - ان میں سے کوئی نہیں
- ادائیگی کے توازن کا جز ہے
 - پونجی کھاتا
 - چالو کھاتا
 - ان میں سے دونوں
 - ان میں سے کوئی نہیں
- غیر ملکی کرنسی کی آمد کو کس مد میں درج کیا جاتا ہے؟
 - پونجی کھاتا
 - چالو کھاتا
 - دونوں
 - ان میں سے کوئی نہیں
- تجارت کی ادائیگی کے توازن ----- کو کہتے ہیں۔

- (a) سامان اور خدمات کے تجارت کا توازن
(b) سامان اور خدمات کے برآمدات کے فرق
(c) دونوں
(d) ان میں کوئی نہیں

6. خدمات کی تجارت کو کیا کہتے ہیں؟

- (a) غیر مرمئی تجارت
(b) عام تجارت
(c) دونوں
(d) ان میں کوئی نہیں

7. چالو کھاتے میں خسارے سے مراد ہے:

- (a) برآمد سے درآمد کم ہو
(b) برآمد سے درآمد زیادہ ہو
(c) برآمد درآمد برابر ہوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں

8. ادائیگی کے توازن میں سرپلس حالت سے مراد

- (a) جملہ آمد اور جملہ اخراج برابر ہیں۔
(b) جملہ آمد سے جملہ اخراج کم ہیں۔
(c) جملہ آمد سے جملہ اخراج زیادہ ہیں۔
(d) برآمد اور درآمد مساوی ہیں۔

9. اگر تجارت میں خسارہ 500 ہے اور برآمد 1000 ہے تو درآمد کتنی ہوگی؟

- (a) 400
(b) 600
(c) 1500
(d) 2000

10. براہ راست سرمایہ کاری ادائیگی کے توازن میں کس کا حصہ ہے؟

- (a) پونجی کھاتا
(b) چالو کھاتا
(c) بینک کی پونجی
(d) ان میں سے کوئی نہیں

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(a)	(c)	(b)	(b)	(a)	(c)	(c)	(c)	(a)	(b)	

17.10.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ادائیگی کے توازن پر مختصر نوٹ لکھیں۔
2. چالو کھاتے کے توازن پر تبصرہ کریں۔
3. پونجی کھاتے کے توازن پر روشنی ڈالیں۔
4. ادائیگی کے توازن کی مختلف قسمیں کیا ہیں؟
5. توازن تجارت اور چالو کھاتے کے توازن میں فرق واضح کریں۔

17.10.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. کسی ملک کی معاشی پالیسی میں ادائیگی کے توازن کا کیا رول ہے؟
2. ادائیگی کے توازن کے اصول اور مقاصد پر روشنی ڈالیں۔
3. پونجی کھاتے کے اجزا پر تبصرہ پیش کریں۔

17.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Abel, A. B., Blanchard, O. J., Bernanke, B., & Croushore, D. (2019) *Macroeconomics* (10th ed.). Pearson.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Thoery and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Salvatore, Dominick. (2012). *Introduction to International Economics*. Wiley.



اکائی 18: بواپنی کے عدم توازن کی اقسام اور وجوہات

(Causes and Kind of Balance of Payments Disequilibrium)

اکائی کے اجزاء:	
تمہید (Introduction)	18.0
مقاصد (Objectives)	18.1
ادائیگی کے توازن میں عدم توازن (Disequilibrium of Balance of Payments)	18.2
ادائیگی کے توازن کی قسمیں (Types of BoP Equilibrium)	18.2.1
ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کے معنی	18.2.2
(Meaning of Disequilibrium in Balance of Payment)	
ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی وجوہات	18.2.3
(Causes of Disequilibrium in Balance of Payments)	
ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی قسمیں (Types of BOP Disequilibrium)	18.2.4
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	18.3
کلیدی الفاظ (Keywords)	18.4
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	18.5
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	18.5.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	18.5.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	18.5.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	18.6

تمہید (Introduction) 18.0

اس اکائی کا بنیادی مقصد ادائیگیوں کے توازن اور اس میں عدم توازن اور اس کی قسموں اور وجوہات کے بارے میں معلومات پیش

کرنا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے مختلف ممالک میں ادائیگی کا توازن ایک اہم رول ادا کرتا ہے۔ یہ درآمدات کی خرید کی طاقت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی لیے ادائیگی میں توازن اور عدم توازن کو سمجھنا اہم ہے۔

ادائیگی میں عدم توازن، ایک یا ایک سے زیادہ تجارتی تناسبات کی مسلسل یک طرفہ نقل و حرکت کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر، مثال کے طور پر، برآمد کیے گئے سامان کی کل قیمت ایک مقررہ مدت میں درآمد کیے گئے سامان کی کل مالیت سے زیادہ ہے اور اس اضافے کو غیر مرئی شے پر ڈیبٹ بیلنس سے پورا نہیں کیا جاتا ہے، تو ملک کے پاس ادائیگیوں کا مناسب توازن نہیں ہوگا۔ توازن میں عدم توازن اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ملکی پیداوار میں کمی، بیرون ملک کے ساتھ سخت مقابلے یا کرنسی کی قدر میں کمی یا غیر ملکی منڈی میں خریداروں کی قوت خرید میں کمی آجائے جس سے کسی ملک کی برآمدات، درآمدات سے کم ہو جاتی ہیں۔

جب درآمدات غیر متاثر ہوں گی یا بڑھیں گی تو ملک کو غیر مرئی اشیاء پر توازن میں بھی خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا، ملک کی ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن پیدا ہوگا۔ اس کے ادائیگیوں کے توازن میں عدم بھی ایک مقررہ مدت کے دوران پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ ضرورت سے زیادہ درآمدات غیر مرئی اشیاء کی برآمدات کے برابر نہیں ہوتی ہیں اور اگر اسے مرئی اشیاء پر کریڈٹ بیلنس سے پورا نہیں کیا جاتا ہے تو ملک کو ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس اکائی میں ہم ان عناصر کا مطالعہ کریں گے جو ادائیگی کے توازن کو متاثر کرتے ہیں جس سے عدم توازن کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

18.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- ادائیگی کے توازن کے تصور کو سمجھنا
- ادائیگی کے توازن کی مختلف قسموں سے واقفیت حاصل کرنا۔
- عدم توازن کے مفہوم اور تصور کو سمجھنا۔
- ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی وجوہات سے واقفیت حاصل کرنا۔
- عدم توازن کی مختلف قسموں کا مطالعہ کرنا۔

18.2 ادائیگی کے توازن میں عدم توازن (Disequilibrium of Balance of Payments)

جب ایک مقررہ مدت میں کسی ملک میں کسی بھی غیر ملکی کرنسی کی طلب اور رسد برابر ہوتی ہے، تو اسے ادائیگی کے توازن میں 'متوازن پوزیشن' کہا جاتا ہے۔ جب کہ عدم توازن کا مطلب یہ ہے کہ حالت یا تو خسارہ یا زائد ہے۔ ادائیگی کے توازن میں سرپلس اس وقت ہوتا ہے جب کل ادائیگیاں کل رسیدوں سے کم ہوتی ہیں۔ اسی طرح، خسارہ اس وقت ہوتا ہے جب کل رسیدیں کل ادائیگیوں سے کم ہوتی ہیں۔

جب کسی ملک کے پاس ادائیگیوں کا توازن منفی یا خسارہ میں ہوتا ہے تو اسے معیشت کے لیے مسئلہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ ملک اپنے بیلنس آف پیمنٹ میں خسارے کی وجہ سے یا تو بیرونی کرنسی کے ذخیرے میں کمی کرتا ہے یا اس کے غیر ملکی ڈیبٹ میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب اس کے پاس مناسب کریڈٹ بیلنس ہوتا ہے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ ملک خوشحالی کی طرف گامزن ہے کیونکہ سرپلس ہونے سے وہ یا تو اپنے غیر ملکی کریڈٹ میں اضافہ کرتا ہے یا اپنے غیر ملکی ڈیبٹ کو کم کرتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک کی ادائیگی کے توازن کا مطالعہ اس کی معاشی پوزیشن اور ملک کی ترقی کے بارے میں بہت سی معلومات کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی ملک مالی دیوالیہ پن یا اعلیٰ معیار زندگی کی طرف بڑھ رہا ہے، تو ہمیں ان کی وجوہات کو سمجھنے کے لیے اس ملک کے کئی سالوں کی ادائیگیوں کے توازن کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ پر ادائیگیوں کے توازن میں مسلسل خسارہ یقینی طور پر معاشی اور مالی دیوالیہ پن کا باعث بنتا ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ پر مسلسل سازگار بیلنس بھی نقصان دہ ہے کیونکہ یہ دوسرے ممالک کے لیے مشکلات پیدا کرتا ہے۔ قرض دار ملک کو اپنے اضافی مختصر یا طویل مدتی قرضوں کو پیشگی استعمال کر سکتی ہے۔ لیکن اگر قرض دینے والا ملک کو زیادہ برآمدات کر کے قرضہ واپس کرنے کا موقع نہیں دیتا تو وہ قرضے کیسے ادا کرے گا؟

قرض دینے والے ملک کا محنت سے کمایا ہوا فاضل ایک دن تحفے میں بدل جائے گا اور یہ قرض دینے والے ملک کے لیے سیاسی مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے، اس طرح کسی ملک کو کرنٹ اکاؤنٹ پر ادائیگی کا توازن نہ تو ناموافق ہونا چاہیے اور نہ ہی سازگار ہونا چاہیے۔ اسے مناسب مدت کے دوران ادائیگیوں کے توازن میں توازن حاصل کرنا چاہیے۔

ادائیگیوں کا توازن اس وقت ہوتا ہے جب ادائیگیوں کے لین دین کا توازن 'جو کہ حکومت کی طرف سے زری شرح مبادلہ کو متاثر کرنے کے لیے بنایا گیا ہے' صفر ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ برآمدات سے خود مختار رسیدیں اور بیرون ملک سیکیورٹیز کی فروخت درآمدات کے لیے خود مختار ادائیگیوں اور غیر ملکی باشندوں سے سیکیورٹیز کی خریداری کے برابر ہے۔ چونکہ زر مبادلہ کے سرکاری ذخائر میں تبدیلی حکام کی جانب سے شرح مبادلہ کو ٹھیک کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اس لیے ادائیگیوں کے توازن کے لیے ضروری ہے کہ زر مبادلہ کے ذخائر مستقل ہوں۔

تبادلے کی شرح مقرر ہونے پر حوصلہ افزائی کی جانے والی لین دین اکثر ہوتی ہے۔۔۔ صرف اتفاق سے خود مختار رسیدیں اور ادائیگیوں میں توازن پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس وقت بھی ہو سکتے ہیں جب شرح مبادلہ لچکدار ہو اور حکام اس کی نقل و حرکت پر اثر انداز ہونا چاہتے ہوں۔ لیکن ہم یہاں بنیادی طور پر فلسفہ ایکسچینج ریٹ کیس پر توجہ مرکوز کریں گے۔

18.2.1 ادائیگی کے توازن کی قسمیں (Types of BoP Equilibrium)

ادائیگی کے توازن کی دو قسمیں ہیں، یعنی جامد توازن اور متحرک توازن۔ جامد اور متحرک توازن کے درمیان فرق وقت کی مدت پر منحصر ہے۔ جامد توازن میں برآمدات مساوی درآمدات بشمول خدمات کے ساتھ ساتھ قلیل مدتی اور طویل مدتی پونجی کی ادائیگی اور رسید صفر ہوتی ہیں۔ جامد توازن میں نہ صرف ادائیگی کے توازن کو متوازن ہونا چاہیے، بلکہ قومی کرنسی کی آمدنی بھی بیرون ملک رقم کی آمدنی کے

مقابلے میں توازن میں ہونی چاہیے۔ زرمبادلہ کی شرح بھی توازن میں ہونی چاہیے۔ دوسری طرف مختصر مدت کے لیے متحرک توازن کی شرط یہ ہے کہ برآمدات اور درآمدات قلیل مدتی سرمائے کی نقل و حرکت اور سونے (خالص) کی مقدار سے مختلف ہوتی ہیں اور کوئی بڑی غیر مستحکم قلیل مدتی سرمائے کی نقل و حرکت نہیں ہوتی ہے۔

طویل مدت میں متحرک توازن کی شرط یہ ہے کہ برآمدات اور درآمدات ایک عام سمت میں کی جانے والی طویل مدتی خود مختار سرمائے کی نقل و حرکت کی مقدار سے مختلف ہوتی ہیں، یعنی کم شرح سود والے ملک سے زیادہ شرح والے ملک تک۔ جب کسی ملک کا BOP توازن میں ہوتا ہے تو ملکی کرنسی کی طلب اس کی رسد کے برابر ہوتی ہے۔ اس لیے طلب اور رسد کی صورت حال نہ تو سازگار ہے اور نہ ہی ناگوار۔ اگر BOP کسی ملک کے خلاف حرکت کرتا ہے، تو ایشیا، خدمات یا برآمدات کی دیگر اقسام کی برآمدات کی حوصلہ افزائی کر کے یا ہر قسم کی درآمدات کی حوصلہ شکنی کر کے ایڈجسٹمنٹ کی جانی چاہیے۔ کسی بھی ملک کے پاس مستقل طور پر ناگوار BOP نہیں ہو سکتا، حالانکہ یہ ممکن ہے اور کچھ ممالک کے لیے تجارت کا مستقل طور پر ناموافق توازن رکھنا بہت عام ہے۔

باکس 1: ہندوستان میں ادائیگی کا توازن اور غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر

ہندوستان کے کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس میں تجارتی خسارے کے وسیع ہونے کی وجہ سے خسارے میں بدل گیا، جو مجموعی طلب میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے۔ تاہم، اس کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کو مضبوط سرمائے کے بہاؤ کی وجہ سے کافی حد تک کم کیا گیا، جس کے نتیجے میں سال 2020-21 میں ادائیگیوں کا مجموعی توازن سرپلس میں تھا۔ اس کی وجہ سے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہوا۔ اسی سال زرمبادلہ کے ذخائر تقریباً 600 بلین امریکی ڈالر کو پہنچ گئے۔ ہندوستان کے توازن ادائیگی کے اہم اجزا کو نیچے جدول میں دکھایا گیا ہے۔

Components of India's Balance of Payments and Foreign Exchange Reserves (In US\$ million)									
Item/ Year	2000-01	2005-06	2010-11	2015-16	2016-17	2017-18	2018-19	2019-20	2020-21
Current account	-2666	-9902	-48053	-22151	-14417	-48717	-57256	-24656	23912
Invisibles	9794	42002	79269	107928	98026	111319	123026	132850	126065
Trade balance	-12460	-51904	-127322	-130079	-112442	-160036	-180283	-157506	-102152
Exports, f.o.b.	45452	105152	256159	266365	280138	308970	337237	320431	296300
Imports, c.i.f.	57912	157056	383481	396444	392580	469006	517519	477937	398452
Capital account	8534	24954	61103	40055	35967	92292	53917	84154	63374
Foreign Investment	6791	21395	60500	41264	49981	61595	42898	56558	93653
External assistance, net	427	1766	4967	1966	2186	3013	3487	3856	11211
Commercial borrowings, net	4308	2759	11832	-5856	-7590	-799	9769	21680	240
Rupee debt service	-617	-572	-68	-73	-99	-75	-31	-69	-64
NRI deposits, net	2316	2789	3238	16052	-12367	9676	10387	8627	7364
Other capital	-4691	-3183	-19366	-13297	3857	18881	-12592	-6498	-49030
Overall balance	5868	15052	13050	17905	21550	43574	-3339	59498	87286
Foreign Exchange Assets	42281	151622	304818	360176	369955	424545	412871	477807	576984
Gold	2725	5755	22972	20115	19869	21484	23071	30578	33880
RTP	...	756	2947	2456	2321	2079	2986	3583	4925
SDRs	2	3	4569	1502	1446	1540	1457	1433	1486
Foreign Currency Assets	39554	145108	274330	336104	346319	399442	385357	442213	536693

2020 – 21 کے دوران ہندوستان کے زرمبادلہ کے ذخائر میں زبردست اضافہ ہوا۔ غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر 20 – 2019 میں 477.477 بلین ڈالر سے بڑھ کر 576 بلین ڈالر ہو گیا۔ تاہم، یہ 2021 کے آخر میں مہینوں میں گھریلو معاشی سرگرمیوں میں اضافے کے ساتھ تجارتی سامان کی آمدات میں اضافہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ 2021 کے آخر تک، چین، جاپان اور سویٹزرلینڈ کے بعد ہندوستان دنیا میں غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر رکھنے والا چوتھا بڑا ملک تھا۔ ادائیگی کے توازن میں کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ ملک میں کتنے خالص سرمائے کی آمد کو جذب یا ترقی کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ تاریخی نقطہ نظر سے، ہندوستان بیرونی شعبے کے بحران میں پڑے بغیر جی ڈی پی کے 3.0 – 2.5 فیصد کے کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کو برقرار رکھ سکتا ہے۔

18.2.2 ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کے معنی

(Meaning of Disequilibrium in Balance of Payment)

اگرچہ کریڈٹ اور ڈیبٹ کو بیلنس آف پیمنٹ اکاؤنٹ میں لکھا جاتا ہے، لیکن یہ ہمیشہ متوازن نہیں رہ سکتا۔ اکثر، ڈیبٹ کریڈٹ سے زیادہ ہو جاتا ہے یا کریڈٹ ڈیبٹ سے زیادہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ادائیگی اکاؤنٹ کے توازن میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے جسے ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کہا جاتا ہے۔ عدم توازن یا تو خسارے کی صورت میں ہو سکتا ہے یا سرپلس کی صورت میں۔ خسارے کا عدم توازن تب پیدا ہوتا ہے جب غیر ملکیوں سے ہماری رسیدیں غیر ملکیوں کو ہماری ادائیگی سے کم ہو جاتی ہیں۔ اس صورت حال کی وجہ غیر ملکی زرمبادلہ کی موثر طلب ایک مقررہ شرح مبادلہ پر اس کی رسد سے بڑھ جاتی ہے۔ اسے ناقابل موافق توازن کہا جاتا ہے۔ سرپلس کا عدم توازن اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ملک کی وصولیاں اس کی ادائیگیوں سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب زرمبادلہ کی موثر طلب اس کی رسد سے کم ہو۔ اس طرح کے عدم توازن کو 'سازگار توازن' کہا جاتا ہے۔

باکس 2: 1991 میں ہندوستان میں ادائیگی کے توازن کے بحران کی وجوہات

ہندوستان کو 1991 میں بڑے پیمانے پر ادائیگی میں عدم توازن کی وجہ سے معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ اسے ہم عدم توازن کا خسارہ بھی کہتے ہیں۔ اس کو کرنسی کا بحران بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی ملک ضروری درآمدات کی ادائیگی یا اپنے بیرونی قرضوں کی ادائیگی کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس عدم توازن کو سمجھنا بہت ضروری اس لیے ہے کہ اس کے بعد ہندوستان میں بہت ساری نئے پالیسیاں نافذ ہوئیں۔ اسی لیے ہم اس باکس میں 1991 میں ہندوستان کو درپیش عدم توازن کے بحران کے پیچھے وجوہات پر روشنی ڈالیں گے۔

کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے میں اضافہ ہونا اپنے آپ میں ہندوستان کی کلی معاشی رویے میں ایک بڑا عدم توازن تھا۔ اس کی وجہ سے مانیٹری توازن میں بھی عدم توازن کی صورت نظر آنے لگی۔ یہ بحران راتوں رات پیدا نہیں ہوا۔ یہ کئی دہائیوں کی بے تدبیری کی وجہ سے ہوا۔ حکومتوں نے ایسے اقدامات پر بھروسہ کیا جس نے ہندوستان کو اس حالت میں لاکر چھوڑا۔ 1991 کے ادائیگی کے توازن کے بحران کی وجوہات ذیل میں درج ہیں۔

- حکومتی اخراجات کمائی سے زیادہ تھے۔ اس لیے مالیاتی خسارہ (Fiscal Deficit) زیادہ تھا۔ مجموعی مالیاتی خسارہ 81 – 1980 میں داخلی پیداوار (GDP) کے 9 فیصد سے بڑھ کر 91 – 1990 میں 12.7 فیصد تک پہنچ گیا۔
- اس صورت حال کے سبب حکومت کا اندرونی قرضہ بڑھ گیا۔ یہ 86 – 1985 میں GDP کا 35 فیصد سے بڑھ کر 91 – 1990 میں 53 فیصد تک پہنچ گیا۔
- اس کے علاوہ ملک کی برآمدات سے زیادہ درآمد میں اضافہ ہونے لگا۔ اس لیے کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ بہت زیادہ تھا۔
- کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ خلیجی جنگ کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے بھی پیدا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے ہندوستان کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں

بڑے پیمانے پر کمی واقع ہوئی۔

• جون 1991 تک، ہندوستان کے پاس 1 بلین سے کم غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر تھے، جو صرف 3 ہفتوں کی مدت کے لیے درآمدی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تھے۔

• دنیا کے ساتھ کاروبار کرنے کے لیے ہندوستان کے پاس غیر ملکی زرمبادلہ کے اتنے ذخائر نہیں تھے۔

مندرجہ بالا بحران کو ادائیگی کے توازن کے بحران کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد بھارت نے IMF سے قرض لیا جس کی وجہ سے بہت سارے نئے معاشی

اقدامات کو اٹھانا پڑا۔

18.2.3 ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی وجوہات

(Causes of Disequilibrium in Balance of Payments)

1. آبادی میں اضافہ

زیادہ تر ممالک آبادی میں اضافے کا تجربہ کرتے ہیں اور کچھ ہندوستان اور چین جیسے ممالک میں آبادی نہ صرف بڑھی ہے بلکہ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے درآمدات ضروری ہو جاتی ہیں اور آبادی بڑھنے سے درآمدات کی مقدار بڑھ سکتی ہے۔ درآمدات کے بڑھنے کی وجہ سے ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

2. ترقیاتی پروگرام

ترقی پذیر ممالک جنہوں نے منصوبہ بند ترقیاتی پروگراموں کا آغاز کیا ہے انہیں مشین اور صنعتی اشیاء، کچھ خام مال جو ملک کے اندر دستیاب نہیں ہیں اور انتہائی ہنرمند اور خصوصی افرادی قوت درآمد کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ ترقی ایک مسلسل عمل ہے، اس لیے ان اشیاء کی درآمدات طویل عرصے تک جاری رہنے سے ان ممالک کو ادائیگی کے توازن میں خسارے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

3. اثر تظاہر

جب کم ترقی یافتہ ممالک کے لوگ ترقی یافتہ ممالک کے لوگوں کے معیار زندگی کے انداز کی نقل کریں گے تو ان کی درآمد میں اضافہ ہو گا۔ ان کی درآمد مستقل رہ سکتی ہے یا ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن پیدا کر سکتی ہے۔

4. قدرتی عوامل

قدرتی آفات جیسے بارشوں کی ناکامی یا آنے والا سیلاب ملک میں زراعت اور صنعتی پیداوار کو بری طرح متاثر کر کے ادائیگیوں کے توازن میں آسانی سے عدم توازن پیدا کر سکتا ہے۔ برآمدات میں کمی ہو سکتی ہے جبکہ درآمدات بڑھ سکتی ہیں جس کی وجہ سے ملک کے توازن ادائیگی میں تضاد پیدا ہو سکتا ہے۔

5. چکراتی اتار چڑھاؤ

تجارتی چکروں کے عمل سے پیدا کاروباری اتار چڑھاؤ بھی ملک کے توازن ادائیگی میں عدم توازن کا سبب بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر بیرونی ممالک میں کاروباری کساد بازاری ہوتی ہے، تو اس سے متعلقہ ملک کی برآمدات اور زرمبادلہ کی کمائی میں آسانی سے کمی واقع

ہو سکتی ہے، جس کے نتیجے میں ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن پیدا ہو جاتا ہے۔

6. مہنگائی

ترقی پذیر ممالک میں تیز رفتار معاشی ترقی کی وجہ سے آمدنی اور قیمت کی سطح میں اضافہ، درآمدات میں اضافہ اور برآمدات کو کم کرے گا جس سے ادائیگیوں کے توازن میں خسارہ ہو گا۔

7. ناقص مارکیٹنگ کی حکمت عملی

ترقی یافتہ ممالک کی اعلیٰ مارکیٹنگ نے ان کے سرپلس میں اضافہ کیا ہے۔ ترقی پذیر ممالک کی ناقص مارکیٹنگ کی سہولیات نے انہیں بڑے خسارے میں دھکیل دیا ہے۔

8. سرمایے کی پرواز

قیاس آرائیوں کی وجہ سے، ممالک غیر ملکی زرمبادلہ یا سونے کے ذخیرے سے محروم ہو سکتے ہیں ترقی پذیر ممالک کے لوگ سیاسی غیر یقینی صورتحال سے بچنے کے لیے اپنا سرمایہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی منتقل کر سکتے ہیں۔ سرمائے کی اس طرح کی منتقلی یہ ادائیگیوں کے توازن کی پوزیشن کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔

9. عالمگیریت

عالمگیریت کی وجہ سے اشیاء، خدمات اور سرمائے کی بین الاقوامی نقل و حرکت کے لیے زیادہ آزاد اور کھلا ماحول پیدا ہوا ہے۔ بین الاقوامی معاشی تعلقات کی عالمگیریت کی وجہ سے مسابقت میں اضافہ ہوا ہے۔ ابھرتی ہوئی نئی عالمی معاشی ترتیب نے کچھ ممالک کے لیے بعض مسائل کو جنم دیا ہے جس کے نتیجے میں ادائیگیوں کا توازن بگڑ گیا ہے۔

بکس 3: 1991-1950 کے دوران ہندوستان میں ادائیگی کے توازن کے رجحانات

ہندوستان کو وقتاً فوقتاً بعض گھریلو مجبوریوں یا بیرونی عوامل کی وجہ سے ادائیگی کے توازن پر دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ اس بکس میں ادائیگی کے توازن کے سفر کا ہم جائزہ لیں گے جس کو دو مدتوں میں پیش کیا گیا ہے۔ پہلی مدت 1980 - 1950 کی ہے اور دوسری مدت 1980 - 91 تک کی ہے جب ہندوستان نے ادائیگی کے عدم توازن میں بحران کی وجہ سے معاشی بحران پیدا ہوا۔ اس طرح تقریباً ساڑھے چار دہائیوں پر محیط اس پورے عرصے کو ادائیگی کے توازن کے مسئلے کی نوعیت، مجموعی میکرو اکنامک ماحول، اور بیرونی امداد کی صورت حال کے لحاظ سے ان دو مدتوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس سے ہم ادائیگی کے توازن کی رجحانات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

مدت 1: 1980 - 1950

یہ پورا عرصہ ہندوستان کے ادائیگی کے توازن کے لیے بہت مشکل تھا، جس کی ایک وجہ درآمدی ضروریات کے سلسلے میں برآمدات کی سست نمو اور جزوی طور پر منفی بیرونی عوامل کی وجہ سے تھی۔ سخت درآمدی کنٹرول (پابندیوں کے ذریعے) اور زرمبادلہ کے ضوابط کے باوجود کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ جی ڈی پی کا 1.1 فیصد تھا۔ زرمبادلہ کے ذخائر کم سطح پر تھے، عام طور پر تین ماہ کی درآمدات کو پورا کرنے کے لیے ضرورت سے کم۔ تقریباً پورا کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ (92 فیصد) انتہائی رعایتی شرائط پر بیرونی امداد کے بہاؤ سے پورا کیا گیا۔

اس دوران 1980 - 1975 کے چند سال ہندوستان کے بی او پی کے لیے سنہری سال کے طور پر نمایاں ہیں۔ ہندوستان کے پاس کرنٹ اکاؤنٹ کا ایک چھوٹا سرپلس تھا (اوسط جی ڈی پی کا 0.6 فیصد) اور زرمبادلہ کے ذخائر تقریباً سات ماہ کی درآمدات کے برابر تھے۔ برآمدات کی نمو اچھی تھی لیکن ادائیگی کے توازن میں بہتری کی

یہ مدت چھٹے پلان اور ساتویں پلان کی مدت سے وسیع پہانے پر مساوی ہے۔ چھٹا منصوبہ اس وقت شروع کیا گیا جب معیشت کو ادائیگی کے توازن کی شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ 1981 میں، ہندوستان نے توسیعی فنڈ سہولت کے تحت 5 بلین SDR کے قرض کے لیے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا۔ یہ رقم تین سال کی مدت میں تقسیم کی جانی تھی۔ لیکن 91 - 1990 کے ادائیگی کے توازن میں بحران کے دوران اپنے زرمبادلہ میں خسارہ اپنے عروج پر تھا۔ کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ جی ڈی پی کا 3.26 فیصد تک پہنچ گیا۔ ہندوستان کو ایک سنگین ادائیگی کے توازن بحران کا سامنا تھا۔ اس کے پیش نظر اس سے نمٹنے کے لیے ایک جامع حکمت عملی ترتیب دی گئی۔ اگرچہ 1992 اس دوران بی او پی مسلسل دباؤ کا شکار رہا، لیکن 1991 کے وسط میں موجود بحران کی صورت حال کے مقابلے میں ایک واضح بہتری آئی۔ تب سے لے کر اب تک ادائیگی کے توازن کی صورت حال میں مسلسل بہتری آئی ہے، حالانکہ ہم اس کے سائے سے اب تک باہر نہیں آئے ہیں۔

Source: Economic Survey of India, different years

18.2.4 ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی قسمیں (Types of BOP Disequilibrium)

اوپر ذکر کردہ باتوں پر نظر ڈالیں تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدم توازن کی اقسام ملکوں کے بیچ الگ ہو سکتی ہیں لیکن ایک ہی ملک میں عدم توازن کی مختلف اقسام اور ان کی وجوہات مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہیں۔ عدم توازن کی قسموں کا انحصار اپنے عوامل پر ہوتا ہے۔ عدم توازن کے اہم اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

1. چکراتی عدم توازن (Cyclical Disequilibrium)

چکراتی عدم توازن کئی وجوہات سے پیدا ہوتے ہیں۔ (1) پہلی وجہ تو یہ ہے کہ دو ممالک کے کاروباری سائیکل مختلف ہوتے ہیں۔ (2) دوسری یہ کہ ہر ملک کی طلب کی آمدنی چک یا طلب کی قیمت چک مختلف ہوتی ہے جس کی وجہ سے ملک کی درآمدات بھی مختلف ہوتی ہے۔ اگر قیمتیں بڑھتی ہیں تو ایک ملک جس میں درآمدات کے لیے قیمت کی چک ایک سے زیادہ ہوتی ہے، خوش حالی میں درآمدات کے رجحان میں کمی کا تجربہ کرے گا۔ جب کہ جن کے لیے درآمدات کی قیمت کی چک ایک سے کم ہے ان میں اضافے کا رجحان ہو گا۔ یقیناً یہ رجحانات آمدنی میں ہونے والی تبدیلیوں کے اثرات کے زیر سایہ ہو سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، جیسے جیسے قیمتیں افسردگی میں گرتی ہیں، چکدار طلب درآمدات میں اضافہ، غیر چکدار طلب میں کمی کا باعث بنے گی۔ اس کی وجہ سے عدم توازن کی چکراتی صورت پیدا ہوتی ہے۔

(3) اسی طرح جب کاروباری سائیکل / تجارتی چکر مختلف ممالک میں مختلف راستوں اور نمونوں کی پیروی کرتا ہے تب اس طرح کے عدم توازن کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ ادائیگی کا توازن کا تعلق غیر ملکی لین دین سے ہے اسی لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں میں الگ الگ اوقات میں تجارتی اتار چڑھاؤ (Cyclical Fluctuation) پیدا ہوتے ہیں جس سے کسی ملک میں چکراتی عدم توازن کی صورت حال رونما ہوتی ہے۔ (4) اس کے علاوہ مختلف ریاستوں کی طرف سے ایک جیسے استحکام کے پروگرام اور اقدامات نہیں اپنائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے عدم توازن کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ (5) اس طرح عدم توازن کی اور دوسری وجہ مختلف ممالک میں درآمدات کی طلب کی آمدنی کی چک کا مختلف ہونا ہے۔ (6) مختلف ممالک میں درآمدات کی طلب کی قیمت چک مختلف ہوتی ہے جس کی وجہ سے بھی چکراتی عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔ ادائیگیوں کا توازن خود بخود پورے دور میں متعین ہو جاتا ہے اور اس طرح کے عدم توازن کا باعث

ہوتی ہے۔

2. سیکولر عدم توازن

ادائیگی کے توازن میں سیکولر یا طویل مدتی عدم توازن کی وجہ معیشت میں طویل مدتی تبدیلیاں ہیں۔ ایک معیشت ترقی کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں آگے بڑھتی ہے اسی لیے ایسے بدلاؤ پیدا ہوتے ہیں۔ کسی ملک کا کرنٹ اکاؤنٹ دوسرے ملک کے کرنٹ اکاؤنٹ سے مختلف پیٹرن کی پیروی کرتا ہے۔ ترقی کے ابتدائی مراحل میں، ملکی سرمایہ کاری ملکی بچت سے زیادہ ہوتی ہے اور درآمدات برآمدات سے۔ درآمدی اضافے کی مالی اعانت کے لیے کافی فنڈز دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے عدم توازن پیدا ہوتا ہے، یا درآمدات میں اضافہ بیرون ملک سے دستیاب سرمائے سے پورا نہیں ہوتا ہے۔ پھر ایک مرحلہ آتا ہے جب ملکی بچت ملکی سرمایہ کاری سے بڑھ جاتی ہے اور برآمدات درآمدات سے زیادہ ہوتی ہیں۔

طویل مدتی سرمائے کا اخراج فاضل بچتوں سے کم ہے یا اس وجہ سے کہ اضافی بچت بیرون ملک سرمایہ کاری کے مواقع کی مقدار سے زیادہ ہے تب بھی عدم توازن کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

3. ساختی عدم توازن (Structural Disequilibrium)

ادائیگیوں کے توازن میں ساختی عدم توازن اس وقت ہوتا ہے جب معیشت کے کچھ شعبوں میں ساختی تبدیلیاں برآمدات اور درآمدات کو متاثر کرنے والی طلب اور رسد کی قوتوں کو تبدیل کرتی ہیں۔ ساختی عدم توازن کو مزید حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

شعبوں کی ساخت کا عدم توازن

اشیا کی سطح پر ساختی عدم توازن اس وقت ہوتا ہے جب برآمدات یا درآمدات کی طلب یا رسد میں تبدیلی پہلے سے موجود توازن کو بدل دیتی ہے، یا جب بنیادی حالات میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے یا بیرون ملک ہماری اشیا کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ فرض کریں کہ کسی معیشت میں دستکاری کی طلب میں کمی آتی ہے تو ان دستکاریوں کی تیاری میں مصروف وسائل کو کہیں اور منتقل ہونا چاہیے یا ملک کو درآمدات پر پابندی لگانی چاہیے، ورنہ ملک ساختی عدم توازن کا شکار ہو جائے گا۔ ساختی تبدیلی سے پیدا ہونے والے خسارے کو پیداوار میں اضافے یا اخراجات میں کمی سے پورا کیا جاسکتا ہے، جس کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی برآمدات یا درآمدات میں کمی سے بین الاقوامی لین دین متاثر ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ اتنا آسان نہیں ہے، کیونکہ وسائل نسبتاً غیر متحرک ہیں اور اخراجات آسانی سے کم نہیں ہوتے ہیں۔ عدم توازن کو درست کرنے کے لیے تنزیلی یا فرسودگی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

عوامل کی سطح پر ساختی عدم توازن

عوامل کی سطح پر ساختی عدم توازن ان عوامل کی وجہ سے ہوتا ہے جو *Factor Endowments* کی درست عکاسی کرنے میں ناکام ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی ملک میں مزدوری بہت زیادہ ہے، تو اس ملک میں کاروباری مزدوروں کے استعمال میں کفایت شعاری کرے جس سے اس ملک میں پیداوار کی کمی آئیگی اور ملک زیادہ سامان درآمد کرے گا۔ اس سے بے روزگاری بڑھے گی، معیشت میں توازن

بگڑ جائے گا۔ ساختی عدم توازن ٹیکنالوجی، ذوق اور غیر ملکی سرمایہ کاری کی طرف رویہ میں تبدیلیوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ برآمدات کی فراہمی کو متاثر کرنے والے سیاسی خلفشار، ہڑتالیں، لاک آؤٹ وغیرہ بھی ساختی عدم توازن کا باعث بنتے ہیں۔

4. بنیادی عدم توازن

کسی ملک کے توازن ادائیگی میں مستقل اور طویل مدتی عدم توازن کی نشاندہی کرنے کے لیے بنیادی عدم توازن کی اصطلاح سب سے پہلے کو I.M.F. نے استعمال کیا ہے۔ بنیادی عدم توازن عام طور پر متحرک عوامل کی وجہ سے ہوتا ہے جو توازن میں دائمی خسارے کی طرف جاتا ہے۔ بنیادی عدم توازن کی اہم وجوہات یہ ہیں: (الف) غیر ملکی ایشیا کی ضرورت سے زیادہ یا ناکافی اندرونی طلب؛ (ب) عالمی منڈی میں ضرورت سے زیادہ یا ناکافی مسابقتی طاقت؛ (ج) ضرورت سے زیادہ سرمائے کی نقل و حرکت۔

باکس 4: کس طرح کوویڈ نے عالمی کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کو وسیع کیا

2020 انتہاؤں کا سال تھا۔ تمام سفر ایک مدت کے لیے رک گئے۔ تیل کی قیمتوں میں زبردست اتار چڑھاؤ آیا۔ طبی مصنوعات کی تجارت نئی بلندیوں پر پہنچ گئی۔ گھریلو اخراجات خدمات اور بچتوں کے بجائے اشیائے صرف کی طرف منتقل ہو گئے کیونکہ عالمی بندش کے دوران لوگ گھروں میں ہی رہے مختلف ملکوں کی الگ الگ پالیسیوں نے اس عالمی معاشی بحران کو روکا۔ عالمی رد عمل، جیسا کہ سفر، کھپت، اور تجارت میں بڑی تبدیلیوں میں دیکھا گیا، نے دنیا کو معاشی طور پر ایک زیادہ غیر متوازن جگہ بنا دیا۔ ایسا خاص کر کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ پایا گیا ہے کہ کووڈ کے خلاف عالمی رد عمل نے عالمی کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے کو مزید وسیع کر دیا۔ مجموعی طور پر یہ خسارہ 2019 میں جی ڈی پی کا 2.8 فیصد سے بڑھ کر 2020 میں 3.2 فیصد ہو گیا۔

اگر یہ بحران نہ ہوتا تو عالمی کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے میں مسلسل کمی ہوتی۔ اگرچہ بیرونی خسارے اور فاضلات ضروری طور پر تشویش کا باعث نہیں ہیں، ضرورت سے زیادہ عدم توازن—جو کہ معیشت کے بنیادی اصولوں اور مناسب معاشی پالیسیوں سے زیادہ ہے—تجارتی تناؤ کو ہوا دے کر اور اثاثوں کی قیمتوں میں خلل ڈالنے کے امکانات کو بڑھا کر معیشتوں پر غیر مستحکم اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔ 2020 میں کرنٹ اکاؤنٹ کے خسارے اور سرپلسز میں ڈرامائی اتار چڑھاؤ مندرجہ ذیل وجوہات سے دیکھنے کو ملیں۔ سفر میں کمی: اس وبائی بیماری کی وجہ سے سیاحت اور سفر میں تیزی سے کمی واقع ہوئی۔ اس نے ان ممالک کے اکاؤنٹ بیلنس پر ایک اہم منفی اثر ڈالا جو سیاحت کی آمدنی پر انحصار کرتے ہیں، جیسے کہ اسپین، تھائی لینڈ، ترکی، اور یہاں تک کہ چھوٹی سیاحت پر منحصر معیشتوں کے لیے بھی بڑے نتائج مرتب ہوئے۔ تیل کی طلب میں کمی: تیل کی طلب اور توانائی کی قیمتوں میں گراؤت نسبتاً مختصر تھی، 2020 کے دوسرے نصف حصے میں تیل کی قیمتیں بحال ہوئیں۔ تاہم، تیل برآمد کرنے والی معیشتوں، جیسا کہ سعودی عرب اور روس، نے 2020 میں کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس میں تیزی سے کمی دیکھی۔ تیل درآمد کرنے والے ممالک نے اپنے تیل کے تجارتی توازن کے مطابق اضافہ دیکھا۔

طبی مصنوعات کی تجارت میں اضافہ: وبائی امراض سے لڑنے کے لئے ضروری طبی سامان کی طلب میں تقریباً 30 فیصد اضافہ ہوا، جیسا کہ ذاتی حفاظتی سازوسامان، نیزان کو بنانے کے لیے ضروری ایشیا اور مواد کی تجارت میں اضافہ ہوا۔

گھریلو استعمال میں منتقلی: چونکہ لوگوں کو گھر میں رہنے پر مجبور کیا گیا تھا، گھرانوں نے اپنی کھپت کو خدمات سے ہٹ کر اشیائے صرف کی طرف منتقل کر دیا۔ یہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ معیشتوں میں ہوا جہاں پائیدار سامان کی خریداری میں اضافہ ہوا جیسے کہ ٹیلی ورننگ اور ورننگ لرننگ کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے استعمال ہونے والے برقی آلات۔

ان تمام عوامل نے کچھ ممالک کو کرنٹ اکاؤنٹ کا وسیع خسارہ دیکھنے میں حصہ ڈالا، یعنی انہوں نے اپنی فروخت سے زیادہ خرید، یا زیادہ کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس، یعنی انہوں نے اپنی خریدی سے زیادہ فروخت کی۔ سازگار عالمی مانیٹری حالات، بڑے مرکزی بینکوں کی جانب سے غیر معمولی مانیٹری پالیسی کی حمایت کے ساتھ، ممالک کے لیے کرنٹ اکاؤنٹ کے وسیع خسارے کو ٹھیک کرنا آسان بنا دیا۔ اس کے برعکس، ماضی کے بحرانوں کے دوران جہاں مالی حالات تیزی سے سخت ہوئے، کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کو چلانا مشکل تھا، جس نے ممالک کو مزید کساد بازاری کی طرف دھکیل دیا۔

18.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد ہم نے ادائیگی کے توازن میں توازن اور عدم توازن کے تصورات کا جائزہ لیا اور ادائیگی کے توازن کے مختلف اقسام پر گفتگو کی۔ اس کے علاوہ ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی وجوہات سے واقف ہوئے اور اس کی مختلف قسموں کو بھی سمجھا۔ اس یونٹ کے مطالعے کے بعد ہم اس بات سے بھی واقف ہوئے کہ ادائیگی میں عدم توازن ایک اہم مسئلہ ہے خاص کر ان ممالک کے لیے جو بنیادی طور پر درآمدات پر منحصر ہے۔ اس اکائی میں ہم نے مختصر میں ہندوستان اور دنیا کے حوالے سے ادائیگی میں عدم توازن کے رجحانات اور توازن کا جائزہ لیا۔

18.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

عدم توازن: *Disequilibrium*- توازن کی حالت کا فقدان۔
ادائیگی کے توازن میں عدم توازن: *Disequilibrium in Balance of Payments*- جب ادائیگی کا توازن صفر نہ ہو۔ اس میں ادائیگی کا توازن خسارے یا سرپلس دونوں میں سے ایک ہوتا ہے۔
مانیٹری اقدامات: *Monetary Measures*- زر کی رسد اور شرح سود سے متعلق پالیسی۔
غیر مانیٹری اقدامات: *Non-Monetary Measures*- پالیسیاں جن کا تعلق زر کی رسد سے نہ ہو۔
ساختی عدم توازن: *Structural Disequilibrium*- معیشت میں ساختی تبدیلی کی وجہ سے ادائیگی کے توازن کا خسارے یا سرپلس میں ہونا۔
سیکلر عدم توازن: *Secular Disequilibrium*- طویل مدتی عدم توازن۔

18.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

18.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. جب ایک مقررہ مدت میں کسی ملک میں کسی بھی غیر ملکی کرنسی کی طلب اور رسد برابر ہوتی ہے، تو اسے ادائیگی کے توازن میں _____ کہتے ہیں۔

- (a) متوازن پوزیشن
(b) عدم توازن
(c) چکراتی عدم توازن
(d) ان میں سے کوئی نہیں

2. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن سے مراد ہے:

- (a) ادائیگی کے توازن میں خسارہ
(b) ادائیگی کے توازن میں اضافہ
(c) دونوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں

3. ان میں سے کون مالیاتی پالیسی نہیں ہے؟

- (a) ٹیکس
(b) سبسڈی
(c) سرکاری خرچ
(d) سود کی شرح

(صحیح یا غلط)

4. جامد اور متحرک توازن کے درمیان فرق وقت کی مدت پر منحصر ہے۔۔۔۔۔

5. ادائیگی کے توازن میں خسارے سے کیا مراد ہے؟

- (a) کریڈٹ ڈیبٹ سے زیادہ ہوتا ہے
(b) ڈیبٹ کریڈٹ سے زیادہ ہوتا ہے
(c) دونوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں

(صحیح یا غلط)

6. سیکولر عدم توازن قلیل مدتی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

7. جب ادائیگی کے توازن میں برآمدات درآمدات سے زیادہ ہوتا ہے تب

- (a) کرنٹ اکاؤنٹ میں اضافہ ہوتا ہے
(b) کیپٹل اکاؤنٹ میں اضافہ ہوتا ہے
(c) کرنٹ اکاؤنٹ میں خسارہ ہوتا ہے
(d) ان میں سے کوئی نہیں

8. ساختی عدم توازن دو سطحوں پر ہوتی ہے۔ پہلی اشیا کی سطح پر اور دوسری۔۔۔۔۔ کی سطح پر۔

9. زر مبادلہ کی شرح کسی کرنسی کی قیمت ہوتی ہے جس کا تعین اس کرنسی کی۔۔۔۔۔ سے ہوتا ہے

10. گھریلو قیمتوں میں کمی کس طرح کی پالیسی ہے؟

- (a) مانیٹری
(b) غیر مانیٹری
(c) دونوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(a)	طلب اور رسد	عوامل	(a)	غلط	(b)	صحیح	(d)	(c)	(a)	

18.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ادائیگی میں عدم توازن کی صورت کو واضح کریں۔

2. سیکولر عدم توازن سے کیا مراد ہے؟

3. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی وجوہات کیا ہیں؟

4. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو دور کرنے کے لیے اپنائی جانی والی زری پالیسی کیا ہیں؟

5. مالیاتی پالیسی ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو کیسے دور کرتی ہے؟

18.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. عدم توازن کی مختلف اقسام کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو دور کرنے کے لیے زری اور مالیاتی پالیسیوں پر روشنی ڈالیں۔
3. ساختیاتی عدم توازن اور سیکولر عدم توازن پر روشنی ڈالیں۔

18.6 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Abel, A. B., Blanchard, O. J., Bernanke, B., & Croushore, D. (2019) *Macroeconomics* (10th ed.). Pearson.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Salvatore, Dominick. (2012). *Introduction to International Economics*. Wiley.



اکائی 19: بی او پی عدم توازن کو درست کرنے کے اقدامات

(Measures to Correct Balance of Payments Disequilibrium)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	19.0
مقاصد (Objectives)	19.1
بی او پی کے عدم توازن کو درست کرنے کے اقدامات (Measures to correct BoP Disequilibrium)	19.2
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	19.3
کلیدی الفاظ (Keywords)	19.4
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	19.5
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	19.5.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	19.5.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	19.5.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	19.6

19.0 تمہید (Introduction)

یہ ہم جانتے ہیں کہ ادائیگی کے توازن (*Balance of Payment*) کے کھاتے داری کو کتاب داری کے نظام کے مطابق رکھا جاتا ہے جس میں دو خاص زمرے ہوتے ہیں۔ پہلا کریڈٹ (*Credit*) اور دوسرا ڈیبٹ (*Debit*)۔ اسے ہم دوہرے اندراج کا طریقہ بھی کہتے ہیں۔ ادائیگی کے توازن کے تصورات میں ان دونوں زمروں کو متوازن تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ یہ دونوں زمرے ہمیشہ متوازن نہیں رہ سکتے۔ اکثر، یا تو ڈیبٹ، کریڈٹ سے زیادہ ہو جاتا ہے (جسے خسارہ کہا جاتا ہے) یا کریڈٹ، ڈیبٹ سے زیادہ ہو جاتا ہے (زائد یا سرپلس کہا جاتا ہے)۔ یعنی ادائیگی کے توازن میں خسارے یا سرپلس کی حالت کا ہونا ہی عدم توازن (*Disequilibrium in Balance of Payment*) کی صورت پیدا کرتی ہے۔ اسے ہی ادائیگی میں عدم توازن کہتے ہیں۔

جب خود مختار رسید (*Credit*) خود مختار ادائیگیوں (*Debit*) سے زیادہ ہوں گی، تو ادائیگیوں کا توازن فاضل (*Surplus*) ہو گا۔

دوسرے لفظوں میں اگر کل کریڈٹس، چالو اور پونجی کھاتوں (Current and Capita Accounts) میں کل ڈیبٹ سے زیادہ ہیں تو کہا جائے گا کہ ادائیگیوں کا توازن فاضل ہے۔ یہ زائد یا فاضل ادائیگی کے توازن میں خالص ڈیبٹ کی مساوی رقم کے ساتھ طے کیا جاتا ہے۔

جب خود مختار رسید خود مختار ادائیگیوں سے کم ہوں گی، تو ادائیگیوں کے توازن میں خسارہ (Deficit) ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جب کل ڈیبٹ، چالو اور پونجی کھاتوں میں کل کریڈٹ سے زیادہ ہو جاتے ہیں تو ادائیگی کے توازن کو خسارے یا Deficit میں کہا جاتا ہے۔ یہ خسارہ حکومت کے ادائیگی کے توازن میں خالص کریڈٹس کی مساوی رقم سے طے ہوتا ہے۔ ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن معیشت پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ اگر یہ طویل عرصے تک برقرار رہے تو یہ معاشی بحران کی طرف بھی لے جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادائیگی میں عدم توازن (سرپلس یا خسارہ) کو کسی ملک کے لیے ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، عدم توازن کا اثر مقام یا ماخذ اور مدت پر منحصر ہے۔ اس تناظر میں درج ذیل ممکنات پیدا ہو سکتی ہیں۔

- محل وقوع کے حوالے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشترکہ چالو اور پونجی کھاتوں میں سرپلس کو کسی بھی ملک کے لیے مطلوبہ سمجھا جانا چاہیے۔ جبکہ چالو اور پونجی کھاتوں کے مشترکہ خسارے کو ملک کے لیے ناپسندیدہ سمجھا جانا چاہیے۔
- مدت کے حوالے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر عدم توازن (سرپلس / خسارہ) عارضی یا مختصر مدت کے لیے ہے، تو یہ ملک کے لیے زیادہ تشویش ناک نہیں ہے۔ لیکن، اگر عدم توازن (سرپلس / خسارہ) مستقل یا طویل مدتی ہے، تو یہ ملک کے لیے ایک سنگین اور تشویش ناک مسئلہ بن جاتا ہے اور اس کے لیے اصلاحی پالیسی کی ضرورت ہوتی ہے۔
- بنیادی عدم توازن (خسارے کی شکل میں) ناپسندیدہ ہے کیونکہ
 - I. ایک مقررہ شرح مبادلہ کے نظام کے تحت یہ صورت حال کسی ملک کی قدر میں کمی پر مجبور کرتا ہے، جب کہ لچکدار شرح مبادلہ کے تحت یہ کسی ملک کی کرنسی کی بیرونی قدر میں گراؤ کا سبب بنتا ہے۔
 - II. اس سے ملک کے بیرونی قرضے بڑھیں گے اور وہ بیرونی قرضوں کے جال میں پھنس سکتا ہے۔
 - III. یہ غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کا باعث بنتا ہے اور پھر ملک کی پوزیشن کو انتہائی کمزور بنا دیتا ہے۔
 - IV. یہ ملک کو مکمل طور پر بین الاقوامی تنظیموں اور غیر ملکی حکومتوں کی طرف سے فراہم کردہ قرضوں پر منحصر کر دیتا ہے اور اس کی بیرونی خود مختاری کے برقرار رکھنے کے بارے میں سنگین شکوک پیدا کرتا ہے۔
 - V. یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ سرپلس کی شکل میں عدم توازن بہت کم ہوتا ہے جبکہ خسارے کی شکل میں عدم توازن ایک عام رجحان ہے۔ لہذا، عملی طور پر، عدم توازن کی اصطلاح عام طور پر ادائیگی کے توازن میں خسارے سے وابستہ ہے۔

انہیں حالات کو دیکھ کر یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ ادائیگی کے توازن میں جو عدم توازن کی صورت پیدا ہوئی ہے اسے جلد از جلد ٹھیک کیا جائے۔ موجودہ اکائی میں ہم انہیں اقدامات پر روشنی ڈالیں گے جن سے ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی صورت کو ٹھیک کیا جاتا ہے۔

19.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- ان اقدامات کے بارے میں معلومات فراہم کرنا جن کے ذریعے عدم توازن کو درست کیا جاسکتا ہے۔
- معاشی حالات کے مطابق عدم توازن کو درست کرنے کے لیے استعمال کیے جانے والے طریقوں سے واقفیت حاصل کرنا۔
- فطرت اور اسباب کی بنیاد پر عدم توازن کو درست کرنے کے لیے اٹھائے جانے والے اقدامات کو سمجھنا۔
- عدم توازن کی اقسام کی بنیاد پر عدم توازن کو درست کرنے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کو سمجھنا۔

19.2 بی او پی کے عدم توازن کو درست کرنے کے اقدامات

(Measures to correct BoP Disequilibrium)

ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن سے مراد ایسی صورت حال ہے جب معیشت کے اندر اور باہر ادائیگیوں میں توازن نہیں ہوتا ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ بیرون ملک جانے والی ادائیگیاں موصول ہونے والی ادائیگیوں سے زیادہ ہوتی ہیں (خسارہ)، یا جب بیرون ملک جانے والی ادائیگیاں موصول ہونے والی ادائیگیوں سے کم ہوتی ہیں (سرپلس)۔ ادائیگیوں کا حوالہ چالو کھاتے سے، اور مالیاتی (Financial) اور پونجی کھاتوں سے ہوتا ہے۔ ادائیگی کے توازن میں ملک کی حکومت کی توجہ بنیادی طور چالو کھاتے کے توازن پر مرکوز ہوتی ہے، لیکن مالیاتی اور کیپٹل اکاؤنٹ میں تبدیلیاں بھی اہم ہیں۔ مالی اور سرمایہ کھاتے میں بہاؤ مجموعی توازن حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ ادائیگیوں کا توازن ہمیشہ اکاؤنٹنگ کے لحاظ سے توازن رکھتا ہے کیونکہ دوہرے اندراج کی کتاب داری (Double Entry Bookkeeping Convention) مجموعی توازن کو یقینی بناتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چالو کھاتے میں درج کیا گیا خالص خسارہ پونجی کھاتے پر خالص اضافے سے متوازن ہو جائے گا۔

ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن اگر طویل عرصے تک رہتا ہے تب معیشت کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ معیشت کے لیے اس طرح کے عدم توازن کو دور کرنا ضروری ہے۔ خاص طور پر خسارے کے دور میں معیشت اگر عدم توازن سے گزر رہی ہو تب یہ اہم ہو جاتا ہے کہ جلد سے جلد مناسب پالیسی کو اپنا کر اسے دور کیا جاسکے۔ ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے کے لیے مختلف اقدامات کو دو اہم زمروں میں رکھا جاسکتا ہے۔ پہلا زمرہ زری یا ماٹری اقدامات ہیں اور دوسرا غیر ماٹری اقدامات ہیں۔

1. ماٹری اقدامات (Monetary Measures)

زری نقطہ نظر کو 1950 اور 1960 کی دہائیوں میں بین الاقوامی زری فنڈ (International Monetary Fund) کے تحقیقی شعبے کے جیکس جے پولک کے ماتحت، اور ہیری جی جانسن، رابرٹ اے منڈیل، اور شکاگو یونیورسٹی میں ان کے طلبانے تیار کیا تھا۔ اس نقطہ نظر کی بنیاد یہ ہے کہ ادائیگیوں کا توازن ایک زر کی رسد کی صورت حال ہے۔ ادائیگیوں کے توازن کا تصور ہی زر کے وجود پر منحصر ہے یہی وجہ

ہے کہ ادائیگیوں کے توازن کے تصور کی وضاحت کرنے کی کسی بھی کوشش کو قدرتی طور پر زر کی طلب اور رسد سے جوڑ کر دیکھنا چاہیے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے کے لیے مانیٹری پالیسی ایک اہم رول ادا کرتی ہے۔ اس کے لیے معیشت میں زر کی طلب اور رسد کو برابری میں لانے والے عوامل پر خاص دھیان رکھا جاتا ہے۔ اس طرح زر کی طلب اور رسد کی برابری ادائیگیوں کے عدم توازن کے خاتمے کی وضاحت کرتی ہے۔ اس طرح مرکزی بینک اور حکومت مانیٹری پالیسی اپنا کر بین الاقوامی ذخائر میں تبدیلیوں کے ذریعے ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذیل مانیٹری پالیسیاں ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو دور کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں

زر مبادلہ کی شرح میں فرسودگی کے ذریعے ایڈجسٹمنٹ (قیمت اثر)

(Adjustment through Exchange Depreciation or Price Effect)

اگر چمک دار شرح مبادلہ ہو تب اس کے تحت ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن غیر ملکی کرنسی کی طلب اور رسد کی قوتوں سے خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ زر مبادلہ کی شرح کسی کرنسی کی قیمت ہوتی ہے جس کا تعین کسی بھی دوسری شے کی طرح طلب اور رسد سے ہوتا ہے۔ زر مبادلہ کی شرح مختلف رسد اور طلب کے حالات کے ساتھ مختلف ہوتی ہے، لیکن یہ ہمیشہ ممکن ہے کہ ایک توازن کی شرح مبادلہ تلاش کی جائے جو غیر ملکی کرنسی کے بازار کو تعین کی راہ پر لے جائے اور بیرونی توازن پیدا کرے۔ ادائیگیوں کے توازن میں خسارے کی صورت میں کسی ملک کی کرنسی کی قدر میں کمی سے یہ خود بخود درست ہو جائے گا۔ کسی کرنسی کی قدر میں کمی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نسبتی قدر کم ہو جاتی ہے۔ قدر میں کمی کا اثر برآمدات کے فروغ اور درآمدات کی حوصلہ شکنی کی شکل میں ہوتا ہے۔

جب زر مبادلہ کی قدر میں کمی واقع ہوتی ہے تو، غیر ملکی قیمتوں کا اثر گھریلو قیمتوں پر بھی نظر آتا ہے۔ فرض کریں کہ پاؤنڈ کی نسبت ڈالر کی قدر گرتی ہے تب اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈالر کی قیمت غیر ملکی کرنسی بازار میں پاؤنڈ کے مقابلے میں گرتی ہے۔ یہ برطانیہ (جس کی کرنسی پاؤنڈ ہے) میں امریکی (جس کی کرنسی ڈالر ہے) برآمدات کی قیمتوں میں کمی اور امریکہ میں برطانوی درآمدات کی قیمتوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ جب امریکہ میں درآمدی قیمتیں زیادہ ہوں گی تو امریکی برطانویوں سے کم سامان خریدیں گے۔ دوسری طرف، امریکی برآمدات کی کم قیمتوں سے برآمدات بڑھیں گی اور درآمدات میں کمی آئے گی، اس طرح ادائیگیوں کے توازن میں خود بہ خود توازن پیدا ہو گا۔

قدر میں کمی یا اخراجات کو تبدیل کرنے کی پالیسی (Devaluation or Expenditure-Switching Policy)

قدر میں کمی درآمدات کی مقامی قیمت کو بڑھاتی ہے اور ملک کی برآمدات کی غیر ملکی قیمت کو کم کرتی ہے جو کسی دوسرے ملک کی کرنسی کے سلسلے میں اپنی کرنسی کی قدر میں کمی کرتا ہے۔ زر کی قدر میں کمی (Devaluation of Currency) کو اخراجات کی تبدیلی کی پالیسی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اخراجات کو درآمدات پر نہ کر کے گھریلو سامان اور خدمات میں تبدیل کرتی ہے۔ جب کوئی ملک اپنی کرنسی کی قدر میں کمی کرتا ہے تو غیر ملکی کرنسی کی قیمت بڑھ جاتی ہے جس سے درآمدات مہنگی اور برآمدات سستی ہو جاتی ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ

اپنے اخراجات کو غیر ملکی اشیا پر نہیں کرتے بلکہ ملکی اشیا پر صرف کرتے ہیں۔ ملک کی برآمدات میں اضافہ ہوتا ہے اور ملک کی درآمدات میں کمی کے ساتھ ملکی سطح پر اندرون ملک اور غیر ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے اشیا کی پیداوار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً ادائیگیوں کے توازن کا خسارہ ختم ہو جاتا ہے۔

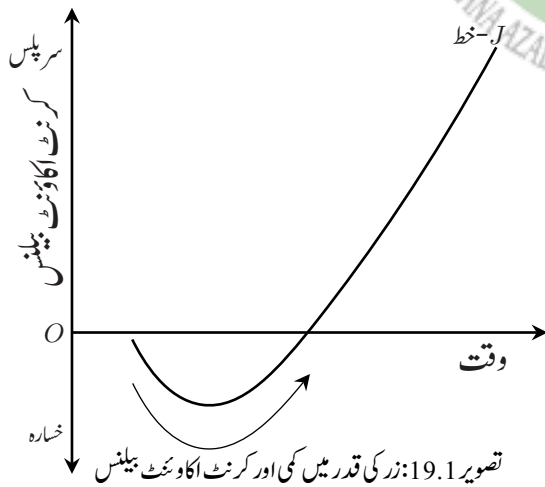
قدر میں کمی (Devaluation) ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے اس طرح کے مقاصد کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ اسے ہم اخراجات منتقلی (Expenditure Switching) پالیسی کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ کرنسی کی قدر میں کمی گھریلو صارفین کو اپنے ملک کی اشیا اور خدمات کو خریدنے کے لیے مائل کرتی ہیں، اور بیرون ملک مقیم صارفین کرنسی کی قدر کم کرنے والے ملک کی سستی برآمدات پر صرف کرنے لگتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایک موثر پالیسی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ قدر میں کمی کے لیے اندرون و بیرون ملک صارفین کا رد عمل نسبتاً لچکدار ہونا چاہیے تبھی اس طرح کی پالیسی موثر ثابت ہوتی ہیں۔ قلیل مدت میں اس کا امکان نہیں ہے کیونکہ طلب غیر مستحکم ہوتی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔

سب سے پہلے، یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ صارفین نے معاہدے کی بنیاد پر سامان خریدا ہو (جیسے کہ 'فیوچر' معاہدہ) اور موجودہ قیمتوں میں کسی بھی تبدیلی سے طلب کو متاثر کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔

دوسرا، کچھ صارفین اپنی طلب کو تبدیل کرنے سے پہلے 'انتظار کر کے دیکھتے ہیں' کہ کرنسی کی قدر میں کمی کا کیا اثر پڑے گا۔ تیسرا، 'قیمت' طلب کا صرف ایک عامل ہے۔ جب کہ کرنسی کی قدر میں کمی سے قیمت کم ہوتی ہے، قیمت طلب کا تعین کرنے میں مضبوطی سے نمایاں نہیں ہو سکتی ہے۔

اور کچھ صارفین محض قدر میں کمی، اور قیمت پر اس کے اثرات سے لاعلم ہو سکتے ہیں۔ تاہم، طویل مدت میں طلب قیمت کے ساتھ زیادہ ایڈجسٹ ہوتی ہے، اور مارشل لرنز کی حالت مطمئن ہو سکتی ہے۔ یہ قدر میں کمی



کے بعد 'J-curve' کے راستے کی وضاحت مگرتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مارشل-لرنز کی شرط مختصر مدت میں پوری نہیں ہوتی، اور قدر میں کمی کسی بھی تجارتی خسارے کو مزید خراب کرنے کا سبب بنتی ہے۔ یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مارشل لرنز شرط کیا ہے؟ یہ شرط اس صورت حال کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کے تحت کسی ملک کی کرنسی کی قدر میں کمی اس کے باقی دنیا کے ساتھ تجارت کے توازن میں بہتری کا باعث بنے گی لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب اس کی برآمدات اور درآمدات کی قیمتوں میں مجموعی لچک ایک سے زیادہ ہو۔

ملک کا تجارتی توازن *J-curve* اثر کا تجربہ کرتا ہے اگر اس کی کرنسی کی قدر میں کمی ہو جاتی ہے۔ تصویر 19.1 میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلے، ملک کی درآمدات کی کل مالیت (بیرون ملک سے خریدی گئی اشیا) اس کی برآمدات کی کل قیمت (بیرون ملک فروخت کی جانے والی اشیا) سے زیادہ ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں تجارتی خسارہ ہوتا ہے۔ لیکن آخر کار، کرنسی کی قدر میں کمی اس کی برآمدات کی قیمت کو کم کر دیتی ہے۔ نتیجتاً، ملک کی برآمدات کی سطح بتدریج بحال ہوتی ہے، اور ملک تجارتی سرپلس کی طرف واپس چلا جاتا ہے۔ لیکن ایسے ممکنات طویل مدت میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس تجزیے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کرنسی کی قدر میں کمی تب اثر انداز ہوتی ہے جب برآمدات اور درآمدات کی طلب کی مجموعی لچک ایک سے زیادہ ہو۔

اشیا قیمتوں میں کمی (Deflation)

زری پالیسی کے طور پر گھریلو قیمتوں میں کمی کو بھی ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو دور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت بینک کریڈٹ کی لاگت کو بڑھا کر اور کریڈٹ کی دستیابی کو محدود کر کے مجموعی اخراجات یا طلب کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے لیے ملک کے مرکزی بینک کی جانب سے بینک کی شرح میں اضافہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بینکوں کی جانب سے سود کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے تاجروں کو سرمایہ کاری کے لیے قرض لینے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور صارفین کے لیے بھی سود کی شرح زیادہ ہوتی ہے جس سے وہ اپنے اخراجات کے لیے قرض نہیں لے پاتے۔

اس کے علاوہ مانیٹری پالیسیوں کے بدولت قیمت کی سطح گر جاتی ہے اور ملک کی پیداوار بین الاقوامی بازار میں سستی ہو جاتی ہیں۔ اس طرح کی پالیسیاں غیر ملکی اشیا پر صرف کی رجحان میں کمی کا باعث بنتی ہیں جس سے درآمدات کم ہو جاتی ہے اور عدم توازن کو درست کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس قدم کو ماہرین معاشیات کی اکثریت کی حمایت نہیں ہے کیونکہ تفریط زری کی پالیسی معاشی نمو میں کمی اور بے روزگاری کی سطح میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے۔

2. غیر مانیٹری اقدامات

زری اقدامات کے علاوہ، حکومت ادائیگیوں کے توازن کو درست کرنے کے لیے غیر زری اقدامات بھی استعمال کرتی ہے۔ ان اقدامات میں برآمدات کو فروغ دینے کے لیے مراعات اور براہ راست کنٹرول جیسے طریقے شامل ہیں۔ ادائیگی کے توازن کو درست کرنے کے لیے حکومت کی جانب سے استعمال کیے جانے والے غیر مالیاتی اقدامات درج ذیل ہیں۔

براہ راست کنٹرول (Direct Controls)

ادائیگیوں کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے کے لیے، حکومت براہ راست کنٹرول کے طریقوں کو بھی اپناتی ہیں جس کا مقصد درآمدات کے حجم کو محدود کرنا ہے۔ حکومت بھاری درآمدی ڈیوٹی لگا کر، کوٹے کے تعین وغیرہ کے ذریعے ناپسندیدہ یا غیر اہم اشیا کی درآمد پر پابندی لگاتی ہے۔ ایک ہی وقت میں، یہ ضروری سامان کی ڈیوٹی فری یا کم درآمدی ڈیوٹی پر درآمد کی اجازت دے سکتا ہے، یا ان کے لیے آزادانہ درآمدی کوٹہ مقرر کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، حکومت صنعتی سامان جیسے مشین کو مفت داخلے کی اجازت دے سکتی ہے، لیکن

لگژری ایشیا پر بھاری درآمدی محصولات عائد کر سکتی ہے۔ درآمدی کوٹے بھی مقرر ہیں اور درآمد کنندگان کو مقررہ مقدار میں بعض ضروری ایشیا درآمد کرنے کے لیے حکام سے لائسنس لینا ضروری ہوتا ہے۔ ان طریقوں سے، ادائیگیوں کے منفی توازن کو درست کرنے کے لیے درآمدات کو کم کیا جاتا ہے۔ حکومت زر مبادلہ کنٹرول (Exchange Control) بھی نافذ کرتی ہے جس سے مرئی اور غیر مرئی درآمدات کم ہو جاتی ہیں۔ نتیجتاً، ادائیگی کا منفی توازن درست ہو جاتا ہے۔

سرمایہ کے تبادلہ کے ذریعے ایڈجسٹمنٹ (Adjustment through Capital Movements)

کوئی ملک اپنے توازن ادائیگی میں خسارے کو درست کرنے کے لیے سرمائے کی درآمدات کا استعمال کر سکتا ہے۔ سرمائے کی آمد سے خسارے کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ جب ممالک کے اندر سرمایہ بالکل متحرک ہوتا ہے، تو ملکی شرح سود میں تھوڑا سا اضافہ سرمائے کی بڑی آمد لاتا ہے۔ ادائیگیوں کے توازن کو توازن میں کہا جاتا ہے جب ملکی شرح سود عالمی شرح کے برابر ہو۔ اگر ملکی شرح سود عالمی شرح سے زیادہ ہو تو سرمائے کی آمد ہوگی اور ادائیگیوں کے توازن کا خسارہ درست ہو جائے گا۔

آمدنی میں تبدیلی کے ذریعے ایڈجسٹمنٹ (Adjustment through Income Changes)

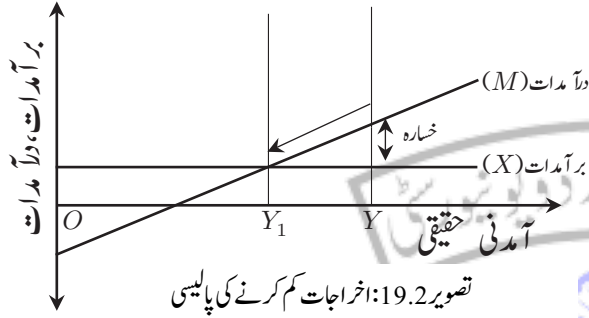
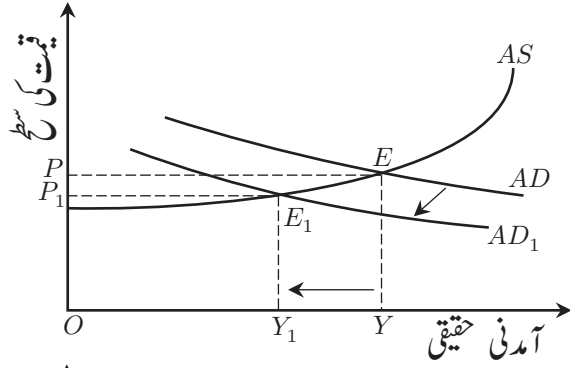
کسی ملک میں زر مبادلہ کی شرح اور قیمتوں کو دیکھتے ہوئے، برآمدات کی قدر میں اضافہ، برآمدی صنعتوں سے وابستہ تمام افراد کی آمدنی میں اضافے کا سبب بنتا ہے جو ملک کے اندر دیگر ایشیا اور خدمات کی طلب پیدا کرتے ہیں۔ اس سے بعد کی صنعتوں اور خدمات میں مصروف افراد کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ یہ عمل جاری رہے گا اور قومی آمدنی ضرب کی قدر سے بڑھے گی۔

برآمدات اور درآمدی متبادلات کا محرک (Stimulation of Exports and Import Substitutes)

ادائیگیوں کے توازن میں کمی کو بھی برآمدات کے فروغ سے درست کیا جاسکتا ہے۔ برآمدات کی حوصلہ افزائی معیاری مصنوعات تیار کر کے، پیداوار اور پیداوار میں اضافے کے ذریعے برآمدات میں اضافہ اور بہتر مارکیٹنگ کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ انہیں درآمدی متبادل کی پالیسی کے ذریعے بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک وہ سامان پیدا کرتا ہے جو وہ درآمد کرتا ہے۔ شروع میں درآمدات کم ہوتی ہیں لیکن طویل عرصے میں ایسی ایشیا کی برآمدات شروع ہو جاتی ہیں۔ برآمدات میں اضافہ غیر ملکی تجارتی ضارب کے عمل کے ذریعے قومی آمدنی میں کئی گنا اضافے کا سبب بنتا ہے۔ غیر ملکی تجارت کا ضارب برآمدات میں تبدیلی کی وجہ سے ہونے والی آمدنی میں تبدیلی کا اظہار کرتا ہے۔ بالآخر، ادائیگیوں کے توازن میں خسارہ اس وقت دور ہو جاتا ہے جب برآمدات درآمدات سے زیادہ تیزی سے بڑھ جاتی ہیں۔

اخراجات میں کمی کی پالیسیاں (Expenditure-Reducing Policies)

دائیگیوں کے توازن میں خسارے کا مطلب آمدنی سے زیادہ اخراجات ہیں۔ اس کو درست کرنے کے لیے اخراجات اور آمدنی کو برابر لایا جائے۔ اس کے لیے اخراجات کو کم کرنے والی زر مالیاتی پالیسیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ ایک سخت زر مالیاتی پالیسی کا تعلق زر کی فراہمی کو



کم کرنے سے ہے جس کے لیے سود کی شرح میں اضافہ کیا جاتا ہے اور مالیاتی پالیسی کا تعلق حکومتی اخراجات میں کمی اور ٹیکسوں میں اضافے سے ہے۔ اس طرح اخراجات کو کم کرنے والی پالیسیاں زیادہ ٹیکسوں اور سود کی شرحوں کے ذریعے مجموعی طلب کو کم کرتی ہیں، اور اخراجات اور پیداوار میں کمی آتی ہے۔ اخراجات اور پیداوار میں کمی، ملکی قیمت کی سطح کو کم کرتی ہے اس طرح غیر ملکی کے بجائے ملکی اشیاء پر اخراجات منتقل ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً ملکی درآمدات کم ہو جاتی ہیں اور توازن ادائیگی کا خسارہ درست ہو جاتا ہے۔

اخراجات میں کمی کے لیے مالیاتی نقطہ نظر میں یا تو معیشت

میں عوامی اخراجات کو کم کرنا، یا براہ راست ٹیکسوں میں اضافہ، جیسے انکم ٹیکس، یا دونوں کا مجموعہ شامل ہو گا۔

اس طرح کی پالیسی کو ہم تصویر 19.2 کی مدد سے سمجھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اس تصویر میں دکھایا گیا ہے اخراجات میں کمی مجموعی طلب (AD) کو بائیں طرف AD_1 میں منتقل کرتا ہے۔ نئی توازن کی سطح کی قومی آمدنی کو Y_1 سے Y پر منتقل کر دیتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قومی آمدنی میں کمی آتی ہے جو درآمدات میں کمی کا سبب بنتی ہے اور معیشت کو ادائیگیوں کے توازن کی طرف لے جاتی ہے۔ تاہم اس طرح کے نتیجے مانیٹری پالیسی کو اپنا کر بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ حالانکہ دونوں مانیٹری اور مالیاتی پالیسیاں جو اخراجات کو کم کرنے پر مجبور کرتی ہیں ان کے معیشت پر ممکنہ منفی نتائج ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ اخراجات کو کم کرنے سے درآمدات میں کمی آئے گی، لیکن یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ اس کے نتیجے میں معیشت میں کئی مشکلات پیدا ہونے کا امکان ہے۔ قومی آمدنی میں کمی کساد بازاری ہے اور اس سے معیار زندگی میں گراؤ اور بے روزگاری میں اضافے کا امکان ہے۔ اس کے علاوہ، مانیٹری پالیسی کے تحت اگر شرح سود میں اضافہ ہوتا ہے تو کاروباری سرمایہ کاری پر بھی منفی اثر کا امکان ہے، جو پیداواری مسائل اور طویل مدت میں روزگار میں کمی کا سبب بن سکتا ہے۔ اس طرح ادائیگی کے توازن کو درست کرنے کے لیے بہتر فیصلے کی ضرورت ہوتی ہے جس میں عدم توازن کی وجوہات کی نشاندہی اہم ہو جاتی ہے۔

باکس 1: ہندوستان میں ادائیگی کے توازن میں عدم توازن

سال 1991 میں ہندوستان ایک ایسے معاشی بحران سے گذرا جس کی وجہ ادائیگیوں کے توازن کا خسارہ تھی۔ درآمدات میں اضافے کے ساتھ ہی ہندوستان کے معاشی مسائل مزید بڑھ گئے۔ اس کے علاوہ ملک بڑے پیمانے پر مالیاتی خسارے سے بھی دوچار ہو رہا تھا۔ ملک میں ان دونوں خساروں کے نتیجے میں معاشی بحران پیدا ہو گیا۔ حکومت کے پاس زرمبادلہ کے ذخائر بمشکل تین ہفتوں کی درآمدات کے لیے ہی رہ گیا تھا۔ اس سال ملک میں کم ذخائر کے نتیجے میں روپے کو شدید گراؤ / قدر میں کمی کا سامنا کرنا پڑا، جس سے خسارے کا مسئلہ بڑھ گیا۔

1991 کے ادائیگی کے توازن کے بحران کی وجوہات

حکومتی اخراجات آمدنی سے بڑھ گئے۔ اس کے نتیجے میں مالیاتی خسارہ بہت زیادہ تھا۔ 81 - 1980 میں مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 9 فیصد تھا جو بڑھ کر سال 1991 میں جی ڈی پی کا 12.7 فیصد تک پہنچ گیا۔ مذکورہ بالا وجہ سے حکومت کے اندرونی قرضوں میں اضافہ ہوا۔ اسی سال اندرونی قرض جی ڈی پی کا 53 فیصد ہو گیا۔ اس کے علاوہ، ملک میں برآمدات سے زیادہ درآمدات ہو گئیں۔ نتیجتاً گرنٹ اکاؤنٹ خسارہ بہت زیادہ تھا۔ گرنٹ اکاؤنٹ خسارہ خلیجی جنگ کے نتیجے میں خام تیل کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے بھی پیدا ہوا۔ سال 1991 کے شروع میں IMF (انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ) سے قرض لینے کے باوجود، ہندوستان کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر شدید طور پر ختم ہو گئے۔ ہندوستان کے پاس غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر \$1 بلین سے کم تھے، جو تین ہفتوں تک درآمدات کو پورا کرنے کے لیے بمشکل کافی تھے۔ ہندوستان کے پاس بین الاقوامی تجارت کرنے کے لیے کافی زرمبادلہ کے ذخائر کی کمی تھی اور وہ اپنے بین الاقوامی قرضوں کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر پانے کے قریب تھا۔ سرمایہ کاروں نے اپنے فنڈز نکال لیے۔ قلیل مدتی کریڈٹ خشک ہو گیا کیونکہ برآمد کنندگان کو خدشہ تھا کہ انہیں ادائیگی نہیں کی جائے گی۔ مہنگائی کی شرح میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

حکومت کی جانب سے بحران پر قابو پانے کے لیے اقدامات کیے گئے۔

- حکومت کا پہلا فیصلہ شرح مبادلہ سے متعلق ہے۔
- RBI نے انگلینڈ اور جاپان سے غیر ملکی کرنسی حاصل کرنے کے لیے تقریباً 47 ٹن سونا بینک آف انگلینڈ کو ضمانت کے طور پر بھیجا تھا۔
- اس کے علاوہ، حکومت نے غیر ملکی کرنسی کے حصول کے لیے 20 ٹن سونا سونٹس بینک کو فروخت کیا، اس شرط کے ساتھ کہ اسے چھ ماہ کے بعد دوبارہ خریداجائے۔
- مختصر مدت میں، زرمبادلہ پر دباؤ کو دور کرنے کے لیے مختلف مانیٹری اقدامات کے ذریعے درآمدات کو کم کیا گیا۔
- برآمدات کو مزید مسابقتی بنانے کے لیے روپے کی قدر میں 20 فیصد کمی کی گئی۔
- لائسنسنگ اور برآمدی قوانین پر کنٹرول ڈھیلا کر دیا گیا ہے۔
- پبلک سیکٹر میں اصلاحات کی گئیں۔

باکس 2: امریکہ میں تجارتی خسارے کو کم کرنے کے طریقے

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے تجارتی خسارے کو بہت اہم مانا اور اس کو کم کرنا ان کی تجارتی پالیسیوں کا مرکز رہا۔ ان کا خیال تھا کہ خسارے سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ اپنا بازار عالمی بازار میں نہیں پھیلا پارہا ہے۔ اس طرح امریکہ عالمی منڈیوں میں اپنی طاقت بھی کھو رہا ہے کیونکہ وہ بیرون ملک سے زیادہ ایشیا اور خدمات خرید رہا ہے جتنا کہ وہ غیر ملکی منڈیوں کو فروخت کر رہا ہے۔ ان کی نظر میں ایک اہم تشویش یہ ہے کہ طویل مدت کے دوران مسلسل خسارے قرض کو بڑھادیں گے جسے آخر کار ادا کرنا ہوگا۔ اگر امریکہ کی حالت پر غور کریں تو اس کی معیشت میں تجارتی خسارہ خراب تجارتی سودوں کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے شہری اپنی کمائی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور غیر ملکی کریڈٹ کے فرق کو پورا کرتے ہیں۔ 2016 میں، امریکہ میں گھریلو، فرموں اور حکومت نے \$18.6 ٹریلین کمائے لیکن سامان اور خدمات پر \$19.1 ٹریلین خرچ کیے، جس کے نتیجے میں \$500 بلین کا تفاوت پیدا ہوا۔ چونکہ خسارہ پیدا ہوا اور صرف کے بارے میں ہے، اس لیے وہ طریقے جو اسے کم کرنے میں سب سے زیادہ کارآمد ہوں گے وہ اس بات پر منحصر ہوں گے کہ امریکی شہری، کاروبار اور حکومتیں کتنی بچت کرتی ہیں۔ امریکہ کے نظریے سے تجارتی خسارے کو کم کرنے کے تین طریقے ہیں:

1. کم خرچ اور زیادہ بچت

اگر امریکی گھریلو کھپت یا حکومت اپنی کھپت کو کم کرتی ہے (کاروبار اپنے خرچ سے زیادہ بچاتے ہیں) تو درآمدات کم ہو جائیں گی جس کی ادائیگی کے لیے بیرون ملک سے کم قرض لینے کی ضرورت ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اخراجات پر ٹیکس خسارے کو کم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ اس سے کھپت کی حوصلہ شکنی، بچت میں اضافہ، اور حکومتی خسارے کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ اس کے برعکس، انتظامیہ کی طرف سے ٹیکس کٹوتی، خسارے کو بڑھادے گی کیونکہ حکومت اپنی آمدنی کے مقابلے میں زیادہ استعمال کرے گی۔

2. زرمبادلہ کی شرح کو کم کریں۔

تجارتی خسارے کے الٹ پھیر عام طور پر حقیقی شرح مبادلہ کی قدر میں کمی سے ہوتی ہے۔ ایک کمزور ڈالر درآمدات کو مہنگا اور برآمدات کو سستا بناتا ہے اور تجارتی توازن کو بہتر بناتا ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ ڈالر دنیا کی ریزرو کرنسی ہے، اور اسے سرمایہ کاروں کے لیے اب بھی سب سے محفوظ سمجھا جاتا ہے، یہ دوسری کرنسیوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ لیکن جب غیر ملکی حکومتیں اپنے سرپلس کو برقرار رکھنے کے لیے ڈالر کو فعال طور پر بڑھاتی ہیں، تو امریکہ ڈالر بیچ کر اور غیر ملکی کرنسی خرید کر مداخلت کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ انڈونیشیا، دیگر بڑی کرنسیوں جیسے یورو، یں کو متبادل ریزرو کرنسیوں کے طور پر اپنا کر برآمدات کی حوصلہ افزائی کر سکتی ہے۔ ایک کمزور ڈالر امریکی معیشت کے لیے اچھا ہوگا، لیکن غالب کرنسی کے طور پر اس کردار کو ترک کرنے سے عالمی منڈیوں میں امریکہ کی طاقت میں کمی آئے گی۔

3. سرمایہ کی آمد پر ٹیکس

امریکہ کے تجارتی خسارے کی ایک وجہ یہ ہے کہ بیرون ملک سے قرض لینا سستا اور آسان ہے۔ اگر یہ زیادہ مہنگا ہوتا تو امریکی شہری اور حکومت کم قرض لیتے۔ سرمایہ کی آمد پر ٹیکس جو آمد کے حجم کے ساتھ بڑھتا ہے، استعمال کے لیے ضرورت سے زیادہ قرضے کو کم کر سکتا ہے اور حکومتی عدم توازن کو ختم کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

نوٹ: بیٹرسن انسٹیٹیوٹ آف انٹرنیشنل ایکانامکس کے آرٹیکل پر مبنی

<https://www.piie.com/publications/policy-briefs/taming-us-trade-deficit-dollar-policy-balanced-growth>

بکس 3: بنگلہ دیش میں ادائیگی کے توازن کا رجحان

بنگلہ دیش کے برآمدی شعبے کو اکثر برآمدی محصولات میں غیر معمولی ترقی کی وجہ سے سراہا جاتا ہے، جس پر ریڈی میڈ گارمنٹس سیکٹر کا غلبہ ہے۔ درحقیقت، برآمدی آمدنی سال 2021 - 2022 میں 52 بلین امریکی ڈالر کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی تھی۔ تاہم سال 2023 - 2022 کی پہلی سہ ماہی میں، کیمیکل مصنوعات، زرعی مصنوعات اور منجمد اور زندہ مچھلیوں کی برآمدات میں بالترتیب 30 فیصد، 14 فیصد اور 7.2 فیصد کمی دیکھی گئی۔ جب کہ ملک مختلف ترقیاتی پہلوؤں کے لحاظ سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا تھا لیکن کوڈوبا اور روس - پوکرین جنگ سے پیدا ہونے والے خارجی جھٹکوں نے ملک کی مالیاتی کمزوریوں کو بڑھا دیا ہے۔ درآمدات اور برآمدات میں مماثلت اس کے کرنٹ اکاؤنٹ کے لیے اضافی مسائل پیدا کر رہی ہے۔ اور اسی لیے ادائیگیوں کا توازن خسارے میں چلا گیا ہے۔ ملک زیادہ تر درمیانی ایشیا جیسے بیٹرولیم مصنوعات، اور کیمیکل اور کپٹل سامان جیسے مشینری درآمد کرتا ہے۔ صرف 2021 کی آخری سہ ماہی اور 2022 کی پہلی سہ ماہی کے درمیان، درآمدی بل میں تقریباً 327.2 بلین امریکی ڈالر کا اضافہ ہوا ہے جو 1.6 فیصد کے اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ 2021 میں بنگلہ دیش کا تجارتی خسارہ 9.26 بلین ڈالر ہو گیا جو GDP کا 3.49 فیصد تھا۔

جنوبی کوریا، چین اور دوسرے جنوب مشرقی ایشیائی ممالک نے اپنے برآمدات کو مصنوعات کی طرف منتقل کرنے میں کامیاب رہے وہیں بنگلہ دیش میں گارمنٹس کے علاوہ دوسرے مصنوعات کی طرف رجحان کم ہے۔ بنگلہ دیش اب بھی کم قدر والی پیداوار کو تیار کر برآمد کرتا ہے۔ مالی سال 2022 میں بنگلہ دیش کا کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ 18.69 بلین ڈالر تک پہنچ گیا۔ اگرچہ بنگلہ دیش کے برآمدات عالمی منڈی میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ایک قابل مدتی جھٹکا لگا ہو، لیکن اس خسارے کی وجہ بنگلہ دیش کے تجارتی ساخت ہے جو اس ملک میں پیدا کیے جا رہے کپڑوں پر منحصر ہے۔

ادائیگی کے توازن میں کپیٹل اکاؤنٹ ایک اہم حصہ ہے۔ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (FDI) کپیٹل اکاؤنٹ کا ایک انتہائی اہم جز ہے جو بنگلہ دیش کے ادائیگی کے توازن میں خسارے کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ بنگلہ دیش میں، جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر براہ راست سرمایہ کاری کی خالص آمد 2013 میں 1.7 فیصد کی چوٹی کی شرح سے مسلسل گر کر 2020 میں 0.4 فیصد سے بھی کم ہو گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ کپیٹل اکاؤنٹ بیلنس میں 725 بلین امریکی ڈالر کی کمی واقع ہوئی ہے۔ بنگلہ دیش میں ایف ڈی آئی پالیسی نے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو بہت سی رعایتیں فراہم کی ہیں، اور ایف ڈی آئی کو راغب کرنے کے لیے مختلف برآمدات کو فروغ دینے والے زون اور معاشی زون بنائے گئے ہیں۔ پچھلے 4 سالوں میں، بنگلہ دیش نے کاروبار شروع کرنے، کریڈٹ کی دستیابی میں آسانی، اور بجلی کی رسائی کے شعبوں میں ایف ڈی آئی کو بڑھانے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔ بہت سے بنیادی ڈھانچے کے منصوبے شروع کیے گئے ہیں لیکن کچھ بھی حقیقت میں ایف ڈی آئی کی آمد کو عملی جامہ نہیں پہناسکا، جب کہ ریڈی میڈ گارمنٹس یا دیگر شعبوں میں کوئی میگا ملٹی نیشنل کارپوریشنز نہیں دیکھی گئیں۔ 2019 میں، بنگلہ دیش کو خالص ایف ڈی آئی کی آمد موصول ہوئی جو کہ جی ڈی پی کا 0.53 فیصد کے حساب سے 1.6 بلین امریکی ڈالر تھی، جو ایشیا میں سب سے کم تھی۔ اس سے نمٹنے کے لیے، حکومت نے کچھ اقدامات کیے ہیں۔ لیکن بنگلہ دیش کو اپنے ادائیگی کے توازن میں خسارے کو کم

کرنے کے لیے برآمدات میں نئے مصنوعات کی تلاش کرنی ہوگی اور براہ راست سرمایہ کاری کو بڑھانا ہوگا۔
نوٹ: آبزورر سرچ فاؤنڈیشن کے آرٹیکل پر مبنی

<https://www.orfonline.org/expert-speak/analysing-bangladeshs-balance-of-payments-situation/>

19.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد، طلباء ادائیگی کے توازن کے عدم توازن سے متعلق مسائل کو سمجھنے اور ان کا تجزیہ کرنے کے قابل ہیں۔ یہ اکائی اس طرح کے عدم توازن کو درست کرنے کے اقدامات کا خاکہ پیش کرتا ہے۔ اس اکائی کو مکمل کرنے کے بعد، قارئین ادائیگیوں کے توازن سے متعلق بحران اور خسارے سے نمٹنے کے اقدامات سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ اکائی مختلف ممالک کی طرف سے مختلف قسم کے عدم توازن سے نمٹنے کے لیے عمل میں لائی جانے والی پالیسیوں کا خاکہ بھی پیش کرتی ہے۔ مختصراً، طلباء ادائیگی کے توازن کے عدم توازن کی قسم اور نوعیت کے مطابق مناسب اقدامات کی نشاندہی کرنے کے قابل ہیں۔

19.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

قیمت اثر: *Price Effect* - زر مبادلہ کی شرح کو زر کی قدر یا قیمت کہتے ہیں۔ زر کی قدر میں کسی طرح کی تبدیلی کے باعث ادائیگی کے توازن میں ہونے والے بدلاؤ کو قیمت کا اثر کہتے ہیں۔

قدر میں کمی: *Depreciation* - کسی ملک کے کرنسی کی قیمت کسی غیر ملکی کرنسی کے مقابلے کم ہوتی ہے تو اس ملک کے کرنسی کی قدر میں کمی تسلیم کی جاتی ہے۔

زر مبادلہ کنٹرول: *Exchange Rate Control* - ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے کے لیے زر مبادلہ کی شرح میں منظم تبدیلی کو زر مبادلہ کنٹرول کہتے ہیں۔

درآمدی متبادل کی پالیسی: *Expenditure Switching Policy* - سرکاری ایسی پالیسیاں جس سے درآمدات میں کمی آئے اور ملکی انڈسٹری کی حوصلہ افزائی ہو۔

19.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

19.5.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. ہندوستانی معشت میں کس سال بڑے پیمانے پر ادائیگی کے توازن میں خسارے کا سامنا کرنا پڑا؟

- | | | | |
|------|-----|------|-----|
| 1991 | (b) | 1990 | (a) |
| 2000 | (d) | 1992 | (c) |

2. ان میں سے کون مانیٹری قدم ہے؟
- (a) اخراجات میں کمی
(b) ٹیکس میں کمی
(c) بینک کی شرح میں اضافہ
(d) ان میں سے کوئی نہیں
3. ان میں کون سا غیر مانیٹری قدم ہے؟
- (a) اخراجات میں کمی
(b) ٹیکس میں کمی
(c) دونوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں
4. براہ راست کنٹرول ان میں سے کیسا قدم ہے؟
- (a) مانیٹری
(b) غیر مانیٹری
(c) دونوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں
5. کرنسی کی قدر میں کمی درآمدات کی مقامی قیمت کو؟
- (a) بڑھاتی ہے
(b) گھٹاتی ہے
(c) کوئی تبدیلی نہیں
(d) ان میں سے کوئی نہیں
6. زرمبادلہ کی شرح میں فرسودگی
- (a) ایک مانیٹری قدم ہے۔
(b) ایک غیر مانیٹری قدم ہے۔
(c) دونوں ہے۔
(d) ان میں سے کوئی نہیں۔
7. برآمدات کو بڑھانے والی پالیسیاں ہیں:
- (a) کچے مال کے درآمدات پر ٹیکس کو گھٹانا۔
(b) برآمدات میں ملوث فرم کو سبسڈی دینا۔
(c) دونوں۔
(d) ان میں سے کوئی نہیں۔
8. ریزرو بینک آف انڈیا نے انگلینڈ اور جاپان سے غیر ملکی کرنسی حاصل کرنے کے لیے کتنا سونا ضمانت کے طور پر رکھا؟
- (a) 50 ٹن
(b) 10 ٹن
(c) 20 ٹن
(d) 47 ٹن
9. ہندوستان میں سال 1991 میں مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا کتنا فیصد حصہ تھا؟
- (a) 9 فیصد
(b) 5 فیصد
(c) 6 فیصد
(d) 7.12 فیصد

(صحیح/غلط)

10. ادائیگی کے عدم توازن میں طویل عرصے کا خسارہ معشت میں معاشی بحران کا باعث ہوتا ہے۔

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(صحیح)	(d)	(d)	(c)	(a)	(a)	(b)	(c)	(c)	(b)	

19.5.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے والی زرعی پالیسی پر تبصرہ کریں۔
2. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
3. ہندوستان میں 1991 کے دوران ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کے مسئلے پر تبصرہ پیش کریں۔
4. اخراجات میں تبدیلی یا اخراجات منتقلی پالیسی کیا ہے؟
5. اخراجات میں کمی کی پالیسی پر مختصر تبصرہ کریں۔

19.5.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کی وجوہات پر روشنی ڈالیں۔
2. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے والی زرعی اور مالیاتی پالیسی پر تبصرہ کریں۔
3. کسی بھی ملک کے لیے ادائیگی کے توازن میں خسارہ کس طرح ایک پریشان کن معاشی مسئلہ ہے؟ روشنی ڈالیں۔

19.6 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Abel, A. B., Blanchard, O. J., Bernanke, B., & Croushore, D. (2019) *Macroeconomics* (10th ed.). Pearson.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Salvatore, Dominick. (2012). *Introduction to International Economics*. Wiley.

اکائی 20: شرح مبادلہ اور شرح مبادلہ کا تعین

(Exchange Rate and Exchange Rate Determination)

اکائی کے اجزاء:	
تمہید (Introduction)	20.0
مقاصد (Objectives)	20.1
شرح مبادلہ کے معنی (Meaning of Exchange Rate)	20.2
حاضر اور غائب شرح مبادلہ (Forward and Spot Exchange Rates)	20.2.1
پیگڈ، کرا الینگ پیگڈ اور بینڈ شرح مبادلہ	20.2.2
(Pegged Crawling Pegged and Currency Bands Exchange Rate)	
زری شرح مبادلہ اور حقیقی شرح مبادلہ	20.2.3
(Nominal Exchange Rate and Real Exchange Rate)	
شرح مبادلہ کا تعین (Determination of Exchange Rate)	20.3
مقررہ شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کا تعین	20.3.1
(Exchange Rate Determination in Fixed Exchange Regime)	
لچکدار شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کا تعین	20.3.2
(Exchange Rate Determination in Flexible Exchange Rate Regimes)	
زیر رواں نظام میں زر مبادلہ کی شرح کا تعین	20.3.3
(Exchange Rate Determination Under Managed Floating Exchange Rate)	
زر مبادلہ کو متاثر کرنے والے عناصر (Factors Affecting Exchange Rate)	20.4
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	20.5
کلیدی الفاظ (Keywords)	20.6
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	20.7
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	20.7.1

20.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

20.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

20.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

20.0 تمہید (Introduction)

ایک امریکی ڈالر / یورو (USD/EUR) کا شرح مبادلہ ایک یورو سے خریدے جانے والے امریکی ڈالر کی تعداد، یا فی یورو امریکی ڈالر کی تعداد بتاتی ہے۔ اس طرح، شرح مبادلہ میں ایک عدد اور ایک نسب نما (Denominator) ہوتا ہے، اور شرح مبادلہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ نسب نما کرنسی کی ایک اکائی کے لیے کتنی عدد کرنسی کا تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ کرنسی کی قیمتیں کسی دوسری کرنسی کی نسبت بیان کی جاتی ہیں، ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ کرنسیوں کی قیمت اور قدر میں خاص طور پر دوسری کرنسیوں کی نسبت کمی ہوتی ہے تب کرنسی کی قیمت میں فرسودگی کا اندازہ براہ راست شرح مبادلہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

مثال کے طور پر، اگر USD/EUR کی شرح تبادلہ 1.25 سے 1.5 تک جاتی ہے، تو یورو پہلے سے زیادہ امریکی ڈالر خریدے گا۔ لہذا، یورو کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں قدر بڑھے گی۔ عام طور پر، اگر شرح مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے، تو شرح مبادلہ کے نسب نما (نیچے) میں کرنسی عدد (اوپر) میں موجود کرنسی کے مقابلہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح، اگر شرح مبادلہ میں کمی واقع ہوتی ہے تو، شرح مبادلہ کے نسب نما میں کرنسی کی قدر میں عدد میں موجود کرنسی کی نسبت کمی واقع ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر USD/EUR کی شرح تبادلہ 2 سے 1.5 تک جائے، تو ایک یورو 2 امریکی ڈالر کے بجائے 1.5 امریکی ڈالر خریدتا ہے۔ اس لیے یورو امریکی ڈالر کے مقابلے میں گرتا ہے، کیونکہ ایک یورو اتنے امریکی ڈالروں کی خرید نہیں کر سکتا جتنے پہلے ممکن تھا۔

20.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- شرح مبادلہ کی تعریف اور اس کی مختلف شکلوں کا مطالعہ کرنا۔
- مختلف نظاموں میں زر مبادلہ کی شرح کے تعین کی وضاحت کرنا۔
- شرح مبادلہ کا تعین کیسے کیا جاتا ہے، اور بین الاقوامی تجارت میں شرح مبادلہ کا کردار کا مطالعہ کرنا۔
- شرح مبادلہ کے تعین میں بدلاؤ کی وضاحت کرنا۔
- شرح مبادلہ کے تعین کو متاثر کرنے والے عناصر کا مطالعہ کرنا۔

20.2 شرح مبادلہ کے معنی (Meaning of Exchange Rate)

زر مبادلہ کی شرح یا شرح مبادلہ وہ شرح ہے جس پر ایک کرنسی کو دوسری کرنسی سے بدلا جاتا ہے۔ یہ دوسری کرنسی کے لحاظ سے ایک کرنسی کی قدر ہے۔ ملکی کرنسی کے لحاظ سے غیر ملکی کرنسی کی ایک اکائی کی قدر کے طور پر شرح مبادلہ کی وضاحت کرنے کا رواج ہے۔
(Exchange rate is the price of one unit foreign currency expressed in terms of home country)
currency)۔ ڈالر اور پاؤنڈ کے درمیان شرح مبادلہ سے مراد ایک پاؤنڈ خریدنے کے لیے درکار ڈالر کی تعداد ہے۔ اس طرح امریکی نقطہ نظر سے ڈالر اور پاؤنڈ کے درمیان شرح مبادلہ کو اگر $1 = \$2.50$ کے طور پر ظاہر کیا جاسکتا ہے تب برطانوی اسی ایک ڈالر حاصل کرنے کے لیے درکار پاؤنڈ کی تعداد کے طور پر ظاہر کریں گے، اور مندرجہ بالا شرح مبادلہ کو $1 = \$0.40$ کے طور پر دکھایا جائے گا۔

کی شرح تبادلہ عالمی زر مبادلہ کی منڈی میں آر بیٹریج (Arbitrage) کے ذریعے برقرار رکھی جائے گی۔ آر بیٹریج سے مراد ایسے بازار میں غیر ملکی کرنسی کی خرید ہے جہاں اس کی قیمت کم ہو اور اسے کسی دوسری منڈی میں بیچنا جہاں اس کی قیمت زیادہ ہو۔ اس طرح کے اقدامات غیر ملکی شرح مبادلہ میں فرق کو دور کرتے ہیں تاکہ عالمی زر مبادلہ کی منڈی میں ایک ہی شرح مبادلہ قائم۔ اگر لندن ایکسچینج مارکیٹ میں ایکسچینج ریٹ 2.48 اور نیویارک ایکسچینج مارکیٹ میں 2.50 ہے، تو غیر ملکی زر مبادلہ میں تخمینہ گر، جنہیں آر بیٹریجر (Arbitrageur) کہا جاتا ہے، لندن میں پاؤنڈ خریدیں گے اور نیویارک میں بیچیں گے، اس طرح ہر پاؤنڈ پر 2 سینٹ کا منافع ہو گا۔ نتیجے کے طور پر، ڈالر کے لحاظ سے پاؤنڈ کی قیمت لندن کی مارکیٹ میں بڑھے گی اور نیویارک کی مارکیٹ میں گرے گی۔ بالآخر، ان دونوں بازاروں میں زر مبادلہ کی شرح برابر ہو جائے گی اور آر بیٹریج ختم ہو جائے گا۔

اگر ڈالر اور پاؤنڈ کے درمیان شرح مبادلہ وقت کے ساتھ ساتھ $1 = \$2.60$ تک بڑھ جائے، تو کہا جاتا ہے کہ ڈالر کی قدر میں کمی ہوگی، کیونکہ اب ایک پاؤنڈ خریدنے کے لیے مزید ڈالر کی ضرورت ہے۔ جب ڈالر اور پاؤنڈ کے درمیان تبادلے کی شرح $1 = \$2.40$ پر آجاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ڈالر کی قدر بڑھ جاتی ہے کیونکہ اب ایک پاؤنڈ خریدنے کے لیے کم ڈالر کی ضرورت ہے۔ اگر پہلی کرنسی کی قدر دوسری کرنسی کی قدر میں کمی کرتی ہے۔ اس طرح پاؤنڈ کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی وہی چیز ہے جو ڈالر کے مقابلے پاؤنڈ کی قدر میں کمی ہے۔

دو کرنسیوں کے درمیان شرح مبادلہ کا تعین عام طور پر ہر ملک میں معاشی سرگرمی، مارکیٹ کی شرح سود، مجموعی ملکی پیداوار، اور بے روزگاری کی شرح سے ہوتا ہے۔ اس طرح کے عمل درآمد ہونے والے بازار کو عام طور پر شرح مبادلہ کا بازار کہتے ہیں۔ شرح مبادلہ عالمی مالیاتی بازار میں طے کیے جاتے ہیں، جہاں بینک اور دیگر مالیاتی ادارے ان عوامل کی بنیاد پر چوبیس گھنٹے کرنسیوں کی تجارت کرتے ہیں۔ شرحوں میں تبدیلیاں فی گھنٹہ یا روزانہ چھوٹی تبدیلیوں کے ساتھ یا بڑی اضافی تبدیلیوں میں ہو سکتی ہیں۔

شرح مبادلہ کو ظاہر کرنے کے لیے عام طور پر قومی کرنسی کے مخفف کا استعمال کرتے ہوئے حوالہ دیا جاتا ہے جس کی وہ نمائندگی کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، مخفف USD امریکی ڈالر کی نمائندگی کرتا ہے، جبکہ EUR یورو کی نمائندگی کرتا ہے۔ ڈالر اور یورو کے لیے

کرنسی کے جوڑے کا حوالہ دینے کے لیے، یہ EUR/USD ہو گا۔ جاپانی ین کی صورت میں، یہ USD/JPY ۔ اگر شرح مبادلہ جاپان اور امریکہ کا $USD/JPY = 100$ ہے تب اس کا مطلب ہے کہ 1 ڈالر 100 ین کے برابر ہے۔ اہم معاشی فیصلوں میں سے ایک جو کوئی ملک لیتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ دوسری کرنسیوں کے مقابلے میں اپنی کرنسی کی قدر کیسے بڑھائے۔ زر مبادلہ کی شرح کا نظام یہ ہے کہ کس طرح کوئی ملک غیر ملکی کرنسی بازار میں اپنی کرنسی کا انتظام کرتا ہے۔ شرح مبادلہ کا نظام ملک کی مانیٹری پالیسی سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔

20.2.1 حاضر اور غائب شرح مبادلہ (Forward and Spot Exchange Rates)

”فارورڈ ریٹ یا غائب شرح“ اور ”اسپاٹ ریٹ یا حاضر شرح“ کی اصطلاحات کے صحیح معنی مختلف بازاروں میں کچھ مختلف ہیں۔ عام طور پر، اسپاٹ ریٹ سے مراد موجودہ قیمت ہے، جبکہ فارورڈ ریٹ سے مراد مستقبل میں قیمت سے ہے۔ کرنسی کے بازار میں اسپاٹ شرح مبادلہ موجودہ قیمت ہے جس پر کوئی شخص ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے بدلے فروخت کر سکتا ہے۔ عام طور پر، اسپاٹ زر مبادلہ کے بازار کے ذریعے متعین ہوتے ہیں۔ کچھ ممالک کرنسی پیگ جیسے آلات کے ذریعے اسپاٹ شرح مبادلہ کے تعین پر اثر ڈالتے ہیں۔ فارورڈ شرح مبادلہ (جسے فارورڈ ریٹ یا فارورڈ قیمت بھی کہا جاتا ہے) وہ شرح مبادلہ ہے جس پر کوئی بینک مستقبل کی تاریخ میں ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے بدلے پر رضامند کرتا ہے جب وہ کسی سرمایہ کار کے ساتھ فارورڈ معاہدہ کرتا ہے۔

20.2.2 پیگڈ، کرائینگ پیگڈ اور بینڈ شرح مبادلہ

(Pegged Crawling Pegged and Currency Bands Exchange Rate)

عالمی بازار میں کئی طرح کے نظام ہیں۔ ان نظاموں کا تفصیلی جائزہ ہم بعد میں کریں گے۔ پیگڈ شرح مبادلہ مقررہ نظام کا حصہ ہے۔ عالمی مالیاتی فنڈ کے مطابق دو طرح کے پیگڈ نظام ہیں۔ پہلا ہارڈ پیگڈ (Hard Pegged) اور دوسرا سافٹ پیگڈ (Soft Pegged)۔ پیگڈ نظام میں کوئی ملک اپنی کرنسی کو کسی اور ملک کی کرنسی کے ساتھ مقررہ شرح پر رکھتا ہے جیسے ڈالر کے ساتھ کوئی اور کرنسی پیگڈ ہونے پر ڈالر کے ساتھ مقرر ہو جاتی ہے۔ ایسے میں ڈالر میں کسی دوسرے کرنسی کے ساتھ اگر کوئی تبدیلی ہوتی ہے تب اسی انداز میں پیگڈ کرنسیوں میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کرنسی اپنی پیگڈ (Pegged) قدر کو برقرار رکھے، ملک کا مرکزی بینک غیر ملکی کرنسیوں اور سونے کے ذخائر کو برقرار رکھتا ہے۔ وہ ان ذخائر کو فروخت کر سکتا ہے تاکہ غیر ملکی زر مبادلہ کی منڈی میں مداخلت کر کے اضافی طلب کو پورا کر سکے یا ملک کی کرنسی کی اضافی سپلائی حاصل کر سکے۔

ان انتہاؤں کے درمیان وہ ممالک ہیں جن کے پاس شرح مبادلہ کے ہدف کے لیے مختلف درجات ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ ممالک کرائینگ پیگڈ نظام (Crawling Pegged) کے تحت کام کرتے ہیں۔ کرائینگ پیگڈ زر مبادلہ کی مختلف شرحوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں یہ اجازت ہوتی ہے کہ زر کی شرح مبادلہ ان مختلف مجموعوں میں سے کسی پر بھی قائم رہ سکتا ہے۔ یہ کرنسی کو حد کے اندر رکھنے کے لیے کرنسی کی خرید و فروخت کا ایک مربوط طریقہ ہے۔ عام طور پر قدر میں کمی کے خطرات کے دوران کرائینگ پیگڈ نظام کرنسی کی حرکت کو کنٹرول کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

کرنسی بینڈ (Currency Band) ایک قومی کرنسی کے لیے اوپری اور نچلے قابل قبول زر کی شرح مبادلہ کی ایک حد ہوتی ہے جس کے درمیان اتار چڑھاؤ آتا ہے۔ ایک کرنسی بینڈ کرنسی کو ان دو متعین قیمتوں کے درمیان اتار چڑھاؤ کی اجازت دیتا ہے جس کا تعین حکومت کرتی ہے۔ حالانکہ ان حدود تک پہنچنے پر کرنسی کی قیمت ایک مقررہ شرح پر بدل جائے گی۔

20.2.3 زری شرح مبادلہ اور حقیقی شرح مبادلہ (Nominal Exchange Rate and Real Exchange Rate)
ملکی سامان خریدنا ہے یا غیر ملکی سامان اس فیصلے کا مرکزی مقام غیر ملکی سامان کے مقابلے میں ملکی سامان کی قیمت ہے۔ ہم اس متعلقہ قیمت کو حقیقی زر مبادلہ کی شرح کہتے ہیں۔

زری شرح مبادلہ

دو کرنسیوں کے درمیان زری شرح مبادلہ درج ذیل دو طریقوں میں سے کسی ایک میں درج کی جاسکتی ہے:

- یہ غیر ملکی کرنسی کے لحاظ سے ملکی کرنسی کی قیمت ہے۔ اگر، مثال کے طور پر، ہم امریکہ اور یورو کے علاقے کو دیکھیں اور ڈالر کو ملکی کرنسی اور یورو کو غیر ملکی کرنسی کے طور پر سوچیں، تب ہم یورو کو ڈالر کے مقابلے میں پیش کر سکتے ہیں۔ زری شرح مبادلہ یورو کے لحاظ سے ایک ڈالر کی قیمت کے طور پر ہوگی۔ مثال کے طور پر، 0.86 کی شرح تبادلہ کا مطلب ہے کہ 1 ڈالر کی قیمت 0.86 یورو ہے۔

- ملکی کرنسی کے لحاظ سے غیر ملکی کرنسی کی قیمت کے طور پر۔ اسی مثال کو جاری رکھتے ہوئے، ہم زری شرح مبادلہ کو ڈالر کے لحاظ سے یورو کی قیمت کے طور پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اس طرح بیان کردہ شرح مبادلہ 1.15 ہے جس کا مطلب ہے کہ 1 یورو کی قیمت 1.15 امریکی ڈالر ہے۔

ان دونوں بیانات کے مطابق زری شرح مبادلہ کو دکھاتا ہے۔ وہیں حقیقی شرح مبادلہ بیرون ملک قیمت کی سطح اور ملکی قیمت کی سطح

کا تناسب ہے۔

حقیقی شرح مبادلہ

ہم ڈالر اور یورو کے درمیان حقیقی زر مبادلہ کی شرح کیسے بنا سکتے ہیں؟ امریکہ اور یورو کے علاقے میں بہت ساری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اور ہم ایک حقیقی شرح مبادلہ بنانا چاہتے ہیں جو یوروپ میں پیدا ہونے والے تمام سامان کے لحاظ سے امریکہ میں پیدا ہونے والے تمام سامان کی متعلقہ قیمت کو ظاہر کرے۔ ہمیں یوروپ میں پیدا ہونے والی تمام اشیاء کے لیے قیمت کا اشاریہ یا امریکہ میں تیار کردہ تمام سامان اور قیمت کا اشاریہ استعمال کرنا چاہیے۔

اگر P کو US کے لیے $GDP Deflator$ کہیں، P^* کو یوروپ کے لیے $GDP Deflator$ کہیں اور یوروپ کی زری شرح مبادلہ

E ہے تب ہم مندرجہ ذیل مساوات (20.1) سے زری شرح مبادلہ کو حقیقی شرح میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

$$R = \frac{EP}{P^*} \quad (20.1)$$

جہاں

$R =$ یورپ کے لیے حقیقی زر مبادلہ ہے۔

$P^* =$ یورپ میں اشیا کی قیمت ہے۔

$P =$ امریکہ میں اشیا کی قیمت ہے۔

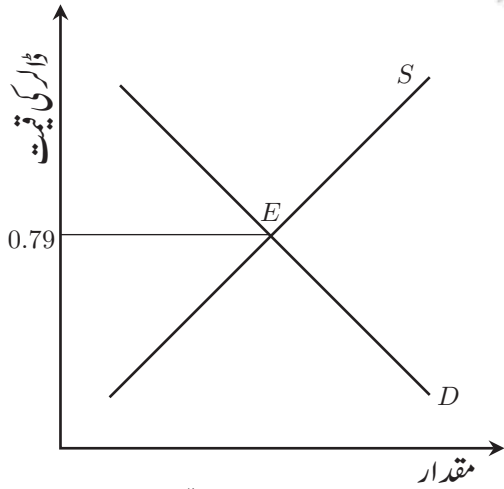
20.3 شرح مبادلہ کا تعین (Determination of Exchange Rate)

شرح مبادلہ کے تعین کے کئی نظریات ہیں۔ ہم یہاں شرح مبادلہ کے تعین کے لیے طلب اور رسد کے طریقہ کار پر بات کریں گے۔ شرح مبادلہ کے تعین کے طلب اور رسد ماڈل (*Demand and Supply Model*) کا مطلب یہ ہے کہ جب طلب اور رسد کے حالات کو متاثر کرنے والے عوامل تبدیل ہوتے ہیں تو شرح مبادلہ کے توازن میں تبدیلی آتی ہے۔ یہ ماڈل آپ کو اگلی مدت کی شرح تبادلا کی پیش گوئی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ جب آپ اس فریم ورک کو سمجھتے ہیں، تو آپ شرح مبادلہ میں تبدیلی کی سمت کا اندازہ لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، کوئی کرنسی کسی دوسری کرنسی کے مقابلے میں گرے گی یا بڑھے گی اس کا اندازہ کرنسی کی رسد اور طلب کو متاثر کرنے والے عناصر سے لگائے جاتے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں جو ڈالر لیا کوئی اور کرنسی خریدنا یا بیچنا چاہتے ہیں؟ وہ بین الاقوامی بینک، ملٹی نیشنل کمپنیاں، تخمینہ گراں افراد، وغیرہ ہیں۔ جب بھی وہ ڈالر خریدنا چاہیں گے، وہ خط طلب کو تبدیل کریں گے۔ جب بھی وہ ڈالر بیچنا چاہیں گے، وہ خط رسد کو متاثر کریں گے۔

1. زر مبادلہ کی طلب

کسی بھی ملک میں زر مبادلہ کی طلب اس ملک کے باشندے اس لیے کرتے ہیں کہ وہ دوسرے ملکوں سے اشیا اور خدمات یا دوسرے ملک میں مالیاتی اثاثوں کو خریدنا چاہتے ہیں۔

2. زر مبادلہ کی رسد



بیرون ملک کی کرنسی کی رسد برآمدات کے ذریعے ہوتی ہے۔ ویسے تو ہر ملک اپنی کرنسی کی رسد خود کرتا ہے۔ جیسے ڈالر کو امریکہ کے ذریعے ہی رسد کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں جس میں اشیا اور خدمات کے برآمدات اور کسی دوسرے ملک سے سرمایہ کا منتقل ہونا شامل ہیں۔

اگر آپ ڈالر بازار کا گراف بنانا چاہتے ہیں تو X محور پر موجود مقدار مارکیٹ میں ڈالر کی مقدار ہونی چاہیے اور Y محور پر اشارہ کردہ قیمت ہو۔ جو کسی دوسری کرنسی میں ڈالر کی قیمت ہونی چاہیے (اس مثال میں، یورو)۔ دوسرے

الفاظ میں، شرح مبادلہ کو یورو-ڈالر کی شرح مبادلہ کے طور پر بیان کیا جانا چاہیے۔ شرح مبادلہ کے تعین کو تصویر 20.1 میں دیکھا جاسکتا ہے۔ نتیجتاً، طلب اور رسد کے خطوط ڈالر کی طلب اور رسد کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تصویر 0.79 یوروفی ڈالر کے طور پر ابتدائی شرح مبادلہ کے توازن کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ عوامل جو طلب اور رسد کو متاثر کرتے ہیں ان کا تعلق شرح مبادلہ میں نمائندگی کرنے والے دو ممالک کے معاشیات کی بنیادی اصولوں سے ہے۔

زر مبادلہ کی شرح کے تعین کرنے کا الگ الگ طریقہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ الگ الگ نظام کی بنا پر الگ الگ طریقے سے طے کیے جاتے ہیں۔ تین طرح کے نظام زر مبادلہ کی شرح کے تعین کے لیے عام ہیں:

1. مقررہ شرح مبادلہ (Fixed Exchange Rate)

2. لچکدار شرح مبادلہ (Flexible Exchange Rate)

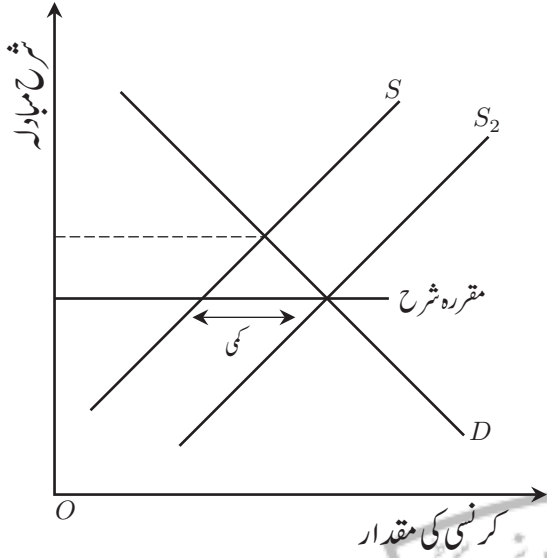
3. زیر انتظام رواں شرح مبادلہ (Managed Floating Exchange Rate)

20.3.1 مقررہ شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کا تعین

(Exchange Rate Determination in Fixed Exchange Regime)

مقررہ شرح مبادلہ کے نظام میں حکومت زر مبادلہ کی شرح کو متعین کرتی ہے۔ مرکزی بینک زر مبادلہ کی بازار سازی کا کام کرتا ہے اور طلب اور رسد کے درمیان کسی بھی عدم توازن کو پر کرنے کے لیے قدم اٹھاتا ہے۔ اس طرح کے نظام کے دو بڑے فائدے ہیں۔ پہلا یہ کہ مقررہ شرح مبادلہ غیر یقینی صورت حال کو کم کرتی ہے، اور اس سے بین الاقوامی تجارتی لین دین کی لاگت کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرا یہ کہ مقررہ شرح مبادلہ مالی نظم و ضبط آسان بنانے کا کام کرتی ہے۔ انہیں افراط زر پیدا کرنے والی پالیسیوں پر عمل کرنے سے روکتی ہے۔ اس دلیل کے ساتھ ایسے نظام پر اس وقت زور دیا گیا جب برازیل اور ارجنٹائن نے 1990 کی دہائی میں مقررہ شرح مبادلہ پر مبنی انتظامات کو اپنایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت زیادہ زر کی فراہمی تو وسیع افراط زر پیدا کرتی ہے جس کے نتیجے میں شرح مبادلہ میں تبدیلی کا ڈر رہتا ہے۔ اس طرح کی تبدیلیاں زر مبادلہ کی شرح کے تحفظ کے لیے مرکزی بینک کو مداخلت کرنے اور کرنسی خریدنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اس طرح زر کی فراہمی میں کمی آتی ہے۔ اس انداز میں مقررہ شرح مبادلہ ایک خود کار طریقہ کار قائم کرتے ہیں جو مرکزی بینکوں کو کرنسی کی سپلائی میں ضرورت سے زیادہ توسیع سے روکتا ہے۔

اس طریقہ کار کو نومینل اینکر (Nominal Anchors) کہا جاتا ہے، جس میں شرح مبادلہ قیمت کی سطح کے اعتبار سے مقرر کیا جاتا ہے۔ ان ممالک میں جہاں بہت زیادہ افراط زر کی تاریخ ہے اور جہاں مرکزی بینکوں نے مانیٹری بازاروں کی ساکھ کھودی ہے ان کے لیے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ مقررہ شرح مبادلہ کو Nominal Anchors کی شکل میں استعمال کر کے ساکھ کو واپس حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ زر پالیسی کو حقیقی شرح سود اور حقیقی معاشی سرگرمیوں کے توازن کی سطح پر منظم طریقے سے اثر انداز ہونے کے لیے اس طرح کی پالیسی کو اپنایا جاسکتا ہے۔

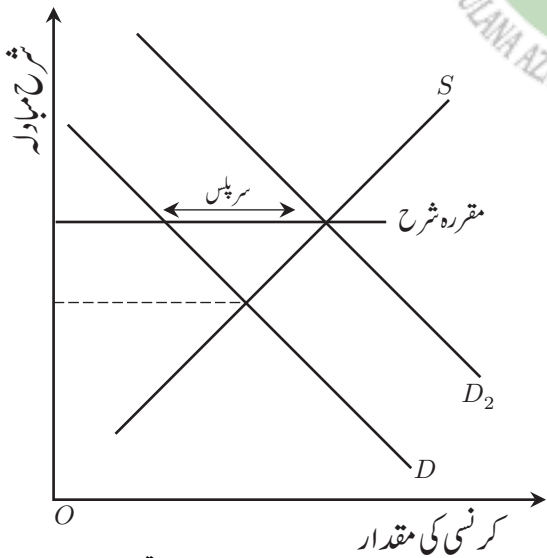


تصویر 20.2: مقررہ شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کا تعین

تصویر 20.2 میں مقررہ شرح مبادلہ کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ کسی وجہ سے زر مبادلہ کی رسد S خط میں تبدیل ہو جاتی ہے تب مقررہ شرح پر قومی کرنسی کی قلت پیدا ہوتی ہے۔ یہ عام طور پر شرح مبادلہ کے توازن کو اوپر کی طرف جانے پر مجبور کرے گا، لیکن شرح مبادلہ مقرر ہے اور اس لیے اسے منتقل کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ایسی صورت میں شرح مبادلہ کو مقررہ شرح پر رکھنے کے لیے حکومت کو مداخلت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ انہیں اپنے زر مبادلہ کے ذخائر سے اپنی کرنسی بیچنے اور اس کے بجائے بیرون ملک کرنسی خریدنے کی ضرورت ہوگی۔ اس سے خط رسد S_2 پر منتقل ہو جائے گا اور اس کے نتیجے میں، ان کی غیر ملکی کرنسی کا ذخیرہ بڑھ جائے گا۔

تصویر 20.3 میں، اس کی برعکس حالت کو دکھایا گیا ہے۔ کسی وجہ سے زر مبادلہ کی طلب میں تبدیلی آتی ہے اور توازن کی شرح مقررہ شرح سے کم ہو جاتی ہے جس کا خط طلب D سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں قومی کرنسی کی رسد طلب سے فاضل ہو جائے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ قومی کرنسی کا سرپلس ہے۔ حکومت کو اس سرپلس کو خریدنے کی ضرورت ہوگی اگر وہ کرنسی کی قدر کو گرنے سے روکنا چاہے گی۔ دوسرے لفظوں میں اسے مقررہ شرح پر رکھنا چاہے گی۔ جب وہ اپنی کرنسی خریدیں گے تو وہ اپنے غیر ملکی کرنسی کے ذخائر سے فروخت کر رہے ہوں گے اور اس طرح یہ گرجائیں گے، لیکن ملکی کرنسی کی طلب بڑھے گی جسے ہم خط طلب میں اضافہ D_2 سے دیکھ سکتے ہیں۔

مقررہ شرح مبادلہ کے کئی فائدے اور نقصانات بھی ہیں۔ سب سے پہلے، مقررہ شرح مبادلہ کا پابند ہو کر ملک غیر ملکی معاشی



تصویر 20.3: مقررہ شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کا تعین

بحران کو جذب کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ دوسرا، مقررہ شرح مبادلہ معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے ملکی مانیٹری پالیسی کو استعمال کرنے کی صلاحیت کو محدود کرتا ہے، لیکن جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، یہ نقصان ان صورتوں میں فائدہ مند ہو سکتا ہے جہاں ماضی کی افراط زر کی وجہ سے مانیٹری اداروں میں اعتبار کا مسئلہ ہو۔ مقررہ شرح مبادلہ کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ قیمتوں کی غیر یقینی صورت حال کو کم کرتے ہیں، جو بین الاقوامی تجارت کے لیے اچھا ہے۔ تاہم، مقررہ شرح مبادلہ کے نظام میں بین الاقوامی سرمائے کی نقل و حرکت کا تعارف ڈرامائی طور پر اس نتیجے کو تبدیل کرتا ہے۔

ایک مقررہ شرح مبادلہ نظام میں جب حکومت کے کسی اقدام سے شرح مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے اسے قدر میں کمی (Devaluation) کہتے ہیں جو ملکی کرنسی کی قیمت کم کر کے حاصل کرتے ہیں۔ وہیں ملکی کرنسی کی قدر میں اضافے کو قدر میں اضافہ (Revaluation) کہتے ہیں۔ اسے حاصل کرنے کے لیے حکومت شرح مبادلہ کو کم کرتی ہے۔

20.3.2 لچکدار شرح مبادلہ نظام میں شرح مبادلہ کا تعین

(Exchange Rate Determination in Flexible Exchange Rate Regimes)

ایک لچکدار نظام میں، شرح مبادلہ کا تعین بازار میں کرنسی کی طلب اور رسد کی مقدار پر منحصر ہوتا ہے۔ اسے رواں شرح مبادلہ (Floating Exchange Rate) بھی کہتے ہیں۔ ماہرین معاشیات کے درمیان، ایک عمومی قیاس ہے کہ بازار مستحکم ہیں، اور ایجنٹوں کی کارروائیاں جو کہ طلب اور رسد کی نمائندگی کرتی ہیں وہ عقلی فیصلوں یا قیاس آرائیوں پر مبنی ہوتی ہیں جن کی پیشین گوئی "معاشی بنیادی اصولوں" پر ہوتی ہے۔

جہاں زر مبادلہ کی شرح لچکدار یا رواں (Floating/Flexible) ہے (جیسا کہ دنیا کی تمام بڑی کرنسیاں ہیں) تب اس کا تعین بازار کی قوتوں یعنی طلب اور رسد کے ذریعے کیا جائے گا۔ کسی بھی دوسری بازار کی طرح، شرح مسلسل بدلتی رہے گی تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ کتنی کرنسی کی تجارت ہو رہی ہے۔ تاہم، کرنسی کی طلب اور رسد کا تعین کیا کرتا ہے؟ آئیے ایک مثال کے طور پر روپے کو لیتے ہیں جس کو امریکی ڈالر کے مقابلہ میں زر مبادلہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اب ان عوامل کو دیکھتے ہیں جو طلب اور رسد کو متاثر کرتے ہیں اور اسی وجہ سے شرح مبادلہ کے توازن کا تعین ہوتا ہے۔

1. روپے کی طلب

روپے کا مطالبہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہندوستان سے سامان اور خدمات خریدی ہیں اور انہیں روپے میں ادائیگی کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا کرنے کے لیے انہیں اپنی کرنسی بیچنے (سپلائی) اور بدلے میں (مطالبہ) روپے خریدنے کی ضرورت ہے۔ لہذا، روپے کی طلب جزوی طور پر برآمدات کی سطح سے طے ہوتی ہے۔ برآمدات کی سطح جتنی زیادہ ہوگی، روپے کی طلب اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ تاہم، لوگ روپے کا مطالبہ اس لیے بھی کر سکتے ہیں کہ وہ بھارت میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں یا اس لیے کہ وہ منافع کمانے کو تخمینہ گری کر رہے ہیں، کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ شرح مبادلہ بدل جائے گا۔ لہذا امریکی ڈالر کی طلب اس سے پیدا ہوتی ہے:

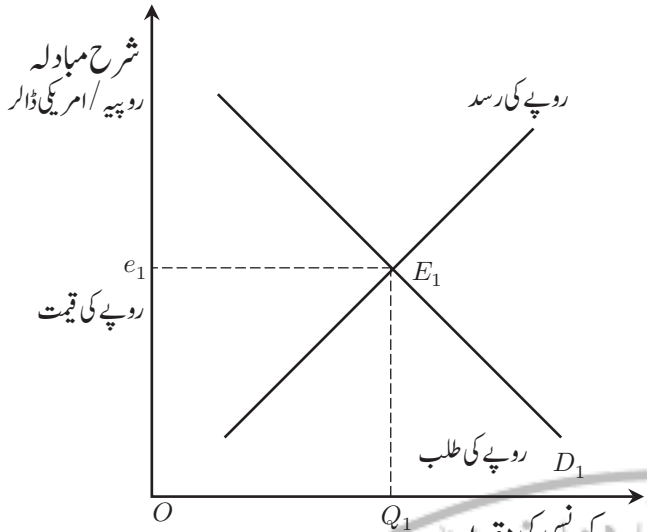
• برآمدات (Exports)

• ہندوستان میں فنڈز کی آمد (Inflows of funds in India)

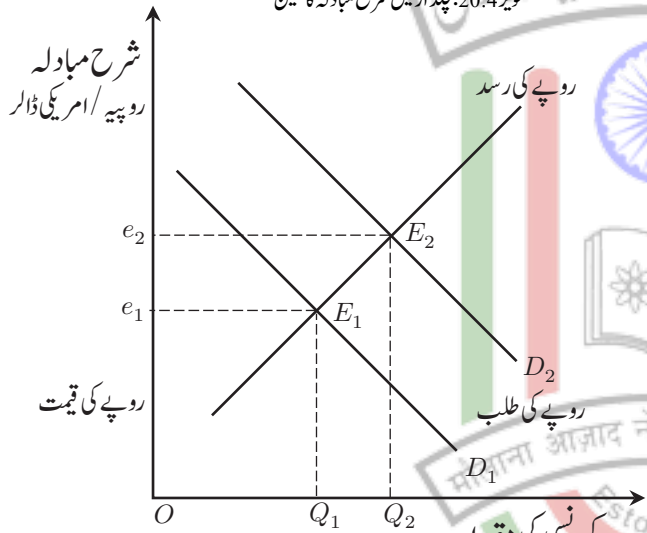
• تخمینہ گری (Speculations)

2. روپے کی رسد

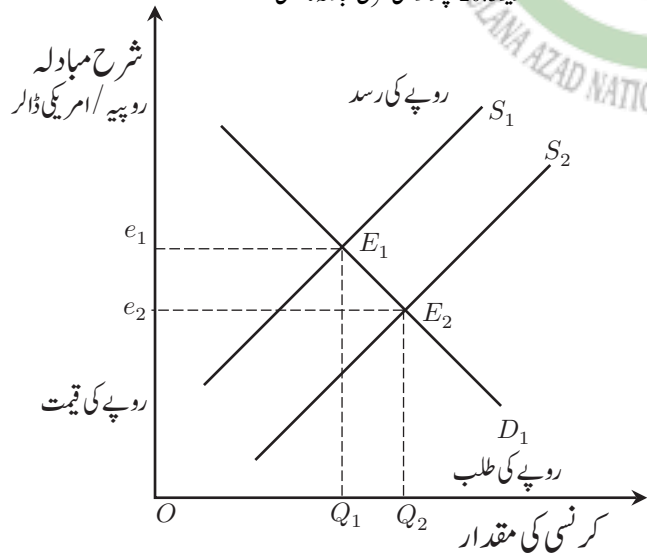
روپے کی سپلائی ان لوگوں سے ہوتی ہے جو دوسری کرنسیوں کو خریدنے کے لیے روپیہ بیچ رہے ہیں۔ ہم سب ایسا کرتے ہیں جب



تصویر 20.4: پگڈار میں شرح مبادلہ کا تعین



تصویر 20.5: پگڈار میں شرح مبادلہ کا تعین



تصویر 20.6: پگڈار میں شرح مبادلہ کا تعین

ہم بیرون ملک سفر کرتے ہیں۔ ہم روپیہ بیچتے ہیں اور امریکی ڈالر، یورو، سین یا کچھ بھی خریدتے ہیں۔ تاہم، بھارت میں آئے سیاح جن کو روپے کی رسد کی درکار ہوتی ہے روپے کو صرف کرتے ہیں۔ کرنسی بازار میں روپے کی فراہمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ ان فرموں سے آئے گا جو بیرون ملک سے سامان اور خدمات خریدتی ہیں (درآمد)۔ لہذا، کرنسی بازار میں روپے کی فراہمی مندرجہ ذیل عوامل سے پیدا ہوتی ہے:

- درآمدات (Imports)
- بھارت سے فنڈز کا اخراج (Outflow from India)
- تخمین گری (Speculation)

اس لیے روپے کے لیے بازار میں توازن تصویر 20.4 کی طرح نظر آئے گا۔ اس تصویر میں رسد اور طلب کی بنیاد پر روپے کا ڈالر کے مقابلے میں تعین کیا گیا ہے۔ موجودہ صورت میں شرح مبادلہ یعنی روپے کے بدلے ڈالر کا تعین E_1 ہوا ہے۔ دوسرے لفظوں میں E_1 شرح مبادلہ میں روپے کی قیمت بتاتا ہے چونکہ شرح مبادلہ ایک پگڈار نظام میں طے پارہا ہے اسی لیے اگر رسد یا طلب میں کسی طرح کا بدلاؤ ہوتا ہے تو شرح مبادلہ کے تعین میں بھی بدلاؤ آئے گا۔ جیسے اگر برآمدات میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے، تو یہ روپے کی طلب میں اضافے کا سبب بنے گا اور طلب خط کو دائیں طرف منتقل کرے گا جیسا کہ تصویر 20.5 میں دکھایا گیا ہے۔ شرح مبادلہ میں اس وجہ سے اضافہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ہندوستان میں سود کی شرح میں اضافے کی وجہ سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ہندوستان میں سود کی شرح میں اضافہ ہو تو روپے کی زیادہ طلب ہوگی۔ جیسا کہ ہم تصویر میں دیکھ سکتے ہیں کہ روپے کی طلب میں اضافہ Q_1 سے بڑھ کر Q_2 ہو جاتا ہے جس سے طلب کا خط D_1 سے بڑھ کر D_2 ہو جاتا ہے۔ اس

وجہ سے روپے کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس کے برعکس اگر ہندوستان میں درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے، تو اس سے روپے کے لیے خطر رسد بدل جائے گا کیونکہ درآمد کنندگان کو زیادہ زر مبادلہ درکار ہو گا جو ڈالر ہے اسے خریدنے کے لیے وہ لوگ زیادہ روپیہ فروخت کریں گے جس سے رسد میں اضافہ ہو جائے گا۔ یہ خطر رسد کو دائیں طرف منتقل کر دے گا جیسا کہ تصویر 20.6 میں دکھایا گیا ہے۔ ایسی صورت میں زر مبادلہ کی شرح کا تعین نئے مقام پر ہو گا جو پہلے سے روپے کی ڈالر کے مقابلے قیمت میں اضافے (Appreciation) کو دکھائے گا۔

حکومتیں معاشی کارکردگی کو متاثر کرنے کے لیے شرح مبادلہ کا استعمال کر سکتی ہیں۔ ایک بڑھتی ہوئی شرح مبادلہ، جو اکثر بنیادی شرح سود میں اضافے سے منسلک ہوتی ہے، برآمدات مہنگی ہونے کا باعث بنتی ہے لیکن درآمدات قیمت میں گرتی ہیں۔ اس سے معیشت کے اندر افراط زر کے دباؤ کا ایک حصہ کم ہو جاتا ہے۔ زر مبادلہ کی شرح میں کمی کے اثر سے ملکی پیداوار کی قیمت بین الاقوامی منڈی میں گھٹ جاتی ہے اور گھریلو کاروبار یوں کو زیادہ برآمد کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

لچکدار شرح مبادلہ ملک کی معاشی سرگرمیوں کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ بیرونی معاشی بحران کے حوالے سے، شرح مبادلہ تجارتی توازن برقرار رکھنے کے لیے ایڈجسٹ ہو سکتی ہے۔ اس طرح، اگر برآمدی طلب میں کمی آتی ہے تو، شرح مبادلہ برآمدی قیمتوں کو کم کرنے اور طلب کو بحال کرنے کے لیے خود بخود تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، لچکدار شرح مبادلہ داخلی طلب کی وجہ سے ایڈجسٹ کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔

لچکدار شرح مبادلہ کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ زری پالیسی کی طاقت کو مضبوط بناتے ہیں، جس کا استعمال ملکی معاشی توازن کو یقینی بنانے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح، کساد بازاری میں، مانیٹری ادارے شرح سود کو کم کرتی ہے، جس سے مالیاتی سرمایہ باہر نکل جاتا ہے، جو شرح مبادلہ کو کم کرتا ہے اور خالص برآمدات کو تحریک دیتا ہے۔

ان فوائد کے علاوہ ایسے نظام کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ سب سے پہلے، لچکدار زر مبادلہ کی شرحیں شرح مبادلہ کی غیر یقینی صورت حال کو ظاہر کرتی ہیں جو بین الاقوامی تجارت کی لاگت کو اس حد تک بڑھا دیتی ہے کہ فرمیں اس غیر یقینی صورتحال کو روکتی ہیں۔ شرح مبادلہ کا اتار چڑھاؤ جتنا زیادہ ہو گا، غیر یقینی صورت حال اور قیمت اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ شاید اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ شرح مبادلہ کی بے یقینی کی وجہ سے فرموں کو بین الاقوامی سطح پر پیداوار کے ذرائع کو متنوع بنانے کا سبب بن سکتا ہے تاکہ زر مبادلہ کی شرح میں ہونے والی تبدیلیوں سے بچایا جاسکے جو ان کی لاگت اور مسابقتی حالت کو بری طرح متاثر کر سکتی ہیں۔

20.3.3 زیر رواں نظام میں زر مبادلہ کی شرح کا تعین

(Exchange Rate Determination Under Managed Floating Exchange Rate)

ایک منظم رواں میں زر مبادلہ کی شرح میں روزانہ اتار چڑھاؤ ہوتا ہے لیکن حکومت اور ریزرو بینک آف انڈیا سمیت ریگولیٹری حکام کرنسی کی قدر کو کنٹرول کرنے اور اسے مستحکم کرنے کے لیے قدم اٹھا سکتے ہیں۔ اگر یہ ادارے قدم نہیں اٹھاتے تو ملک کو 'معاشی جھٹکا'

لگے گا۔ یہ لچکدار شرح مبادلہ کے نظام کی طرح ہوتی ہے۔ لیکن یہ منظم اس اعتبار سے ہوتی ہے کہ غیر ملکی کرنسی میں بار بار ہونے والے تبدیلیوں سے بچنے کے لیے مرکزی بینک اس نظام کے تحت کرنسی کی خرید اور فروخت کرتا ہے۔

20.4 زر مبادلہ کو متاثر کرنے والے عناصر (Factors Affecting Exchange Rate)

زیادہ تر غیر ملکی کرنسیوں کے درمیان شرح مبادلہ ہر دن اور دن کے ہر منٹ میں بدلتی رہتی ہے۔ ان تبدیلیوں کو زری فرسودگی کہا جاتا ہے۔ ملکی کرنسی کی قدر میں اضافہ غیر ملکی کرنسی کے مقابلے اس کی قیمت میں اضافہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ملکی کرنسی کی ایک اکائی غیر ملکی کرنسی کی زیادہ یونٹ خرید سکتی ہے۔ جب روپیہ ڈالر کے مقابلے میں زیادہ قیمتی ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ روپے کی قدر بڑھی ہے یعنی ایک روپے میں اب ڈالر کی زیادہ مقدار خریدی جاسکتی ہے۔ ملکی کرنسی کی قدر میں کمی غیر ملکی کرنسی مقابلے میں اس کی قیمت میں کمی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اس کی کرنسی کی اکائی غیر ملکی کرنسی کی کم اکائیاں خرید سکتی ہے یعنی روپے کی قیمت اگر ڈالر کے مقابلے میں کم ہو تو ایک روپے میں ڈالر کی کم مقدار خریدی جائیگی۔

زر کی شرح مبادلہ کو متاثر کرنے والے عوامل مختلف وجوہات کی بنا پر اہم ہیں۔ ممالک کے لیے، یہ عوامل متاثر کر سکتے ہیں کہ ایک ملک دوسرے کے ساتھ کس طرح تجارت کرتا ہے۔ افراد کے لیے، یہ عوامل اس بات پر اثر انداز ہوتے ہیں کہ ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کا تبادلہ کرتے وقت کس کو کتنی رقم مل سکتی ہے۔ اگرچہ ان عوامل کو سمجھنا، ٹریک کرنا، یا ان کا اندازہ لگانا ہمیشہ آسان نہیں ہوتا، لیکن ان کو جاننا بہت ضروری ہے، خاص طور پر اگر آپ غیر ملکی کرنسی میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ عوامل کلی معاشیات کی سطح پر کرنسی کی شرح مبادلہ کو متاثر کرتے ہیں، یعنی یہ عالمی کرنسی کی شرح مبادلہ کو متاثر کرتے ہیں نہ کہ مقامی شرح مبادلہ کو۔

1. مہنگائی یا افراط زر

افراط زر دوسری کرنسیوں کے مقابلے کسی کرنسی کی قوت خرید کو بتلاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک ملک میں ایک سیب خریدنے کے لیے کرنسی کی ایک یونٹ لاگت آسکتی ہے لیکن زیادہ افراط زر والے ملک میں ایک ہی سیب خریدنے کے لیے ایک مختلف کرنسی کے ہزار یونٹ خرچ ہوتے ہیں۔ افراط زر میں اس طرح کے فرق اس بات کی بنیاد ہیں کہ کیوں مختلف کرنسیوں میں مختلف قوت خرید ہوتی ہے اور اسی وجہ سے کرنسی کی شرحیں مختلف ہوتی ہیں۔ اس طرح، کم افراط زر والے ممالک میں عام طور پر زیادہ افراط زر کی شرح والے ممالک کے مقابلے میں مضبوط کرنسی ہوتی ہے۔

2. سود کی شرح

سود کی شرح مہنگائی اور زر مبادلہ کی شرح سے مضبوطی سے جڑی ہوئی ہے۔ مختلف ممالک کے مرکزی بینک ملک کے اندر زر کی رسد کو کرایا زیادہ کرنے کے لیے شرح سود کا استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، شرح سود میں اضافہ کرنا غیر ملکی سرمایہ کو راغب کرتا ہے، جو مقامی کرنسی کی شرح کو تقویت دیتا ہے۔ تاہم، اگر یہ شرحیں زیادہ دیر تک قائم رہیں تو مہنگائی بڑھنے لگتی ہے جس کے نتیجے میں کرنسی کی

چاہیے۔

3. سرکاری قرض

زیادہ تر ممالک بڑے پیمانے پر مالی خسارے کو دور کرنے کے لئے اور قرض لیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، وہ معیشت کی نمو کے لیے قرضہ لیتے ہیں۔ اگر یہ حکومتی قرض معاشی نمو کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے، تو یہ غیر ملکی سرمایہ کاری کو ملک میں داخل ہونے سے روک کر افراط زر کا سبب بن سکتا ہے۔ کچھ معاملات میں، حکومت قرض کی مالی اعانت کے لیے کرنسی چھاپ سکتی ہے، جس سے زر کی رسد بھی بڑھ سکتی ہے اور مہنگائی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ افراط زر بھی بڑھ سکتا ہے۔

4. سیاسی استحکام

سیاسی طور پر مستحکم ملک زیادہ غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرتا ہے، جو کرنسی کی شرح کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔ اس کے برعکس جو ملک سیاسی طور پر مستحکم نہ ہو تو سرمایہ وہاں نہیں آتا۔ ناقص سیاسی استحکام ملک کی کرنسی کی شرح تبادلہ کو کم کرتا ہے۔ سیاسی استحکام مقامی معیشت کے الگ لگ پہلوؤں اور زرعی پالیسیوں کو بھی متاثر کرتا ہے جو کرنسی کی شرح تبادلہ پر طویل مدتی اثرات مرتب کر سکتی ہیں۔ ہمیشہ، زیادہ مضبوط سیاسی استحکام والے ممالک جیسے سوئٹزرلینڈ کے پاس مضبوط اور زیادہ قدر والی کرنسی ہوتی ہے۔

5. تناسب تجارت

تناسب تجارت کسی ملک کی درآمدات اور برآمدات کے درمیان نسبتی فرق ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی ملک میں تجارت کا توازن مثبت ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی برآمدات اس کی درآمدات سے زیادہ ہیں۔ ایسی صورت میں غیر ملکی کرنسی کی آمد باہر کے بہاؤ سے زیادہ ہوتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے تو، ملک کے زر مبادلہ کے ذخائر بڑھتے ہیں، جس سے اسے شرح سود کم کرنے میں مدد ملتی ہے، جو معاشی نمو کو تحریک دیتا ہے اور مقامی کرنسی کی شرح مبادلہ کو تقویت دیتا ہے۔

6. چالو کھاتے کا خسارہ

کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کا تجارتی توازن سے گہرا تعلق ہے۔ اس منظر نامے میں، کسی ملک کے تجارتی توازن کا موازنہ اس کے تجارتی شرائط داروں سے کیا جاتا ہے۔ اگر کسی ملک کا کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ زیادہ ہے، تو یہ اس ملک کی کرنسی کے مقابلے میں اس کی کرنسی کو کمزور کر سکتا ہے۔ اس طرح، جن ممالک میں کرنٹ اکاؤنٹ کا خسارہ مثبت یا کم ہے، ان کی کرنسی زیادہ خسارے والے ممالک کے مقابلے میں مضبوط ہوتی ہے

7. تنجین گری

بعض اوقات، شرح مبادلہ تاجروں کے اعتماد (یا اس کی کمی) سے متاثر ہوتا ہے۔ تنجین گری سے کرنسی کی تبدیلیاں غیر معقول، اچانک اور قلیل المدتی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر، تاجر انتخابی نتائج کی بنیاد پر کرنسی کی قدر میں کمی کر سکتے ہیں، خاص طور پر اگر نتیجہ تجارت یا معاشی ترقی کے لیے ناگوار سمجھا جاتا ہے۔ دوسری صورتوں میں، تاجر معاشی خبروں کی وجہ سے کرنسی پر تیزی کا شکار ہو سکتے ہیں، جو کرنسی کو

بڑھا سکتی ہے، چاہے معاشی خبروں نے خود کرنسی کے بنیادی اصولوں کو متاثر نہ کیا ہو۔

8. حکومت کا دخل

حکومتوں کے پاس آلات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی مقامی شرح مبادلہ میں ردوبدل کر سکتی ہیں۔ بنیادی طور پر، مرکزی بینک سود کی شرح کو ایڈجسٹ کرنے، غیر ملکی کرنسی کو خریدنے، مقامی قرضے کی شرحوں پر اثر انداز ہونے، کرنسی چھاپنے، اور کرنسی کے تبادلے کی شرحوں کو تبدیل کرنے کے لیے دیگر آلات استعمال کرنے کے لیے جانے جاتے ہیں۔ ان عوامل کو جوڑنے کا بنیادی مقصد کرنسی کی مستحکم شرح تبادلہ، سستا کریڈٹ، زیادہ ملازمتیں، اور اعلیٰ معاشی نمو کے لیے سازگار حالات کو یقینی بنانا ہے۔

20.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد ہم نے مختلف قسموں کے شرح مبادلہ سے واقفیت حاصل کی اور زر مبادلہ کی شرح کا مختلف نظام میں کیسے تعین ہوتا ہے اس کو بھی سیکھا۔ اس اکائی میں ہم نے ان عناصروں کا بھی مطالعہ کیا جو شرح مبادلہ میں تبدیلیوں کو متاثر کرتے ہیں۔ اس اکائی کے مطالعے کے بعد ہم شرح مبادلہ میں ہونے والے تبدیلیوں کے نکات کو سمجھ سکتے ہیں۔

20.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

زر مبادلہ: *Foreign Exchange* - غیر ملکی تجارت میں مستعمل کرنسی یا زر۔
زر مبادلہ کی شرح: *Exchange Rate* - کسی غیر ملکی زریا کرنسی سے ملکی زریا کرنسی کے مبادلے کی شرح۔
زر مبادلہ کی قدر: *Foreign Exchange Value* - کسی غیر ملکی زریا کرنسی کے مقابلے میں ملکی کرنسی یا زر کی قیمت۔
مقررہ شرح مبادلہ: *Fixed Exchange Rate* - جب کوئی ملک زر مبادلہ کی شرح کو مقرر رکھتی ہے تو اسے مقررہ زر مبادلہ کہتے ہیں۔
لچکدار اور روان شرح مبادلہ: *Flexible and Floating Exchange Rate* - جب زر مبادلہ کی شرح غیر ملکی کرنسی کے طلب اور رسد پر منحصر ہوتی ہے۔
منظم رواں نظام: *Managed Floating System* - ایک لچکدار زر مبادلہ کی شرح میں جب حکومت اپنی پالیسیوں سے متاثر کرتی ہے تو ایسے نظام کو منظم رواں نظام کہتے ہیں۔

20.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

20.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. شرح تبادلہ سے مراد وہ شرح ہے جس پر درج ذیل کا تبادلہ ہوتا ہے۔

(a) سامان (b) خدمات

(c) کرنسی (d) ان میں سے سبھی

2. رواں شرح مبادلہ کا تعین ان میں سے کس کے ذریعے ہوتا ہے؟

(a) دو ملکوں میں صلح کے ذریعے (b) بینک کے ذریعے
(c) بازار کے ذریعے (d) ان میں سے کوئی نہیں

3. منظم رواں شرح مبادلہ کو 'منظم' کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ان کے اقدامات سے متاثر ہوتا ہے:

(a) سرکار (b) عالمی بینک
(c) آئی ایم ایف (d) بینک

4. جب ملکی کرنسی کے لحاظ سے شرح مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

(a) برآمد سستی ہتی ہے (b) درآمد سستی ہوتی ہے
(c) برآمد مہنگی ہوتی ہے (d) تجارت پر کوئی اثر نہیں

5. جب ملکی کرنسی کے لحاظ سے شرح مبادلہ گر جائے:

(a) ملکی کرنسی کے قدر میں کمی (b) غیر ملکی کرنسی کے قدر میں اضافہ
(c) ملکی کرنسی کے قدر میں اضافہ (d) کسی کرنسی کی قدر پر کوئی اثر نہیں

6. حکومت کی طرف سے مقرر کردہ شرح مبادلہ کو ان میں سے کیا کہتے ہیں؟

(a) رواں شرح مبادلہ (b) منظم رواں شرح مبادلہ
(c) مقررہ شرح مبادلہ (d) ان میں سے کوئی نہیں

7. جب منظم فلوٹنگ کی وجہ سے شرح مبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے:

(a) Devaluation (b) Appreciation
(c) Depreciation (d) Revaluation

8. 'غیر ملکی زر مبادلہ کی طلب' اور 'مبادلہ کی شرح' کے درمیان منفی تعلق ہے۔ (صحیح / غلط)

9. غیر ملکی کرنسی کی طلب درآمدات اور سرمایہ کاری پر منحصر ہے۔ (صحیح / غلط)

10. براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری غیر ملکی کرنسی کی رسد کا ذریعہ ہے۔ (صحیح / غلط)

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
صحیح	صحیح	صحیح	(c)	(c)	(c)	(a)	(a)	(c)	(c)	

20.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. زر مبادلہ کی شرح پر مختصر نوٹ لکھیں۔
2. زر مبادلہ کے شرح کے تعین پر روشنی ڈالیں۔
3. پگنڈار شرح مبادلہ کے نظام میں شرح مبادلہ کے تعین پر تبصرہ کریں۔
4. مقررہ شرح مبادلہ پر ایک نوٹ لکھیں۔
5. شرح مبادلہ کو متاثر کرنے والے عناصر پر روشنی ڈالیں۔

20.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. زر مبادلہ کے شرح کے تعین سے کی مراد ہے؟ مقررہ شرح مبادلہ کے نظام میں اس کا تعین کیسے ہوتا ہے؟
2. زر مبادلہ کی شرح سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس کے مختلف اجزا پر تبصرہ کریں۔
3. پگنڈار اور مقررہ شرح مبادلہ کے فوائد اور نقصانات پر روشنی ڈالیں۔

20.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Abel, A. B., Blanchard, O. J., Bernanke, B., & Croushore, D. (2019) *Macroeconomics* (10th ed.). Pearson.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Salvatore, Dominick. (2012). *Introduction to International Economics*. Wiley.

بلاک VI: معاشی نمو

اکائی 21: معاشی نمو اور اس کے متعینات

(Economic Growth and its Determinants)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	21.0
مقاصد (Objectives)	21.1
نمو کا مفہوم (Meaning Growth)	21.2
معاشی نمو (Economic Growth)	21.3
معاشی نمو کا تعین کرنے والے عوامل (Determinants of Economic Growth)	21.4
غیر معاشی عوامل (Non-Economic Determinants)	21.4.1
نتیجہ (Conclusion)	21.5
اكتسابی نتائج (Learning Outcomes)	21.6
کلیدی الفاظ (Keywords)	21.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	21.8
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	21.8.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	21.8.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	21.8.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	21.9

21.0 تمہید (Introduction)

معاشی نمو سے عموماً مراد فی کس پیداوار یا فی کس آمدنی میں اضافے کے طویل مدتی رجحان سے لیا جاتا ہے۔ اس بلاک میں معاشی نمو اور اس سے متعلق بعض نظریات کو بیان کیا جائے گا۔ بلاک کی پہلی اکائی معاشی نمو کے معنی اور اس کے متعینات سے متعلق ہے۔

دوسری اکائی میں معاشی نمو کے ہیرڈ-ڈومر ماڈل کی وضاحت کی جائے گی۔ تیسری اور چوتھی اکائی میں نمو کے نوکلاسیکی نظریے بالخصوص سولو کے نظریے کی وضاحت کی جائے گی۔

21.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- نمو کے معنی کی وضاحت کرنا۔
- معاشی نمو کی وضاحت کرنا۔
- معاشی نمو کو متاثر کرنے والے عوامل کو بیان کرنا۔

21.2 نمو کا مفہوم (Meaning Growth)

کسی بھی متغیر کی شرح نمو کی تعریف دو ادوار کے درمیان اس میں تبدیلی جسے بیس مدت کی قدر سے تقسیم کیا گیا ہو سے کی جاسکتی ہے۔ شرح نمو کو عموماً فیصد میں دکھایا جاتا ہے۔ یعنی شرح نمو متغیر میں فیصد تبدیلی کو دکھاتی ہے۔ معاشیات میں شرح نمو عموماً متغیرات میں فیصد سالانہ تبدیلی کو دکھاتی ہے۔ اس طرح معاشی نمونی کس آمدنی میں سالانہ فیصد تبدیلی کو دکھاتی ہے۔ اگر کسی ملک کی سالانہ فی کس آمدنی (ایک سال کی مجموعی پیداوار کو اس سال کی آبادی میں لوگوں کی تعداد سے تقسیم) کو Y سے ظاہر کریں اور کسی بھی سال t میں Y کی سالانہ شرح نمو کو پچھلے سال کی Y میں سالانہ فیصد تبدیلی کے طور پر بیان کریں تو شرح نمو ہوگی:

$$g_t = \frac{Y_t - Y_{t-1}}{Y_{t-1}} = \frac{\Delta Y_t}{Y_{t-1}} \quad (21.1)$$

مساوات (21.1) کو ذیل کی طرح بھی لکھا جاسکتا ہے:

$$1 + g_t = \frac{Y_t}{Y_{t-1}} \quad (21.2)$$

g_t کو عموماً خالص شرح نمو کہا جاتا ہے اور $(1 + g_t)$ کو خام شرح نمو کہا جاتا ہے۔ خام شرح نمو متغیر کی دو مدتوں کی قدروں کا

تناسب ہے۔

اگر ہم مدت 0 سے شروع کریں تو سال 1 کی شرح نمو ہوگی:

$$g_1 = \frac{Y_1 - Y_0}{Y_0} \quad (21.3)$$

$$Y_1 = (1 + g_1)Y_0 \quad (21.4)$$

اسی طرح

$$g_2 = \frac{Y_2 - Y_1}{Y_1} \quad (21.5)$$

$$Y_2 = (1 + g_2)Y_1 \quad (21.6)$$

$$Y_2 = (1 + g_2) \cdot (1 + g_1)Y_0 \quad (21.7)$$

اور t سالوں کے لیے

$$Y_t = (1 + g_1) \cdot (1 + g_2) \dots (1 + g_t)Y_0 \quad (21.8)$$

اگر تمام سالوں میں g_t کی قدر یکساں ہو تو:

$$Y_t = (1 + g)^t Y_0 \quad (21.9)$$

ایک مفید حقیقت یہ ہے کہ عدد ایک (1) اور کسی چھوٹے عدد (α) کی جمع کا لاگ ($\ln \alpha$) چھوٹے عدد کے تقریباً مساوی ہوتا

ہے، یعنی:

$$\ln(1 + \alpha) \approx \alpha \quad (21.10)$$

چونکہ شرح نمو عام طور پر چھوٹا عدد ہوتی ہے (مثال کے طور پر 2 فیصد نمو کی شرح 0.02 ہے)، ہم لاگ فرسٹ فرق (Log

First Difference) کے طور پر متغیر کی شرح نمو کا تخمینہ لگانے کے لیے درج ذیل کا استعمال کر سکتے ہیں۔

$$g_t = \ln Y_t - \ln Y_{t-1} = \Delta \ln Y_t \quad (21.11)$$

21.3 معاشی نمو (Economic Growth)

ماہرین معاشیات نے معاشی نمو کی تعریف دو طرح سے کی ہے۔ اول، معاشی نمو کو معیشت کی حقیقی قومی آمدنی یا مجموعی قومی پیداوار میں اضافے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں معاشی نمو مستقل قیمتوں پر قومی پیداوار کے بڑھتے رجحان کو دکھاتی ہے۔ اس تعریف کو بعض ماہرین معاشیات نے ناکافی اور غیر تسلی بخش قرار دیا ہے۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ ایسا ممکن ہے کہ مجموعی قومی آمدنی میں اضافے کے باوجود لوگوں کا معیار زندگی گر رہا ہو۔ یہ تب ہو سکتا ہے جب آبادی مجموعی قومی آمدنی سے زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہو۔ مثال کے طور پر، اگر قومی آمدنی میں سالانہ 1 فیصد کا اضافہ ہو رہا ہو اور آبادی میں 2 فیصد سالانہ اضافہ ہو رہا ہو تو لوگوں کا معیار زندگی گر جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آبادی قومی آمدنی سے زیادہ تیزی سے بڑھے گی تو فی کس آمدنی میں کمی آتی جائے گی۔

لہذا، معاشی نمو کی تعریف کرنے کا دوسرا اور بہتر طریقہ فی کس آمدنی کے لحاظ سے کرنا ہے۔ اس طرح، معاشی نمو کا مطلب ہے کسی ملک کی حقیقی فی کس آمدنی میں سالانہ اضافہ۔ چونکہ معاشی نمو کا بنیادی مقصد لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہے، اس لیے اس کی فی کس آمدنی میں اضافے کے لحاظ سے تعریف کو بہتر تصور کیا جاتا ہے۔ تاہم، معاشی نمو کا تصور عام طور پر ان دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، یعنی حقیقی آمدنی میں اضافہ یا فی کس حقیقی آمدنی میں اضافہ۔ معاشی نمو کسی بھی معیشت کی معاشی کارکردگی کو ماپنے کا اہم پیمانہ ہے۔

معاشی نمو کی تعریف کے حوالے سے ایک اور نکتہ جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ قومی آمدنی میں اضافہ یا فی کس آمدنی میں اضافے کو اگر معاشی نمو کہا جائے تو مستقل اضافہ ہونا چاہیے۔ فی کس آمدنی میں مستقل اضافے سے مراد ایک طویل عرصے کے دوران فی کس آمدنی میں اضافے یا اضافے کا رجحان ہے۔ فی کس آمدنی میں محض قلیل مدتی اضافہ، جیسا کہ کاروباری سائیکل میں ہوتا ہے، کو معاشی نمو نہیں

کہا جاسکتا۔

عہدِ حاضر میں، تقریباً عالمی سطح پر، معاشی نمو کی شرح کو مجموعی قومی پیداوار (GNP) یا خالص قومی پیداوار (NNP) اور فی کس آمدنی میں اضافے کے لحاظ سے مایا جاتا ہے۔ جہاں مجموعی قومی پیداوار (GNP) ایشیا اور خدمات کی مجموعی پیداوار کی قدر کی پیمائش کرتی ہے جسے ایک معیشت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، فی کس آمدنی اس بات کی پیمائش کرتی ہے کہ ایشیا اور خدمات کی کل قدر کا کتنا حصہ سماج کے ہر فرد کو اوسطاً صرف اور سرمایہ کاری کے لیے میسر ہو گا۔

عالمی ادارے جیسے عالمی بینک (World Bank) اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) اپنی سالانہ عالمی ترقیاتی رپورٹوں (World Development Report) میں ترقی یافتہ (Developed) اور ترقی پذیر (Developing) ممالک کی ترقی اور معیارِ زندگی کا موازنہ کرنے کے لیے نمو کے ان دونوں تصورات کو استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی نیتی آئیوگ، مرکزی شماریاتی تنظیم (CSO) اور ریزرو بینک آف انڈیا (RBI) مجموعی آمدنی اور فی کس آمدنی دونوں کی بنیاد پر معاشی نمو کی پیمائش کرتے ہیں۔

21.4 معاشی نمو کا تعین کرنے والے عوامل (Determinants of Economic Growth)

معاشی نمو کا عمل ایک انتہائی پیچیدہ عمل ہے اور متعدد اور متنوع معاشی، سیاسی سماجی اور ثقافتی عوامل اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم بعض معاشی عوامل کو بیان کریں گے جو معاشی نمو کو متاثر کرتے ہیں:

1. قدرتی وسائل (Natural Resources)

قدرتی وسائل کی مقدار اور معیار ملک کی معاشی نمو میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ زمین، معدنیات اور تیل کے وسائل، پانی، جنگلات، آب و ہوا وغیرہ قدرتی وسائل میں آتے ہیں۔ کسی بھی ملک کو میسر قدرتی وسائل کا معیار اور مقدار ایشیا کی پیداوار کی اوپری حد قائم کرتے ہیں۔ جتنے زیادہ قدرتی وسائل معیشت کو مہیا ہوں گے اتنی ہی زیادہ ایشیا کی پیداوار ممکن ہوگی۔ قدرتی وسائل کی ایک کم از کم مقدار کے بغیر معاشی نمو کے امکانات کم ہی ہوتے ہیں۔ یہ محل نظر رہے کہ وسائل کی دستیابی ہی معاشی نمو کے لیے کافی نہیں بلکہ معیشت کے پاس ان وسائل کو مناسب استعمال میں لانے کی صلاحیت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ہندوستان کی مثال لیں، ہمارا ملک حالانکہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے پھر بھی معاشی طور پر غریب اور کم ترقی یافتہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس ان وسائل کو مناسب استعمال میں لانے کی صلاحیت کا فقدان ہے۔ اس کے برعکس جاپان ہے جس کے پاس قدرتی وسائل کا ذخیرہ نسبتاً بہت کم ہے لیکن پھر بھی اس نے اعلیٰ معاشی نمو حاصل کی اور آج اس کا شمار دنیا کے امیر ترین ممالک میں ہوتا ہے۔

جاپان نے یہ اعلیٰ شرح نمو بین الاقوامی تجارت کے ذریعے حاصل کی۔ جاپان دوسرے ممالک سے بہت سے قدرتی وسائل جیسے معدنی تیل درآمد کرتا ہے اور ان کے استعمال سے صنعتی ایشیا پیدا کرتا ہے اور ان ایشیا کو قدرتی وسائل سے مالا مال ممالک کو برآمد کرتا ہے۔ اس طرح جاپان کا تجربہ بتاتا ہے کہ قدرتی وسائل کی وافر مقدار معاشی نمو کے لیے ضروری شرط نہیں ہے۔

ملک کی قدرتی وسائل کی رسد میں نئی دریافتوں یا تکنیکی تبدیلیوں سے اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بعض قدرتی وسائل کی کمی کو مصنوعی تبدلات کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ترقی یافتہ ممالک میں قدرتی ربر کی جگہ مصنوعی ربر کا زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ نائلون جو کہ ایک مصنوعی مادہ ہے کوریٹیم کی جگہ استعمال کیا جا رہا ہے جو ایک قدرتی مادہ ہے۔

قدرتی وسائل کا استعمال اور معاشی نمو میں ان کا کردار دیگر عوامل کے علاوہ ٹیکنالوجی کی قسم پر بھی منحصر ہے۔ ٹیکنالوجی کی قسم اور سطح سے وسائل کا رشتہ بہت گہرا ہے۔ کسی کو یہ جاننے کے لیے تاریخ میں بہت پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جب پیٹرولیم جیسی قیمتی چیز کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ یہ حال ہی کا واقعہ کہ مختلف تابکار عناصر (Radio Active Elements) کو قیمتی سمجھا جانے لگا ہے۔ بہت سی ترقی پذیر معیشتوں کے پاس، بلاشبہ، بہت سے معدنیات کے ذخائر ہیں لیکن تکنیکی رکاوٹوں کی وجہ سے وہ انہیں استعمال نہیں کر پار ہیں۔

2. تشکیل سرمایہ (Capital Formation)

اشیا و خدمات کی پیداوار کے لیے محنت کو سرمایے کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ مزدوروں کو کام کرنے کے لیے مشینوں، اوزاروں اور فیکٹریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ درحقیقت سرمایے کا استعمال کارکنوں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔ اس طرح مشینوں اور آلات سے لیس فیکٹریوں کا قیام معیشت کی پیداواری صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔

لہذا، بہت سے ماہرین معاشیات کی رائے میں، سرمایے کی تشکیل معاشی نمو کا بنیادی عامل ہے۔ کیسا بھی معاشی نظام ہو، اس میں تشکیل سرمایہ کے بنا تیز معاشی نمو کے حصول کے امکانات کم ہی ہوں گے۔ جب تک معیشت کے پاس مختلف قسم کے اشیائے سرمایہ جیسے کارخانے، مشینیں، اوزار، ڈیم، پل، سڑکیں، ریلوے، بندرگاہیں، بحری جہاز، آپاشی کے آلات، کھاد وغیرہ نہیں ہوں گے اس معیشت کی معاشی نمو تیز نہیں ہوگی۔ امریکہ میں پیداواری صلاحیت کی اعلیٰ سطح بنیادی طور پر اس وجہ سے کہ ہے امریکی کارکنان اشیائے سرمایہ کی اعلیٰ مقدار اور معیار کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک کی کم پیداواری صلاحیت اور غربت کی ایک بڑی وجہ ان ممالک میں حقیقی مادی سرمائے کی کمی ہے۔

یہاں یہ محل نظر رہے کہ تشکیل سرمایہ کے لیے بچت، یعنی کچھ موجودہ صرف کی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اشیائے سرمایہ کی رسد میں اضافہ صرف سرمایہ کاری کے نتیجے میں ہو سکتا ہے، اور سرمایہ کاری صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب موجودہ آمدنی کے ایک حصے کی بچت کی جائے۔ اس طرح معاشی نمو کے لیے بچت کاری ضروری ہے۔

امیر ممالک اپنی قومی آمدنی کی 15 سے 30 فیصد تک کی بچت کرتے ہیں۔ معاشی نمو کے لیے بچت کی شرح کو قومی آمدنی کے 15 فیصد سے زیادہ ہونا ضروری ہے۔ لیکن ترقی پذیر ممالک میں بچت کی شرح بہت کم ہوتی ہے کیونکہ لوگوں کی آمدنی اتنی کم ہوتی ہے جو صرف گزارے بھر کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اس طرح، فی کس آمدنی جتنی کم ہوگی، موجودہ صرف کو ترک کرنا اتنا ہی مشکل ہوگا۔ وہ افراد جن کی آمدنی محض گزارے بھر کی ہوتی ہے ان کے لیے موجودہ صرف کو کم کرنا مشکل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غریب اور پسماندہ ممالک میں بچت کی سطح کافی کم ہوتی ہے۔

یہ واضح رہے کہ بچت بجائے خود معاشی نمو کا سبب نہیں بنتی ہے۔ بچت سے معاشی نمو صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب بچتوں کو بار آور سرمایہ کاری کے لیے استعمال کیا جائے۔ اگر بچت کو سونے یا قیمتی جوہرات کی شکل میں جمع کیا جائے، یا اگر انہیں زمین خریدنے کے لیے استعمال کیا جائے، تو اس سے اشیائے سرمایہ کی رسد میں اضافہ نہیں ہوگا اور ایسی بچت کا معاشی نمو پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

تاریخ سے اس کا اشارہ ملتا ہے کہ جن ممالک نے آمدنی کا ایک بڑا حصہ سرمایہ کاری کے لیے مختص کیا انہوں نے اعلیٰ شرح نمو حاصل کی، اور جن ممالک نے آمدنی کا چھوٹا حصہ سرمایہ کاری کے لیے مختص کیا ان کی شرح نمو کم رہی۔

غیر ملکی امداد اور غیر ملکی سرمایہ کاری (Foreign Aid and Foreign Investment)

چونکہ ملکی بچتیں اشیائے سرمایہ کی ضروری یا مطلوبہ مقدار پیدا کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتی ہیں، اس لیے بیرون ملک سے قرض سرمایہ کاری میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ تقریباً ہر ترقی یافتہ ملک نے اپنی معاشی نمو کے ابتدائی مراحل کے دوران اپنی چھوٹی سی بچت کو پورا کرنے کے لیے غیر ملکی امداد حاصل کی۔ انگلستان نے سترہویں اور اٹھارویں صدیوں میں ہالینڈ سے قرضہ لیا اور اس کے نتیجے میں انیسویں اور بیسویں صدی میں دنیا کے تقریباً ہر دوسرے ملک کو قرض دینا شروع کر دیا۔

واضح رہے کہ غیر ملکی سرمایہ ترقی پذیر ممالک میں صرف امداد (یعنی رعایتی شرح سود پر قرضے) کی صورت میں ہی نہیں آتا بلکہ غیر ملکی کمپنیوں کی براہ راست سرمایہ کاری کے ذریعے بھی آتا ہے۔ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (FDI) ممالک کے لیے اپنی معاشی نمو کو تیز کرنے کا ایک اہم طریقہ ہے۔ اگرچہ غیر ملکی کمپنیاں کمایا ہوا منافع واپس بھیج دیتی ہیں، لیکن کارخانوں میں ان کی سرمایہ کاری سے ترقی پذیر ممالک میں تجمع سرمایہ کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے معاشی نمو کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے اور مزدوروں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری ترقی یافتہ ممالک، امیر ترقی یافتہ ممالک میں تیار اور استعمال ہونے والی نئی اور بہتر ٹیکنالوجی سیکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔

غیر ملکی سرمایہ کی اہمیت کو ایک ترقی پذیر ملک کی درآمدات خریدنے کے لیے زرمبادلہ کی ضرورت سے مزید تقویت ملتی ہے۔ ایک ترقی پذیر ملک کو صنعتی ترقی اور بنیادی ڈھانچے کی تعمیر جیسے پاور پراجیکٹس، سڑکیں، آبپاشی کی سہولیات، بندرگاہیں اور ٹیلی کمیونی کیشن کے لیے درکار بڑی مقدار میں اشیائے سرمایہ، تکنیکی جانکاری اور ضروری خام مال درآمد کرنا پڑتا ہے۔

مزید برآں، ترقی پذیر ممالک نہ صرف بچت کی کمی کا شکار ہیں بلکہ تکنیکی معلومات، انتظامی صلاحیت وغیرہ کی کمی کا بھی شکار ہیں۔ غیر ملکی سرمایہ جب ترقی پذیر ممالک میں غیر ملکی کمپنیوں، خاص طور پر کثیر القومی کارپوریشن کی نجی سرمایہ کاری کی صورت میں آتا ہے تو ایسے تکمیلی عوامل بھی ساتھ میں لاتا ہے جو معاشی نمو کے لیے بہت ضروری ہیں۔

ماضی میں نوآبادیاتی دور (Colonization Era) کے برے تجربے کی وجہ سے ترقی پذیر ممالک بالعموم بیرونی سرمایہ کاری، خاص طور پر نجی بیرونی سرمایہ کاری کے خلاف تھے۔ تاہم بیرونی سرمایہ کاری اور بیرونی امداد کا خوف اب ان ممالک کو نہیں رہا۔ مزید برآں، اب عالمی بینک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے ذریعے کثیر الجہتی غیر ملکی امداد (Multilateral Foreign Aid) دستیاب ہے جو ترقی پذیر

ممالک کو نمو کی رفتار تیز کرنے کے لیے رعایتی شرحوں پر قرضے فراہم کرتی ہے۔ جہاں تک نجی غیر ملکی سرمایہ کاری کا تعلق ہے، ترقی پذیر ممالک (بشمول چین اور بھارت) نجی غیر ملکی سرمایہ کاروں کو راغب کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مسابقت کر رہے ہیں۔

حال ہی میں چین کی معیشت کی بہت زیادہ شرح نمو جسے عام طور پر "چینی نمو کا معجزہ" کہا جاتا ہے، ہندوستان کے مقابلے میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) کی زیادہ درآمد کی وجہ سے ہے۔ چین میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے زیادہ بہاؤ کے لیے دیگر عوامل کے علاوہ چین کا کاروبار پر مبنی اور ایف ڈی آئی دوستانہ رویہ ہے۔ اس کے علاوہ، چین میں زیادہ لچکدار لیبر قوانین، بہتر لیبر آب و ہوا اور کاروبار کے لیے بہتر داخلے اور اخراج کے طریقہ کار ہیں۔ یہ حیرت کی بات نہیں کہ چین FDI کو راغب کرنے میں سرفہرست رہا ہے۔

انسانی سرمایہ: تعلیم اور صحت (Human Capital: Education and Health)

حال کی کچھ دہائیوں تک ماہرین معاشیات مادی سرمائے کو معاشی نمو کا سب سے اہم عنصر سمجھتے رہے ہیں اور تجویز کرتے رہے ہیں کہ ترقی پذیر ممالک میں معاشی نمو کے عمل کو تیز کرنے اور لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے مادی سرمایے کی تشکیل کی شرح میں اضافہ کیا جانا چاہیے۔ لیکن گزشتہ دہائیوں کی معاشی تحقیق نے معاشی نمو میں ایک اہم عنصر کے طور پر تعلیم کی اہمیت کو ظاہر کیا ہے۔ تعلیم سے مراد انسانی صلاحیتوں کی نشوونما اور افرادی قوت کے علم میں اضافہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ تعلیمی مواقع کی مقداری توسیع بلکہ تعلیم کی معیاری بہتری دونوں معاشی نمو کے اضافے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ معاشی نمو میں اس کی نمایاں شراکت کی وجہ سے، تعلیم کو انسانی سرمایہ اور لوگوں کی تعلیم پر خرچ کو انسان یا انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری کہا جاتا ہے۔

پروفیسر ہارٹمن کے مطابق انسانی وسائل پیداوار کی حتمی بنیاد ہیں۔ انسان وہ فعال ایجنٹ ہیں جو سرمایہ جمع کرتے ہیں، قدرتی وسائل کا استحصال کرتے ہیں، سماجی، معاشی اور سیاسی تنظیمیں بناتے ہیں اور ملکی نمو کو آگے بڑھاتے ہیں۔ واضح طور پر، جو ملک اپنے لوگوں کی مہارتوں اور علم کو فروغ دینے اور انہیں قومی معیشت میں موثر طریقے سے استعمال کرنے سے قاصر ہو گا وہ کسی اور چیز کو ترقی دینے سے بھی قاصر رہے گا۔ ترقی یافتہ ممالک، خاص طور پر USA میں ترقی کے ذرائع کے حوالے سے یاد دہانے لفظوں میں، مادی سرمایے، انسانی اوقات، تعلیم وغیرہ جیسے مختلف عوامل کے ذریعے کی گئی شراکت نے یہ ظاہر کیا ہے کہ تعلیم یا انسانی سرمایہ معاشی نمو کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

پروفیسر سولو کے نمو کے ماڈل کا مطالعہ آپ آگے کی اکائیوں میں کریں گے۔ سولو معاشی نمو میں انسانی سرمایے کی شراکت کی پیمائش کرنے والے پہلے ماہرین معاشیات میں سے ایک تھے۔ انہوں نے اندازہ لگایا کہ 1909 اور 1949 کے درمیان امریکہ میں فی آدمی گھنٹہ پیداوار میں 57.5 فیصد اضافے کو بقیہ عامل (Residual Factor) سے منسوب کیا جاسکتا ہے جو تکنیکی تبدیلی اور تعلیم کے نتیجے میں محنت کے معیار میں بہتری کے اثر کی نمائندگی کرتا ہے۔

ایک اور امریکی ماہر معاشیات ڈینسن نے مختلف عوامل کی معاشی نمو میں شراکت کا تخمینہ لگانے میں مزید تطہیر کی۔ ڈینسن نے بقیہ

جدول 21.1: امریکہ کی نمو کے ذرائع (فیصد)، 1929-1982

2.9	پیداوار کی سالانہ نمو (فیصد)
	نمو کا فیصد وجہ سے:
32	محنت ما داخل میں نمو
	محنت کی پیداواریت میں نمو
14	نی کارکن تعلیم
19	تشکیل سرمایہ
28	تکنیکی تبدیلی
9	حاصلاتِ بیہانہ
-2	دیگر عوامل

عامل کے مختلف عناصر کی شراکت کو الگ کرنے اور ماپنے کی کوشش کی۔

1929 - 82 کے دوران امریکی نمو کے مختلف ذرائع کے بارے میں ڈینسن کے تخمینے جدول 21.1 میں پیش کیے گئے ہیں۔ جدول میں دیکھا جاسکتا ہے کہ امریکہ میں اس مدت میں 2.9 فیصد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہوا۔ اس مدت میں نمو کا تعین کرنے والے عوامل کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جدول سے دیکھا جاسکتا ہے کہ اس عرصے کے دوران محنت کی مقدار میں اضافہ امریکہ کی آمدنی میں 32 فیصد اضافے کا سبب بنا۔ دوسرے گروپ کو محنت کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کا تعین کرنے کے والے پانچ عوامل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نی کارکن تعلیم نے اس عرصے کے

دوران پیداوار کے اضافے میں 14 فیصد کا حصہ ڈالا اور تکنیکی تبدیلی نے پیداوار کے اضافے میں 28 فیصد کا حصہ ڈالا۔ اس طرح، نی کارکن تعلیم میں نمو اور تکنیکی تبدیلیوں نے مل کر اس مدت کے دوران امریکہ کی پیداوار میں 42 فیصد اضافہ کا اضافہ کیا۔ سرمایے کی تشکیل نے شرح نمو میں 19 فیصد کا حصہ ڈالا۔ اس سے معاشی نمو کے عوامل کے طور پر تعلیم اور تکنیکی تبدیلی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

تعلیم کی شراکت کی پیمائش کرنے کا ایک اور طریقہ تعلیم اور آمدنی کے اخراجات کے درمیان تعلق کے تجزیے پر مبنی ہے۔ اس نقطہ نظر کو استعمال کرتے ہوئے شلز (Shulz) نے 1900 سے 1956 کی مدت کے دوران تعلیم پر اخراجات اور انفرادی آمدنی اور تعلیم پر اخراجات اور مادی سرمایے کی تشکیل کے درمیان تعلق کا مطالعہ کیا۔

شلز نے پایا کہ جب مستقل ڈالروں میں ماپا جاتا ہے، تو تعلیم کے لیے مختص وسائل (a) صارفین کی آمدنی کے مقابلے، (b) مادی سرمایے کی مجموعی تشکیل کے مقابلے تقریباً ساڑھے تین گنا بڑھ گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مدت کے دوران تعلیم کی طلب کی آمدنی لچک تقریباً 3.5 تھی یا دوسرے لفظوں میں، تعلیم کو ایک سرمایہ کاری کے طور پر مادی سرمایے میں سرمایہ کاری کے مقابلے 3.5 گنا زیادہ پرکشش سمجھا جاسکتا ہے۔ تاہم، یہ واضح رہے کہ شلز کے یہ تخمینے بالواسطہ طور پر معاشی نمو میں تعلیم کے تعاون کی عکاسی کرتے ہیں۔

اپنے مندرجہ بالا تجزیے میں ہم نے وضاحت کی ہے کہ تعلیم کو سرمایہ کاری مانا جاتا ہے اور مادی سرمایے میں سرمایہ کاری کی طرح یہ محنت کی پیداواری صلاحیت کو بڑھاتی ہے اور اس طرح قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ کچھ ماہرین معاشیات نے استدلال کیا ہے کہ تعلیم کی اہمیت صرف اس لیے نہیں ہے کہ تعلیم پیداواری صلاحیت کو بڑھاتی ہے اور اس لیے انفرادی کارکنان کی آمدنی میں اضافہ کرتی ہے بلکہ ساتھ ہی یہ مثبت خارجی اثرات پیدا کرتی ہے۔ مثبت خارجیت اس وقت ہوتی ہے جب کسی شخص کی سرگرمی دوسروں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ مثال کے طور پر، ایک تعلیم یافتہ شخص نئے خیالات پیدا کر سکتا ہے جو ایشیا کی پیداوار کے طریقوں میں بہتری کا باعث بن سکتا ہے۔ جب یہ خیالات معاشرے کے علم کے ذخیرے کا حصہ بن جاتے ہیں، تو ہر کوئی انہیں استعمال کر سکتا ہے اور ان سے فوائد حاصل کر سکتا ہے۔

لہذا یہ خیالات تعلیم کے خارجی فوائد ہیں۔ ترقی پذیر ممالک خصوصاً ہندوستان کو درپیش ایک مسئلہ برین ڈرین (Brain Drain) کا ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی ایک بڑی تعداد (جیسے کہ آئی آئی ٹی، آئی آئی ایم اور میڈیکل کالجوں سے تربیت یافتہ افراد) ترقی یافتہ ممالک جیسے کہ امریکہ میں زیادہ کمائی کے لیے ہجرت کر جاتے ہیں۔ اگر تعلیم کے مثبت خارجی اثرات ہیں تو یہ برین ڈرین ہندوستانی معیشت کو ان فائدہ مند اثرات سے محروم کر دیتا ہے جو ان تعلیم یافتہ افراد نے وہاں پیدا کیے ہوں گے جہاں وہ ہجرت کر گئے ہیں۔

3. تکنیکی پیش رفت (Technical Progress)

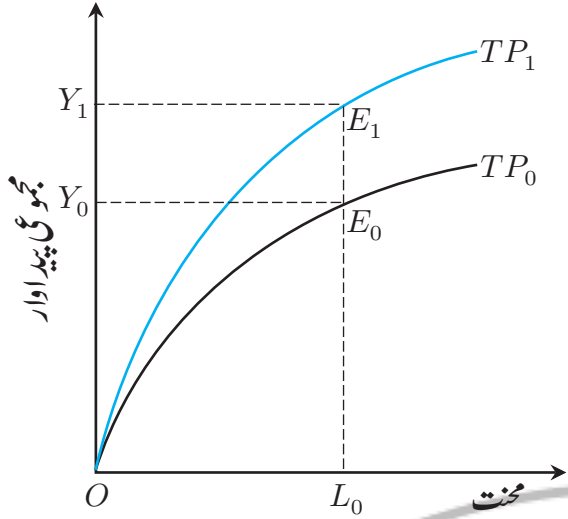
معاشی نمو کا ایک اور اہم عنصر تکنیکی پیش رفت ہے۔ پیداوار میں جدید تکنیکوں کا استعمال یا ٹیکنالوجی میں پیش رفت فی کس پیداوار میں نمایاں اضافہ لاتی ہے۔ تکنیکی پیش رفت سے مراد اشیا پیدا کرنے کے نئے اور بہتر طریقوں کی دریافت یا پرانے طریقوں میں بہتری ہے۔ بعض اوقات تکنیکی پیش رفت کے نتیجے میں قدرتی وسائل کی دستیاب فراہمی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن عام طور پر تکنیکی پیش رفت کے نتیجے میں قدرتی وسائل، سرمایہ اور محنت کی پیداواریت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تکنیکی پیش رفت کے نتیجے میں یکساں وسائل کے ساتھ زیادہ پیداوار یا کم وسائل کے ساتھ اتنی ہی مقدار میں پیداوار پیدا کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

تکنیکی پیش رفت ایجادات (Inventions) اور اختراعات (Innovations) سے ہوتی ہے۔ ایجاد کا لفظ نئی سائنسی دریافتوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جب کہ اختراعات صرف اس وقت ہوتی ہیں جب نئی سائنسی دریافتوں کو حقیقی پیداواری عمل یا تجارتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ ایجادات حقیقی پیداوار کے لیے استعمال ہونے کے لیے معاشی طور پر منافع بخش نہیں ہوتی ہیں۔ ٹیکنالوجی میں بہتری قدرتی وسائل کے استعمال کی تاثیریت میں بہت زیادہ اضافہ کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، امریکہ میں، زمین پر مشینی طاقت سے چلنے والے زرعی آلات کے استعمال میں اضافے نے فی ہیکٹر زمین کی زرعی پیداواری صلاحیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔

بعض تکنیکی بہتریوں کے نتیجے میں اشیائے سرمایہ کے استعمال کی استعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ لیکن، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، تکنیکی تبدیلی کا نتیجہ عام طور پر وسائل کی اعلیٰ پیداواری صلاحیت میں ہوتا ہے۔ تکنیکی تبدیلی بہتر مشینوں، بہتر طریقوں اور اعلیٰ مہارتوں کی فراہمی کے ذریعے کارکنوں کی پیداواری صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔ وسائل کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کے ذریعے ٹیکنالوجی میں ترقی اسی وسائل سے زیادہ پیداوار یا کم وسائل کے ساتھ اتنی ہی مقدار میں پیداوار پیدا کرنا ممکن بناتی ہے۔ نیز، تکنیکی پیش رفت نئی مصنوعات کو دستیاب کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

تکنیکی پیش رفت تفاعل پیداوار میں تبدیلی لاتی ہے۔ یہ مختلف قسم کی بہتری جیسے اعلیٰ آلات، بہتر مواد، اعلیٰ تنظیمی کارکردگی کے ذریعے تفاعل پیداوار میں تبدیلی لاتی ہے۔ تکنیکی پیش رفت عوامل جیسے محنت اور سرمایے کی پیداواری صلاحیت کو بڑھاتی ہے، اس طرح کہ یکساں عامل کی اتنی ہی مقدار سے زیادہ پیداوار پیدا کرنا ممکن ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، تکنیکی تبدیلی پیداوار تفاعل میں اوپر کی طرف تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔ لہذا تکنیکی پیش رفت کا ایک سادہ پیمانہ وقت کے دو نقاط پر تفاعل پیداوار کی پوزیشن کا موازنہ کرنا ہے۔

اسے تصویر 21.1 میں دکھایا گیا ہے جس میں محور X پر محنت کی پیمائش کی گئی ہے اور محور Y پر مجموعی پیداوار کی پیمائش کی گئی



تصویر 21.1: تکنیکی پیش رفت کا اثر

ہے۔ ابتدا میں تفاعل پیداوار TP_0 تھا۔ اس تفاعل پیداوار کے مطابق محنت کی OL_0 مقدار OY_0 مجموعی پیداوار پیدا کرتی ہے۔ اب فرض کریں کہ تکنیکی پیش رفت کی وجہ سے تفاعل پیداوار اوپر کو منتقل ہو کر TP_1 ہو جاتا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ محنت کی یکساں مقدار OL_0 سے زیادہ مجموعی پیداوار OY_1 پیدا ہوگی۔ محنت کی یکساں مقدار کے لیے زیادہ مصنوعات پیدا کرنا تکنیکی پیش رفت کی وجہ سے ممکن ہوا جس نے ان کی پیداواری صلاحیت کو بڑھا دیا۔ اسی طرح تکنیکی تبدیلی سے سرمایے کی پیداواری صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

اوپر مذکور جدول میں آپ نے دیکھا کہ ڈینمن کے مطالعے کے

مطابق 1982 – 1929 کے درمیان تکنیکی پیش رفت نے محنت کی پیداواری صلاحیت میں 28 فیصد اضافہ کیا جب کہ سرمایے کی تشکیل سے 19 فیصد اور تعلیم کے ذریعے 14 فیصد اضافہ ہوا۔

تکنیکی تبدیلی پیداواری صلاحیت کو بڑھاتی ہے اور اس طرح مسلسل تکنیکی تبدیلی معیشت کو معاشی جمود کی طرف جانے سے بچاتی ہے۔ کلاسیکی ماہرین معاشیات جیسے ریکارڈ اور جے ایس مل (J. S. Mill) نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ سرمایے کے ذخیرے میں اضافہ جلد یا بدیر، تقلیل حاصلات پیمانہ کی وجہ سے معیشت کو حالت جمود میں لے جائے گا اور معاشی نمو ختم ہو جائے گی۔ ان ماہرین معاشیات نے تکنیکی پیش رفت کے کردار کو مد نظر نہیں رکھا جو ساکن حالت کی موجودگی کو ملتوی کرنے اور مسلسل معاشی نمو کو یقینی بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر معیشت میں مسلسل تکنیکی پیش رفت ہوتی رہے گی تو معیشت جمود کا شکار نہیں ہوگی۔

واضح رہے کہ ایڈم اسمتھ نے تکنیکی پیش رفت کو مزدوروں کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کے طور پر دیکھا جس کے نتیجے میں محنت کی تقسیم اور مہارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ پیداوار میں اضافہ قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ جے اے شمپیٹر نے معاشی نمو میں تکنیکی اختراعات کے کردار پر بہت زور دیا۔

یہ ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ ترقی پذیر ممالک ٹیکنالوجی میں تیزی سے ترقی کرنے کے خواہش مند ہیں تاکہ موجودہ دور کے ترقی یافتہ ممالک سے ہم آہنگ ہو سکیں۔ زراعت، صنعت، صحت، صفائی، تعلیم اور درحقیقت انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں بہتر ٹیکنالوجی کے استعمال کے لیے بھرپور کوششیں کی جا رہی ہیں۔ درحقیقت، نئی ابھرتی ہوئی قومیں ٹیکنالوجی کو قومی خود مختاریت کا گڑھ اور بین الاقوامی برادری میں علامت رتبہ یا سٹیٹس سمبل گردانتی ہیں۔

تکنیکی پیش رفت کا عمل سرمایے کی تشکیل کے عمل سے جڑا ہوا ہے۔ درحقیقت دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ تکنیکی پیش رفت سرمایے کی تشکیل کے بغیر عملی طور پر ناممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ یا زیادہ موثر تکنیکوں کے تعارف کے لیے ایسی

نئے اشیائے سرمایہ کی تخلیق کی ضرورت ہوتی ہے جو نئی ٹیکنالوجی کو استعمال کر سکیں۔

نئی ایجادات اور اختراعات پیداوار کی نئی اور زیادہ موثر تکنیکوں اور نئی اور بہتر مصنوعات کی طرف لے جاتی ہیں۔ کائن ٹیکسٹائل کی صنعت میں ایجادات اور اختراعات انگلستان میں صنعتی انقلاب کا باعث بنیں۔ پرانے زمانے میں ایجادات کچھ افراد کا کام ہوتی تھیں اور پرائیویٹ تاجروں کے ذریعے ایجادات کو پیداواری عمل میں متعارف کرایا جاتا تھا۔ لیکن اب ملک کی معاشی نمو میں تکنیکی پیش رفت کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، مختلف ممالک کی حکومتیں "ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ" (R&D) پر بہت زیادہ رقم خرچ کر رہی ہیں۔

ترقی پذیر ممالک ترقی یافتہ ممالک سے درآمد کی گئی ٹیکنالوجی کا استعمال کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی تک ٹیکنالوجی میں خاطر خواہ ترقی نہیں کی ہے اور نہ ہی انہوں نے مناسب حد تک اشیائے سرمایہ کی صنعتیں قائم کی ہیں، جو جدید ٹیکنالوجی کو مجسم بناتی ہیں۔ لیکن ان ترقی پذیر ممالک کی طرف سے ترقی یافتہ ممالک کی ٹیکنالوجی کی اندھی تقلید اور استعمال کا ایک ناگوار نتیجہ نکلا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کی ٹیکنالوجی ان ترقی پذیر ممالک کے عوامل کی ودیعت کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ ترقی یافتہ ممالک کے پاس سرمایے کی فراوانی ہے جب کہ ترقی پذیر ممالک کے پاس محنت کی فراوانی ہے۔

بڑی صنعتوں کے ذریعے درآمد شدہ سرمایہ جاذب ٹیکنالوجی کے استعمال کے نتیجے میں روزگار کے خاطر خواہ مواقع پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ نتیجے کے طور پر، معیشت کی صنعت کاری میں پیش رفت کے باوجود ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔

صنعتی ترقی کے ذریعے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لیے، ایک نامور انگریز ماہر معاشیات، پروفیسر شوما کرنے کہا کہ انٹر میڈیٹ ٹیکنالوجی یا جاذب محنت ٹیکنالوجی ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک کے لیے زیادہ مناسب ٹیکنالوجی ہے۔ انٹر میڈیٹ یا جاذب محنت ٹیکنالوجی سے مراد وہ ٹیکنالوجی ہے جس میں مزدور کا زیادہ استعمال ہو اور پھر بھی اس کی بہت زیادہ پیداواریت ہو تاکہ اس کے استعمال سے زیادہ پیداوار کے ساتھ ہی ساتھ زیادہ روزگار کے بھی مواقع پیدا ہوں۔ لیکن کئی صنعتوں کے لیے اس مناسب ٹیکنالوجی کو تلاش کرنے کے لیے، بڑی تحقیق اور ترقی (R&D) کی ضرورت ہوتی ہے۔

4. آبادی (Population)

آبادی اور اس میں اضافہ ایک اور عنصر ہے جو معاشی نمو کی شرح کا تعین کرتا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کام کرنے والی آبادی یا لیبر فورس کی تعداد میں اضافہ کر کے پیداوار کی سطح کو بڑھاتی ہے بشرطیکہ تمام آبادی پیداواری روزگار میں جذب ہو۔ ہم نے اوپر دیکھا کہ ڈینسن کے اندازوں کے مطابق، محنت کی مقدار میں اضافے نے 1982 - 1929 کے دوران امریکہ میں پیداوار کی نمو میں 32 فیصد کی حد تک حصہ ڈالا۔ مزید یہ کہ آبادی میں اضافہ ایشیا کی طلب میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اس طرح، بڑھتی ہوئی آبادی کا مطلب ایشیا کے لیے بڑھتا ہوا بازار ہے جو نمو کے عمل کو آسان بناتا ہے۔ جب ایشیا کا بازار بڑھتا ہے تو انہیں بڑے پیمانے پر پیدا کیا جاسکتا ہے اور اس طرح بڑے پیمانے پر پیداوار کی کفایتوں کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ امریکہ اور یورپی ممالک کی معاشی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آبادی میں اضافے نے ان کی قومی پیداوار میں اضافے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔

لیکن جو کچھ امریکہ اور یورپی ممالک کے بارے میں سچ ہے وہ ضروری نہیں کہ موجودہ دور کے ترقی پذیر ممالک کے معاملے میں بھی درست ہو۔ آبادی میں اضافہ معاشی نمو میں حصہ ڈالتا ہے یا نہیں اس کا انحصار آبادی کے موجودہ سائز، معیشت کو دستیاب قدرتی وسائل اور سرمایے کے ذخیرے، اور موجودہ ٹیکنالوجی پر ہے۔

امریکہ میں، جہاں قدرتی وسائل اور سرمایے کی فراہمی نسبتاً زیادہ ہے، آبادی میں اضافہ مزدوروں کی مقدار میں اضافہ کر کے قومی پیداوار میں اضافہ کرتا ہے۔ ہندوستان میں جہاں دیگر معاشی وسائل خصوصاً سرمایے کی رسد نسبتاً کم ہے، آبادی میں اضافہ معاشی نمو کو فروغ دینے کے بجائے رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔

اشیا و خدمات کی پیداوار کے لیے محنت کو سرمایے کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا، مزدور قوت تب ہی معاشی نمو میں معاون ہو گی جب سرمایے میں بھی اضافہ ہو رہا ہو۔ جدید دور میں مزدوروں کو کام کرنے کے لیے مشینوں، اوزاروں اور فیکٹریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک کے پاس بہت زیادہ مزدور قوت ہے لیکن سرمایے کا بہت کم ذخیرہ ہے، اس لیے مزدوروں کو روزگار دینے سے ضروری نہیں کہ وہ پیداواری بھی ہوں۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی مزدور قوت اپنے آپ میں معاشی نمو کی ضامن نہیں ہے۔ قومی پیداوار میں اضافہ، یعنی معاشی نمو اسی وقت ممکن ہو گی جب افرادی قوت میں اضافے کے ساتھ ساتھ سرمایے اور دیگر وسائل کی رسد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو۔ اگر سرمایے اور دیگر وسائل کی رسد بہت کم ہو، تو مزدور قوت (یا آبادی) میں اضافہ محض بے روزگاری میں اضافہ کرے گا، قومی پیداوار میں اضافہ نہیں کرے گا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، معاشی نمو کے لیے اشیائے سرمایہ کی بڑھتی ہوئی رسد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اشیائے سرمایہ کی رسد میں اضافہ سرمایہ کاری کی بلند شرح سے ہی ممکن ہے۔ اور سرمایہ کاری کی زیادہ شرح بچت کی زیادہ شرح سے ہی ممکن ہے۔ آبادی میں اضافہ کھانے والوں کی تعداد میں اضافہ کر کے صرف کو بڑھاتا ہے جس سے بچت اور سرمایہ کاری دونوں کم ہوتی ہیں۔ اس طرح بچت اور سرمایہ کاری کی کم شرح کا سبب بن کر آبادی میں تیزی سے اضافہ ترقی پذیر ممالک میں معاشی نمو کی شرح کو کم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان جیسے ممالک میں آبادی میں اضافہ درحقیقت معاشی نمو کی راہ ہموار کرنے کے بجائے رکاوٹ کا باعث بنا ہے۔

21.4.1 غیر معاشی عوامل (Non-Economic Determinants)

معاشی نمو کو متاثر کرنے والے اوپر بیان کردہ معاشی عوامل کے علاوہ، بعض غیر معاشی عوامل جیسے سماجی، ثقافتی، نفسیاتی اور سیاسی عوامل بھی ہیں جو معیشت کی نمو میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشی نمو کے لیے امن و امان کا قیام، کاروباری معاملات میں ایمانداری، خاندانوں کے درمیان تعلق، خواندگی، اور میکینیکی آلات سے واقفیت وغیرہ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشی نمو کو متاثر کرنے والے کچھ بعض غیر معاشی عوامل سیاسی عوامل، سماجی اور مادی عوامل، تعلیم، شہری کاری، مذہبی عوامل وغیرہ ہیں۔

1. سیاسی عوامل (Political Factors)

سیاسی نظام، سیاسی استحکام اور مضبوط انتظامیہ جدید معیشتوں کے لیے ضروری ہیں اور ان کی معاشی نمو میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ جرمنی، امریکہ، برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا، جاپان وغیرہ جیسے ممالک سیاسی استحکام اور مضبوط انتظامیہ کی وجہ سے بلند ترین معاشی نمو کی سطح پر پہنچے ہیں۔ زیادہ تر غریب اور ترقی پذیر ممالک میں سیاسی عدم استحکام اور کمزور انتظامیہ ہے جس کا ان کی معاشی نمو اور ترقی کے پروگراموں پر منفی اثر پڑا ہے۔ لہذا، تیز رفتار معاشی نمو کے لیے موثر، مضبوط اور ایماندار انتظامیہ ضروری ہے۔ صاف، منصفانہ اور مضبوط انتظامیہ اور ذمہ دار سیاسی نظام معیشت کو تیز رفتار معاشی نمو کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے۔ دنیا میں کسی بھی ملک نے ذمہ دار حکومت کے مثبت محرک کے بغیر زیادہ نمو اور ترقی حاصل نہیں کی ہے۔

2. سماجی اور نفسیاتی عوامل (Socio-Psychological Factors)

جدید دور میں معاشی نمو کا عمل پر سماجی اور نفسیاتی عوامل کا بھی اثر ہوا ہے۔ سماجی رویے، سماجی اقدار اور سماجی ادارے تعلیم کے پھیلاؤ اور ثقافت کے ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں۔ یورپ اور دیگر ممالک میں روشن خیالی اور صنعتی انقلاب اس جذبے اور مہم جوئی کا نتیجہ تھے جو تعلیم کے پھیلاؤ کے نتیجے میں نئی دریافتوں اور ایجادات اور نتیجتاً نئے کاروباری افراد کے عروج کا باعث بنے۔

3. تعلیم (Education)

تعلیم اختراعات، دریافتوں، ترقی اور توسیع کی اہم گاڑی ہے۔ ان ممالک نے بہت زیادہ اور بڑے پیمانے پر نمو اور ترقی حاصل کی ہے جہاں تعلیم عام ہے۔ تعلیم کے بغیر کوئی بھی ملک معاشی اور سماجی وسائل کا زیادہ سے زیادہ استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی ترقی کے جدید طریقوں کو اپنا سکتا ہے۔ تعلیم ہی ہے جو لوگوں کی پیداواری اور تخلیقی صلاحیتوں کو بڑھا سکتی ہے اور اس طرح کاروباری اور تکنیکی پیش رفت کو فروغ دے سکتی ہے۔ یہ مواقع اور آمدنی کی منصفانہ تقسیم میں بھی مدد کرتی ہے۔

4. شہری کاری (Urbanization)

شہری کاری تمام بنیادی ڈھانچے اور خدمات کے ساتھ کسی علاقے کو ترقی یافتہ اور جدید بنانے کا عمل ہے۔ یہ بہت زیادہ سماجی، معاشی اور ماحولیاتی تبدیلیاں اور پیش رفت پیدا کرتا ہے جو وسائل کے موثر اور نتیجہ خیز استعمال کے امکان کے ساتھ پائیداری کا موقع فراہم کرتا ہے، تکنیکوں کا زیادہ موثر استعمال پیدا کرتا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ماحولیات اور قدرتی تحفظ کا فرض بھی پیدا کرتا ہے۔ ماحولیاتی نظام غریب اور زرعی ممالک میں، ساختی تبدیلی کا آغاز دہی اور شہری شعبوں میں آبادی کے سائز میں تبدیلی سے ہونا چاہیے۔ موثر طریقوں سے شہری کاری کے ساتھ معاشی پیداوار کی تشکیل میں تبدیلی آتی ہے۔

5. مذہبی عوامل (Religious Factors)

مذہبی عوامل اور عقائد بھی ملک کی معاشی نمو کو متاثر کرتے ہیں۔ خاص مذہبی سوچ خود شناسی کے ایک عجیب احساس کو جنم دیتی

ہے۔ مثال کے طور پر، بعض مذاہب تقدیر پر یقین کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور لوگوں کو محنت کرنے سے روکتے ہیں۔ انہیں سکھایا جاتا ہے کہ جو کچھ ہے اس پر قناعت کریں۔ تعلیم اور خطرات بھرے کاروبار سے انہیں کراہت ہوتی ہے۔ جنوبی ایشیائی ممالک میں مذہبی عقیدے مادیت کی بجائے روحانیت پر زیادہ زور دیتے ہیں اور اسی لیے یہ ممالک بہت زیادہ صلاحیتوں کے باوجود پسماندہ ہیں۔

21.5 نتیجہ (Conclusion)

معاشی نمو کو متاثر کرنے والے مختلف عوامل ہیں۔ معاشی نمو ایسا عمل ہے جس کے ذریعے قوم یا معیشت کی پیداواری صلاحیت، معیار زندگی اور قومی پیداوار میں وقت کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے۔ یہ بڑے پیمانے پر غربت کو کم کرنے، معیشتوں کے ڈھانچے کو تبدیل کرنے اور اقوام کے وسیع تر علاقوں میں معاشی نمو کا مسئلہ ہے۔ معاشی نمو کا سماجی رویوں، سیاسی حالات اور تاریخی حادثات سے بہت کچھ لینا دینا ہے۔ اہلیت، قابلیت، خوبیاں، صلاحیتیں اور سہولتیں معاشی نمو کے بنیادی عوامل ہیں۔ معاشی عوامل وہ ہیں جو معیشت کی نمو پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان عوامل میں تبدیلی کے ساتھ معیشت مثبت طور پر آگے بڑھتی ہے۔ دوسری طرف، ثقافتی اداروں، اخلاقی اقدار، اور سماجی اور سیاسی تنظیموں پر مشتمل نمو پر اثر انداز ہونے والے مختلف غیر معاشی عوامل بھی ہیں۔ معاشی نمو کو برقرار رکھا جاسکتا ہے اگر ملک کے معاشی اور غیر معاشی عوامل کو موثر طریقوں سے استعمال کیا جائے۔

21.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- نمو اور معاشی نمو کے معنی کی وضاحت کر سکیں۔
- معاشی نمو کو متاثر کرنے والے عوامل کو بیان کر سکیں۔

21.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

شرح نمو: *Growth Rate* - کسی متغیر میں فیصد تبدیلی
 معاشی نمو: *Economic Growth* - ملک کی مجموعی آمدنی یا کسی آمدنی میں اضافے کا طویل مدتی رجحان۔

21.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

21.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. معاشی نمو کا مطلب ہے:

- (a) آمدنی میں فیصد اضافہ (b) شرح سود میں فیصد اضافہ

(c) روزگار میں فیصد اضافہ (d) سرمایہ کاری میں فیصد اضافہ

2. معاشی نمو کو درج ذیل سے مایا جاسکتا ہے:

(a) قومی آمدنی (b) حاشیائی میلان صرف

(c) سرمایے کی حاشیائی استعداد (d) مجموعی روزگار

3. مدت t میں ایک معیشت کی آمدنی 500 کروڑ تھی۔ مدت $t + 1$ میں اس کی آمدنی بڑھ کر 550 کروڑ ہو جاتی ہے۔ اس معیشت کی شرح نمو ہوگی:

(a) 5 فیصد (b) 10 فیصد

(c) 15 فیصد (d) 225 فیصد

4. ایک معیشت کی آمدنی 100 روپے ہے۔ اس کی سالانہ شرح نمو 5 فیصد ہے۔ ایک سال بعد اس معیشت کی آمدنی ہوگی:

(a) 95 (b) 100

(c) 105 (d) 100.5

5. مندرجہ ذیل میں سے کون سا نمو کا غیر معاشی عامل؟

(a) مثالی قانون سازی کا ڈھانچہ (b) قدرتی وسائل

(c) آبادی (d) تجميع سرمایہ

6. مندرجہ ذیل میں سے کون سا نمو کا معاشی عامل ہے؟

(a) تجميع سرمایہ (b) قدرتی وسائل

(c) آبادی (d) درج بالا سبھی

7. تکنیکی پیش رفت سے عوامل کی یکساں مقدار سے زیادہ مصنوعات پیدا کرنا ممکن ہوتا ہے۔ (صحیح/غلط)

8. انٹرمیڈیٹ یا جازب محنت ٹکنالوجی سے مراد وہ ٹیکنالوجی ہے جس میں مزدور کا نسبتاً زیادہ استعمال ہو۔ (صحیح/غلط)

9. تعلیم سے مراد انسانی صلاحیتوں کی نشوونما اور افرادی قوت کے علم میں اضافہ ہے۔ (صحیح/غلط)

10. ہندوستان میں CSO ہندوستان کی مجموعی آمدنی کا تخمینہ کرتا ہے۔ (صحیح/غلط)

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
صحیح	صحیح	صحیح	صحیح	(a)	(a)	(c)	(b)	(a)	(a)	

21.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. نمو کسے کہتے ہیں؟ نمو کار یا ضیاتی فارمولا کیا ہے؟
2. معاشی نمو سے کیا مراد ہے؟ اس کی پیمائش کس متغیر سے کی جاتی ہے؟
3. آبادی معاشی نمو کو منفی اور مثبت دونوں انداز میں متاثر کر سکتی ہے۔ کیسے؟
4. تکنیکی پیش رفت کسے کہتے ہیں؟ یہ معاشی نمو میں کیسے اضافہ کرتی ہے؟
5. تجميع سرمايه معاشی نمو کے لیے کیوں ضروری ہے؟

21.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. نمو اور معاشی نمو کسے کہتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔
2. تشکیل سرمايه کیوں معاشی نمو کے لیے ضروری ہے۔ تفصیل سے بیان کریں۔
3. معاشی نمو کو متاثر کرنے والے غیر معاشی عوامل کو تفصیل سے بیان کریں۔

21.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ackley, G. H. (1961). *Macroeconomic Theory*.
2. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
3. Boulding, K. E. (1941). *Economic Analysis*. New York: Harper and Brothers.
4. Dornbusch, R., & Fischer, S. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). McGraw Hill Education.
5. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
6. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
7. Shapiro, E. (2001). *Macroeconomic Analysis* (5th ed.). New Delhi, India: Galgotia Algotia Publications PVT LTD.
8. Solow, R. M. (1956, February). A Contribution to the Theory of Economic Growth. *The Quarterly Journal of Economics*, 70(1), 65-94.
9. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 22: معاشی نمو کا ہیرڈ-ڈومر ماڈل

(Harrod-Domar Model of Economic Growth)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	22.0
مقاصد (Objectives)	22.1
ہیرڈ ڈومر ماڈل (Harrod Domar Model)	22.2
ماڈل کے مروضات (Assumptions of the Model)	22.2.1
ڈومر کا نمو کا ماڈل (Domar's Growth Model)	22.3
ہیرڈ کا ماڈل (Harrod's Model)	22.4
سنہری دور (Golden Age)	22.4.1
اقتصادی نتائج (Learning Outcomes)	22.5
کلیدی الفاظ (Keywords)	22.6
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	22.7
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	22.7.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	22.7.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	22.7.3
تجویز کردہ اقتصادی مواد (Suggested Learning Resources)	22.8

22.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے پڑھا کہ کسی بھی ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں مسلسل اضافے کے عمل کو معاشی نمو کہتے ہیں۔ معاشی نمو کے عمل کی وضاحت کے لیے مختلف ماہرین معاشیات نے مختلف نظریات پیش کیے۔ اس بلاک کی باقی اکائیوں میں ہم معاشی نمو کے ہیرڈ ڈومر اور سولو ماڈلز کا مطالعہ کریں گے۔ آئیے سب سے پہلے ہیرڈ ڈومر ماڈل کا مطالعہ کرتے ہیں۔

22.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- ہیروڈ کے مطابق نمو کے عمل میں بچت اور سرمایہ کاری کے کردار کی وضاحت کرنا اور اس کے مضمرات بیان کرنا۔
- ڈومر کے مطابق نمو کے عمل میں بچت اور سرمایہ کاری کے کردار کی وضاحت کرنا اور اس کے مضمرات بیان کرنا۔

22.2 ہیروڈ ڈومر ماڈل (Harrod Domar Model)

کیزنز کے نظریہ روزگار و آمدنی کو قلیل مدتی نظریہ تصور کیا جاتا ہے۔ کیزنز کے مطابق ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ معیشتوں میں چونکہ مجموعی طلب مجموعی رسد کے مقابلے کم ہوتی ہے لہذا معیشت کا توازن مکمل روزگار کی سطح سے کم سطح پر قائم ہوتا ہے۔ اس کو ایسے بھی کہہ سکتے ہیں کہ مدت قلیل میں چونکہ سرمایہ کاری مکمل روزگار کی سطح کے لیے ضروری بچت سے کم ہوتی ہے لہذا معیشت کا توازن مکمل روزگار کی سطح سے کم سطح پر قائم ہوتا ہے۔ قلیل مدتی نظریہ ہونے کی وجہ سے اس نظریے نے طویل مدتی معاشی نمو کے تصور کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ درحقیقت، کیزنز نے سرمایہ کاری کے پیداواری صلاحیت میں اضافے کے اثر کو نظر انداز کیا۔ تاہم، سرمایہ کاری کا دوہرا اثر ہوتا ہے۔ اول، طلب اثر: سرمایہ کاری ضارب کے عمل کے ذریعے لوگوں کی مجموعی طلب اور آمدنی میں اضافہ کرتی ہے، اور دوم، صلاحیت اثر: یہ سرمایہ کے ذخیرے میں اضافے کے ذریعے معیشت کی پیداواری صلاحیت کو بڑھاتی ہے۔ تعریف کے مطابق سرمایہ کاری کا مطلب ہی ہے سرمایہ کے ذخیرے میں اضافہ۔ کیزنز نے سرمایہ کاری کے طلب کے اثر کو تو مد نظر رکھا، لیکن صلاحیت اثر کو پوری طرح نظر انداز کر دیا۔

ہیروڈ اور ڈومر نے سرمایہ کاری کے صلاحیت اثر کو بھی مد نظر رکھ کر کیزنز کے قلیل مدتی نظریے کو طویل مدتی نظریے میں تبدیل کیا۔ ہیروڈ اور ڈومر ماڈل یہ وضاحت کرتے ہیں کہ سرمایہ کاری کو کس شرح سے بڑھانا چاہیے جس سے ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ معیشت میں مستحکم نمو ممکن ہو۔ اس طرح، ان ماڈلز میں تشکیل سرمایہ معاشی نمو کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہیروڈ اور ڈومر ماڈل اس منفرد شرح کا تعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر سرمایہ کاری اور آمدنی میں اضافہ ہونا چاہیے تاکہ مکمل روزگار کی سطح کو طویل عرصے تک برقرار رکھا جائے، یعنی متوازن نمو کا حصول ممکن ہو۔

ہیروڈ اور ڈومر نے اپنے مستقل نمو کے ماڈل کو جدا جدا پیش کیا اور دونوں کے ماڈل کی تفصیلات بھی مختلف ہیں لیکن دونوں کا بنیادی خیال ایک ہی ہے۔ دونوں نے نمو کے عمل میں تجميع سرمایہ (Capital Accumulation) کو اہم عامل قرار دیا۔ انہوں نے سرمایہ کاری کے عمل کے دوہرے کردار پر زور دیا، یعنی آمدنی پیدا کرنا (طلب میں اضافہ) اور معیشت کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنا۔ اس طرح، جہاں کلاسیکی ماہرین معاشیات نے اپنی توجہ صرف صلاحیت یا سپلائی کے پہلو تک محدود رکھی، اور ابتدائی کیسنزی ماہرین معاشیات نے صرف طلب کے مسئلے کا مطالعہ کیا، ہیروڈ اور ڈومر نے ان دونوں پہلوؤں کو مد نظر رکھا۔

وہ مکمل روزگار توازن آمدنی کے ساتھ شروع کرتے ہیں۔ ان کے مطابق، مکمل روزگار توازن کو برقرار رکھنے کے لیے، سرمایہ کاری

سے پیدا ہونے والی مجموعی طلب (مجموعی اخراجات) اس سرمایہ کاری سے پیدا ہونے والی اضافی پیداوار کے لیے کافی ہونے چاہیے۔ مکمل روزگار کے ساتھ مستحکم نمو کو یقینی بنانے کے لیے خالص سرمایہ کاری کی قطعی مقدار میں مسلسل اضافہ ہونا چاہیے اور حقیقی قومی آمدنی میں مسلسل اضافہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر سالانہ سرمایہ کاری جاری رہنے کے دوران طلب اور آمدنی میں اضافہ نہ ہو تو سرمایے کے ذخیرے میں جو اضافہ ہو گا وہ استعمال میں نہیں آئے گا اور بڑھتی ہوئی مزدور قوت کو روزگار بھی فراہم نہیں کیا جاسکے گا جس کے نتیجے میں یہ دو بڑے وسائل بے روزگار ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال مستحکم معاشی نمو کے لیے سازگار نہیں ہو سکتی۔

22.2.1 ماڈل کے مفروضات (Assumptions of the Model)

ہیرڈ ڈومر ماڈل مندرجہ ذیل مفروضات پر مبنی ہے:

1. آمدنی کی ابتدائی مکمل روزگار کی سطح موجود ہے۔
2. معیشت میں حکومت کوئی مداخلت نہیں کرتی۔
3. خارجی عوامل نمو کے متغیرات کو متاثر نہیں کرتے، یعنی یہ ایک بند معیشت کا ماڈل ہے۔
4. ایڈجسٹمنٹ میں کوئی وقفہ نہیں ہوتا ہے، یعنی معاشی متغیرات جیسے بچت، سرمایہ کاری، آمدنی، اخراجات اسی مدت میں خود کو ایڈجسٹ کرتے ہیں۔ بچت میں کوئی تبدیلی اسی مدت میں سرمایہ کاری میں تبدیلی لاتی ہے۔
5. اوسط میلان بچت ($\frac{S}{Y}$) اور حاشیائی میلان بچت ($\frac{\Delta S}{\Delta Y}$) ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔
6. میلان بچت اور سرمایہ پیداوار تناسب ($\frac{K}{Y}$) متعین ہیں۔ متعین سرمایہ پیداوار تناسب کی وجہ سے قائم حاصلات بیانہ ($Constant$ Returns to Scale) کا قانون چلتا ہے۔
7. آمدنی، سرمایہ کاری اور بچت سب کو خالص معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ متغیرات میں فرسودگی کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔
8. بچت اور سرمایہ کاری مطلوبہ اور اصل معنی میں مساوی ہوتے ہیں، یعنی بچت اور سرمایہ کاری کے درمیان اکاؤنٹنگ اور تقابلی مساوات کو اس طرح ظاہر کیا جاسکتا ہے:

$$S_0 = I_0$$
 (اکاؤنٹنگ مساوات) جہاں S_0 اور I_0 بچت اور سرمایہ کاری اصل بچت اور اصل سرمایہ کاری ہیں۔

$$S_e = I_e$$
 (تقابلی مساوات) جہاں S_e اور I_e متوقع یا مطلوبہ بچت اور سرمایہ کاری ہیں۔

22.3 ڈومر کا نمو کا ماڈل (Domar's Growth Model)

سرمایہ کاری پیداواری صلاحیت اور آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافے کی شرح کیا ہونی چاہیے جس سے آمدنی یعنی مجموعی طلب میں اضافہ پیداواری صلاحیت میں اضافے کے برابر ہو، تاکہ مکمل روزگار برقرار رہے۔ ڈومر اس سوال کا جواب سرمایہ کاری کے ذریعے مجموعی رسد اور مجموعی طلب کے درمیان ربط قائم کرتے ہوئے دیتے ہیں۔ ڈومر ماڈل سرمایہ کاری کے دوہرے کردار

پر مبنی ہے: ایک، سرمایہ کاری پیداواری صلاحیت کو بڑھاتی ہے، اور دو، سرمایہ کاری آمدنی یعنی مجموعی طلب کو بڑھاتی ہے۔ سرمایہ کاری کے دونوں اطراف مستحکم نمو کا حل فراہم کرتے ہیں۔

1. سرمایہ کاری کا صلاحیت اثر

آئیے پہلے سرمایہ کاری کی صلاحیت اثر پر غور کریں۔ سرمایہ کاری کی سپلائی سائڈ کو درج ذیل مساوات سے دکھایا جاسکتا ہے:

$$Y_s = \sigma K \quad (22.1)$$

مساوات (22.1) کے مطابق پیداوار کی رسد سرمایے کی پیداواری صلاحیت (σ) اور سرمایے کی مقدار (K) پر منحصر کرتی ہے۔ ان عوامل میں کسی میں بھی تبدیلی سے پیداوار کی رسد میں تبدیلی ہوگی۔ مثال کے طور پر، پیداواری صلاحیت میں اضافے سے پیداوار کی رسد میں اضافہ ہوگا اور اس میں کمی سے پیداوار کی رسد میں کمی ہوگی۔ اسی طرح سرمایے میں کمی سے پیداوار میں کمی ہوگی اور سرمایے میں اضافے سے پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ درج بالا مساوات کو ایزادی شکل (Incremental Form) میں ذیل کی طرح لکھا جاسکتا ہے:

$$\Delta Y_s = \sigma \Delta K \quad (22.2)$$

مساوات (22.2) کے مطابق قومی پیداوار یا معیشت کی قومی آمدنی میں اضافے (ΔY_s) کا انحصار اس مدت کے دوران سرمایے کے ذخیرے میں اضافے (ΔK) اور پیداوار-سرمایہ تناسب یا سرمایے کی پیداواری صلاحیت (σ) پر ہوتا ہے۔ پیداوار-سرمایہ تناسب کو $\frac{\Delta Y_s}{\Delta K}$ لکھا جاسکتا ہے، جہاں ΔY_s کا مطلب قومی پیداوار میں اضافہ ہے اور ΔK کا مطلب سرمایے کے اسٹاک میں اضافہ ہے۔ اس طرح اگر ایک روپے مالیت کی حقیقی پیداوار کے لیے 4 روپے مالیت کی اشیائے سرمایہ کی ضرورت ہو، تو حاشیائی پیداوار-سرمایہ تناسب $\frac{1}{4}$ یا 0.25 ہوگا۔ اس طرح، کسی مدت کے دوران قومی پیداوار میں مطلق اضافہ (ΔY_s) سرمایے کے ذخیرے میں اضافے (ΔK) کو سرمایے کی ایک اکائی کے ذریعے پیدا ہونے والی پیداوار (یعنی $\frac{\Delta Y_s}{\Delta K}$) سے ضرب کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

یاد کریں کہ سرمایہ کاری (I) کی تعریف سرمایے کی ذخیرے میں اضافے (ΔK) سے کی جاتی ہے۔ اسی طرح، اس ماڈل میں حاشیائی پیداوار-سرمایہ ($\frac{\Delta Y}{\Delta K}$) کو مستقل اور اوسط پیداوار-سرمایہ ($\frac{Y}{K}$) تناسب کے مساوی فرض کیا گیا ہے اور σ سے اس کی نمائندگی کی جاسکتی ہے۔ اس طرح مساوات (22.2) کو لکھا جاسکتا ہے:

$$\Delta Y_s = I \sigma \quad (22.3)$$

واضح رہے کہ پیداوار سرمایہ تناسب (σ) درحقیقت سرمایہ پیداوار تناسب یعنی ($\frac{K}{Y}$ یا $\frac{\Delta K}{\Delta Y}$) کا الٹ ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک سال میں 500 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی جاتی ہے اور سرمایہ پیداوار تناسب 4 ہے (یعنی پیداوار سرمایہ تناسب $\frac{1}{4}$ ہے) تو اس سال پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

$$\Delta Y = \Delta K \cdot \left(\frac{\Delta Y_s}{\Delta K} \right) = 500 \cdot \frac{1}{4} = 125 \text{ crore}$$

2. سرمایہ کاری کا طلب یا آمدنی اثر

سرمایہ کاری کی طلب سائڈ کو درج ذیل مساوات سے دکھایا جاسکتا ہے:

$$Y_d = C + I \quad (22.4)$$

$$Y_d = bY + I \quad (22.5)$$

$$Y_d = \frac{I}{1-b} \quad (22.6)$$

$$Y_d = \frac{I}{s} \quad (22.7)$$

درج بالا مساواتوں میں b حاشیائی اور اوسط میلان صرف ہے، s حاشیائی اور اوسط میلان بچت ہے Y_d مجموعی آمدنی یا مجموعی طلب ہے۔ ان مساواتوں کے مطابق مجموعی طلب اور سرمایہ کاری میں مثبت تعلق ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافے سے مجموعی طلب میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس مجموعی طلب اور میلان بچت کے مابین منفی تعلق ہے۔ میلان بچت میں اضافے سے سرمایہ کاری میں کمی ہوگی اور میلان بچت میں کمی سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ مساوات (22.7) سرمایہ کاری کی ڈیمانڈ سائڈ کو دکھاتی ہے۔ اس مساوات کو ایزادی شکل میں بھی لکھا جاسکتا ہے۔ مجموعی طلب یا آمدنی میں اضافے کی وضاحت کینز کے نظریہ ضارب سے کی جاسکتی ہے۔ نظریہ ضارب کے مطابق آمدنی میں اضافہ سرمایہ کاری میں اضافے (ΔI) گنا ضارب کے مساوی ہوتا ہے۔ یاد کریں کہ ضارب $\frac{1}{s}$ کے مساوی ہوتا ہے جہاں s حاشیائی میلان بچت ہے۔ لہذا، سرمایہ کاری کا طلب اثر یا آمدنی اثر ہوگا:

$$\Delta Y_d = \left(\frac{1}{s}\right) \Delta I \quad (22.8)$$

ڈومر کے مطابق، پیداوار کی رسد (Y_s) میں اضافہ صرف اسی صورت میں ہوگا جب لوگوں کی مجموعی طلب یا آمدنی (Y_d) میں کافی مقدار میں اضافہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں طلب یا آمدنی میں اضافہ (ΔY_d) اتنا ہونا چاہیے کہ پیداوار کی رسد میں اضافے کے مساوی ہو۔ یعنی درج ذیل شرط پوری ہوتی ہو:

$$\Delta Y_d = \Delta Y_s \quad (22.9)$$

$$\left(\frac{1}{s}\right) \Delta I = I\sigma \quad (22.10)$$

3. شرح نمو کے لحاظ سے ڈومر کی نمو کی مساوات

آمدنی اور سرمایے کی نمو کی شرحوں کے لحاظ سے بھی مساوات (22.10) کو لکھا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے مساوات (22.3) کے دونوں اطراف کو Y سے تقسیم کریں۔

$$\frac{\Delta Y_s}{Y} = \frac{I}{Y} \sigma \quad (22.11)$$

مساوات (22.11) پیداوار میں اضافے کی شرح کو ظاہر کرتی ہے اور اس لیے اسے G_y لکھا جاسکتا ہے۔ ان تبدیلیوں کے ساتھ، ہمیں درج ذیل مساوات ملتی ہے۔

$$G_y = \frac{I}{Y} \sigma \quad (22.12)$$

جہاں، G_Y پیداوار یا آمدنی کی شرح نمو ہے۔

اوپر کی نمو کی مساوات (22.12) سے، واضح ہے کہ، دیے گئے پیداوار-سرمایہ تناسب کے ساتھ، پیداوار کی نمو کی شرح سرمایہ کاری کی شرح پر منحصر ہے؛ سرمایہ کاری کی شرح جتنی زیادہ ہوگی، پیداوار یا آمدنی میں اضافے کی شرح اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ چونکہ معیشت مستحکم شرح سے ترقی کرتی ہے لہذا مکمل روزگار کے توازن کو برقرار رکھنے کے لیے، بچت (S) کی شرح کو سرمایہ کاری (I) کی شرح کے برابر رہنا چاہیے۔ لہذا، مساوات (22.12) میں ہم $\frac{I}{Y}$ کے لیے $\frac{S}{Y}$ لکھ سکتے ہیں۔ ایسا کرنے اور مساوات کو دوبارہ لکھنے سے ہمیں حاصل ہوگا:

$$G_y = \frac{S}{Y} \sigma \quad (22.13)$$

چونکہ $\frac{S}{Y}$ بچت اور قومی آمدنی کے تناسب کی نمائندگی کرتا ہے، اس لیے ہم اسے s بھی لکھ سکتے ہیں۔ لہذا:

$$G_y = s \cdot \sigma \quad (22.14)$$

مساوات (22.14) سرمایہ کاری اور بچت کے پیداواری صلاحیت کے اثر کی نمائندگی کرتی ہے اور اس وجہ سے نمو کے مسئلے کی

سپلائی سائیڈ کی نمائندگی کرتی ہے۔

4. متوازن نمو کی شرط

متوازن نمو کو حاصل کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے، مجموعی طلب (یعنی مجموعی اخراجات) کو اس شرح سے بڑھنا چاہیے جو کہ پیداواری صلاحیت میں اضافے کو جذب کرنے کے لیے کافی ہو۔

ہم نے اوپر وضاحت کی کہ مجموعی طلب یا آمدنی ΔI کی شرح سے بڑھتی ہے جبکہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ $I\sigma$ کی شرح سے ہوتا ہے۔ اس طرح، مستحکم متوازن نمو کی شرح صرف اسی صورت میں حاصل ہوگی جب مجموعی اخراجات (یا آمدنی) کی شرح نمو استعدادی پیداوار یا پیداوار کی رسد میں نمو کی شرح کے برابر ہو۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مکمل روزگار آمدنی کے توازن کو برقرار رکھنے کے لیے درج ذیل شرط کا پورا ہونا ضروری ہے:

$$\frac{1}{s} \cdot \Delta I = I\sigma \quad (22.14)$$

$$\frac{\Delta I}{I} = s\sigma \quad (22.15)$$

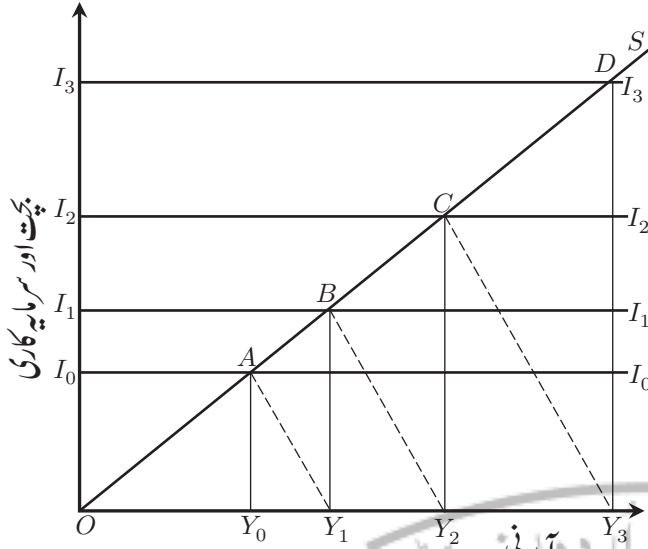
چونکہ آمدنی کی شرح نمو $(\frac{\Delta Y}{Y})$ یا G_Y بھی $s\sigma$ کے برابر ہے لہذا متوازن نمو کے لیے شرط ہوگی:

$$G_y = \frac{\Delta Y}{Y} = \frac{\Delta I}{I} = s\sigma \quad (22.16)$$

اگر یہ شرط پوری نہیں ہوتی تو معیشت متوازن نمو نہیں حاصل کر سکے گی۔ اس طرح، مکمل روزگار کے مسلسل توازن کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری شرط یہ ہے کہ سرمایہ کاری اور حقیقی آمدنی دونوں کو $s\sigma$ کی مستقل سالانہ شرح سے بڑھنا چاہیے۔

تصویر 22.1 میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ تصویر میں محور X پر آمدنی اور محور Y پر بچت اور سرمایہ کاری کو دکھایا گیا ہے۔

بچت خط OS مبداسے اوپر کو جاتا سیدھا خط ہے جس کا ڈھلان حاشیائی میلان صرف (s) کو دکھاتا ہے۔ ابتدا میں سرمایہ کاری خط $I_0 I_0$ ہے جو



تصویر 22.1: ڈومر کا نمونہ ماڈل

بچت خط کو نقطہ A پر قطع کرتا ہے جس سے توازی آمدنی Y_0 کا تعین ہوتا ہے۔ فرض کریں کہ آمدنی کی یہ سطح مکمل روزگار آمدنی کی سطح ہے۔

Y_0 توازی آمدنی سے پیدا نیا سرمایہ OI_0 سے پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ یہ اضافہ پیداوار سرمایہ تناسب پر منحصر کرتا ہے۔ متعینہ پیداوار سرمایہ تناسب کے ساتھ سرمایہ کاری I_0 سے آمدنی میں Y_0Y_1 کا اضافہ ہوگا۔ جس کے نتیجے میں قومی آمدنی Y_1 تک بڑھ جائے گی۔ یاد رہے کہ آمدنی میں یہ اضافہ (ΔY یا Y_0Y_1) اور سرمایہ کاری میں

اضافے (OI_1) کا تناسب ($\frac{\Delta Y}{\Delta I} = \frac{Y_0Y_1}{OI_1}$) پیداوار سرمایہ

تناسب σ کو دکھاتا ہے۔ لیکن آمدنی Y_1 کی سطح کو صرف اس صورت میں حاصل کیا جاسکتا یا برقرار رکھا جاسکتا ہے جب سرمایہ کاری تفاعل اوپر کی طرف منتقل ہو کر I_1I_1 ہو جائے اور بچت تفاعل OS کو نقطہ B پر قطع کرے۔ دیکھیں کہ نقطہ B پر آمدنی Y_1 کا تعین ہوتا ہے۔

تاہم، سرمایہ کاری کی سطح OI_1 سے استعدادی پیداوار Y_3 ہو جائے گی (جو آمدنی کی سابقہ سطح Y_2) میں مقابلے OI_1 گنا σ اضافے کے مساوی ہوگی) لیکن آمدنی کی نئی سطح Y_3 کو صرف اسی صورت میں برقرار رکھا جاسکتا ہے جب سرمایہ کاری اتنی بڑھ جائے کہ نیا سرمایہ کاری طلب خط I_2I_2 بچت تفاعل OS کو نقطہ C پر قطع کرے۔ اس طرح، یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ ہر مدت میں سرمایہ کاری میں مناسب مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ آمدنی میں سابقہ مدت کی سرمایہ کاری گنا σ کے مساوی اضافہ ہوگا۔ اور ہر مدت میں سرمایہ کاری، پیداوار سرمایہ تناسب گنا σ مقدار سے بڑھے گی۔ اس طرح، آمدنی σ کی مستحکم شرح سے بڑھتی رہے گی۔

بنیادی مساوات $\frac{\Delta I}{I} = \sigma \sigma$ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بچت کی شرح جتنی زیادہ ہوگی، مکمل روزگار کے ساتھ مستحکم نمو کو برقرار رکھنے کے لیے درکار سرمایہ کاری کی نمو اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اسی طرح، جتنی زیادہ σ کی قدر (یعنی پیداوار - سرمایہ تناسب) ہوگی، زائد صلاحیت کے مسئلے کے ابھرنے سے بچنے کے لیے آمدنی میں اتنا ہی اضافہ ہونا ضروری ہوگا۔ لیکن آمدنی میں زیادہ اضافہ زیادہ سرمایہ کاری کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ لہذا، اگر آمدنی کو مستحکم شرح سے بڑھنا ہے، تو سرمایہ کاری کو بھی $\sigma \sigma$ کی سالانہ مستحکم شرح سے بڑھنا ہوگا۔

اگر $\frac{\Delta I}{I} < \sigma \sigma$ کی صورت ہو یعنی اگر سرمایہ کاری میں خاطر خواہ نمو نہیں ہوتی ہے، تو مکمل روزگار کے ساتھ مستحکم نمو حاصل نہیں ہوگی۔ دوسری طرف، اگر آج کی سرمایہ کاری مکمل روزگار کے ساتھ متوازن نمو حاصل کرنے کے لیے کافی ہو، تو اگلی مدت میں طلب میں خاطر خواہ اضافہ پیدا کرنے کے لیے سرمایہ کاری کو اور زیادہ ہونا پڑے گا تاکہ توسیع شدہ پیداواری صلاحیت کو مکمل طور پر استعمال کیا جاسکے اور ناقص استعمال سے بچا جاسکے۔ معیشت کو، اسی جگہ پر رہنے کے لیے، تیز اور تیز دوڑنا ہوگا، ورنہ وہ نیچے کی طرف پھسل جائے گی۔

اپنے مضمون "ایک متحرک معاشیات کی طرف" میں، ہیر وڈ نے ایک نظریہ پیش کیا جسے حقیقی معنوں میں متحرک سمجھا جاسکتا ہے۔ سیکولر رجحانات کی وضاحت اس کا بنیادی موضوع ہے۔ وہ بے روزگاری اور افراط زر کی سیکولر وجوہات اور ان عوامل کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتا ہے جو توازن اور تجميع سرمایہ کی اصل شرح کا تعین کرتے ہیں۔ ہیر وڈ نے اپنے ماڈل میں اس کی وضاحت کرنے کی کہ معیشت میں توازن نمو کو کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر توازن نمو میں خلل پڑتا ہے تو کس طرح طویل مدتی بے روزگاری اور مہنگائی پیدا ہوتی ہے۔ ہیر وڈ ماڈل بنیادی طور پر درج ذیل سوالات کے حل کی کوشش کرتا ہے:

- متعین سرمایہ پیداوار تناسب اور متعین بچت آمدنی تناسب کے ساتھ توازن شرح نمو کو کیسے حاصل کیا جائے؟
 - اس توازن شرح نمو کو کیسے برقرار رکھا جائے؟ یا وہ کیا شرائط ہیں جو اس مستحکم شرح نمو کے برقرار رہنے کے لیے ضروری ہیں؟
 - کس طرح قدرتی عوامل شرح نمو کی اوپری حد کا تعین کرتے ہیں؟
- معاشی نمو کے بارے میں ہیر وڈ کے تجزیے میں تین بنیادی عناصر ہیں:

1. آبادی میں اضافہ،
 2. نئی کس پیداوار جو تکنیک یا اختراعات کی سطح سے طے ہوتی ہے اور
 3. تجميع سرمایہ۔
- اختراعات غیر جانبدار ہو سکتی ہے، جاذب محنت ہو سکتی ہے یا جاذب سرمایہ ہو سکتی ہے۔ واضح رہے کہ ہیر وڈ سرمایہ پیداوار تناسب کا استعمال کرتا ہے جو ڈومر کے پیداوار سرمایہ تناسب کا الٹ ہے۔
- سرمایہ کاری کے حوالے سے کاروباری فیصلوں کے جواب کے طور پر آمدنی کے رویے کا تجزیہ کرتے ہوئے ہیر وڈ دو مفروضے قائم کرتا ہے:

- i. کسی بھی مدت میں بچت کاری اس مدت کے دوران موصول آمدنی کا مستقل تناسب ہوتا ہے یعنی $s = \frac{S}{Y}$ اور
- ii. سرمایہ کاری، آمدنی میں اضافے کی شرح کے متناسب ہوتی ہے یعنی $I = v\Delta Y$

دوسرا مفروضہ درحقیقت اصول اسراع ہے جس کے مطابق آمدنی میں اضافے سے سرمایے کے ذخیرے میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہیر وڈ اصول اسراع اور سرمایہ کاری ضارب کو استعمال کر کے شرح نمو کے تجزیے کی شروعات کرتے ہیں۔ ڈومر کے ماڈل کی ہی طرح، ہیر وڈ کے مطابق شرح نمو (G_y یا $\frac{\Delta Y}{Y}$) سرمایے کی تشکیل (یا سرمایہ کاری) کی شرح اور سرمایہ پیداوار تناسب پر منحصر کرتی ہے۔ ہیر وڈ کے سرمایہ پیداوار تناسب سے مراد اشیائے سرمایہ کی وہ مقدار ہے جو پیداوار کی اضافی اکائی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ ڈومر

¹Harrod, R. (1948). *Towards a Dynamic Economics*. Macmillan

کے مقابلے میں نمو کا زیادہ تفصیلی تجزیہ پیش کرتے ہوئے، ہیر وڈ نے نمو کی تین شرح پیش کیں۔ ایک، اصل شرح نمو ہے جسے G_y کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کا تعین بچت کے تناسب (s) اور سرمایہ پیداوار تناسب (v) سے ہوتا ہے۔ دو، G_w سے ظاہر کردہ تضمینی شرح نمو ($Warranted Growth Rate$) ہے۔ یہ معیشت میں آمدنی کی مکمل صلاحیت میں اضافے کی شرح ہے۔ تیسری، قدرتی نمو کی شرح ہے جسے G_n سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اسے ممکنہ یا مکمل روزگار کی شرح نمو بھی کہا جاسکتا ہے۔

1. حقیقی شرح نمو ($Actual Growth Rate$)

ہیر وڈ کی اصل شرح نمو کی مساوات کو اس طرح لکھا جاسکتا ہے:

$$G_y = \frac{s}{v} \quad (22.17)$$

جہاں، G_y شرح نمو ($\frac{\Delta Y}{Y}$) ہے، s بچت کی شرح ہے (یعنی قومی آمدنی میں بچت کا تناسب $(\frac{s}{Y})$ اور v سرمایہ - پیداوار تناسب ہے۔ نوٹ کریں کہ اوپر ہیر وڈ کی نمو کی مساوات (22.17) میں سرمایہ پیداوار تناسب v وہ ہے جو اضافی سرمایے کی تجمع (ΔK) اور ایک سال میں اشیا اور خدمات کی پیداوار میں اضافے (ΔY) سے اصل میں حاصل ہوتا ہے۔ ہیر وڈ اس مساوات کو درج ذیل طریقے سے اخذ کرتے ہیں۔ کیسزی فریم ورک کی اتباع کرتے ہوئے ہیر وڈ کے مطابق حقیقی بچت حقیقی سرمایہ کاری کے برابر ہونی چاہیے۔ مزید، ان کے مطابق کسی مدت t میں بچت قومی آمدنی کا مستقل تناسب ہوتا ہے۔ یعنی:

$$S_t = sY_t \quad (22.18)$$

مدت t میں سرمایہ کاری (I یا ΔK) پیداوار (یا آمدنی) میں اضافے کی شرح پر منحصر ہے، یعنی:

$$I = \Delta K = v(Y_t - Y_{t-1}) = v\Delta Y \quad (22.19)$$

چونکہ مدت t میں اصل بچت اصل سرمایہ کاری کے برابر ہونی چاہیے، لہذا:

$$v\Delta Y = sY_t \quad (22.20)$$

Y سے تقسیم کرنے پر

$$\frac{v\Delta Y}{Y} = \frac{sY_t}{Y} \rightarrow \frac{\Delta Y}{Y} = \frac{s}{v} \quad (22.21)$$

چونکہ $\frac{\Delta Y}{Y}$ پیداوار یا آمدنی کی نمو کی نمائندگی کرتا ہے، لہذا ہم اسے G_y سے ظاہر کر سکتے ہیں۔ اس طرح

$$G_y = \frac{s}{v} \quad (22.22)$$

G_y کسی مدت میں پیداوار یا آمدنی کی وہ نمو ہے جو اصل میں حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح نمو کی یہ مساوات درحقیقت ایک سچائی کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ یہ تعریف کے لحاظ سے ہمیشہ درست ہوتی ہے۔

2. تضمینی شرح نمو ($Warranted Rate of Growth$)

ہیر وڈ نے تضمینی شرح نمو کی مساوات کو نمو کی بنیادی مساوات کہا۔ تضمینی شرح نمو وہ شرح نمو ہے جس کے واقع ہونے پر

تاجروں کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ انہوں نے صحیح مقدار سے زیادہ یا کم مقدار میں پیداوار نہیں کی ہے۔ اس شرح نمو کے حصول سے مطمئن ہو کر، کاروباری افراد نمو کی اس شرح کو برقرار رکھیں گے۔ تقصیمی شرح نمو اس لحاظ سے نمو کی توازن شرح ہے جسے اگر پیداوار، حاصل کرتے ہیں، تو اسے برقرار رکھنا چاہیں گے۔ تقصیمی شرح نمو کی شرط درج ذیل ہے:

$$G_w = \frac{s}{v_r} \quad (22.23)$$

جہاں، G_w تقصیمی شرح نمو پیداوار یا آمدنی میں اضافے کی وہ شرح ($\frac{\Delta Y}{Y}$) ہے جو تاجروں کو ان کی گئی سرمایہ کاری کی مقدار سے مطمئن رکھے گی، یعنی یہ نمو کی مکمل صلاحیت کی شرح ہے۔ v_r شرح نمو کو برقرار رکھنے کے لیے درکار اضافی سرمایہ پیداوار کا تناسب ہے اور اس کا تعین ٹیکنالوجی کی حالت اور پیداوار میں اضافے پر مشتمل اشیاء کی نوعیت سے ہوتا ہے۔ s اوسط میلان بچت ہے۔

مساوات (22.23) کے مطابق اگر معیشت کو G_w کی مستحکم شرح پر آگے بڑھنا ہے جس پر اس کی صلاحیت کا مکمل استعمال ہو، تو آمدنی کو ہر سال $\frac{s}{v_r}$ کی شرح سے بڑھنا ہو گا۔ اگر آمدنی تقصیمی شرح پر بڑھتی ہے، تو معیشت کے سرمایے کا ذخیرہ مکمل طور پر استعمال ہو گا۔ کاروباری افراد مکمل آمدنی پر پیدا ہونے والی بچت کی مقدار کی سرمایہ کاری جاری رکھنے کے لیے تیار ہوں گے۔ اس لیے G_w نمو کی ایسی خود کفالتی شرح ہے کہ اگر معیشت اسی شرح سے بڑھتی رہے تو یہ توازن کے راستے پر چلے گی۔

مندرجہ بالا دونوں مساوات (22.22) اور (22.23) میں s یکساں ہے کیونکہ ہیر وڈ نے فرض کیا ہے کہ بچت کے ارادوں کو ہمیشہ پورا کیا جاتا ہے اس طرح کہ مطلوبہ بچت ہمیشہ اصل بچت کے مساوی ہوتی ہے۔ اس طرح، ہیر وڈ نے یہ دکھایا کہ متحرک توازن کے لیے ضروری ہے کہ

$$G_y = G_w \quad (22.24)$$

$$\frac{s}{v} = \frac{s}{v_r} \quad (22.25)$$

$$v = v_r \quad (22.26)$$

یہ محل نظر رہے کہ نمو کی مساوات (22.23) میں v_r نمو کی مساوات (22.22) کے v سے مختلف ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، ہیر وڈ کی نمو کی مساوات (22.22) میں v ایک مدت کے دوران سرمایے کی مقدار میں اضافے اور پیداوار میں اضافے کے تناسب کو دکھاتا ہے۔ یہ دکھاتا ہے کہ کسی مدت میں سرمایے میں اضافے کے ساتھ اصل میں کیا پیدا ہوا ہے۔ v یہ نہیں دکھاتا کہ کیا پیداوار واقعی پیداوار میں اضافے سے مطمئن ہیں یا نہیں۔ مثال کے طور پر، اگر معیشت میں تیزی کے حالات ہیں اور اس کے نتیجے میں اس مدت کے دوران سرمایے میں اضافے کو مکمل طور پر استعمال کیا جاتا ہے، تو سرمایہ پیداوار تناسب (v) کم ہو گا۔ دوسری طرف، اگر معیشت میں مندی ہے، تو اضافی سرمایے کو پوری طرح پیداوار میں استعمال نہیں کیا جائے گا اور لہذا سرمایہ - پیداوار تناسب زیادہ ہو گا۔

لیکن مطلوبہ سرمایہ پیداوار تناسب (v_r) کے سائز کا تعین تکنیکی حالات اور اضافی پیداوار میں شامل اشیاء کی نوعیت سے ہوتا ہے۔ نمو کی اس تقصیمی شرح کا حصول تبھی ممکن ہو گا جب نمو کے عمل کے دوران آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہو۔

چونکہ سرمایہ کاری آمدنی کا تناسب معین ہوتا ہے لہذا، آمدنی میں اضافے کا مطلب یہ ہو گا کہ اگلی مدت میں ضروری طور پر آمدنی اور سرمایہ کاری دونوں زیادہ ہوں گے۔ ایسی صورت حال میں پیدا کار نمو کی شرح کو برقرار رکھنا چاہیں گے۔ وہ اس لیے کہ اس صورت میں پیدا کار اس امید پر سرمایہ کاری کرتے ہیں کہ وہ جو کچھ پیداوار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اسے بچ سکیں گے۔ دوسرے لفظوں میں، پیدا کار $G_w v_r$ کے لیے مطلوبہ مقدار میں سرمایہ کاری کرنا چاہیں گے جو s کے برابر ہوگی۔

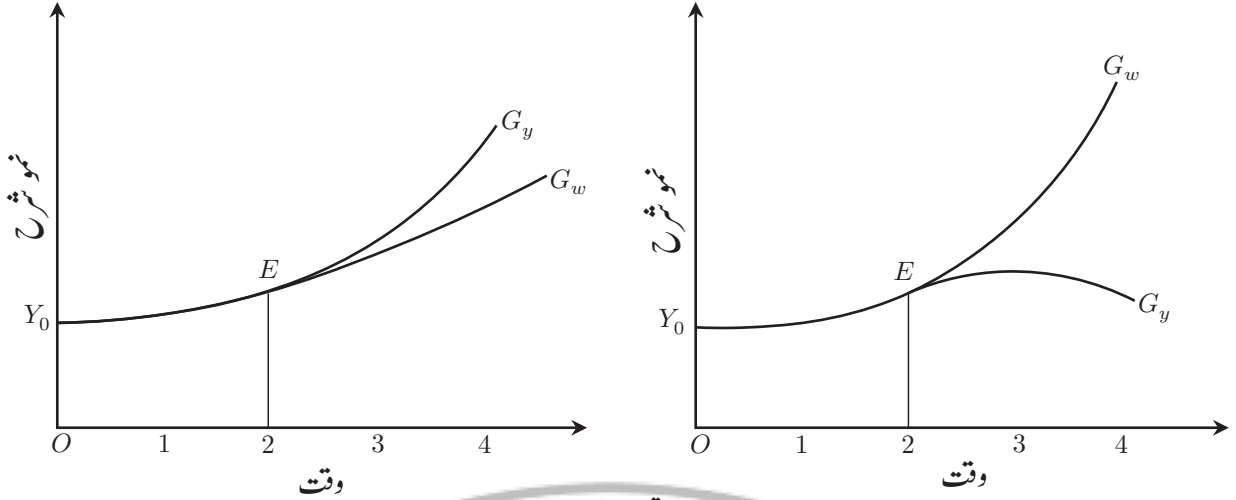
توازنی شرح نمو کے لیے شرط

ہیروڈ کے ماڈل میں، اگر سرمایہ پیداوار تناسب (v) درحقیقت مطلوبہ سرمایہ پیداوار تناسب (v_r) کے برابر ہو تو نمو کی اصل شرح، G_y تقصیمی شرح نمو (G_w) کے مساوی ہوگی اور معیشت توازن کی شرح $(G_y = G_w)$ سے بڑھے گی۔ واضح رہے کہ نمو کی اصل شرح تقصیمی شرح نمو کے مساوی تب ہوگی جب سرمایہ کاری اتنی بلند شرح سے بڑھ رہی ہو جس سے پیداوار کی رسد میں اضافے کی شرح کو یقینی بنانے کے لیے مناسب طلب پیدا ہو سکے۔

ہیروڈ کے مطابق مستحکم توازن کی شرط یہ ہے کہ اصل شرح نمو تقصیمی شرح نمو کے برابر ہو، یعنی پیداوار یا آمدنی میں اضافے کی شرح اتنی ہو جو کاروباریوں کو ان کی گئی سرمایہ کاری سے مطمئن رکھے۔ اس طرح توازن کی شرح نمو کے لیے شرط ہے: $G_y = G_w$ ۔ جب تک $v = v_r$ ہو گا پیدا کار نمو کی شرح کو برقرار رکھنا چاہیں گے۔ دوسرے لفظوں میں، G_y (حقیقی شرح نمو) وہی ہوگی جسے پیدا کار برقرار رکھنا چاہتے ہیں، یعنی G_w ۔ لیکن ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ G_w کا مطلب وہ شرح نمو ہے جس کا ادراک ہونے پر تاجر مستقبل میں اسی شرح نمو کو حاصل کرنا چاہیں گے۔ مزید برآں، اگر آمدنی اس شرح سے بڑھتی ہے تو یہ اسی شرح سے بڑھتی رہے گی۔ اس طرح مستحکم نمو کی شرح کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ اگر کاروباری افراد کو اس بات پر قائل کرنا ہے کہ زیادہ سرمایہ کاری مطلوب ہے تو آمدنی میں تیزی سے اضافہ کرنا ہو گا۔ اس طرح آمدنی اور سرمایہ کاری دونوں ایک دور سے دوسرے دور تک بڑھتے جائیں گے۔ اس طرح آمدنی اور سرمایہ کاری میں تراسی توازن اضافہ ہوتا ہے۔

اگر درج بالا شرط پوری نہیں ہوتی ہے، یعنی حقیقی شرح نمو تقصیمی شرح نمو کے مساوی نہ ہو یا دوسرے لفظوں میں حقیقی سرمایہ پیداوار تناسب (v) ضروری پیداوار سرمایہ تناسب (v_r) کے مساوی نہ ہو تو معیشت میں عدم استحکام پیدا ہو گا۔ یہ عدم استحکام دو طرح کا ہو سکتا ہے:

اگر حقیقی شرح نمو (G_y) تقصیمی شرح نمو (G_w) سے زیادہ ہو تو حقیقی سرمایہ پیداوار تناسب (v) مطلوبہ سرمایہ پیداوار تناسب (v_r) سے کم ہو گا۔ اس صورت میں آمدنی کی شرح نمو پیداوار کی شرح نمو سے زیادہ ہوگی۔ یعنی مجموعی طلب (اعلیٰ مجموعی آمدنی کی وجہ سے) پیداوار کی رسد سے زیادہ ہوگی۔ اس کے نتیجے میں معیشت میں مہنگائی ہوگی کیونکہ حقیقی آمدنی معیشت کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کی اجازت سے زیادہ تیز رفتاری سے بڑھتی ہے۔ اسے اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر حقیقی سرمایہ پیداوار تناسب ضروری سرمایہ پیداوار تناسب سے زیادہ ہو گا تو سرمایے کے ذخیرے میں کمی ہوگی۔ اس کا پیداوار پر منفی اثر پڑے گا۔ اس کے نتیجے میں پیداوار میں کمی ہوگی اور



تصویر 22.2

پیداوار میں کمی کے نتیجے میں مہنگائی پیدا ہوگی۔ مہنگائی کی صورت میں نمو مستحکم نہیں رہے گی۔

اس کی وضاحت تصویر 22.2 کے بائیں حصے میں کی گئی ہے جہاں آمدنی کی شرح نمو کو عمودی محور پر اور وقت کو افقی محور پر دکھایا گیا ہے۔ آمدنی Y_0 کی ابتدائی مکمل روزگار کی سطح سے شروع کرتے ہوئے، مدت 2 تک حقیقی شرح نمو (G_y) تقصیمی شرح نمو (G_w) کے برابر ہے۔ لیکن مدت 2 کے بعد سے G_y شرح نمو G_w شرح نمو سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بعد کے ادوار میں، دونوں کے درمیان انحراف بڑا سے بڑا ہوتا جاتا ہے۔

اگر حقیقی شرح نمو (G_y) تقصیمی شرح نمو (G_w) سے کم ہو تو حقیقی سرمایہ پیداوار تناسب (v) مطلوبہ سرمایہ پیداوار تناسب (v_r) سے زیادہ ہوگا۔ اس صورت میں آمدنی کی شرح نمو پیداوار کی شرح نمو سے کم ہوگی۔ یعنی اشیاء و خدمات کی پیداوار زیادہ ہوگی لیکن ان کی خرید کے لیے آمدنی ناکافی ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں معیشت میں ناقص طلب اور زائد پیداوار ہوگی۔ اسی طرح، اگر حقیقی سرمایہ پیداوار تناسب ضروری سرمایہ پیداوار تناسب سے زیادہ ہوگا تو حقیقی سرمایہ ضروری سرمایہ سے زیادہ ہوگا۔ ضرورت سے زائد سرمایہ اس کی حاشیائی استعداد کو کم کرے گا۔ سرمایے کی حاشیائی استعداد میں کمی سے کساد بازاری اور بے روزگاری پیدا ہوگی۔ کساد بازاری کی صورت میں بھی شرح نمو مستحکم نہیں ہو سکتی۔ چونکہ مطلوبہ سرمایہ کاری بچت سے کم ہوگی اور مجموعی طلب مجموعی رسد سے کم ہوگی۔ اس کے نتیجے میں پیداوار، روزگار اور آمدنی میں کمی آئے گی۔ اور معیشت دائمی جمود میں چلی جائے گی۔ تصویر 22.2 کے داہنی حصے میں دیکھیں، مدت 2 کے بعد حقیقی شرح نمو تقصیمی شرح نمو سے کم ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں ان دونوں کے درمیان فرق آگے کی مدتوں میں بڑھتا جاتا ہے اور معیشت جمود کا شکار ہو جاتی ہے۔

ہیرڈ کے مطابق معیشت میں اگر حقیقی شرح نمو جب ایک بار تقصیمی شرح نمو سے مختلف ہو جاتی ہے تو یہ توازن سے اور دور ہوتی جائے گی۔ اس طرح G_y اور G_w کے درمیان توازن چاقو کی دھار کا توازن ہے۔ ایک بار اس میں خلل پیدا ہو جائے تو یہ خود کو درست نہیں کرتا۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ عوامی پالیسی کا ایک بڑا مقصد طویل مدتی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے G_y اور G_w کی مساوات کو برقرار

رکھنا ہے۔ اس مقصد کے لیے ہیر وڈ نے نمو کے تیسرے تصور قدرتی شرح نمو کو پیش کیا۔

3. نمو کی قدرتی شرح (Natural Growth Rate)

تاہم، معیشت کی آمدنی میں غیر معینہ مدت تک اضافہ جاری نہیں رہ سکتا۔ محنت اور قدرتی وسائل کی دستیابی اس پر اوپری حد قائم کرے گی۔ دوسرے لفظوں میں، یہ ضروری نہیں ہے کہ شرح نمو G_w (جو کہ توازن کی حالت میں نمو کی اصل شرح G_y کے برابر ہو) نمو کی زیادہ سے زیادہ قابل حصول شرح ہو۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہیر وڈ نے نمو کی ایک اور شرح متعارف کرائی جسے ”قدرتی شرح نمو“ کہا جاتا ہے۔ قدرتی شرح نمو (G_n) وہ زیادہ سے زیادہ شرح نمو ہے جسے معیشت اپنے قدرتی وسائل کے مکمل استعمال سے حاصل کر سکتی ہے۔ G_n جو کہ آبادی میں اضافے، تکنیکی بہتری، اور قدرتی وسائل میں اضافے جیسے میکر و متغیرات کے اضافے سے بڑھنے کی زیادہ سے زیادہ شرح ہے۔ درحقیقت، G_n سب سے زیادہ قابل حصول نمو کی شرح ہے جو معیشت میں موجود وسائل کا مکمل ممکنہ روزگار فراہم کرے گی۔ اسے شرح نمو کی حد سمجھا جاسکتا ہے۔ محترمہ جو آن رابنسن اسے نمو کی زیادہ سے زیادہ قابل عمل شرح قرار دیتی ہیں۔ اگر l آبادی کی شرح نمو (یا لیبر فورس یا محنت کی شرح نمو) اور t تکنیکی پیش رفت (یعنی پیداواری صلاحیت میں اضافے کی شرح) میں اضافہ ہو تو نمو کی قدرتی شرح کو اس طرح لکھا جاسکتا ہے۔

$$G_n = l + t \quad (22.27)$$

4. G_n اور G_w ، G_y کے درمیان توازن

مکمل روزگار کے توازن کے لیے نمو کی شرح کی شرط ہوگی: $G_n = G_w = G_y$ ۔ لیکن یہ چاقو کی دھار کا توازن ہے۔ ایک بار کے لیے بھی اگر حقیقی، قدرتی اور تقصیمی شرح نمو میں فرق پیدا ہو گا تو معیشت میں سیکولر جمود یا افراط زر کی صورت پیدا ہوگی۔ اگر $G_y > G_w$ ہو تو سرمایہ کاری بچت سے زیادہ تیزی سے بڑھے گی اور آمدنی G_w شرح کے مقابلے زیادہ تیزی سے بڑھے گی۔ اگر $G_y < G_w$ ہو تو بچت سرمایہ کاری کے مقابلے میں تیزی سے بڑھے گی اور آمدنی میں اضافہ G_w شرح سے کم شرح سے اضافہ ہوگا۔

اگر $G_w > G_n$ ہو تو معیشت میں سیکولر جمود پیدا ہوگا۔ ایسی صورت حال میں G_w شرح نمو G_y سے بھی زیادہ ہوگی کیونکہ اصل شرح کی بالائی حد قدرتی شرح نمو سے طے ہوتی ہے۔ محنت کی کمی پیداوار میں اضافے کی شرح کو G_w سے کم سطح پر رکھتی ہے۔ مشینیں بیکار ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے زائد گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ اس سے سرمایہ کاری، پیداوار، روزگار اور آمدنی میں مزید کمی آتی ہے۔ اس طرح معیشت دائمی ڈپریشن کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔ ایسے حالات میں بچت کرنا ایک برائی ہے۔

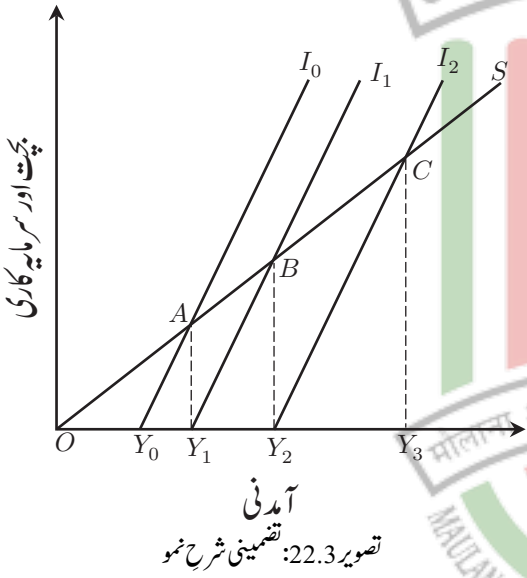
اگر G_w قدرتی شرح نمو G_n سے کم ہو تو یہ اصل شرح نمو G_y سے بھی کم ہوگی۔ ایسی صورت میں معیشت میں سیکولر افراط زر کا رجحان ہوگا۔ G_w کے G_n سے کم ہونے کی صورت میں v کی قدر v_r سے کم ہوگی۔ ایسی صورت میں معیشت میں اشیائے سرمایہ کی بہتات ہوگی جبکہ مزدوروں کی کمی ہوگی۔ منافع بہت زیادہ ہوگا کیونکہ مطلوبہ سرمایہ کاری حقیقی سرمایہ کاری سے زیادہ ہوگی جس کی وجہ سے تاجرین اپنے سرمایے کے ذخیرے کو بڑھانا چاہیں گے۔ اس سے افراط زر کی صورت پیدا ہوگی۔ اس مرحلے میں، بچت کاری ایک خوبی ہے کیونکہ یہ تقصیمی شرح نمو میں اضافے کو ممکن بناتی ہے۔

لہذا، تمام موجودہ وسائل کے مکمل روزگار پر توازن کی شرح نمو کے لیے، درج ذیل شرط کا پورا ہونا ضروری ہے۔

$$G_n = G_w = G_y \quad (22.28)$$

اس راستے سے کوئی بھی انحراف معیشت میں عدم استحکام کا باعث بنے گا۔ G_n اور G_w کے درمیان عدم مساوات کے بہت زیادہ امکانات ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ $G_w > G_n$ ہو یا $G_w < G_n$ ہو۔

تصویر 22.3 کی مدد سے ہیر وڈ کے ماڈل کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ تصویر میں آمدنی کو افقی محور پر دکھایا گیا ہے، جبکہ بچت اور سرمایہ کاری کو عمودی محور پر دکھایا گیا ہے۔ خط OS ڈھلان (مساوات) کے s کے ساتھ کھینچے گئے بچت تقابل کو دکھاتا ہے۔ خط I_0I_0 سرمایہ کاری خط $(I = v_r \times \Delta Y)$ کو دکھاتا ہے۔ ΔY آمدنی میں تبدیلی کو دکھاتا ہے۔ چونکہ سرمایہ کاری I_t آمدنی میں تبدیلی پر منحصر ہے لہذا اگر آمدنی میں تبدیلی نہیں ہوگی تو سرمایہ کاری صفر ہوگی۔ اسے ایسے کہہ سکتے ہیں کہ اگر مدت t کی آمدنی مدت $t-1$ کی آمدنی کے مساوی ہو تو سرمایہ کاری صفر ہوگی۔ سرمایہ کاری I_0Y_0 نقطہ پر محور X کو قطع کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نقطے پر مدت t کی آمدنی مدت $t-1$



1 کی آمدنی کے مساوی ہے۔ اسی طرح سرمایہ کاری تقابل کا ڈھلان v_r کے مساوی ہے اور یہ ڈھلان 45° سے زیادہ اس مفروضے کی بنا پر ہے کہ سرمایہ پیداوار تناسب ایک سے زیادہ ہے۔

تصویر سے دیکھا جاسکتا ہے کہ موجودہ مدت مثلاً مدت t میں بچت - سرمایہ کاری کا توازن اس وقت حاصل ہوتا ہے جب آمدنی کی سطح OY_1 ہو اور موجودہ مدت میں آمدنی کی یہ سطح پچھلی مدت کی آمدنی کی سطح سے Y_0Y_1 مقدار میں زیادہ ہو۔ اس طرح، تقصیمی شرح نمو $(G_w = \frac{\Delta Y}{Y} = \frac{Y_1 - Y_0}{Y_0})$ کو $\frac{Y_0Y_1}{OY_1}$ کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔

اگلی مدت $(t+1)$ میں، OY_1 پچھلی مدت کی آمدنی بن جاتی ہے اور

سرمایہ کاری تقابل منتقل ہو کر I_1Y_1 ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر v_r میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے تو، I_0Y_0 اور I_1Y_1 ایک دوسرے کے متوازی ہوں گے۔ بچت سرمایہ کاری کا نیا توازن اس نقطے پر قائم ہو گا جہاں I_1Y_1 اور OS ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں۔ یہ آمدنی کی سطح OY_2 پر ہو گا۔ اس طرح مدت $(t+1)$ میں شرح نمو $\frac{Y_1Y_2}{OY_2}$ ہوگی۔ اسی طرح، مدت $(t+2)$ کی سرمایہ کاری کو خط I_2Y_2 کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔ اس سے تو زنی آمدنی کی سطح OY_3 اور اس کے ساتھ نمو کی تقصیمی شرح $\frac{Y_1Y_3}{OY_3}$ ہوگی۔

یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ متشابه مثلثات (Similar Triangles) کی خصوصیات کی وجہ سے $\frac{Y_1Y_3}{OY_3}$ ، $\frac{Y_1Y_2}{OY_2}$ ، $\frac{Y_0Y_1}{OY_1}$ ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک s اور v_r کی قدریں غیر تبدیل شدہ رہیں گی، شرح نمو ایک غیر تبدیل شدہ تناسب شرح پر ہوتی رہے گی۔ تاہم، وقت گزرنے کے ساتھ، سرمایہ کاری تقابل بتدریج دائیں طرف منتقل ہوتا چلا جائے گا اور اگر بچت اور سرمایہ کاری کے

توازن کو لگاتار ادوار میں برقرار رکھا جائے تو آمدنی تقمینی شرح پر بڑھتی رہے گی۔

22.4.1 سنہری دور (Golden Age)

تینوں شرح نمو ($G_n = G_w = G_y$) کی مساوات اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ معیشت متحرک ہے یا متحرک توازن میں ہے۔ اسے متوازن نمو کا توازن بھی کہا جاتا ہے۔ محترمہ جو آن رابنسن ان تینوں شرح نمو کی برابری کو سنہری دور کے طور پر بیان کرتی ہیں کیونکہ یہ انتہائی اطمینان بخش اور خوش کن صورت حال کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ ایک خوش آئند صورت حال ہے کیونکہ ان تینوں شرح نمو کی مساوات ($G_n = G_w = G_y$)، محنت کے مکمل روزگار کے ساتھ اور ضرورت سے زیادہ پیداواری صلاحیت پیدا کیے بغیر مستحکم توازن کی شرح نمو کو یقینی بنائے گی۔ تاہم، جو آن رابنسن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ سنہری دور، یعنی تین شرح نمو کی مساوات ”ایک فرضی حالت کی نمائندگی کرتی ہے جس کا کسی بھی حقیقی معیشت میں حاصل کرنے کا امکان نہیں ہے۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ چار کلیدی متغیرات، یعنی میلان بچت (s)، شرح نمو کا مطلوبہ سرمایہ پیداوار کا تناسب (v_r)، آبادی میں اضافے کی شرح (l) اور تکنیکی تبدیلی کی شرح (t) ایک دوسرے سے بالکل آزادانہ طور پر طے ہوتے ہیں۔ جہاں شرح نمو (G_w) کا تعین s اور v_r کی قدر سے ہوتا ہے، نمو کی قدرتی شرح کا تعین آبادی میں اضافے کی شرح (l) اور تکنیکی پیش رفت کی شرح (t) سے ہوتا ہے۔ $G_n = G_w = G_y$ کا سنہری دور یا متوازن نمو کا توازن صرف اس وقت ہو گا جب چار متغیرات، s ، v_r ، l اور t کی مناسب قدریں ہوں گی۔ لیکن ایسا ہونے کا امکان بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ یہ صرف اتفاقاً ہی ہو گا کہ ان چار متغیرات کی سنہری دور کے توازن کی ضمانت کے لیے صحیح یا مناسب اقدار ہوں گی۔

22.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- ہیر وڈ کے نمو کے ماڈل کی وضاحت کر سکیں۔
- ڈومر کے نمو کے ماڈل کی وضاحت کر سکیں۔

22.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

سرمایہ پیداوار تناسب: $Capital Output Ratio$ - ایک اکائی پیداوار کے لیے درکار سرمایے کی اکائیاں۔

اصل شرح نمو: $Actual Growth Rate$ - شرح نمو جو معیشت اصل میں حاصل کرتی ہے۔

تقمینی شرح نمو: $Warranted Growth Rate$ - شرح نمو جس کے حصول پر پیداوار اپنے فیصلوں سے مطمئن ہوں۔

قدرتی شرح نمو: $Natural Growth Rate$ - وہ اعلیٰ شرح نمو جس کی معیشت کے قدرتی وسائل، تکنیک وغیرہ اجازت دیتی ہیں۔

22.7.1 معروفی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. یکسز کے نظریہ روزگار و آمدنی میں معیشت کا توازن عموماً قائم ہوتا ہے:

- (a) مکمل روزگار کی سطح پر
(b) ناقص روزگار کی سطح پر
(c) جہاں معاشی نموسب سے زیادہ ہو
(d) جہاں معاشی نموسب سے کم ہو

2. سرمایہ کاری کے اثرات ہیں:

- (a) طلب اثر
(b) صلاحیت اثر
(c) قیمت اثر
(d) (a) اور (b) دونوں

3. درج ذیل میں درست مساوات ہے:

- (a) $\Delta Y = I\sigma$
(b) $\Delta Y = \frac{I}{\sigma}$
(c) $\Delta Y = \frac{\sigma}{I}$
(d) $\Delta Y = \Delta I \Delta \sigma$

4. ڈومر کے مطابق متوازن نمو حاصل ہوگی جب:

- (a) $G_y = I\sigma$
(b) $G_y = \frac{s}{\sigma}$
(c) $G_y = s\sigma$
(d) $G_y = S\sigma$

5. ہیروڈ کے مطابق حقیقی شرح نمو کی مساوات ہے:

- (a) $G_y = sv$
(b) $G_y = \frac{s}{v}$
(c) $G_y = Iv$
(d) $G_y = s + v$

6. ہیروڈ کے مطابق تضمینی شرح شرح نمو کی مساوات ہے:

- (a) $G_y = sv_r$
(b) $G_y = \frac{s}{v_r}$
(c) $G_y = Iv_r$
(d) $G_y = s + v_r$

7. اگر محنت کی شرح نمو n ہو اور تکنیکی پیش رفت کی شرح نمو z ہو تو نمو کی قدرتی شرح (G_n) ہوگی:

- (a) $G_n = zn$
(b) $G_n = \frac{z}{n}$
(c) $G_y = n - z$
(d) $G_y = z + n$

8. ہیروڈ کے مطابق متعینہ سرمایہ پیداوار تناسب کے ساتھ، تفسیمی شرح نمو منحصر ہوتی ہے:

- (a) محنت کی شرح نمو پر
(b) سرمایے کی حاشیائی استعداد پر
(c) سرمایہ کاری کی حاشیائی استعداد پر
(d) بچت آمدنی تناسب پر

(صحیح / غلط)

9. ہیروڈ و ڈومر ماڈل کے مطابق نمو کا بچت اور سرمایہ پیداوار تناسب سے براہ راست تعلق ہے

(صحیح / غلط)

10. اگر v کی قدر v_p سے کم ہو تو معیشت سیکولر جمود کا شکار ہوگی۔

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
غلط	غلط	(d)	(d)	(b)	(b)	(c)	(a)	(d)	(b)	

22.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. سرمایہ پیداوار تناسب کیا ہے۔ یہ پیداوار سرمایہ تناسب سے کس طرح مختلف ہے؟
2. ہیروڈ کے مطابق تفسیمی شرح نمو کیا ہے؟
3. ہیروڈ کے مطابق اصل شرح نمو کیا ہے؟
4. ہیروڈ کے مطابق قدرتی شرح نمو کیا ہے؟
5. ہیروڈ و ڈومر ماڈل کے مطابق مستحکم توازن کے لیے کیا شرط ہے؟

22.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ہیروڈ کے ماڈل کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. ڈومر کے ماڈل کو تفصیل سے بیان کریں۔
3. ہیروڈ کی پیش کردہ نمو کی مساواتوں کو تفصیل سے بیان کریں۔ سنہرے دور کے لیے کیا شرط ہے؟

22.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Boulding, K. E. (1941). *Economic Analysis*. New York: Harper and Brothers.
3. Dornbusch, R., & Fischer, S. (2018). *Macroeconomics* (12th ed.). McGraw Hill Education.
4. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
5. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
6. Vaish, M. C. (2010). *Macroeconomic Theory* (12th ed.). Vikas Publishing House.

اکائی 23: سولوماڈل

(Basic Solow Model)

اکائی کے اجزاء:	
تمہید (Introduction)	23.0
مقاصد (Introduction)	23.1
نمو کا سولوماڈل (Solow Model of Growth)	23.2
تفاعل پیداوار اور اشیا کی رسد (Production Function and Supply of Goods)	23.2.1
مجموعی طلب (Aggregate Demand)	23.2.2
تجمع سرمایہ (Capital Accumulation)	23.2.3
فی کس متغیرات (Per Capita Variables)	23.2.4
سولوماڈل کا تریسی تجزیہ (Graphical Analysis of Solow Model)	23.2.5
مستحکم حالت (Steady State)	23.2.6
s اور A میں تبدیلی کا اثر (Effect of Change in s and A)	23.3
تجمع سرمایہ کا سنہر اصول (The Golden Rule of Capital Accumulation)	23.4
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	23.5
کلیدی الفاظ (Keywords)	23.6
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	23.7
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	23.7.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	23.7.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	23.7.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	23.8

23.0 تمہید (Introduction)

معاشی نمو کے نوکلاسیکی نظریے (Neoclassical Theory of Economic Growth) کا آغاز دو ماہرین معاشیات، رابرٹ سولو (Robert Solow) اور ٹریور سوان (Trevor Swan) نے کیا۔ نوکلاسیکی نظریہ نمو کی اصطلاح نمو کے ان ماڈلز کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو نوکلاسیکی تفاعل پیداوار (Neoclassical Production Function) پر مبنی ہیں۔

سولو کا نمو کا ماڈل یہ دکھاتا ہے کہ ذخیرہ سرمایہ، مزدور طاقت اور تکنیکی پیش رفت کیسے ایک دوسرے سے تفاعل کرتی ہیں اور کس طرح معیشت کی مجموعی پیداوار کو متاثر کرتی ہے۔ ماڈل کو آسان بنانے کے لیے اس اکائی میں ہم پہلے یہ فرض کرتے ہیں کہ معیشت کی مزدور طاقت اور تکنیک متعین ہے۔ اگلی اکائی میں اس مفروضے کو ترک کر کے مزدور قوت میں اور تکنیکی پیش رفت میں تبدیلیوں کو متعارف کرائیں گے۔ اس ماڈل کو پیش کرنے کے پہلے مرحلے میں ہم دیکھیں گے کہ کس طرح مجموعی رسد اور مجموعی طلب تجمع سرمایہ کا تعین کرتی ہے۔

23.1 مقاصد (Introduction)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- سولو کے نمو کے ماڈل کی وضاحت کرنا۔
- تجمع سرمایہ کے سنہرے اصول کی وضاحت کرنا۔

23.2 نمو کا سولو ماڈل (Solow Model of Growth)

نوکلاسیکی ماڈل میں ایک ماڈل سولو کا ماڈل ہے جسے سولو نے 1956 میں اپنے ایک مقالے میں پیش کیا¹۔ سولو نے اس کا مطالعہ کیا کہ معیشت کس طرح حالتِ استحکام (Steady State) کی طرف جاتی ہے۔ سولو کے مطابق ہیرڈومر ماڈل متعین عوامل تناسب (Factors Ratio)، متعین سرمایہ پیداوار تناسب (Capital Output Ratio) جیسے کچھ غیر حقیقی مفروضات پر مبنی ہے۔ سولو کے مطابق ان مفروضات کو ترک کر کے ہیرڈومر ماڈل کو زیادہ معقول بنایا جاسکتا ہے اور ماڈل کے عدم استحکام کو کسی حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔

سولو کے ماڈل کو بعض اوقات نوکلاسیکی نمو کا ماڈل کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کیسز سے پہلے کے ماہرین معاشیات کے استعمال کردہ کلاسیکی تفاعل پیداوار (Production Function) پر مبنی ہے۔ یہ اکائی سولو ماڈل کے آسان ترین بنیادی تشکیل پیش کرتی ہے۔ آئیے ماڈل کی کلیدی مساواتوں یعنی مجموعی تفاعل پیداوار، صرف / بچت تفاعل اور مادی سرمایے کی تجمع کی مساوات کی وضاحت کرتے ہیں۔

23.2.1 تفاعل پیداوار اور اشیا کی رسد (Production Function and Supply of Goods)

سولو ماڈل کے مطابق مجموعی رسد یا آمدنی مجموعی تفاعل پیداوار پر منحصر کرتی ہے۔ تفاعل پیداوار دکھاتا ہے کہ پیداوار محنت اور

¹ Solow, R. M. (1956). A Contribution to the Theory of Economic Growth. *The Quarterly Journal of Economics*, 70(1), 65-94.

سرمایہ پر منحصر کرتی ہے۔ محنت کو وقت کی اکائیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ سرمایے سے مراد ایسی چیز ہے جسے (i) پیدا کیا جاتا ہے، (ii) پیداوار میں جس کا استعمال ہوتا ہے، اور (iii) جو پیداواری عمل میں پوری طرح خرچ نہیں ہوتا۔ سرمایے اور محنت دونوں کو پیداوار کے عوامل کہا جاتا ہے۔ سرمایے اور محنت میں مماثلت یہ ہے کہ یہ دونوں پیداوار پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ محنت بہاؤ تصور ہے جبکہ سرمایہ اسٹاک تصور ہے۔ اسی طرح محنت / وقت کی مقدار معین ہے جس میں اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر یومیہ کام کے لیے دستیاب گھنٹوں کی تعداد کو بڑھانے کے لیے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ آج آپ کے پاس کام کا کتنا وقت دستیاب ہے اس کا اس پر اثر نہیں پڑتا کہ کل آپ کے پاس کتنا وقت دستیاب تھا۔ اس کے برعکس، سرمایے کی تجميع ممکن ہے۔ آپ کے پاس ماضی میں کتنا سرمایہ تھا اس پر اثر انداز ہوتا ہے کہ آج اور مستقبل میں آپ کے پاس کتنا سرمایہ ہوگا۔ آج آپ کے پاس کتنی مشینیں ہیں اس کا اثر اس پر پڑے گا کہ کل آپ کے پاس کتنی مشینیں ہوں گی۔ اس کے علاوہ اگر آپ اپنی مستقبل کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانا چاہتے ہیں تو، آپ سرمایہ جمع کر سکتے ہیں۔ اس وضاحت کے بعد آئیے اب مجموعی پیداواری تفاعل کی ریاضیاتی وضاحت کی طرف آتے ہیں۔

اگر K_t اور L_t کو دورانیہ t میں سرمایے اور محنت کے طور پر ظاہر کریں اور Y_t کو دورانیہ t میں پیداوار یا آمدنی سے ظاہر کریں تو معیشت کا مجموعی تفاعل پیداوار ہوگا:

$$Y_t = A_t F(K_t, L_t) \quad (23.1)$$

جہاں A_t خارجی متغیر ہے جو پیداواری صلاحیت کی پیمائش کرتا ہے۔ جتنا بڑا A_t ہوگا سرمایہ اور محنت کی پیداواری صلاحیت اتنی ہی زیادہ ہوگی یعنی K_t اور L_t کی دی گئی مقدار کے ساتھ اتنا ہی زیادہ Y_t ہوگا۔ A_t خارجی متغیر ہے اور اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے لیکن فی الحال ہم فرض کرتے ہیں کہ یہ معین ہے اس طرح کہ اس کی مستقبل کی قدریں موجودہ قدر کے مساوی ہوں گی۔ لہذا، آسانی کے لیے ہم t سبسکرپٹ کو ترک کر کے اس خارجی متغیر کو A سے ظاہر کریں گے۔ مساوات (23.1) میں ذکر تفاعل کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1. دونوں عوامل کی حاشیائی پیداوار مثبت ہوتی ہے۔ یعنی اگر عوامل کی مقدار میں اضافہ ہوگا تو پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

$$MP_K > 0 \text{ and } MP_L > 0 \quad (23.2)$$

2. دونوں عوامل کی حاشیائی پیداواریت تقبیل پذیر ہوتی ہے۔ یعنی کسی عامل کی زیادہ مقدار سے زیادہ پیداوار تو ہوگی لیکن عامل کی ہر

اضافی اکائی سے پیداوار میں بتدریج کم اضافہ ہوگا۔

3. تفاعل قائم حاصلات بیمانہ کا حامل تفاعل ہے یا ایک ڈگری کا متجانس تفاعل ہے۔ تفاعل ایک ڈگری کا متجانس تفاعل ہوتا ہے اگر:

$$mY_t = F(mK_t, mL_t) = mAF(K_t, L_t) \quad (23.3)$$

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمام عوامل میں m گنا اضافہ کیا جائے تو پیداوار میں بھی m گنا اضافہ ہوگا۔ اگر آپ عوامل کو دو گنا

کرتے ہیں تو آپ کو دو گنی پیداوار ملے گی۔

4. سرمایہ اور محنت دونوں پیداوار کے لیے ضروری ہیں، کسی بھی ایک عامل کی عدم موجودگی سے پیداوار صفر ہوگی۔ یعنی:

$$F(K_t, 0) = F(0, L_t) = 0 \quad (23.4)$$

23.2.2 مجموعی طلب (Aggregate Demand)

سولوماڈل میں مجموعی طلب صرف اور سرمایہ کاری پر مشتمل ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں مجموعی طلب صرفی طلب (C) اور سرمایہ کاری کی طلب (I) پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس طرح:

$$Y_t = C_t + I_t \quad (23.5)$$

² مساوات (23.5) دکھاتی ہے کہ مجموعی آمدنی صرف اور سرمایہ کاری کے جمع کے مساوی ہوتی ہے۔ سولوماڈل کے مطابق افراد اپنی آمدنی کا ایک حصہ صرفی اخراجات میں لگاتے ہیں اور ایک حصے کی بچت کرتے ہیں۔ اس طرح سولوماڈل کے مطابق تقاضا صرف کو درج ذیل طریقے سے لکھ سکتے ہیں:

$$C_t = (1 - s)Y_t, \text{ where } 0 \leq s \leq 1 \quad (23.6)$$

مساوات (23.6) کو مجموعی طلب کی مساوات (23.5) میں رکھنے پر:

$$Y_t = (1 - s)Y_t + I_t \quad (23.7)$$

$$I_t = sY_t$$

مساوات (23.7) دکھاتی ہے کہ سرمایہ کاری بچت کے مساوی ہوتی ہے۔ اس کو ایسے بھی کہہ سکتے ہیں کہ بچت، مجموعی پیداوار کا وہ حصہ ہے جسے سرمایہ کاری کے لیے وقف کیا جاتا ہے۔ یہ مساوات بچت کی دی گئی شرح کے ساتھ پیداوار کی صرف اور سرمایہ کاری کے مابین تخصیص کا تعین کرتی ہے۔

23.2.3 تجميع سرمایہ (Capital Accumulation)

اوپر ہم نے ذکر کیا کہ سرمایے کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہے اور اس سے معیشت میں معاشی نمو آسکتی ہے۔ سرمایہ کاری نئے پلانٹ اور آلات پر خرچ ہے، اور اس کی وجہ سے سرمایے کا ذخیرہ بڑھتا ہے۔ فرسودگی پرانے ہونے اور استعمال کی وجہ سے پرانے سرمایے کا ختم ہو جانا ہے، فرسودگی کی وجہ سے سرمایے کا ذخیرہ گر جاتا ہے۔ آئیے ان قوتوں میں سے ہر ایک پر غور کریں۔

کسی بھی مدت (مثال کے طور پر مدت t) میں سرمایہ (K_t) معیشت کی پیداوار کا ایک اہم تعین کنندہ ہے۔ دو قوتیں سرمایے کے ذخیرے کو متاثر کرتی ہیں: سرمایہ کاری اور فرسودگی (Depreciation)۔ سرمایہ کاری سے ذخیرہ سرمایہ میں اضافہ ہوتا ہے جب کہ فرسودگی سے سرمایے میں کمی آتی ہے۔ ان دونوں عوامل سے یعنی دورانیہ t میں سرمایہ کاری اور فرسودگی سے اگلی مدت t + 1 میں نیا سرمایہ حاصل ہوگا۔ اس طرح مدت t + 1 میں سرمایہ ہوگا:

$$\underbrace{K_{t+1}}_{\text{مدت } t+1 \text{ میں سرمایہ}} = \underbrace{I_t}_{\text{مدت } t \text{ میں سرمایہ کاری}} + \underbrace{K_t}_{\text{مدت } t \text{ میں سرمایہ}} - \underbrace{\delta K_t}_{\text{مدت } t \text{ میں فرسودگی}} \quad (23.8)$$

جہاں δ فرسودگی کی شرح ہے اور لہذا δk_t مدت t میں فرسودگی کی کل مقدار ہے۔ مساوات (23.8) کے مطابق، مدت t + 1

² مجموعی طلب میں ہم نے سرکاری اخراجات اور خالص برآمدات کو شامل نہیں کیا کیوں کہ ہم دو سیکٹر معیشت کا تجزیہ کر رہے ہیں۔

میں سرمایہ، مدت t میں سرمایہ کاری (I_t) پلس مدت t میں سرمایہ (K_t) مائنس فرسودگی (δK_t) کے مساوی ہو گا۔ آسان مثال سے اسے ایسے سمجھیں۔ اگر آپ کے پاس مدت t میں 10 اکائی سرمایہ ہے اور آپ 5 اکائی کی سرمایہ کاری کرتے ہیں جبکہ آپ کا سرمایہ 10 فیصد کی شرح سے فرسودہ ہوتا ہے تو اگلی مدت $t + 1$ میں آپ کے پاس سرمایہ ہو گا:

$$K_{t+1} = 5 + 10 - 10\% \times 10$$

$$K_{t+1} = 14$$

مساوات (23.8) کو ذیل کے طریقے سے بھی لکھ سکتے ہیں:

$$K_{t+1} = I_t + (1 - \delta)K_t \quad (23.9)$$

مساوات (23.9) کو تجميع سرمایہ کی مساوات یا سرمایے کا ”قانون حرکت (Law of Motion)“ کہتے ہیں۔ یہ مساوات کہتی ہے کہ $t + 1$ میں آپ کے سرمایے کا ذخیرہ مدت t میں آپ کی سرمایہ کاری کے ساتھ سرمایے کے غیر فرسودہ اسٹاک جس کے ساتھ آپ نے آغاز کیا کے مساوی ہو گا، جہاں $0 < \delta < 1$ فرسودگی کی شرح ہے (یعنی ذخیرہ سرمایہ کا وہ حصہ جو خراب ہو جاتا ہے۔ یا ہر دور میں متروک ہو جاتا ہے)۔ مساوات (23.9) اس مفروضے پر مبنی ہے کہ جب سرمایہ کاری کی جاتی ہے اور جب نیا سرمایہ نتیجہ خیز ہوتا ہے تو اس میں ایک مدت کی تاخیر ہوتی ہے۔ چونکہ سرمایے کو پیدا کرنا پڑتا ہے، اس لیے سرمایہ کاری کے شروع ہونے اور سرمایے کے قابل استعمال ہونے کے درمیان کچھ تاخیر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی فرم ایک نیا صنعتی پلانٹ لگانے کا فیصلہ کرتی ہے، تو وہ نئے پلانٹ کو اس مدت میں پیداوار لیے استعمال نہیں کر سکتی جس میں اس نے نیا پلانٹ لگانے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ نئے پلانٹ کی تعمیر میں کچھ وقت لگتا ہے۔

اب تک ہم نے جو مساوات حاصل کی ہیں ان میں ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

$$Y_t = AF(K_t, L_t) \quad (23.1)$$

$$Y_t = C_t + I_t \quad (23.5)$$

$$K_{t+1} = I_t + (1 - \delta)K_t \quad (23.9)$$

$$I_t = sY_t \quad (23.7)$$

مساوات (23.1) اور مساوات (23.7) سے ہمیں حاصل ہوگی $I_t = sAF(K_t, L_t)$ ۔ پھر اسے مساوات (23.9) میں رکھنے

پر ہمیں حاصل ہو گا:

$$K_{t+1} = sAF(K_t, L_t) + (1 - \delta)K_t \quad (23.10)$$

مساوات (23.10) کے ارتقا کو بیان کرتی ہے۔ K_t اور L_t کی موجودہ قدروں کے ساتھ یہ مساوات بتاتی ہے کہ A اور s اور

δ کے پیرامیٹرز کے ساتھ K_{t+1} کتنا ہو گا۔

23.2.4 فی کس متغیرات (Per Capita Variables)

درج بالا میں پیش تمام متغیرات اور مساواتوں کو ہم فی کس (Per Capita) یا فی کارکن (Per Worker) یا فی محنت (Per

Labor) کی صورت میں بھی لکھ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر مساوات (23.1) میں پیش تفاعل پیداوار کو L_t سے تقسیم کرنے پر:

$$\frac{Y_t}{L_t} = \frac{F(K_t, L_t)}{L_t} = F\left(\frac{K_t}{L_t}, \frac{L_t}{L_t}\right)$$

$$y_t = Af(k_t, 1) = Af(k_t) \quad (23.11)$$

انگریزی کے چھوٹے لفظوں میں ہم نے فی کارکن یا فی محنت یا فی کس متغیرات کو لکھا ہے۔ اس طرح y_t کا مطلب ہو گا فی کارکن پیداوار $\left(\frac{Y_t}{L_t}\right)$ ۔ اسی طرح k_t کا مطلب ہو گا فی کارکن سرمایہ $\left(\frac{K_t}{L_t}\right)$ ۔ اسی طرح، فی کارکن کی اصطلاح میں دیگر مساواتوں کو بھی لکھا جاسکتا ہے۔

$$y_t = c_t + i_t \quad (23.12)$$

$$i_t = sAf(k_t) = sy_t \quad (23.13)$$

$$c_t = (1 - s)Af(k_t) = (1 - s)y_t \quad (23.14)$$

درج بالا مساواتوں میں c_t فی کارکن صرف ہے، i_t فی کارکن سرمایہ کاری ہے۔ مجموعی سرمایہ کاری کی مساوات کو فی کارکن کے لحاظ سے

لکھنے کے لیے درج ذیل کریں۔ مساوات (23.10) کو L_t سے تقسیم کریں۔

$$\frac{K_{t+1}}{L_t} = \frac{sAF(K_t, L_t)}{L_t} + (1 - \delta) \frac{K_t}{L_t}$$

درج بالا مساوات کے بائیں جانب کو L_{t+1} سے ضرب دینے اور تقسیم کرنے پر اور یہ فرض کرتے ہوئے کہ محنت کی مقدار یعنی L_t وقت کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتی یعنی $(L_t = L_{t+1})$ اور قائم حاصلات بیانہ کے مفروضے کے ساتھ درج بالا مساوات کو لکھا جاسکتا ہے:

$$\frac{K_{t+1}}{L_t} \frac{L_{t+1}}{L_{t+1}} = \frac{sAF(K_t, L_t)}{L_t} + (1 - \delta) \frac{K_t}{L_t}$$

$$\frac{K_{t+1}}{L_{t+1}} \frac{L_{t+1}}{L_t} = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

$$\frac{K_{t+1}}{L_{t+1}} \frac{L_t}{L_t} = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

$$k_{t+1} = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t \quad (23.15)$$

جہاں، k_{t+1} مدت $t + 1$ کافی کس سرمایہ ہے۔ مساوات (23.15) سولو ماڈل کی مرکزی مساوات ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ k_t کی ابتدائی قدر، A کی s کی اور δ کی قدروں کے ساتھ فی کس سرمایہ کار تقا کیسے ہوتا ہے۔ درج بالا مساوات کو تبدیلی کی صورت میں بھی لکھا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے مساوات کی دونوں جانب سے k_t کو منہا کریں۔

$$k_{t+1} = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

$$k_{t+1} - k_t = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t - k_t$$

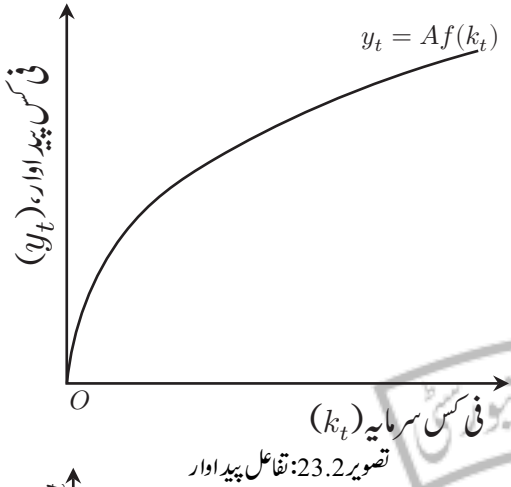
$$\Delta k_{t+1} = sAf(k_t) - \delta k_t \quad (23.16)$$

مساوات (23.16) کے دائیں جانب میں پہلا ٹرم $(sAf(k_t))$ سرمایہ کاری ہے جبکہ دوسرا ٹرم (δk_t) فرسودگی ہے۔ اس مساوات کے مطابق فی کارکن سرمایہ میں تبدیلی سرمایہ کاری اور فرسودگی کے مابین فرق کے مساوی ہوتی ہے۔ ٹرم δk_t کو بریک ایون سرمایہ کاری بھی

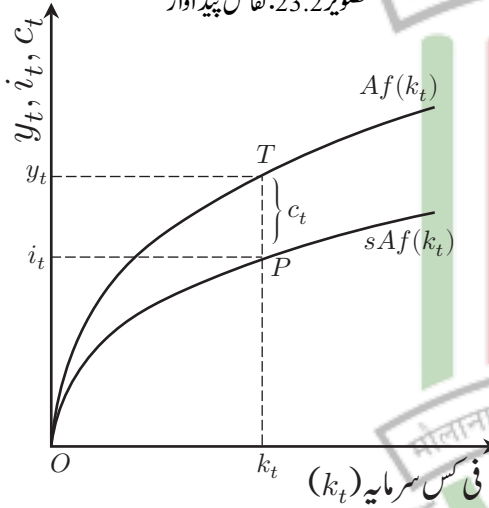
³ ہم فی کس متغیر اور فی کارکن یا فی محنت متغیر کو ایک دوسرے کے بدلے استعمال کریں گے۔ حالانکہ یہ دونوں یکساں نہیں ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر فی کس آمدنی مجموعی آمدنی کا اور مجموعی آبادی کا تناسب ہے جبکہ فی کارکن آمدنی مجموعی آمدنی اور کارکنوں کی مجموعی تعداد کا تناسب ہے۔

کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سرمایہ کاری کی اس مقدار کو دکھاتی ہے جو ذخیرہ سرمایہ میں کمی آنے سے بچنے کے لیے لازمی ہوتی ہے۔

23.2.5 سولو ماڈل کا تریسی تجزیہ (Graphical Analysis of Solow Model)



تصویر 23.2 میں سولو ماڈل کے فی کس کے لحاظ سے تفاعل پیدا کس کو دکھایا گیا ہے۔ یہ فی کس سرمایہ اور فی کس پیداوار میں تعلق کو دکھاتا ہے۔ جتنا زیادہ فی کس سرمایہ ہوگا، اتنی ہی زیادہ فی کس پیداوار ہوگی۔ اس تفاعل کا ڈھلان سرمایے کی حاشیائی پیداواریت (-Marginal Productivity of Capital) ہے۔ غور کریں کہ جیسے جیسے k_t کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے پیداوار (MP_K) خط فلیٹ ہوتا جاتا ہے۔ یہ گھٹتی حاشیائی پیداواریت کے مفروضے کی وجہ سے ہے۔ تفاعل کا ڈھلان دکھاتا ہے کہ فی کس سرمایے کی ایک اضافی اکائی سے فی کس پیداوار میں کتنا اضافہ ہوگا۔

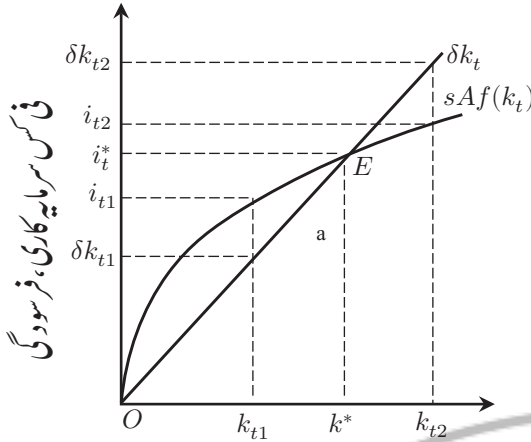


تصویر 23.1 میں پہلے ہی کی طرح $Af(k_t)$ پیداوار تفاعل ہے۔ یاد کریں کہ صارف اپنی فی کس آمدنی کا ایک حصہ سرمایہ کاری میں لگاتا ہے۔ تصویر میں $sAf(k_t)$ فی کس بچت خط یا فی کس سرمایہ کاری خط ہے۔ یہ خط فی کس پیداوار خط سے نیچے ہے کیونکہ فی کس پیداوار کے ایک حصے کی بچت اور سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر فی کس سرمایہ k_t ہو تو پیداوار y_t ہوگی۔ اس پیداوار کے ایک حصے کو صرف کیا جائے گا اور ایک حصے کی سرمایہ کاری ہوگی۔ y_t فی کس پیداوار کی صورت میں فی کس سرمایہ کاری i_t ہوگی۔ فی کس صرف فی کس پیداوار اور فی کس سرمایہ کاری کا فرق ہے لہذا تصویر میں پیداوار تفاعل اور بچت تفاعل کا فاصلہ فی کس سرمایہ کو دکھائے گا۔ اس طرح، فی کس صرف PT ہوگا۔

23.2.6 مستحکم حالت (Steady State)

سولو ماڈل میں، مستحکم حالت سے مراد طویل مدتی توازن کی ایسی حالت ہے جس میں اہم معاشی متغیرات، جیسے سرمایہ، پیداوار، اور صرف، وقت کے ساتھ ساتھ مستقل رہتے ہیں یعنی ان میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ یہ ایک متوازن حالت ہے جہاں معیشت کی بچت اور سرمایہ کاری کی شرحیں توازن میں ہوتی ہیں۔ سولو ماڈل میں مستحکم حالت تین اہم شرائط سے متصف ہے۔ اول، مستحکم حالت میں، فی کارکن سرمایے کی سطح مستقل رہتی ہے۔ سرمایہ کاری فرسودگی کے برابر ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں سرمایے کے ذخیرے میں تبدیلی نہیں آتی۔ دوم، مستحکم حالت میں فی کارکن پیداوار بھی مستقل ہوتی ہے۔ چونکہ فی کارکن سرمایے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، لہذا فی کارکن پیداوار بھی مستقل رہتی

ہے۔ سوم، مستحکم حالت میں فی کارکن صرف بھی مستقل رہتا ہے۔ فی کارکن صرف کا تعین پیداوار اور بچت کی شرح سے ہوتا ہے۔ چونکہ فی کارکن پیداوار مستقل ہوتی ہے، اس لیے فی کارکن صرف بھی مستقل رہتا ہے۔

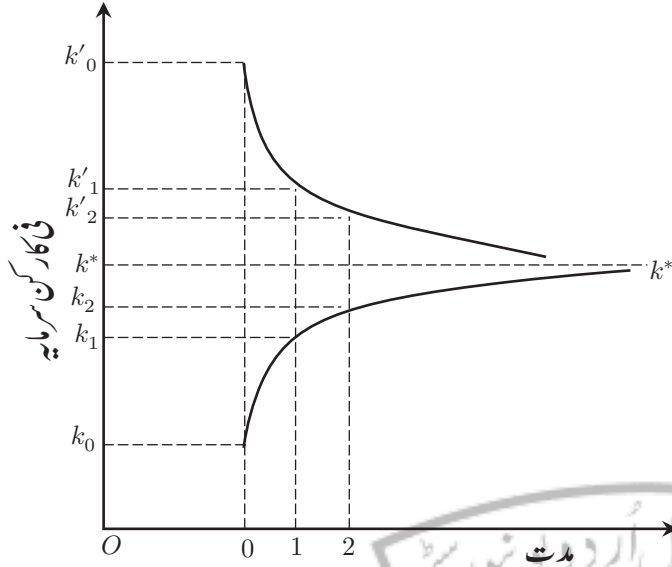


آئیے اب بنیادی سولو ماڈل میں معیشت کس طرح مستحکم حالت کو پہنچتی ہے اسے دیکھتے ہیں۔ اسے تصویر 23.3 میں دکھایا گیا ہے۔ $sAf(k_t)$ خط سرمایہ کاری خط ہے اور δk_t فرسودگی خط ہے۔ دونوں خطوط ایک دوسرے کو نقطہ E پر قطع کرتے ہیں جس سے حالتِ استحکام کافی کارکن سرمایہ k^* کا تعین ہوتا ہے۔ اگر ابتدائی مدت t میں فی کارکن سرمایہ k_t حالتِ استحکام کے سرمایہ سے کم ہوتا ہے تو سرمایہ کاری فی کس سرمایہ کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری

فی کس سرمایہ
تصویر 23.3: فرسودگی اور سرمایہ کاری

سرمایہ کاری سے زیادہ ہوگی یعنی سرمایہ کاری فرسودگی سے زیادہ ہوگی اور اس کے نتیجے میں فی کس سرمایے میں اضافہ ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر فی کس سرمایہ k_{t1} ہو تو اس سے فی کس سرمایہ کاری i_{t1} کا تعین ہوگا جب کہ فرسودگی δk_{t1} ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ سرمایہ کاری کی مقدار فرسودگی کی مقدار سے زیادہ ہوگی۔ اس کے نتیجے میں فی کس سرمایہ میں اضافہ ہوگا اور معیشت k_{t1} سے داہنی طرف حرکت کرے گی۔ اس کے برعکس اگر فی کس سرمایہ k^* سے زیادہ ہوگا تو معیشت کی سرمایہ کاری فی کس سرمایہ کو بحال رکھنے کے لیے ضروری سرمایہ کاری سے کم ہوگی یعنی فرسودگی سرمایہ کاری سے زیادہ ہوگی اور نتیجتاً معیشت میں فی کس سرمایہ میں کمی ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر فی کس سرمایہ k_{t2} ہو تو اس سے فی کس سرمایہ کاری i_{t2} ہوگی جب کہ فرسودگی δk_{t2} ہوگی۔ یعنی اس صورت میں فی کس فرسودگی فی کس سرمایہ کاری سے زیادہ ہوگی۔ اس کے نتیجے میں فی کس سرمایہ میں کمی ہوگی۔ معیشت k_{t2} سے بائیں جانب حرکت کرے گی۔ یہ عمل اس وقت رک جائے گا جب فی کس سرمایہ حالتِ استحکام کے فی کس سرمایہ کے مساوی ہوگا یعنی سرمایہ کاری اتنی ہوگی جو فی کس سرمایہ کو برقرار رکھنے کے لیے کافی ہوگی۔

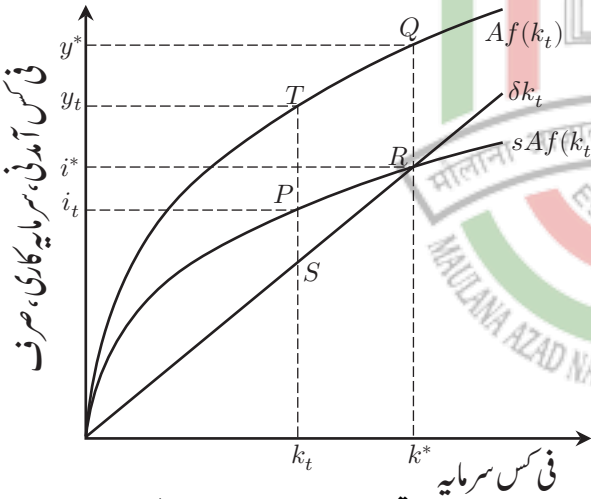
اس طرح سرمایہ کاری کی مقدار i^* فی کس سرمایہ کاری کی وہ مقدار ہے جو فی کس فرسودگی کے مساوی ہے۔ اس صورت میں نہ تو فی کس سرمایہ میں کمی اور نہ اضافہ ہوگا۔ اگر معیشت اس فی کس سرمایہ کو حاصل کر لے گی تو فی کس سرمایہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی کیونکہ فی کس سرمایہ کاری اتنی مقدار میں ہوگی جو فرسودہ سرمایے کو تبدیل کرنے کو کافی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ اس صورت میں Δk_{t+1} صفر ہوگا۔ اس تصویر کے تجزیے سے یہ اہم نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ k_t کی کسی بھی غیر صفر قدر سے شروع کرنے پر فی کارکن سرمایہ k^* کی طرف حرکت کرتا ہے یعنی فی کارکن سرمایے کی کسی بھی ابتدائی قدر کے ساتھ معیشت k^* کی طرف حرکت کرے گی۔ ایک بار جب معیشت $k_t = k^*$ پر پہنچ جائے گی تو فی کارکن سرمایہ میں تبدیلی ہونا بند ہو جائے گی۔ یعنی معیشت اس حالت پر ٹھہر جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس حالت کو حالتِ استحکام یا مستحکم حالت کہتے ہیں۔ معیشت (صفر فی کارکن سرمایہ کے علاوہ) کسی بھی فی کارکن سرمایہ سے ابتدا کرے وہ ہمیشہ حالتِ استحکام کی طرف حرکت کرے گی یا نائل ہوگی۔



تصویر 23.4: فی کس سرمایہ کار کا ارتقا

ایک اور نتیجہ جو ہم تصویر 23.3 کے تجزیے سے اخذ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ فی کس سرمایہ حالت استحکام سے جتنا دور ہو گا اگلی مدت کے فی کس سرمایہ میں اتنی ہی بڑی تبدیلی ہوگی (کیونکہ خط $sAf(k_t)$ اور خط δk_t کے درمیان عمودی فاصلہ زیادہ ہوگا) اور جتنا فی کس سرمایہ حالت استحکام کے قریب ہو گا اتنی ہی کم اگلی مدت کے فی کس سرمایہ میں تبدیلی ہوگی (کیونکہ خط $sAf(k_t)$ اور خط δk_t کے درمیان عمودی فاصلہ کم ہوگا)۔

تصویر 23.4 میں وقت کے ساتھ کس طرح فی کس سرمایہ کار ارتقا دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں k^* حالت استحکام کا فی کس سرمایہ ہے۔ اگر مدت 0 میں معیشت فی کس سرمایہ k'_0 سے شروع کرتی ہے تو اگلی مدت 1 میں فی کس سرمایہ k'_1 ہوگا۔ اس سے اگلی مدت میں k'_2 ہوگا۔ یعنی فی کس سرمایہ میں کمی ہوتی جائے گی یہاں تک کہ یہ k^* کے مساوی ہو جائے گا۔ نوٹ کریں کہ k'_0 سے k'_1 تک کی تبدیلی k'_1 سے k'_2 تک کی تبدیلی سے زیادہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں فی کس سرمایہ حالت استحکام فی کس سرمایہ سے زیادہ دور ہے۔ اسی طرح اگر معیشت k^* فی کس سرمایہ سے کم سرمایہ مثال کے طور پر k_0 سے شروعات کرتی ہے تو اگلی مدتوں میں فی کس سرمایہ میں اضافہ ہوتا جائے گا یہاں تک کہ فی کس سرمایہ k^* کے مساوی ہو جائے گا۔



تصویر 23.5: حالت استحکام میں متغیرات

تصویر 23.5 میں حالت استحکام کے فی کس سرمایہ کے علاوہ فی کس آمدنی، فی کس صرف، فی کس سرمایہ کاری اور دیگر متغیرات کے اخذ کو دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں خط پیداوار $Af(k_t)$ تقابل خط ہے جو فی کس آمدنی کو دکھاتا ہے۔ اس طرح، اگر معیشت کے پاس فی کس سرمایہ k_t ہو تو معیشت کی آمدنی y_t یا T ہوگی۔ y_t سے i_t کے بقدر فی کس سرمایہ کاری یا بچت ہوگی۔ چونکہ فی کس صرف آمدنی اور بچت کا فرق ہے لہذا فی کس صرف y_t یا PT ہوگا۔ نوٹ کریں کہ k_t سرمایہ کاری کی صورت میں سرمایہ کاری بریک ایون سرمایہ کاری کی سطح یا دوسرے لفظوں میں کہیں تو فرسودگی سے زیادہ ہے، لہذا فی کس سرمایہ میں اضافہ ہوگا یہاں تک معیشت حالت استحکام سرمایہ کاری k^* کو پہنچ جائے گی۔ حالت استحکام فی کس سرمایہ سے فی کس آمدنی y^* یا Q کا تعین ہوگا۔ y^* آمدنی میں سے i^* کی سرمایہ کاری ہوگی اور بقایا آمدنی $y^* - i^*$ یا RQ فی کس صرف کی مقدار ہوگی۔ ان

متغیرات کی حالت استحکام کی قدروں کی مساوات ہوں گی:

$$i^* = sAf(k^*) \quad (23.17)$$

$$c^* = (1 - s)Af(k^*) \quad (23.18)$$

آئیے کاب ڈگلس تفاعل پیداوار (Cobb-Douglas Production Function) سے سولوماڈل کی وضاحت کریں۔ کاب

ڈگلس پیداوار تفاعل کو مساوات کی صورت میں ذیل سے دکھایا جاسکتا ہے:

$$Y_t = F(K_t, L_t) = AK^\alpha L^{1-\alpha}, 0 < \alpha < 1 \quad (23.19)$$

فی کس شکل میں اس تفاعل کو ذیل کی طرح لکھا جاسکتا ہے:

$$\frac{Y_t}{L_t} = \frac{AK_t^\alpha L_t^{1-\alpha}}{L_t} \quad (23.20)$$

سولوماڈل کی بنیادی مساوات ہوگی:

$$k_{t+1} = sAk_t^\alpha + (1 - \delta)k_t \quad (23.21)$$

اسی طرح دیگر مساوات ہوں گی۔

$$c_t = (1 - s)Ak_t^\alpha \quad (23.22)$$

$$i_t = sAk_t^\alpha \quad (23.23)$$

درج بالا متغیرات کی حالت استحکام کی قدر معلوم کرنے کے لیے آئیے مساوات (23.16) پر غور کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ حالت

استحکام میں فی کس سرمایہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یعنی مساوات میں Δk_{t+1} کی قدر صفر ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہیں تو حالت

استحکام کی صورت میں $k_t = k_{t+1} = k^*$ ہوگا۔ مساوات کو حل کرنے پر:

$$\Delta k_{t+1} = sAf(k_t) - \delta k_t = 0$$

$$sAk_t^\alpha - \delta k_t = 0$$

$$k^* = \left(\frac{sA}{\delta} \right)^{\frac{1}{1-\alpha}} \quad (23.26)$$

مساوات (23.26) سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ s اور A میں اضافے سے k^* میں اضافہ ہوتا ہے اور δ میں اضافے سے k^* میں کمی ہوتی

ہے۔ اسی طرح دیگر متغیرات کو k_t اور پیرامیٹرز (s, α, δ) کے تفاعل کے طور پر لکھا جاسکتا ہے۔ لہذا، ان دیگر متغیرات کی بھی حالت

استحکام کی قدریں ہوں گی:

$$y_t^* = k^{*\alpha} = \left(\left(\frac{sA}{\delta} \right)^{\frac{1}{1-\alpha}} \right)^\alpha = \left(\left(\frac{sA}{\delta} \right)^{\frac{\alpha}{1-\alpha}} \right) \quad (23.27)$$

$$c^* = (1 - s)k^{*\alpha} \quad (23.28)$$

$$i^* = sk^{*\alpha} \quad (23.29)$$

فرض کریں کہ کاب ڈگلس تفاعل ذیل کی شکل کا ہے

$$Y_t = 100K_t^{0.5}L_t^{0.5}$$

نی کس شکل میں تفاعل ہوگا:

$$\frac{Y_t}{L_t} = \frac{100K_t^{0.5}L_t^{0.5}}{L_t}$$

$$y_t = 100k_t^{0.5}$$

فرض کریں کہ معیشت پیداوار کے 25 فیصد حصے کی بچت کرتی ہے۔ اور سرمایے کا 50 فیصد حصہ فرسودہ ہو جاتا ہے۔ مزید فرض کریں کہ معیشت 100 فی کس سرمایہ سے شروع کرتی ہے۔ اس صورت میں معیشت کی پیداوار ہوگی:

$$y_t = 100 \times (100)^{0.5} = 1000$$

دیگر متغیرات کی قدریں ہوں گی:

$$i_t = 0.25 * 1000 = 250$$

$$c_t = y_t - i_t = 1000 - 250 = 750$$

$$\delta k_t = 0.5 * 100 = 50$$

$$k_{t+1} = sf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

$$k_{t+1} = 250 + (1 - 0.5) \times 100 = 300$$

اب k_{t+1} اگلی مدت $(t + 1)$ کے لیے فی کس سرمایہ ہے تو اگلی مدت میں پیداوار ہوگی:

$$y_{t+1} = 100k_{t+1}^{0.5} = 100 \times 300^{0.5} = 1732.05$$

پھر اسی طرح دیگر متغیرات کی قدریں اخذ کی جاسکتی ہے۔ درج ذیل جدول میں کچھ مدتوں کی قدریں پیش کی گئی ہیں۔

Δk_{t+1}	k_{t+1}	c_t	i_t	δk_t	y_t	k_t	مدت
200.000	300.000	750.000	250.000	50.000	1000.000	100.000	1
283.013	583.013	1299.038	433.013	150.000	1732.051	300.000	2
312.135	895.148	1810.924	603.641	291.506	2414.566	583.013	3
300.402	1195.549	2243.926	747.975	447.574	2991.902	895.148	4
266.643	1462.193	2593.254	864.418	597.775	3457.672	1195.549	5
22.588	2431.389	3680.965	1226.988	1204.400	4907.953	2408.801	15
17.033	2448.422	3698.184	1232.728	1215.694	4930.911	2431.389	16
0.001	2499.997	3749.997	1249.999	1249.998	4999.996	2499.996	50
0.000	2500.000	3750.000	1250.000	1250.000	5000.000	2500.000	∞

نوٹ کریں کہ فی کس سرمایہ اور فی کس پیداوار میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے لیکن اضافے کی رفتار کم ہوتی جا رہی ہے۔ ایک وقت

ایسا آئے گا کہ فی کس سرمایہ اور پیداوار میں اضافہ ہونا بند ہو جائے گا۔ اس وقت معیشت حالت استحکام کو پہنچ جائے گی۔ درج ذیل طریقے

سے ہم حالت استحکام میں متغیرات کی قدر اخذ کر سکتے ہیں۔

حالت استحکام میں Δk_{t+1} صفر ہوتا ہے، یعنی:

$$\Delta k_{t+1} = sf(k_t) - \delta k_t = 0$$

$$s(100k_t^{0.5}) - \delta k_t = 0$$

$$k^* = 2500$$

متبادلًا، آپ مساوات (23.25) میں قدروں کو رکھ کر k^* کی قدر اخذ کر سکتے ہیں۔ یعنی

$$k^* = \left(\frac{0.25 * 100}{0.5} \right)^{\frac{1}{1-0.5}} = 2500$$

k^* کی قدر کے بعد آپ دیگر متغیرات کی حالت استحکام کی قدریں اخذ کر سکتے ہیں۔ درج بالا جدول کے آخری قطار میں حالت

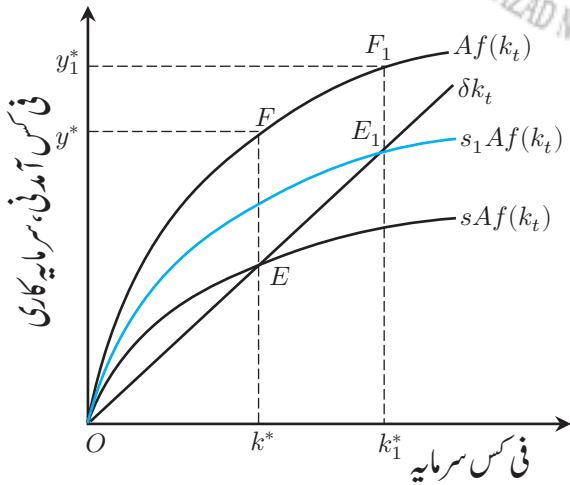
استحکام کی قدریں دکھائی گئیں ہیں۔

23.3 s اور A میں تبدیلی کا اثر (Effect of Change in s and A)

اوپر آپ دیکھ چکے ہیں کہ مستحکم حالت میں، فی کس سرمایہ (k_t) اور فی کس آمدنی (y_t) دونوں مستقل رہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، $\Delta k = 0$ اور $\Delta y = 0$ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مستحکم حالت میں طویل مدتی نمو کی شرح پر بچت کی شرح میں تبدیلی کا اثر نہیں پڑتا۔ بچت کی شرح میں تبدیلی صرف معیشت کی قلیل مدتی شرح نمو کو متاثر کرتی ہے۔

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ سولو ماڈل میں بچت کی شرح s اور پیداوار اہلیت A میں تبدیلی کا کیا اثر پڑتا ہے۔ پہلے بچت کی شرح s میں اضافے کے اثر کو دیکھتے ہیں۔ فرض کریں کہ معیشت ابتدا میں مستحکم حالت میں ہے، جہاں بچت کی شرح s ہے۔ پھر، مدت t میں، بچت کی شرح s_1 ہو جاتی ہے اور اس کے ہمیشہ کے لیے s_1 پر رہنے کی توقع ہے۔

بچت میں اضافے کے اثرات کو تصویر 23.6 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ابتدا میں بچت خط $sAf(k_t)$ کے



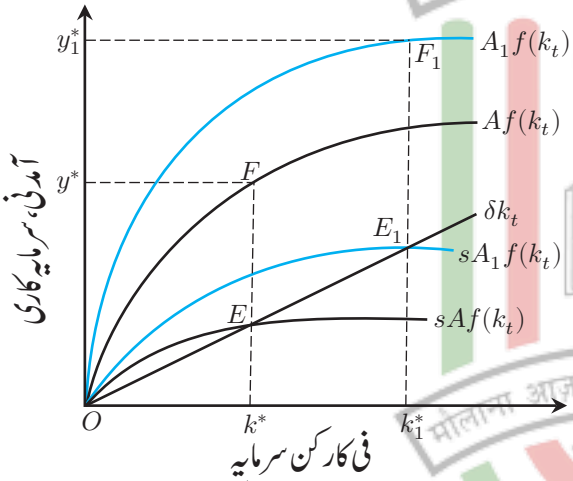
تصویر 23.6: بچت میں تبدیلی کا اثر

ساتھ، معیشت نقطہ E پر مستحکم حالت میں ہے جہاں بچت خط $sAf(k_t)$ فرسودگی خط یا بریک ایون سرمایہ کاری خط δk_t کو قطع کرتا ہے۔ اس صورت میں فی کس سرمایہ k^* اور فی کس آمدنی y^* ہوتی ہے۔ پھر، مدت t میں، بچت کی شرح s_1 ہو جاتی ہے۔ نتیجتًا، بچت خط منتقل ہو کر $s_1 Af(k_t)$ ہو جاتا ہے اور بریک ایون سرمایہ کاری خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بچت کی شرح میں اضافہ مستحکم حالت کے توازن کو دائیں طرف لے جاتا ہے اور اس کی وجہ سے فی کس سرمایہ اور فی کس آمدنی دونوں بالترتیب بڑھ کر k^* اور y^* ہو جاتے ہیں۔ نوٹ کریں کہ

نئی مستحکم حالت میں معیشت کی شرح نمو پھر سے صفر ہو جاتی ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ معیشت کی طویل مدتی شرح نمو بچت کی شرح میں اضافے سے متاثر نہیں ہوتی حالانکہ مستحکم حالت دائیں طرف چلی گئی ہے۔

فی کس سرمایہ اور فی کس آمدنی میں اضافے کی وجہ کیا ہے؟ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ نئے $s_1 Af(k_t)$ خط کے ساتھ k^* پر فی کس سرمایہ کاری بڑھ کر δk_t سے زیادہ ہے۔ یعنی معیشت مستحکم حالت سے نیچے آگئی ہے۔ اس کے نتیجے میں فی کس سرمایہ میں اضافہ ہو گا اور بالآخر معیشت نئی، اعلیٰ مستحکم حالت کے قریب پہنچ جائے گی۔

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ پیداواریت میں اضافے کا کیا اثر پڑتا ہے۔ ہم نے درج بالا میں پیداواریت کو متعین فرض کیا تھا۔ پیداواریت میں تبدیلی تکنیکی تبدیلی سے ہوتی ہے۔ سولو ماڈل میں تکنیکی تبدیلی خارجی متغیر ہے یعنی اس کا تعین ماڈل سے باہر ہوتا ہے، اور دوسرے عوامل، سرمایہ اور محنت کی قدروں سے آزاد ہے۔ مساوات (23.1) میں پیش تفاعل پیداوار میں A میں تبدیلی پیداواریت میں تبدیلی یا تکنیکی پیش رفت کی تبدیلی کی نمائندگی کرتی ہے۔ ہم نے تجزیے کو آسان بنانے کی خاطر یہ فرض کیا کہ تکنیکی تبدیلی صفر ہے اور لہذا A کی قدر مستقل ہے۔



اب فرض کریں کہ تکنیکی تبدیلی سے پیداواریت یعنی A میں

اضافہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر، فرض کریں کہ مدت t سے پہلے، معیشت A سے وابستہ مستحکم حالت میں ہے۔ پھر، فرض کریں کہ A بڑھ کر A_1 ہو جاتا ہے اور یہ تبدیلی مستقل ہے، لہذا A کی تمام مستقبل کی قدریں A_1 کے برابر ہوں گی۔ اس کے نتیجے میں تفاعل پیداوار اوپر کی جانب منتقل ہو گا جیسا کہ تصویر 23.7 میں تفاعل پیداوار $Af(k_t)$ سے اوپر کو منتقل ہو کر $A_1 f(k_t)$ ہو گیا ہے۔ $Af(k_t)$ کے مطابق بچت خط $sAf(k_t)$ ہے۔

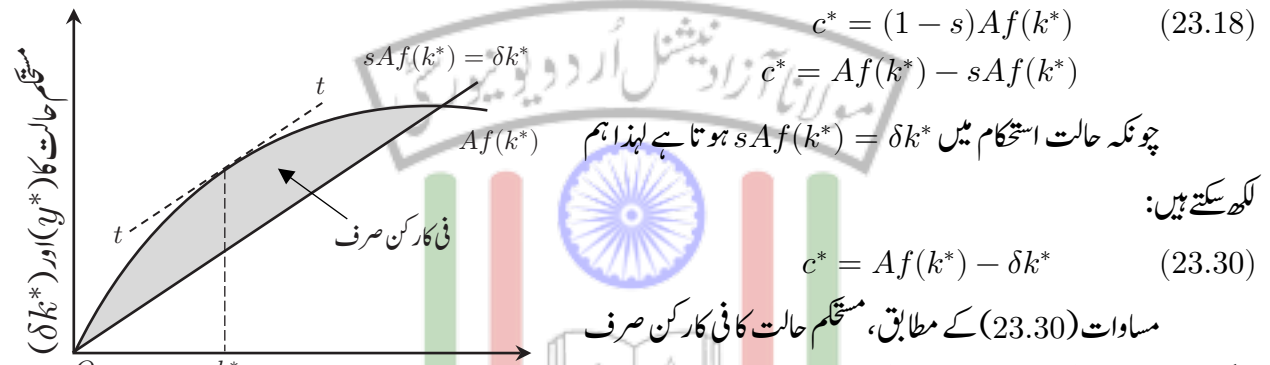
اس کے ساتھ، مستحکم حالت کے توازن میں، فی کس سرمایہ k^* کے برابر ہے اور فی کس پیداوار (آمدنی) y^* ہے۔ مدت t میں A بڑھ کر A_1 ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں تفاعل پیداوار اوپر کو منتقل ہو کر $A_1 f(k_t)$ ہو جاتا ہے اور اسی طرح بچت خط اوپر کی طرف منتقل ہو کر $sA_1 f(k_t)$ ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، نئی مستحکم حالت میں فی کس سرمایہ k_1^* اور کس آمدنی y_1^* ہو جاتی ہے۔

23.4 تجزیہ سرمایہ کا سنہرا اصول (The Golden Rule of Capital Accumulation)

اب تک کے تجزیے میں آپ نے دیکھا کہ معیشت کی بچت اور سرمایہ کاری کی شرح سرمایہ اور پیداوار یا آمدنی کی مستحکم حالت کی سطح کا تعین کیسے کرتی ہے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بچت کی شرح جتنی زیادہ ہوگی، مستحکم حالت میں فی کس سرمایہ اتنا ہی زیادہ ہو گا اور پیداوار اور آمدنی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ آپ اس تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ بچت کی شرح میں اضافہ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے کیونکہ یہ پیداوار یا آمدنی میں اضافہ کرتا ہے۔ اس سے افراد کی اشیاء کا صرف اور اس وجہ سے ان کا معیار زندگی بلند ہو گا۔ تاہم اس طرح کا نتیجہ اخذ کرنا

بالکل غلط ہو گا۔ اعلیٰ بچت کی شرح ہمیشہ اچھی چیز نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقت میں کم صرف (اور اس وجہ سے حال اور مستقبل دونوں میں معیار زندگی میں کمی) کا سبب بن سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر $s = 1$ ، یعنی 100 فی صد بچت ہو تو $c^* = 0$ ہو گا کیوں کہ اس صورت میں افراد کے پاس صرف کے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا۔

اس طرح، بچت کی شرح میں اضافے کا مستحکم حالت کے فی کارکن صرف پر اضافے کے اثر کے بارے میں وضاحت سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بچت کی شرح میں اضافے سے فی کارکن سرمایہ k^* میں یقیناً ہمیشہ اضافہ ہوتا ہے، اور اس وجہ سے فی کارکن آمدنی y^* میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن بچت کی شرح میں اضافے کا مطلب ہے کہ افراد کو صرف کے لیے آمدنی کا چھوٹا حصہ دستیاب ہو گا۔ ان میں سے کون سا اثر غالب ہو گا اس کے بارے میں وضاحت سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ یاد کریں کہ مستحکم حالت میں فی کس صرف کی مساوات ہو گی:



تصویر 23.8: مستحکم حالت کا کافی کارکن صرف

سرمایہ k^* میں اضافے کے فی کارکن صرف c^* پر دو اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایک طرف، k^* میں اضافہ $Af(k^*)$ میں اضافے کا سبب بنتا ہے جس سے c^* میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف، k^* میں اضافے سے k^* کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری سرمایہ کاری δk^* میں اضافہ ہوتا ہے جس کا مطلب ہو گا کہ پیداوار یا آمدنی کا کم حصہ c^* کے لیے دستیاب ہو گا۔ یاد کریں کہ تقابلی حاصل کے مفروضے کے مطابق k^* میں اضافے سے y^* میں اضافہ ہوتا ہے لیکن یہ اضافہ گھٹتی شرح سے ہوتا ہے۔ دوسری طرف، مستحکم حالت کی فی کارکن سرمایہ کاری اوپر کو ڈھلواں سیدھا خط ہوتا ہے۔ ان دونوں کا فرق مستحکم حالت کا کافی کارکن سرمایہ ہوتا ہے۔ تصویر 23.8 دیکھیں۔ تصویر میں مستحکم حالت کی پیداوار اور مستحکم حالت کی فرسودگی کو مستحکم سرمایہ کے تقابل کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ $Af(k^*)$ مستحکم حالت کی پیداوار کا خط ہے اور δk^* مستحکم حالت کی فرسودگی کا خط ہے۔ ان دونوں خطوط کے درمیان کا فرق مستحکم حالت کا کافی کارکن سرمایہ c^* ہو گا۔ تصویر میں اسے رنگ بھرے رقبے سے دکھایا گیا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ k^*_G سے پہلے k^* میں اضافے سے c^* میں اضافہ ہوتا ہے اور k^*_G کے بعد k^* میں اضافے سے c^* میں کمی ہوتی ہے۔ k^*_G فی کارکن سرمایہ مستحکم سرمایہ کی وہ سطح ہے جس پر c^* کی قدر سب سے زیادہ ہے۔ k^*_G کو گولڈن رول لیول آف کیپٹل (Golden Rule Level of Capital) کہتے ہیں۔

سولوماڈل کی مدد سے ہم اس بچت کی شرح اور تجميع سرمایہ کی وضاحت کر سکتے ہیں جو فی کارکن صرف کو زیادہ سے زیادہ کرتی ہے۔ فی

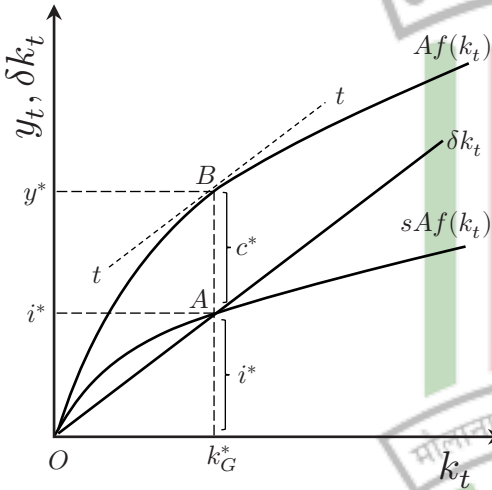
کارکن سرمایے کی مستحکم حالت کی قدر جو فی کارکن صرف کو زیادہ سے زیادہ کرتی ہے سرمایے کا گولڈن رول لیول کہلاتا ہے۔ ہم درج ذیل مساوات کے ذریعے ریاضی کے سنہری اصول کو نمایاں کر سکتے ہیں جس پر فی کارکن صرف c^* زیادہ سے زیادہ ہوگا۔

$$MP_{k^*} = \delta \quad (23.31)$$

مساوات (23.31) کے مطابق c^* کے زیادہ سے زیادہ ہونے کے لیے k^* ایسا ہونا چاہیے جس پر سرمایے کی حاشیائی پیداوار (MP_{k^*}) فرسودگی کی شرح (δ) کے مساوی ہو۔ یاد کریں کہ k^* کی قدر s پر منحصر ہوتی ہے۔ جتنا بڑا s ہو گا اتنا ہی بڑا k^* ہو گا لہذا ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ s کی قدر ایسی ہونی چاہیے کہ k^* کی حاشیائی پیداوار سرمایے پر فرسودگی کی شرح δ کے برابر ہو۔ دوسرے لفظوں میں، سنہری اصول s ایسا ہونا چاہیے کہ اس سے پیدا k^* ایسا ہو جس سے مساوات (23.31) درست ہوتی ہو۔

تصویر 23.9 سے اس بات کا احساس کیا جاسکتا ہے کہ سنہرے اصول کے لیے مساوات (23.31) کا درست ہونا کیوں ضروری

ہے۔ تصویر میں محور Y پر $y_t = Af(k_t)$ اور $i_t = sAf(k_t)$ اور δk_t کو دکھایا گیا ہے جبکہ محور X پر k_t کو دکھایا گیا۔ دیے گئے k_t



تصویر 23.9: شرح بچت اور سنہری اصول

کے ساتھ، y_t اور i_t کے درمیان عمودی فاصلہ c_t ہوگا۔ مستحکم حالت میں، $sAf(k_t) = \delta k_t$ ہوگا یعنی مستحکم حالت وہ ہوگی جہاں δk_t خط $sAf(k_t)$ خط کو قطع کرتا ہو۔ اس پر k^* اور y^* کے درمیان فرق مستحکم حالت کا صرف زیادہ ہوگا۔ سنہری اصول بچت کی شرح وہ ہوگی جو اس عمودی فاصلے کو زیادہ سے زیادہ کرتی ہو۔ تریسی طور پر یہ فرق وہاں زیادہ سے زیادہ ہوگا جہاں مستحکم حالت میں $y_t = Af(k_t)$ خط کا مماس (Tangent) اور δk_t خط کا مماس مساوی ہوں۔ دونوں خطوط کے مماس کے مساوی ہونے کا مطلب ہے کہ دونوں خطوط کا ڈھلان اس نقطے پر مساوی ہے۔ لیکن $y_t = Af(k_t)$ کا ڈھلان سرمایے کی حاشیائی پیداوار (MP_k) ہوتا ہے اور δk_t کا مماس فرسودگی کی شرح δ ہوتا

ہے۔ لہذا، سنہری اصول کے لیے $MP_k = \delta$ ہونا چاہیے، دوسرے لفظوں میں، سنہری اصول پر، سرمایے کی حاشیائی پیداوار سرمایے پر فرسودگی کی شرح کے برابر ہونی چاہیے۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ فرض کریں کہ، دیے گئے s کے ساتھ، $MP_k > \delta$ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ s میں اضافہ کر کے

مستحکم حالت کے سرمایے میں اضافہ کر کے پیداوار کو مستحکم حالت کی سرمایہ کاری سے زیادہ بڑھایا جاسکتا ہے۔ پیداوار میں اضافہ MP_k کے مساوی ہو گا جبکہ مستحکم سرمایہ کاری میں اضافہ δ کے مساوی ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس سے صرف میں اضافہ ہوگا۔ لہذا یہ s وہ نہیں ہو سکتا جو مستحکم حالت کے صرف کو زیادہ سے زیادہ کرتا ہو۔ اس کے برعکس، اگر s اس طرح ہو کہ $MP_k < \delta$ ، تو مستحکم حالت کے سرمایے کے اسٹاک میں اضافے سے پیداوار میں اضافہ مستحکم حالت کی سرمایہ کاری میں اضافے سے چھوٹا ہو گا جس سے صرف میں کمی ہوگی۔ اس لیے یہ s وہ نہیں ہو سکتا جو مستحکم حالت کے صرف کو زیادہ سے زیادہ کرتا ہو۔ صرف اس صورت میں جب s ایسا ہو کہ اس سے $MP_k = \delta$

شرط پوری ہوتی ہو حالت استحکام کا صرف سب سے زیادہ ہو گا۔

یہ دھیان رہے کہ معیشت خود بخود s کی ایسی قدر حاصل نہیں کرتی جو سنہرے اصول کے مطابق ہو۔ اگر ہم سنہرے اصول کا سرمایہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں ایک خاص بچت کی شرح کی ضرورت ہوگی جیسا کہ ہم نے تصویر میں ایک مخصوص بچت کی شرح کو لیا جس سے معیشت نقطہ B پر ایسی مستحکم حالت حاصل کرتی ہے جس پر صرف زیادہ سے زیادہ ہے۔ یہ بچت خط سرمایہ کے سنہری اصول کی سطح کو حاصل کرنے کو یقینی بناتا ہے۔ بچت کی شرح میں کوئی بھی اضافہ بچت خط میں تبدیلی کا سبب بنے گا، جس کے ساتھ ساتھ تفاعل پیداوار میں تبدیلی ہوگی اور اس سے معیشت فی کارکن سرمایے کے گولڈن رول لیول سے ہٹ جائے گی جس کی وجہ سے صرف میں کمی واقع ہوگی۔

23.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- سولو کے نمو کے بنیادی ماڈل کی وضاحت کر سکیں۔
- سولو ماڈل کے مطابق شرح بچت اور پیداواریت میں تبدیلی کے اثر کی وضاحت کر سکیں۔
- تجميع سرمایہ کے سنہرے اصول کی وضاحت کر سکیں۔

23.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

حالت استحکام *Steady State*: وہ حالت جس میں معیشت مستحکم ہوتی ہے۔

سنہرے اصول کی شرح بچت: *Golden Rule of Saving*۔ بچت کی وہ شرح جو صرف کو زیادہ سے زیادہ کرتی ہو۔

23.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

23.7.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. سولو ماڈل کا تفاعل پیداوار اور ----- کا حامل تفاعل ہے۔

- | | |
|----------------|-------------------|
| (a) قائم حاصل | (b) تکثیر حاصل |
| (c) تقلیل حاصل | (d) درج بالا سبھی |

2. سولو ماڈل کے تفاعل میں سرمایے کی حاشیائی پیداواریت

- | | |
|--------------------|-----------------------|
| (a) مستقل رہتی ہے۔ | (b) گھٹتی ہے۔ |
| (c) بڑھتی ہے۔ | (d) (a) اور (c) دونوں |

3. سولوماڈل میں تجمع سرمایہ کی مساوات ہے:

$$K_{t+1} = I_t + 1(-\delta)K_t \quad (b) \quad K_{t+1} = I_t + K_t - \delta K_t \quad (a)$$

(c) (a) اور (b) دونوں (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

4. تفاعل پیداوار $y_t = Af(k_t)$ کی ڈھلان ہوگی:

$$\frac{MP_k}{A} \quad (b) \quad MP_k \quad (a)$$

$$\frac{Af(k_t)}{MP_k} \quad (d) \quad f(k_t) \quad (c)$$

5. اگر $k_t < k^*$ ہو تو فی کس سرمایے میں ----- ہو گا / ہوگی۔

(a) اضافہ (b) کمی
(c) کوئی تبدیلی نہیں (d) (a) اور (b) دونوں ممکن

6. اگر تکنیکی تبدیلی اور محنت کی نمو صفر ہو تو، حالت استحکام حاصل کرنے کے بعد معیشت کی فی کس آمدنی کی شرح نمو ہوگی:

(a) صفر ہوگی۔ (b) فی کس سرمایے پر منحصر ہوگی۔
(c) فرسودگی کی شرح کے مساوی ہوگی۔ (d) شرح بچت کے مساوی ہوگی۔

7. سنہرے اصول کافی کس سرمایہ وہ ہو گا جس پر حالت استحکام میں

(a) فی کس آمدنی سب سے زیادہ ہو۔ (b) فی کس صرف سب سے زیادہ ہو۔
(c) فی کس فرسودگی سب سے کم ہو۔ (d) شرح بچت سب سے زیادہ ہو۔

8. سنہرے اصول کے مطابق درج ذیل میں سے کون سی شرط پوری ہونا ضروری ہے؟

$$\frac{MP_k}{s} = \delta \quad (b) \quad MP_k = \delta \quad (a)$$

$$MP_k = A \times \delta \quad (d) \quad MP_k = \frac{A}{\delta} \quad (c)$$

9. حالت استحکام میں اگر سرمایے کی حاشیائی پیداواریت شرح فرسودگی سے زیادہ ہو تو شرح بچت میں اضافے سے حالت استحکام کے:

(a) فی کس سرمایے میں اضافہ ہو گا۔ (b) فی کس صرف میں اضافہ ہو گا۔
(c) فی کس سرمایے میں کمی ہوگی۔ (d) (a) اور (b) دونوں

10. تفاعل پیداوار $y_t = k_t^a$ کے مطابق حالت استحکام کے فی کس سرمایے (k^*) کی قدر ہوگی:

$$\left(\frac{s}{\delta}\right)^{\frac{a}{1-a}} \quad (b) \quad \left(\frac{s}{\delta}\right)^{\frac{a}{a-1}} \quad (a)$$

$$\left(\frac{s}{\delta}\right)^{\frac{1-a}{a}} \quad (d) \quad \left(\frac{s}{\delta}\right)^{\frac{1}{1-a}} \quad (c)$$

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
(c)	(d)	(a)	(b)	(a)	(a)	(a)	(c)	(b)	(a)	

23.7.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. سولوماڈل کے تفاعل پیداوار کی خصوصیات کیا ہیں؟
2. تجميع سرمایه کی مساوات اخذ کریں۔ یہ مساوات کیا کہتی ہے؟
3. بنیادی سولوماڈل کے مطابق حالت استحکام کیا ہے؟ اس حالت میں فی کس پیداوار کی شرح نمو کیا ہوگی؟
4. تفاعل پیداوار $y_t = 10k_t^{0.5}$ سے حالت استحکام کی y^* ، k^* اور c^* کی قدر اخذ کریں اگر $s = 0.5$ اور $\delta = 0.1$ ہو۔
5. تجميع سرمایه کا سنہرے اصول کیا ہے؟

23.7.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. سولوماڈل کے تفاعل پیداوار اور تجميع سرمایه کی بنیادی مساوات کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. تصویر کی مدد سے حالت استحکام کی وضاحت کریں۔ معیشت کیوں ہمیشہ اس حالت کی طرف گامزن ہوتی ہے؟
3. تجميع سرمایه کے سنہرے اصول کو تفصیل سے بیان کریں۔ اس اصول کے مطابق فی کس صرف کب زیادہ سے زیادہ ہوگا؟ کیوں؟

23.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.

اکائی 24: مضاف سولوماڈل

(Augmented Solow Model)

اکائی کے اجزاء:

تمہید (Introduction)	24.0
مقاصد (Objectives)	24.1
آبادی کی نمو کے ساتھ سولوماڈل (Solow Model with Population Growth)	24.2
آبادی کی شرح نمو اور حالت استحکام (Population Growth and Steady State)	24.2.1
آبادی کی شرح نمو میں اضافے کا اثر (Effect of Increase in Population Growth Rate)	24.2.2
پیداواریت میں نمو (Growth in Productivity)	24.3
پیداواریت میں نمو کے ساتھ حالت استحکام (Steady State with Productivity Growth)	24.3.1
تجمع سرمایہ کا سنہرا اصول (Golden Rule of Capital Accumulation)	24.4
مفروضہ ارتکاز (Convergence Hypothesis)	24.5
اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)	24.6
کلیدی الفاظ (Keywords)	24.7
نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)	24.8
معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)	24.8.1
مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)	24.8.2
طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)	24.8.3
تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)	24.9

24.0 تمہید (Introduction)

سابقہ اکائی میں آپ نے سولو کے بنیادی ماڈل کا مطالعہ کیا۔ حالانکہ سولوماڈل کا مقصد طویل مدتی نمو کا مطالعہ کرنا ہے، لیکن بنیادی ماڈل میں آپ نے دیکھا کہ معیشت حالت استحکام میں ہوتی ہے جس میں معیشت میں کوئی نمو نہیں ہوتی۔ آپ نے دیکھا کہ جمع سرمایہ سے

معیشت میں طویل مدتی نمو نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح شرح بچت میں اضافے سے حالانکہ قلیل مدت میں عارضی طور پر نمو ہو سکتی ہے لیکن بالآخر وہ بھی صفر ہو جاتی ہے۔ نمو کے حاصل کرنے کے لیے بار بار شرح بچت میں اضافہ کرنا عملی طور پر ممکن بھی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ شرح بچت کی حد 1 یا 100% ہے۔ پیداوار کے 100 فیصد سے زیادہ شرح بچت میں اضافہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن سابقہ اکائی میں ایک متغیر پیداواریت یا A اور تھاجس میں اضافے سے معیشت نئی مستحکم حالت میں چلی جاتی ہے۔ اور چونکہ A میں اضافے کی کوئی اوپری حد بھی نہیں ہے لہذا A میں مسلسل اضافہ کر کے معیشت کی فی کس آمدنی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ یعنی A میں مسلسل تبدیلی کر کے طویل مدتی نمو کا حصول ممکن ہے۔ سابقہ اکائی میں ہم نے آبادی یا محنت کی مقدار کو بھی معین فرض کیا تھا یعنی اس کی نمو کو صفر فرض کیا تھا۔ آبادی کی نمو سے بھی معاشی نمو پر اثر پڑ سکتا ہے۔ اس اکائی میں، ہم آبادی کی نمو اور پیداواریت کی نمو کو شامل کر کے سولو کے ماڈل کا مطالعہ کریں گے۔

24.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- آبادی کی نمو کے ساتھ سولو ماڈل کو بیان کرنا۔
- پیداواریت کی نمو کے ساتھ سولو ماڈل کی وضاحت کرنا۔
- مفروضہ ارتکاز کی وضاحت کرنا۔

24.2 آبادی کی نمو کے ساتھ سولو ماڈل (Solow Model with Population Growth)

آئیے سب سے پہلے مستقل آبادی یا محنت (یا کارکنان) کے مفروضے کو ترک کرتے ہیں اور فرض کریں کہ محنت n رفتار سے نمو کرتی ہے یعنی کارکنان کی تعداد میں n فیصد سے اضافہ ہوتا ہے۔ اکائی 21 میں نمو کی مساوات (21.4) دیکھیں جس کے مطابق اگر کسی متغیر L کی مدت t میں قدر L_t ہو اور اس کی نمو کی شرح n ہو تو اس کی مدت $t + 1$ میں قدر ہوگی:

$$L_{t+1} = (1 + n)L_t \quad (24.1)$$

مثال کے طور پر اگر 2021 میں ہندوستان کی آبادی 140 کروڑ ہو اور اس کی نمو کی شرح 1 فیصد ($n = 0.01$) ہو تو اس کا مطلب ہے کہ 2022 میں ہندوستان کی آبادی 141.4 کروڑ ہوگی۔ نمو کی مساوات کے مطابق

$$L_{2022} = (1 + n)L_{2021}$$

$$L_{2022} = (1 + 0.01) \times 140 = 141.4$$

اگر مدت 0 میں متغیر L کی قدر L_0 ہو تو t مدتوں بعد اس کی قدر L_t ہوگی:

$$L_t = (1 + n)^t L_0 \quad (24.2)$$

ہندوستان کی آبادی کی ہی مثال لیں۔ اگر 2021 میں ہندوستان کی آبادی 140 کروڑ تھی اور شرح نمو 1 فیصد ہے تو 2023 میں ہندوستان کی آبادی ہوگی:

$$L_{2025} = (1 + n)^2 L_{2021}$$

$$L_{2025} = (1 + 0.01)^2 \times 140 = 142.81$$

اگر مدت 0 میں محنت کی مقدار 1 ہو اور محنت کی شرح نمو n ہو تو مدت t میں محنت کی مقدار ہوگی:

$$L_t = (1 + n)^t \quad (24.3)$$

درج بالا مساواتوں سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اگر $n = 0$ ہو تو ہمارا ماڈل سابقہ اکائی کی طرح ہو جائے گا۔ یعنی سابقہ اکائی میں ہم نے ایک خاص صورت حال کا مطالعہ کیا تھا جس میں n کی قدر صفر تھی۔ یہاں ہم $n = 0$ کے مفروضے کو ترک کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا ماڈل سابقہ اکائی کی ہی طرح ہے۔ ماڈل کا تفاعل پیداوار سابقہ اکائی جیسا ہی ہے۔

$$Y_t = AF(K_t, L_t) \quad (24.4)$$

سابقہ اکائی کی ہی طرح، اس تفاعل کی بھی وہی خصوصیات ہیں جو سابقہ اکائی میں تفاعل پیداوار کی بیان کی گئی تھیں یعنی محنت اور سرمایہ دونوں کی حاشیائی پیداواریت مثبت ہے، لیکن محنت یا سرمایے کی ہر اضافی اکائی سے کم مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تفاعل پیداوار قائم حاصلات پیمانہ کا حامل ہے۔ ان مفروضات کے ساتھ، سولو ماڈل کی مساواتوں کو ہم ذیل میں لکھ سکتے ہیں:

$$K_{t+1} = I_t + (1 - \delta)K_t \quad (24.5)$$

$$I_t = sY_t \quad (24.6)$$

$$Y_t = AF(K_t, L_t) \quad (24.4)$$

$$Y_t = C_t + I_t \quad (24.7)$$

$$L_t = (1 + n)^t \quad (24.3)$$

نوٹ کریں کہ درج بالا مساواتوں میں صرف ایک نئی مساوات کا اضافہ ہوا ہے۔ باقی مساواتیں سابقہ اکائی کی ہی طرح ہیں۔ ان مساواتوں سے ہم مجموعی سرمایہ کی درج ذیل مساوات اخذ کر سکتے ہیں

$$K_{t+1} = sAF(K_t, L_t) + (1 - \delta)K_t \quad (24.8)$$

یہ مساوات بیان کرتی ہے کہ سرمایے کا ارتقا ابتدائی سرمایہ، K_t اور محنت یا کارکنان کی ابتدائی سطح L_t ، A کی خارجی قدر، اور پیرامیٹرز s اور δ کی متعینہ قدر کے ساتھ کیسے ہوتا ہے۔

آئیے سابقہ اکائی کی ہی طرح ان متغیرات کو فی کس کے لحاظ سے لکھیں۔ آئیے تفاعل پیداوار کی مساوات سے ابتدا کرتے ہیں۔ اس کے لیے سابقہ اکائی کی ہی طرح تفاعل پیداوار کی دونوں جانب کو L_t سے تقسیم کریں:

$$\frac{Y_t}{L_t} = \frac{AF(K_t, L_t)}{L_t}$$

چونکہ تفاعل پیداوار قائم حاصلات پیمانہ کا حامل تفاعل ہے لہذا، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

$$y_t = AF\left(\frac{K_t}{L_t}, \frac{L_t}{L_t}\right) = Af(k_t, 1)$$

$$y_t = Af(k_t) \quad (24.9)$$

فی کس کی اصطلاح میں تفاعل پیداوار کے لکھنے کے بعد آئیے اب مجموعی سرمایہ کی مساوات کو اخذ کریں۔ مساوات (24.8) کے دونوں جانب کو L_t سے تقسیم کرنے پر:

$$\frac{K_{t+1}}{L_t} = \frac{sAF(K_t, L_t)}{L_t} + \frac{(1 - \delta)K_t}{L_t}$$

$$\frac{K_{t+1}}{L_t} = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

درج بالا مساوات کی بائیں جانب کو L_{t+1} سے ضرب دینے اور تقسیم کرنے پر:

$$\frac{K_{t+1}}{L_t} \cdot \frac{L_{t+1}}{L_{t+1}} = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

$$\frac{K_{t+1}}{L_{t+1}} \cdot \frac{L_{t+1}}{L_t} = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

درج بالا مساوات میں $k_{t+1} = \frac{K_{t+1}}{L_{t+1}}$ مستقبل کے فی کس سرمایے کی مقدار ہے، $\frac{L_{t+1}}{L_t}$ مساوی ہے $(1 + n)$ کے۔ لہذا اس

مساوات کو لکھا جاسکتا ہے:

$$k_{t+1}(1 + n) = sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t$$

$$k_{t+1} = \frac{1}{(1 + n)} [sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t] \quad (24.10)$$

مساوات (24.10) فی کارکن کی اصطلاح میں تجميع سرمایہ کی مساوات ہے۔ سابقہ اکائی کی ہی طرح یہ مساوات سولو ماڈل کی کلیدی مساوات ہے۔ یہ مساوات فی کارکن سرمایے کے اسٹاک کا تعین کرتی ہے۔ یہ دکھاتی ہے کہ مستقبل کافی کارکن سرمایہ (k_{t+1}) موجودہ فی کارکن سرمایے کا تفاعل ہے۔ s, A, δ, n کی متعینہ قدروں کے ساتھ مستقل کارکن سرمایہ فی کارکن سرمایہ موجودہ سرمایہ فی کارکن پر منحصر ہوگا۔ یہ دکھاتی ہے کہ فی کارکن سرمایہ کاری سے مستقبل کے فی کارکن سرمایہ میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ فرسودگی اور محنت کی نمو کا مستقبل کی فی کارکن سرمایہ کاری پر منفی اثر پڑتا ہے۔ فرسودگی جہاں فی کارکن سرمایہ کاری میں سرمایے کی قدر میں کمی کر کے کمی کرتی ہے محنت کی نمو سے یکساں سرمایہ محنت کی بڑی مقدار میں تقسیم ہوتا ہے اور لہذا فی کارکن سرمایے میں کمی ہوتی ہے۔

ماڈل کی دیگر مساواتوں کو بھی فی کارکن اصطلاح میں لکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح، ماڈل کے دیگر متغیرات ہوں گے:

$$i_t = sAf(k_t) \quad (24.11)$$

$$y_t = Af(y_t) \quad (24.12)$$

$$c_t = (1 - s)Af(k_t) \quad (24.13)$$

$$y_t = c_t + i_t \quad (24.14)$$

24.2.1 آبادی کی شرح نمو اور حالت استحکام (Population Growth and Steady State)

مستحکم حالت کو اخذ کرنے کے سے پہلے آئیے تجميع سرمایہ کی بنیادی مساوات کو تبدیلی کی صورت میں لکھیں۔ اس کے لیے مساوات

(24.10) کی دونوں جانب سے k_t کو منہا کریں۔

$$k_{t+1} - k_t = \frac{1}{(1 + n)} [sAf(k_t) + (1 - \delta)k_t] - k_t$$

$$\Delta k_{t+1} = \frac{sf(k_t)}{1 + n} + \frac{(1 - \delta)k_t}{1 + n} - k_t$$

$$\Delta k_{t+1} = \frac{sf(k_t)}{1 + n} + \frac{(1 - \delta)k_t - (1 + n)k_t}{1 + n}$$

$$\Delta k_{t+1} = \frac{sf(k_t)}{1 + n} + \frac{k_t - \delta k_t - k_t - nk_t}{1 + n}$$

$$\Delta k_{t+1} = \frac{sf(k_t)}{1+n} + \frac{-\delta k_t - nk_t}{1+n}$$

$$\Delta k_{t+1} = \frac{sf(k_t)}{1+n} - \frac{(n+\delta)k_t}{1+n} \quad (24.15)$$

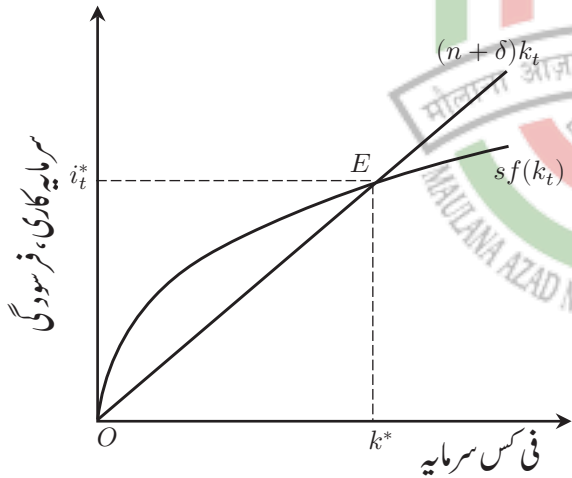
اس وضاحت کے بعد آئیے مستحکم حالت کافی کارکن سرمایہ اخذ کرتے ہیں۔ یاد کریں کہ مستحکم حالت وہ صورت حال ہے جس میں فی کارکن سرمایہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ مستحکم حالت کے فی کارکن سرمایہ کے تعین کے لیے ہم وہی عمل دہرا سکتے ہیں جو سابقہ اکائی میں کیا گیا تھا۔ چونکہ حالتِ استحکام میں فی کس سرمایہ میں تبدیلی نہیں ہوتی یعنی اس صورت میں Δk_{t+1} صفر ہو گا۔ لہذا، مساوات (24.11) کو لکھا جاسکتا ہے:¹

$$\Delta k_{t+1} = \frac{sf(k_t)}{1+n} - \frac{(n+\delta)k_t}{1+n} = 0$$

$$\frac{sf(k_t)}{1+n} = \frac{(n+\delta)k_t}{1+n}$$

$$sf(k_t) = (n+\delta)k_t \quad (24.16)$$

مساوات (24.16) کے مطابق معیشت حالتِ استحکام میں اس وقت ہوگی جب فی کس سرمایہ کاری $(sf(k_t))$ بریک ایون سرمایہ کاری $(n+\delta)k_t$ کے مساوی ہو۔ غور کریں کہ سابقہ اکائی میں بریک ایون سرمایہ کاری δk_t تھی۔ یعنی بریک ایون سرمایہ کاری وہ سرمایہ کاری تھی جو سرمایے کی فرسودگی کے مساوی تھی کیوں کہ وہاں ہم نے آبادی کی شرح کو صفر ($n=0$) فرض کیا تھا۔ یہاں بریک ایون سرمایہ کاری $(n+\delta)k_t$ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بریک ایون سرمایہ کاری میں فرسودگی (δk_t) کے ساتھ ساتھ نئی مزدور قوت کے لیے ضروری سرمایہ کاری (nk_t) بھی شامل ہے۔ اس طرح کل بریک ایون سرمایہ کاری $(n+\delta)k_t$ ہوگی۔

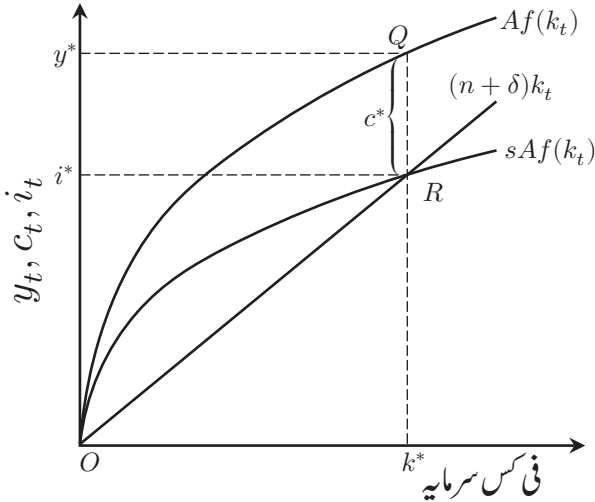


تصویر 24.1: آبادی کی نمو کے ساتھ حالتِ استحکام

تصویر 24.1 دیکھیں۔ حالتِ استحکام میں فی کس سرمایہ k^* کا تعین ہوتا ہے کیونکہ k^* سرمایہ کاری کی وہ مقدار ہے جو بریک ایون سرمایہ کاری کے مساوی ہے۔ فی کارکن سرمایہ کی مقدار اگر k^* سے زیادہ ہوگی تو سرمایہ کاری بریک ایون سرمایہ کاری سے کم ہوگی اور اس کے نتیجے میں فی کارکن سرمایہ کاری میں کمی ہوگی یہاں تک کہ وہ پھر سے k^* کی سطح پر آجائے گی۔ اس کے برعکس اگر فی کارکن سرمایہ کاری بریک ایون سرمایہ کاری سے کم ہوگی تو فی کارکن سرمایہ میں اضافہ ہو گا یہاں تک کہ وہ k^* کے مساوی ہو جائے گا۔ اس طرح حالتِ استحکام کے بعد معیشت کے فی کارکن سرمایہ کی شرح نمو صفر ہوگی۔ حالتِ استحکام میں دیگر متغیرات کی قدریں درج ذیل ہوں گی:

$$y^* = Af(k^*) \quad (24.17)$$

¹ آپ مستحکم حالت کے فی کارکن سرمایے کی قدر اخذ کرنے کے لیے تجميع سرمایہ کی مساوات (24.10) میں $k_{t+1} = k_t = k^*$ رکھ سکتے ہیں۔ ایسا کرنے کی صورت میں بھی آپ کو مساوات (24.16) حاصل ہوگی۔



تصویر 24.2: حالتِ استحکام میں متغیرات

$$c^* = (1 - s)Af(k^*) \quad (24.18)$$

$$i^* = sAf(k^*) \quad (24.19)$$

ان مساواتوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایک بار جب معیشت حالتِ استحکام حاصل کر لیتی ہے تو اس کے فی کس سرمایہ، فی کس پیداوار، فی کس صرف اور فی کس سرمایہ کاری میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی یعنی ان کی نمو صفر ہوتی ہے۔ گراف کی صورت میں حالتِ استحکام کی قدروں کو تصویر 24.2 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر کے مطابق حالتِ استحکام کا تعین نقطہ R پر ہوتا ہے جہاں فی کارکن سرمایہ کاری بریک ایون سرمایہ کاری کے مساوی ہے۔ اس سے فی کارکن

آمدنی y^* یا Q کا تعین ہوتا ہے۔ فی کارکن سرمایہ کاری i^* یا R کا تعین ہوگی۔ چونکہ فی کارکن صرف، فی کارکن آمدنی اور فی کارکن سرمایہ کاری کا فرق ہے لہذا فی کارکن صرف QR ہوگا۔

لیکن کیا یہ نتائج سابقہ اکائی کی ہی طرح نہیں ہیں؟ وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک بار معیشت حالتِ استحکام حاصل کر لیتی تو ہے اس کے فی کس سرمایہ، آمدنی، اور صرف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہاں بھی ہم نے وہی نتیجہ کیا۔ یہاں بھی ہم نے دیکھا کہ فی کارکن متغیرات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اگر دونوں صورتوں میں حالتِ استحکام کے بعد فی کس متغیرات مستقل رہتے ہیں تو الگ الگ تجزیے کی ضرورت کیا ہے؟ دونوں صورتوں میں فرق کیا ہے؟

یاد کریں کہ سابقہ اکائی میں ہم نے آبادی کی نمو کو صفر فرض کیا تھا۔ لہذا وہاں فی کارکن متغیرات کے ساتھ ساتھ مجموعی متغیرات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو رہی تھی۔ اگر آپ غور کریں تو پائیں گے کہ یہاں مجموعی متغیرات میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کو ایسے دیکھیں۔ اگر فی کارکن سرمایہ 10 اکائی ہے۔ اور اگلی مدت میں آبادی میں 1 فیصد اضافہ ہوتا ہے تو فی کارکن سرمایے کی قدر 10 برقرار رہنے کے لیے سرمایے میں بھی 1 فیصد اضافہ ضروری ہوگا۔

اب چونکہ k_t مساوی ہوتا ہے $\frac{K_t}{L_t}$ کے۔ لہذا K_t مساوی ہوگا $L_t \cdot k_t$ کے۔ اگر L_t کی شرح نمو n ہے تو k_t کے مستقل رہنے کے لیے ضروری ہے کہ K_t میں بھی n کی شرح سے اضافہ ہو۔ اب چونکہ حالتِ استحکام کے حاصل کرنے کے بعد معیشت کا مدت t اور مدت $t + 1$ کا فی کارکن سرمایہ مساوی ہوتا ہے۔ لہذا:

$$\begin{aligned} k_t &= k_{t+1} \\ \frac{K_t}{L_t} &= \frac{K_{t+1}}{L_{t+1}} \\ \frac{K_{t+1}}{K_t} &= \frac{L_{t+1}}{L_t} \end{aligned}$$

اکائی میں پیش کی گئی مساوات (21.2) کے مطابق $\frac{K_{t+1}}{K_t} = (1 + g_K)$ ہوگا۔ اور $\frac{L_{t+1}}{L_t} = (1 + n)$ ہوگا۔ جہاں g_K

سرمایے کی شرح نمو ہے اور n آبادی کی شرح نمو ہے۔ لہذا:

$$1 + g_K = 1 + n$$

$$g_K = n \quad (24.20)$$

مساوات (24.20) کے مطابق سرمایے میں n کی شرح سے اضافہ ہو گا۔ اسی طرح دیگر متغیرات یعنی پیداوار (Y_t) سرمایہ کاری (I_t) صرف (C_t) میں بھی n کی شرح سے تبدیلی ہوگی۔

$$\frac{Y_t}{L_t} = \frac{Y_{t+1}}{L_{t+1}} \Rightarrow \frac{Y_{t+1}}{Y_t} = \frac{L_{t+1}}{L_t}$$

$$1 + g_Y = 1 + n \Rightarrow g_Y = n \quad (24.21)$$

$$\frac{C_t}{L_t} = \frac{C_{t+1}}{L_{t+1}} \Rightarrow \frac{C_{t+1}}{C_t} = \frac{L_{t+1}}{L_t}$$

$$1 + g_C = 1 + n \Rightarrow g_C = n \quad (24.22)$$

$$\frac{I_t}{L_t} = \frac{I_{t+1}}{L_{t+1}} \Rightarrow \frac{I_{t+1}}{I_t} = \frac{L_{t+1}}{L_t}$$

$$1 + g_I = 1 + n \Rightarrow g_I = n \quad (24.23)$$

اس بحث سے نتیجہ نکلتا ہے کہ آبادی میں تبدیلی کے ساتھ فی کارکن متغیرات کی شرح نمو تو صفر ہوتی ہے اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی لیکن مجموعی متغیرات یعنی سرمایہ، سرمایہ کاری، پیداوار آمدنی اور صرف میں n یعنی آبادی کی شرح نمو کے مساوی اضافہ ہوتا ہے۔ آئیے اب ڈگلس تقابل پیدائش سے اس کی وضاحت کریں۔ اب ڈگلس تقابل سے مجموعی سرمایہ کی مساوات ہوگی:

$$k_{t+1} = \frac{sAk_t^\alpha}{1+n} - \frac{(n+\delta)k_t}{1+n}$$

حالت استحکام میں

$$sAk_t^\alpha = (n+\delta)k_t$$

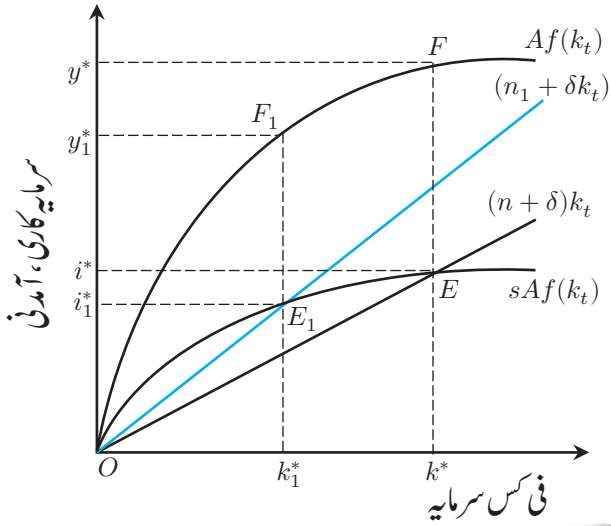
$$k_t = k^* = \left(\frac{sA}{n+\delta} \right)^{\frac{1}{1-\alpha}}$$

k^* کی قدر حاصل کرنے کے بعد آپ دیگر متغیرات کی قدریں اخذ کر سکتے ہیں۔

24.2.2 آبادی کی شرح نمو میں اضافے کا اثر (Effect of Increase in Population Growth Rate)

سابقہ اکائی میں ہم A اور s میں تبدیلی کے اثرات کو دیکھ چکے ہیں۔ یہاں بھی ان کا اثر وہی ہو گا جو سابقہ اکائی میں آپ نے دیکھا لہذا یہاں اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں ہم n میں تبدیلی کے اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس کے لیے تصویر 24.3 دیکھیں۔ ابتدا میں آبادی کی شرح نمو n کے ساتھ حالت استحکام کافی کس سرمایہ k^* اور فی کس آمدنی y^* تھی۔ اب آبادی کی شرح نمو میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ بڑھ کر n_1 ہو جاتی ہے اور اس شرح n_1 پر برقرار رہتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بریک ایون سرمایہ کاری خط $(n + \delta k_1)$ اوپر کو منتقل ہو کر $(n_1 + \delta k_1)$ ہو جاتا ہے اور سرمایہ کاری خط کو نقطہ E_1 پر قطع کرتا ہے۔ اس سے فی کارکن سرمایہ کاری k_1^* کا اور فی کس آمدنی y_1^* کا تعین ہوتا ہے۔ نوٹ کریں کہ آبادی کی شرح نمو میں اضافے سے فی کارکن سرمایہ اور فی کارکن آمدنی میں کمی ہوگی۔

اس کی وجہ یہ ہے آبادی کی اعلیٰ شرح نمو کی وجہ سے سرمایے کا دیا ہوا ذخیرہ نسبتاً بڑی مزدور قوت کے مابین تقسیم ہوتا ہے جس کے



تصویر 24.3: آبادی کی شرح نمو میں اضافے کا اثر

نتیجے میں فی کارکن سرمایہ کم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں آبادی میں اضافہ فی کارکن آمدنی اور معیار زندگی میں اضافے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ اس طرح یہ نتیجہ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک کے لیے ایک اہم سبق فراہم کرتا ہے، یعنی اگر وہ اپنے لوگوں کے لیے اعلیٰ معیار زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں آبادی میں اضافے کی شرح کو کنٹرول کرنے کی کوششیں کرنی چاہیے۔

آبادی کی اعلیٰ سطح کی صورت میں مستحکم شرح نمو بھی n سے n_1 تک بڑھ جاتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اعلیٰ مستحکم شرح نمو ضروری

نہیں کہ معیشت کے لیے اچھی چیز ہو۔ درحقیقت، اعلیٰ مستحکم شرح نمو کا مطلب یہ ہے کہ مخصوص فی کارکن سرمایہ اور فی کارکن آمدنی کو برقرار رکھنے کے لیے معیشت کو زیادہ بچت اور سرمایہ کاری کرنی ہوگی۔

24.3 پیداواریت میں نمو (Growth in Productivity)

اب تک ہم نے ماڈل میں پیداواریت میں نمو یا دوسرے لفظوں میں کہیں تو تکنیکی پیش رفت کو متعین فرض کیا اور اسی بنا پر تفاعل پیداوار میں A کو بنا سبسکرپٹ کے لکھا۔ تکنیکی پیش رفت سے عوامل پیدائش کی پیداواریت میں اضافہ ہوتا ہے۔ آئیے سولو ماڈل میں پیداواریت کی نمو کو یا تکنیکی پیش رفت کو متعارف کراتے ہیں۔ اس طرح کے ماڈل کو عموماً سولو کا مضاف ماڈل (Augmented Solow Model) کہا جاتا ہے۔ پیداواریت کی نمو کے ساتھ تفاعل پیداوار کی مساوات کو ذیل کی طرح لکھا جاسکتا ہے۔

$$Y_t = AF(K_t, Z_t L_t) \quad (24.24)$$

جہاں، Y_t پیداوار ہے، A پیداواریت کا پیمانہ ہے جس میں وقت کے ساتھ کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اور K_t سرمایہ ہے L_t محنت ہے اور Z_t نیا متغیر ہے۔ Z_t کو ہم ”محنت میں اضافہ کرنے والی پیداواری صلاحیت“ کہتے ہیں۔ اس متغیر اور محنت کے حاصل ضرب کو ہم ”محنت کی موثر اکائیاں“ یا موثر کارکن کہہ سکتے ہیں۔ یہ کارکنان کی تعداد کے ساتھ ساتھ ان کی پیداواری صلاحیت کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی معیشت میں محنت کی 10 اکائیاں ہوں اور Z ایک ہو تو اس معیشت کی محنت کی موثر اکائیاں 10 ہوں گی۔ اس کے برعکس ایک دوسری معیشت ہے جس کے پاس محنت کی 10 ہی اکائیاں ہیں لیکن Z کی قدر 2 ہے۔ اس معیشت کی موثر اکائیاں 20 ہوں گی۔ غور کریں کہ دونوں معیشتوں میں محنت کی یکساں مقدار ہے لیکن دوسری معیشت ایسی ہے گویا اس میں پہلی معیشت کے مقابلے دگنی محنت مداخل ہو۔ اس کو ایسے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری معیشت پہلی معیشت کے مقابلے محنت کی نصف مقدار کے ساتھ یکساں پیداوار پیدا کر سکتی ہے۔

بنیادی طور پر، A اور Z_t دونوں پیداواری صلاحیت کے پیمانے ہیں اور دونوں خارجی متغیرات ہیں۔ K_t اور L_t کی متعینہ قدر کے ساتھ ان میں سے کسی کی بھی قدر زیادہ ہونے پر پیداوار زیادہ ہوگی۔ ہم A کو ”یر جانبار“ پیداواریت کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ سرمایے اور محنت

دونوں کی کارکردگی میں اضافہ کرتا ہے۔ لیکن Z_t کو محنت افزا کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ صرف (براہ راست) محنت کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔ آسانی کے لیے ہم طویل مدت میں پیداواری صلاحیت کی شرح نمو کے اثر کو دکھانے کے لیے Z_t کا استعمال کریں گے، جبکہ سابقہ کی ہی طرح A کو مستقل فرض کریں گے۔

اگر Z_t کی شرح نمو z ہو تو مدت t اور مدت $t + 1$ کے مابین نسبت ہوگی:

$$Z_{t+1} = (1 + z)Z_t \quad (24.25)$$

اسی طرح اگر مدت 0 میں Z کی قدر 1 ہو تو مدت t میں Z مساوی ہوگا:

$$Z_t = (1 + z)^t \quad (24.26)$$

L_t اور اس کی شرح نمو n کے مابین تعلقات کی وضاحت ہم اوپر کر چکے ہیں اور لہذا یہاں اس کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

24.3.1 پیداواریت میں نمو کے ساتھ حالت استحکام (Steady State with Productivity Growth)

سابق میں حالت استحکام کے مطالعے کے لیے ہم نے فی کارکن یا فی کس اصطلاح میں متغیرات کو بیان کیا تھا۔ اب ہم متغیرات کو فی موثر کارکن کی اصطلاح میں بیان کریں گے۔ فی موثر کارکن کی اصطلاح میں پیداوار تفاعل ہوگا:

$$\frac{Y_t}{Z_t L_t} = \frac{AF(K_t, Z_t L_t)}{Z_t L_t} = AF\left(\frac{K_t}{Z_t L_t}, \frac{Z_t L_t}{Z_t L_t}\right) = Af(\hat{k}_t)$$

$$\hat{y}_t = Af(\hat{k}_t) \quad (24.27)$$

درج بالا مساوات میں \hat{y}_t فی موثر کارکن آمدنی اور \hat{k}_t فی موثر کارکن سرمایہ ہے۔ متغیرات کے اوپر کی علامت ہم نے فی موثر کارکن کی اصطلاح میں متغیرات کو دکھانے کے لیے استعمال کی ہے۔

سولوماڈل کی سرمایہ کاری کی بنیادی مساوات ہوگی:

$$K_{t+1} = sAF(K_t, Z_t L_t) + (1 - \delta)K_t \quad (24.28)$$

آئیے اس مساوات کو فی موثر کارکن کی اصطلاح میں لکھیں۔ اس کے لیے مساوات (24.28) کی دونوں جانب کو $Z_t L_t$ سے تقسیم کریں۔

$$\frac{K_{t+1}}{Z_t L_t} = \frac{sAF(K_t, Z_t L_t)}{Z_t L_t} + \frac{(1 - \delta)K_t}{Z_t L_t}$$

$$\frac{K_{t+1}}{Z_t L_t} = sAf(\hat{k}_t) + (1 - \delta)\hat{k}_t$$

درج بالا مساوات کی بائیں جانب کو $Z_{t+1} L_{t+1}$ سے ضرب اور تقسیم کرنے پر:

$$\frac{K_{t+1}}{Z_t L_t} \cdot \frac{Z_{t+1} L_{t+1}}{Z_{t+1} L_{t+1}} = sAf(\hat{k}_t) + (1 - \delta)\hat{k}_t$$

$$\frac{K_{t+1}}{Z_{t+1} L_{t+1}} \cdot \frac{Z_{t+1} L_{t+1}}{Z_t L_t} = sAf(\hat{k}_t) + (1 - \delta)\hat{k}_t$$

درج بالا مساوات میں $\hat{k}_t = \frac{K_{t+1}}{Z_{t+1} L_{t+1}}$ مستقبل کے سرمایے کی فی موثر کارکن کی مقدار ہے، $\frac{L_{t+1}}{L_t}$ مساوی ہے $(1 + n)$ کے اور

$\frac{Z_{t+1}}{Z_t}$ مساوی ہے $(1+z)$ کے۔ لہذا درج بالا مساوات کو لکھا جاسکتا ہے:

$$\hat{k}_{t+1}(1+n)(1+z) = sAf(\hat{k}_t) + (1-\delta)\hat{k}_t$$

$$\hat{k}_{t+1} = \frac{1}{(1+n)(1+z)} [sAf(\hat{k}_t) + (1-\delta)\hat{k}_t] \quad (24.29)$$

مساوات (24.29) فی موثر کارکن کی اصطلاح میں تجمع سرمایہ کی مساوات ہے۔ سابق کی ہی طرح یہ مساوات سولو ماڈل کی کلیدی مساوات ہے۔ یہ مساوات فی موثر کارکن سرمایے کے اسٹاک کا تعین کرتی ہے۔ یہ دکھاتی ہے کہ مستقبل کا فی موثر کارکن سرمایہ (\hat{k}_{t+1}) موجودہ فی موثر کارکن سرمایے کا تفاعل ہے۔ s, A, δ, n, z کی متعینہ قدروں کے ساتھ مستقل میں فی موثر کارکن سرمایہ موجودہ فی موثر کارکن سرمایے پر منحصر کرتا ہے۔ ماڈل کے دیگر متغیرات موثر کارکن کی اصطلاح میں ہوں گے:

$$\hat{i}_t = s\hat{y}_t = sAf(\hat{k}_t) \quad (24.30)$$

$$\hat{y}_t = Af(\hat{k}_t) \quad (24.31)$$

$$\hat{y}_t = \hat{c}_t + \hat{i}_t \quad (24.32)$$

$$\hat{c}_t = (1-s)Af(\hat{k}_t) \quad (24.33)$$

حالت استحکام کو اخذ کرنے کے سے پہلے آئیے پہلے تجمع سرمایہ کی بنیادی مساوات کو تبدیلی کی صورت میں لکھیں۔ اس کے لیے مساوات (24.29) کی دونوں جانب سے k_t کو منہا کریں۔

$$\hat{k}_{t+1} - \hat{k}_t = \frac{1}{(1+n)(1+z)} [sAf(\hat{k}_t) + (1-\delta)\hat{k}_t] - \hat{k}_t$$

$$\Delta\hat{k}_{t+1} = \frac{sf(\hat{k}_t)}{(1+n)(1+z)} + \frac{(1-\delta)\hat{k}_t}{(1+n)(1+z)} - \hat{k}_t$$

$$\Delta\hat{k}_{t+1} = \frac{sf(\hat{k}_t) + (1-\delta)\hat{k}_t - (1+n)(1+z)\hat{k}_t}{(1+n)(1+z)}$$

$$\Delta\hat{k}_{t+1} = \frac{sf(\hat{k}_t) + \hat{k}_t - \delta\hat{k}_t - (1+n)(1+z)\hat{k}_t}{(1+n)(1+z)}$$

$$\Delta\hat{k}_{t+1} = \frac{sf(\hat{k}_t)}{(1+n)(1+z)} - \frac{(n+z+\delta)\hat{k}_t}{(1+n)(1+z)} \quad (24.34)$$

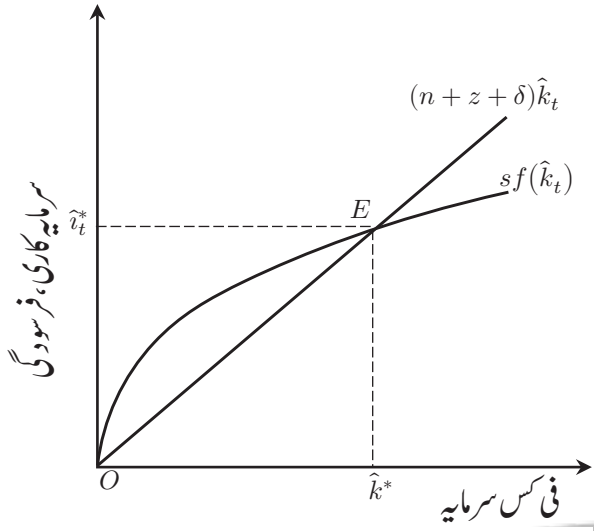
چونکہ حالت استحکام میں فی موثر کارکن سرمایہ میں تبدیلی صفر ہوتی ہے۔ لہذا؛²

$$\Delta k_{t+1} = \frac{sf(\hat{k}_t)}{(1+n)(1+z)} - \frac{(n+z+\delta)\hat{k}_t}{(1+n)(1+z)} = 0$$

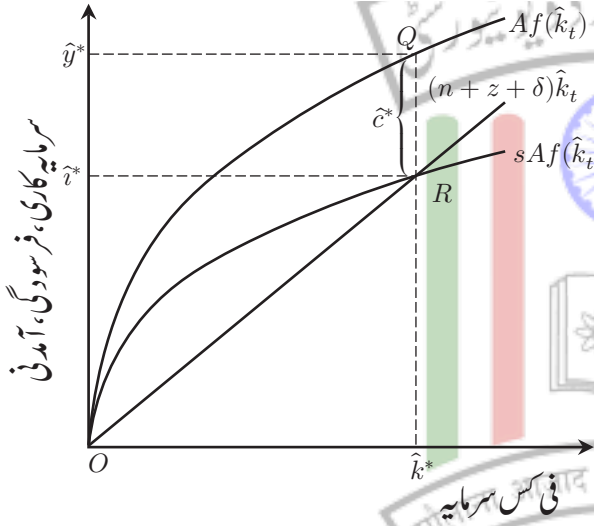
$$\frac{sf(\hat{k}_t)}{(1+n)(1+z)} = \frac{(n+z+\delta)\hat{k}_t}{(1+n)(1+z)}$$

$$sf(\hat{k}_t) = (n+z+\delta)\hat{k}_t \quad (24.35)$$

² اوپر کی ہی طرح یہاں بھی آپ مستحکم حالت کے فی موثر کارکن سرمایے کی قدر اخذ کرنے کے لیے تجمع سرمایہ کی مساوات (24.29) میں $k_{t+1} = k_t = k^*$ رکھ سکتے ہیں۔ ایسا کرنے کی صورت میں بھی آپ کو مساوات (24.35) حاصل ہوگی۔



تصویر 24.4: مستحکم حالت



تصویر 24.5: حالتِ استحکام میں فی موثر کارکن متغیرات

مساوات (24.35) کے مطابق معیشت حالتِ استحکام میں اس وقت ہوگی جب فی موثر کارکن سرمایہ کاری $(sf(\hat{k}_t))$ بریک ایون سرمایہ کاری $(n+z+\delta)\hat{k}_t$ کے مساوی ہو۔ تصویر 24.4 دیکھیں۔ تصویر میں $sf(\hat{k}_t)$ خط فی موثر کارکن سرمایہ کاری خط ہے جب کہ $(n+z+\delta)\hat{k}_t$ بریک ایون سرمایہ کاری خط ہے۔ حالتِ استحکام میں فی موثر کارکن سرمایہ k^* کا تعین ہوتا ہے کیونکہ k^* فی موثر کارکن سرمایہ کاری کی وہ مقدار ہے جو بریک ایون سرمایہ کاری کے مساوی ہے۔ اگر k_t کی قدر k^* سے زیادہ ہوگی تو سرمایہ کاری بریک ایون سرمایہ کاری سے کم ہوگی اور اس کے نتیجے میں k_t میں کمی ہوگی یہاں تک کہ وہ پھر سے k^* کی سطح پر آجائے گا۔ اس کے برعکس اگر k_t بریک ایون سرمایہ کاری سے کم ہوگی تو k_t میں اضافہ ہوگا یہاں تک کہ k^* کے مساوی ہو جائے گا۔ اس طرح حالتِ استحکام کے بعد k_t کی شرح نمو صفر ہوگی۔ حالتِ استحکام میں دیگر متغیرات کی قدریں درج ذیل ہوں گی:

$$\hat{y}^* = Af(\hat{k}^*) \quad (24.36)$$

$$\hat{i}^* = Af(\hat{k}^*) = s\hat{y}^* \quad (24.37)$$

$$\hat{c}^* = (1-s)Af(\hat{k}^*) = (1-s)\hat{y}^* \quad (24.38)$$

$$\hat{y}^* = \hat{i}^* + \hat{c}^* \quad (24.39)$$

ان مساواتوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایک بار جب معیشت حالتِ استحکام حاصل کر لیتی ہے تو اس کے فی موثر کارکن سرمایہ، پیداوار، صرف اور سرمایہ کاری میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی یعنی ان کی نمو صفر ہوتی ہے۔ گراف کی صورت میں حالتِ استحکام کی ان قدروں کو تصویر 24.5 میں دکھایا گیا ہے۔

درج بالا سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ حالتِ استحکام کی صورت میں آمدنی فی موثر کارکن، سرمایہ کاری فی موثر کارکن، صرف فی موثر کارکن کی قدروں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب ہے کہ حالتِ استحکام پر پہنچنے پر ان متغیرات کی فی موثر کارکن قدروں کی شرح نمو صفر ہوگی۔ لیکن نوٹ کریں کہ ہمارا مقصد متغیرات کی فی موثر کارکن قدروں کا مطالعہ کرنا نہیں ہے۔ ہمارا مقصد مجموعی قدروں اور فی کارکن قدروں کا مطالعہ کرنا ہے۔ حالتِ استحکام کے بعد، ہم متغیرات کی مجموعی قدروں اور فی کارکن قدروں کو ذیل طریقے سے اخذ کر سکتے ہیں:

آئیے سب سے پہلے بنیادی مساوات کی فی کارکن سرمایہ کی قدر کو دیکھتے ہیں۔ آپ دیکھ چکے ہیں کہ حالتِ استحکام کی صورت میں موجودہ فی موثر کارکن سرمایہ اور مستقل کافی موثر کارکن سرمایہ مساوی ہوتا ہے یعنی:

$$\hat{k}_{t+1} = \hat{k}_t$$

$$\begin{aligned}\frac{K_{t+1}}{Z_{t+1}L_{t+1}} &= \frac{K_t}{Z_tL_t} \\ \frac{K_{t+1}}{K_t} &= \frac{Z_{t+1}N_{t+1}}{Z_tN_t} \\ 1 + g_K &= (1 + z)(1 + n) \\ g_K &= n + z + zn \\ g_K &\approx z + n\end{aligned}\quad (24.40)$$

چونکہ zn بہت چھوٹا نمبر ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سرمایے کی شرح نمو Z_t اور L_t کی شرح نمو کے جوڑ $(z + n)$ کے تقریباً مساوی ہوتی ہے۔ اسی طرح، ہم سرمایہ فی کارکن (k_t) کی شرح نمو کو بھی اخذ کر سکتے ہیں۔

$$\begin{aligned}\frac{K_{t+1}}{Z_{t+1}L_{t+1}} &= \frac{K_t}{Z_tL_t} \\ \frac{K_{t+1}}{L_{t+1}} &= \frac{Z_{t+1}K_t}{Z_tL_t} \\ k_{t+1} &= \frac{Z_{t+1}}{Z_t} \cdot k_t \\ \frac{k_{t+1}}{k_t} &= 1 + z \Rightarrow g_k = z\end{aligned}\quad (24.41)$$

مساوات (24.41) کے مطابق حالت استحکام میں سرمایہ فی کارکن کی شرح نمو Z_t کی شرح نمو z کے مساوی ہوتی ہے۔ اسی طرح، ہم دیگر متغیرات کی شرح نمو کو بھی اخذ کر سکتے ہیں۔ پیداوار، صرف اور سرمایہ کاری کی شرح نمو $(z + n)$ کے مساوی ہوگی۔

$$\frac{Y_{t+1}}{Y_t} = (1 + z)(1 + n) \Rightarrow g_Y \approx z + n \quad (24.42)$$

$$\frac{C_{t+1}}{C_t} = (1 + z)(1 + n) \Rightarrow g_C \approx z + n \quad (24.43)$$

$$\frac{I_{t+1}}{I_t} = (1 + z)(1 + n) \Rightarrow g_I \approx z + n \quad (24.44)$$

فی کارکن متغیرات کی شرح نمو ہوں گی:

$$\frac{y_{t+1}}{y_t} = (1 + z) \Rightarrow g_y = z \quad (24.45)$$

$$\frac{c_{t+1}}{c_t} = (1 + z) \Rightarrow g_c = z \quad (24.46)$$

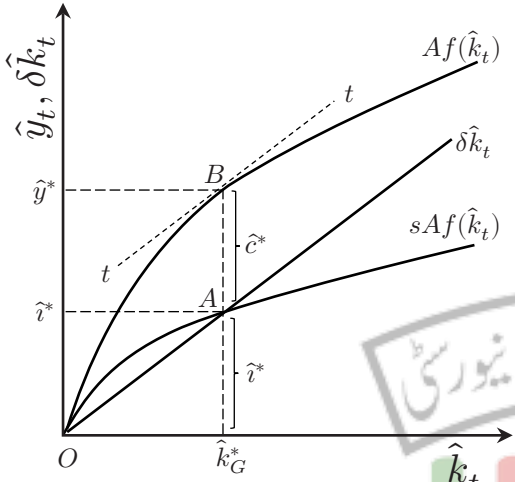
$$\frac{i_{t+1}}{i_t} = (1 + z) \Rightarrow g_i = z \quad (24.47)$$

مختصراً، فی موثر کارکن اکائیوں میں معیشت حالت استحکام کی طرف مرکوز ہوگی۔ اس حالت استحکام میں فی کارکن پیداوار، صرف اور سرمایے میں z شرح نمو سے اضافہ ہوگا۔ چونکہ یہ متغیرات یکساں رفتار سے تبدیل ہو رہے ہیں لہذا حالت استحکام میں سرمایہ پیداوار تناسب یکساں رہتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، مضاف فی موثر کارکن متغیرات مستحکم حالت حاصل کرتے ہیں۔ معیشت کسی بھی ابتدائی سے حالت سے اس مستحکم حالت میں پہنچ جاتی ہے۔ یہ وہ حالت ہے جسے معیشت مدت طویل میں حاصل کرتی ہے۔

24.4 تجمع سرمایہ کا سنہرا اصول (Golden Rule of Capital Accumulation)

پیداواریت کی شرح نمو اور محنت کی شرح نمو کے تعارف کے بعد کیا تجمع سرمایہ کاری کے سنہرے اصول میں کوئی تبدیلی ہوگی؟ سنہرے اصول کے مطابق سنہرے اصول کی مستحکم حالت وہ ہوگی جو فی موثر کارکن صرف کو زیادہ سے زیادہ کرتی ہو۔ سنہرے اصول کے لیے ہم وہی شرط استعمال کر سکتے ہیں جو ہم نے سابقہ اکائی میں کی تھی۔

$$MP_{\hat{k}_t} = n + z + \delta \quad (24.43)$$



تصویر 24.6: شرح بچت اور سنہرا اصول

مساوات (24.43) کے مطابق فی موثر کارکن سرمایہ کی اس سطح پر فی موثر کارکن صرف سب سے زیادہ ہو گا جس پر سرمایے کی حاشیائی پیداوار، فرسودگی کی شرح، محنت کی نمو کی شرح اور پیداواریت کی نمو کی شرح کے جوڑ $(n + z + \delta)$ کے مساوی ہو۔

چونکہ $MP_{\hat{k}_t}$ تفاعل پیداوار کا ڈھلان ہے اور $(n + z + \delta)$ برین ایون سرمایہ کاری کا ڈھلان ہے۔ لہذا درج بالا شرط کے مطابق مستحکم حالت میں

سنہرے اصول کی سطح وہ ہوگی جہاں تفاعل پیداوار اور بریک ایون سرمایہ کاری خطوط کے مماس یکساں ہوں جیسا کہ تصویر 24.6 میں دیکھا جاسکتا ہے۔ نقطہ A پر حالت استحکام کا تعین ہوتا ہے۔ اس نقطے کے مطابق بریک ایون سرمایہ کاری اور پیداوار تفاعل کے ڈھلان مساوی ہیں۔ لہذا اس حالت میں فی موثر کارکن صرف سب سے زیادہ ہو گا۔

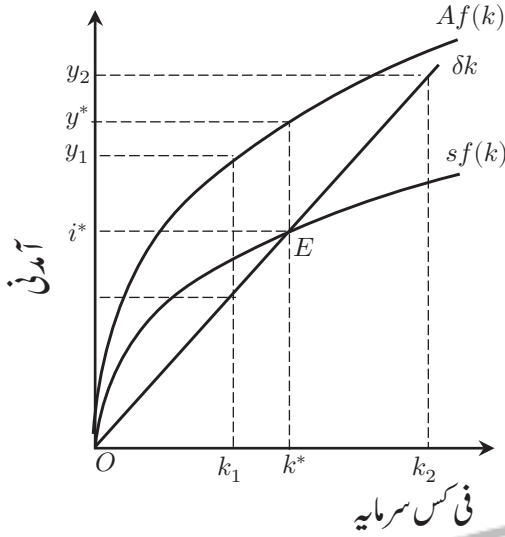
24.5 مفروضہ ارتکاز (Convergence Hypothesis)

مفروضہ ارتکاز کہتا ہے کہ غریب ممالک تیز رفتار نمو حاصل کریں گے اور ایک وقت آئے گا کہ وہ امیر ممالک کے مساوی ہو جائیں گے۔ یہ سولوماڈل کی ایک اہم پیش گوئی ہے۔ سولوماڈل دو طرح کے ارتکاز کی بات کرتا ہے۔ ایک مطلق ارتکاز اور دوسرا مشروط ارتکاز۔

1. مطلق ارتکاز (Absolute Convergence)

آئیے پہلے مطلق ارتکاز پر بات کرتے ہیں۔ اس کے لیے آئیے فرض کریں کہ دو ممالک ہیں۔ ملک 1 اور ملک 2۔ دونوں ممالک بنیادی طور پر ایک جیسے ہیں، یعنی ان کی پیداواری صلاحیت اور بچت کی شرحیں یکساں ہیں۔ دونوں ممالک میں فرق یہ ہے کہ ملک 1 غریب ہے اور اس کے پاس فی کارکن سرمایے کی کم سطح ہے۔ دوسرا ملک امیر ہے اور اس کے پاس فی کارکن سرمایے کی اعلیٰ سطح ہے۔

سابق میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ مستحکم حالت کی فی کس آمدنی ابتدائی فی کس سرمایہ پر منحصر نہیں کرتی۔ سرمایے کی کسی بھی (غیر صفر) قدر سے شروع کر کے، معیشت مستحکم حالت کی طرف مرتکز ہوتی ہے۔ اگر ہم یہ فرض کر رہے ہیں کہ زیر غور دونوں ممالک کے لیے تمام خصوصیات یکساں ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ممالک کے پاس مستحکم حالت میں یکساں فی کس سرمایہ ہو گا اور اسی لیے فی کس پیداوار کی ایک جیسی سطح ہوگی۔



تصویر 24.7 مطلق ارتکاز

تصویر 24.7 میں اس کی وضاحت کی گئی ہے جہاں ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ k_1 غریب ملک کے فی کارکن سرمایے کی نمائندگی کرتا ہے اور k_2 امیر ملک کے فی کارکن سرمایے کو ظاہر کرتا ہے (نوٹ کریں کہ ہم نے ارتکاز کی وضاحت کے لیے سولو کے بنیادی ماڈل کا استعمال کیا ہے جس میں محنت اور پیداواریت کی شرح نمو صفر تھی۔ یہ ہم نے تجزیے کو آسان رکھنے کے لیے کیا ہے۔ آپ m اور n کی غیر صفر قدر کے ساتھ بھی یہی نتیجہ اخذ کریں گے)۔ اس کے علاوہ دونوں ممالک ایک جیسے ہیں۔ سولو ماڈل کے مطابق دونوں ممالک غریب اور امیر یکساں حالت استحکام حاصل کریں گے اور دونوں کافی کارکن سرمایہ مساوی ہو گا۔ چونکہ دونوں کا حالت استحکام میں فی کارکن سرمایہ مساوی

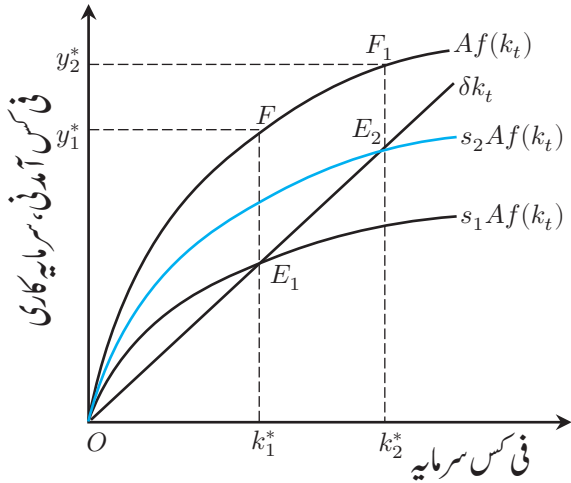
ہو گا لہذا دونوں کی فی کارکن پیداوار اور آمدنی، فی کارکن سرمایہ کاری اور فی کارکن صرف بھی مساوی ہوں گے۔ تصویر میں غریب ملک فی کارکن سرمایہ k_1 سے شروع کرتا ہے جبکہ امیر ملک فی کارکن سرمایہ k_2 سے شروع کرتا ہے۔ دیکھیں کہ غریب ملک کافی کارکن سرمایہ بریک ایون سرمایہ کاری سے زیادہ ہے لہذا اس کے فی کارکن سرمایے میں اضافہ ہو گا یعنی اس کی شرح نمو زیادہ ہوگی یہاں تک کہ وہ k^* تک پہنچ جائے گا۔ امیر ملک k_2 کے ساتھ شروع کرتا ہے۔ اس کی سرمایہ کاری بریک ایون سرمایہ کاری سے کم ہے لہذا اس کے فی کارکن سرمایہ میں کمی ہوگی یعنی اس کی شرح نمو نسبتاً کم ہوگی یہاں تک کہ وہ k^* تک پہنچ جائے گا۔

یہ بات سننے میں حقیقت سے پرے لگ سکتی ہے۔ لیکن بہت سے نوکلائسیکی دلیل دیتے ہیں کہ یہ دعویٰ حقیقت سے اتنا دور بھی نہیں ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر غور کریں، جب جاپان اور جرمنی کے سرمایے کا ذخائر اتحادیوں کی بمباری اور جنگ سے متعلق دیگر کارروائیوں سے تباہ ہو گئے تھے۔ غور کریں کہ ان ممالک کی دیگر خصوصیات، یعنی ان کی پیداواریت، بچت کی شرح، آبادی میں اضافے کی شرح وغیرہ، جنگ سے پہلے جیسی ہی تھیں۔ وہ صنعتی دنیا کے دیگر ممالک جیسے ہی تھے۔ لہذا، اسی طرح کے پیرامیٹرز کے ساتھ دوسرے صنعتی ممالک کے مقابلے میں، جنگ کے بعد جرمنی اور جاپان میں غیر معمولی حد تک فی کارکن سرمایہ k کم ہو گیا۔ مطلق ارتکاز کے مفروضے کے مطابق، سولو ماڈل پیشین گوئی کرتا ہے کہ یہ دونوں ممالک جنگ کے فوراً بعد دوسرے صنعتی ممالک کے مقابلے میں تیزی سے ترقی کریں گی اور ان ممالک نے ایسا ہی کر کے دکھایا۔

2. مشروط ارتکاز

بلاشبہ، پوری دنیا کے لیے، مطلق ارتکاز کا مفروضہ اتنا درست بھی نہیں ہے کیونکہ ممالک ایک دوسرے سے اتنی مشابہت نہیں رکھتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا مثال میں ہے۔ یہ فرض کرنا محال ہے کہ، ہندوستان اور ڈنمارک کی یکساں شرح نمو ہوگی کیوں کہ ان دونوں ممالک کی بچت کی شرح، پیداواری صلاحیت اور آبادی میں اضافے کی شرح بالکل مختلف ہے۔

اگر ممالک اپنی بچت کی شرحوں، آبادی میں اضافے کی شرح اور تفاعل پیداوار میں مختلف ہوں تو وہ مختلف فی کارکن سرمایے اور فی



تصویر 24.8: مشروط ارتکاز

کارکن آمدنی کی مختلف سطحوں کے ساتھ مختلف مستحکم حالت کو پہنچیں گے۔ یعنی اگر ممالک بنیادی خصوصیات میں مختلف ہوں، تو سولو ماڈل مشروط ارتکاز کی پیش گوئی کرتا ہے۔

مثال کے طور پر، اگر مشروط ارتکاز ہے، تو کم فی کارکن سرمایہ والا ملک ایک نہ ایک دن اس امیر ملک کے برابر پہنچ جائے گا جس کی بچت کی شرح کم ہے۔ لیکن وہ کبھی بھی کسی ایسے امیر ملک کو نہیں پکڑے گا جس کی بچت کی شرح زیادہ ہے۔

مشروط ارتکاز کو تصویر 24.8 میں دکھایا گیا ہے۔ تصویر میں

غریب ملک 1 کی شرح بچت کم ہے جبکہ امیر ملک 2 کی شرح بچت زیادہ ہے۔ دونوں ممالک کی حالت استحکام کافی کارکن سرمایہ اور فی کارکن آمدنی اور لہذا فی کارکن صرف مختلف ہے۔ لیکن دونوں ممالک کی شرح نمو یکساں ہے۔

24.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہیں کہ:

- سولو ماڈل میں آبادی کی نمو کے اثر کا تجزیہ کر سکیں۔
- سولو ماڈل میں پیداوار اور بھلائی کی پیش رفت کے اثر کا تجزیہ کر سکیں۔
- مفروضہ ارتکاز کی وضاحت کر سکیں۔

24.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

محنت کی تاثیریت: Efficiency of Labor - کارکن کی ایک مخصوص مدت کے دوران زیادہ یا بہتر کام یا دونوں کرنے کی پیداواری صلاحیت۔

24.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

24.8.1 معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1. مضاف سولو ماڈل کے مطابق محنت کی شرح نمو n میں اضافے سے حالت استحکام کے فی کس موثر سرمایے میں
 - (a) کمی ہوگی۔
 - (b) اضافہ ہوگا۔
 - (c) کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔
 - (d) درج بالا سبھی ممکن ہیں۔

2. سولو ماڈل میں میلان بچت میں اضافے سے حالت استحکام کے فی کس سرمایے میں

- (a) کمی ہوگی۔ (b) اضافہ ہوگا۔
(c) کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ (d) درج بالا سبھی ممکن ہیں۔

3. ایک معیشت میں محنت کی مقدار 100 ہے اور Z کی قدر 2 ہے۔ اس معیشت کی موثر محنت ہوگی:

- (a) 50 (b) 100
(c) 200 (d) درج بالا میں سے کوئی نہیں۔

4. ایک معیشت میں محنت کی مقدار 100 سے بڑھ کر 102 ہو جاتی ہے۔ اس معیشت میں شرح نمو n ہوگی:

- (a) 1 فیصد (b) 2 فیصد
(c) 10 فیصد (d) 20 فیصد

5. اگر محنت کی شرح نمو صفر ($n = 0$) ہو، پیداواریت کی شرح نمو دو فیصد ($z = 0.02$) ہو تو حالت استحکام میں مجموعی آمدنی کی نمو (g_Y) ہوگی؟

- (a) 1 فیصد (b) 2 فیصد
(c) 10 فیصد (d) 20 فیصد

6. اگر محنت کی شرح نمو صفر ($n = 0$) ہو، پیداواریت کی شرح نمو دو فیصد ($z = 0.02$) ہو تو حالت استحکام میں فی کارکن آمدنی کی نمو (g_y) ہوگی؟

- (a) 1 فیصد (b) 2 فیصد
(c) 0 فیصد (d) 20 فیصد

7. اگر محنت کی شرح نمو ایک فیصد ($n = 0.01$) ہو، پیداواریت کی شرح نمو دو فیصد ($z = 0.02$) ہو تو حالت استحکام میں مجموعی آمدنی کی شرح نمو (g_Y) ہوگی؟

- (a) 1 فیصد (b) 2 فیصد
(c) 3 فیصد (d) 4 فیصد

8. اگر محنت کی شرح نمو n ہو، پیداواریت کی شرح نمو صفر ہو تو سنہرے اصول کی شرط ہوگی؟

- (a) $MP_k = (n + \delta)k_t$ (b) $MP_k = (n - \delta)k_t$
(c) $MP_k = \frac{(n + \delta)k_t}{(1 + n)(1 + \delta)}$ (d) $MP_k = k_t$

9. مطلق ارتکاز کے مطابق، ایک جیسی خصوصیات والے ممالک یکساں مستحکم شرح نمو حاصل کریں گے۔ (صحیح / غلط)

10. بچت کی وہ شرح جس پر فی کس سرمایہ سب سے زیادہ ہو سنہرے اصول کی شرح بچت کہلاتی ہے۔ (صحیح / غلط)

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	جوابات
صحیح	صحیح	(a)	(c)	(b)	(b)	(b)	(c)	(b)	(a)	

24.8.2 مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. سولوماڈل میں آبادی کا حالت استحکام کی فی سرمایے پر اثر کو واضح کریں۔
2. اگر بچت کی شرح میں کمی ہوتی ہے تو حالت استحکام کی فی کس آمدنی پر کیا اثر ہوگا؟
3. ایک معیشت کا درج ذیل تقاضا پیداوار ہے:

$$Y_t = AK^\alpha L^{1-\alpha}$$

4. اگر α کی قدر 0.5 ہو، سرمایہ 400 ہو اور محنت 100 ہو اور A کی قدر 1 ہو تو اس معیشت کی فی کارکن آمدنی کیا ہوگی؟
5. سوال 3 میں دی گئی قدروں کے ساتھ حالت استحکام کے فی کارکن سرمایے کی قدر اخذ کریں اگر محنت میں 1 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوتا ہو۔
6. سولوماڈل میں A اور Z میں کیا فرق ہے؟

24.8.3 طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. آبادی کی شرح نمو کے تعارف سے سولو کی تجمع سرمایہ کی بنیادی مساوات کے اشتقاق کو واضح کریں۔
2. مضاف سولوماڈل میں تجمع سرمایہ کی مساوات کو اخذ کریں۔
3. بچت کی شرح، محنت کی شرح اور پیداواریت کی شرح کے اضافے سے سولوماڈل پر اثرات کو گراف سے واضح کریں۔

24.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ahuja, H. L. (2016). *Macroeconomics: Theory and Policy* (20th ed.). S Chand & Company.
2. Jhingan, M. L. (2016). *Macroeconomic Theory* (13th ed.). Delhi: Vrinda Publications.
3. Mankew, N. G., & Taylor, M. P. (2017). *Macroeconomics* (4th ed.). India: Cengage Learning.
4. Solow, R. M. (1956, February). A Contribution to the Theory of Economic Growth. *The Quarterly Journal of Economics*, 70(1), 65-94.

نمونہ امتحانی پرچہ

(Model Examination Paper)

Maulana Azad National Urdu University

B.A.III Semester Examination

(BAEC301CCT): Macroeconomics-I

Time: 3hrs.

Marks: 70

ہدایات : یہ پرچہ سوالات تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارہ ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول میں 10 لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات / خالی جگہ پُر کرنا / مختصر جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ (10 x 1 = 10 Marks)
1. حصہ دوم میں آٹھ سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی پانچ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دو سو (200) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 6 نمبرات مختص ہیں۔ (5 x 6 = 30 Marks)
2. حصہ سوم میں پانچ سوالات ہیں۔ اس میں سے طالب علم کو کوئی تین سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو (500) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ (3 x 10 = 30 Marks)

حصہ اول

سوال 1.

I. مالیاتی پالیسی ہوتی ہے:

- (a) حکومت کی ٹیکس اور اخراجات سے متعلق پالیسی
(b) حکومت کی بین الاقوامی پالیسی
(c) مرکزی بینک کی زر کی رسد سے متعلق پالیسی
(d) حکومت کی زرعی اور صنعتی پالیسی

II. ایل ایم خط ---- اور ---- کے ان امتزاج کو دکھاتا ہے جن پر زر بازار توازن میں ہوتا ہے۔

- (a) آمدنی اور شرح سود
(b) سرمایہ کاری اور شرح سود
(c) صرف اور آمدنی
(d) درج بالا سبھی درست

III. مندرجہ ذیل میں سے کون سا زر کا فعل نہیں ہے؟

- (a) تبادلے کا ذریعہ
(b) قیمت کا ذخیرہ
(c) قدر کی پیمائش
(d) سامان کی پیداوار

.IV مندرجہ ذیل میں سے کون سی فیٹ منی کی خصوصیت ہے؟

- (a) اس کی اندرونی قدر ہوتی ہے۔
(b) اس کی پشت پناہی کسی شے سے ہوتی ہے۔
(c) اسے کسی شے کی حمایت حاصل نہیں ہوتی۔ ہے
(d) یہ آسانی سے تباہ ہو جاتی ہے۔

.V اگر زر کی رسد 50 کروڑ ہو، زر کی آمدنی رفتار 4 ہو اور حقیقی آمدنی 100 کروڑ ہو تو زر کی آمدنی ہوگی:

- (a) 50 کروڑ
(b) 400 کروڑ

- (c) 2000 کروڑ
(d) 25 کروڑ

.VI کیسز کے مطابق لین دین اور احتیاطی مقصد کے لیے زر کی سود طلب ہوتی ہے:

- (a) صفر
(b) ایک

- (c) ایک سے زیادہ
(d) درج بالا میں سے کوئی نہیں

.VII فلپس کے مطابق کسی معیشت میں اگر افراط زر میں اضافہ ہو گا بیروزگاری میں ----- ہو گا / ہوگی۔

- (a) اضافہ ہوگا۔
(b) کمی ہوگی۔

- (c) کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔
(d) (a) اور (b) دونوں ممکن ہیں۔

.VIII فشر مساوات کے مطابق درج ذیل میں سے درست ہے:

(a) $M = \frac{PY}{V}$
(b) $P = \frac{MV}{T}$

- (c) درج بالا دونوں
(d) ان میں سے کوئی نہیں

.IX ----- بینک کو کریڈٹ پیدا کرنے والے کارخانے کہا جاتا ہے۔

- (a) مرکزی
(b) تجارتی

- (c) فہرستی بینک
(d) غیر فہرستی بینک

.X ادائیگی کے توازن میں سرپلس کی حالت سے مراد

- (a) مجموعی آمد اور مجموعی اخراج برابر ہیں۔
(b) مجموعی آمد سے مجموعی اخراج کم ہے۔

- (c) مجموعی آمد سے مکمل اخراج زیادہ ہے۔
(d) برآمد اور درآمد برابر ہے۔

حصہ دوم

- سوال 2. توسیعی زر پالیسی کیا ہوتی ہے؟ شرح سود اور آمدنی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟
- سوال 3. بارٹر منی کی اہم خامیاں کون سی ہیں؟
- سوال 4. فشر کی تبادلے کی مساوات میں متغیرات کیا ہیں؟
- سوال 5. افراط زر بسبب طلب کسے کہتے ہیں؟
- سوال 6. CRR اور SLR کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔
- سوال 7. ادائیگی کے توازن سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس پر روشنی ڈالیں۔
- سوال 8. عدم توازن کی مختلف اقسام کو تفصیل میں بیان کریں۔
- سوال 9. شرح مبادلہ کو متاثر کرنے والے عناصر پر روشنی ڈالیں۔
- سوال 10. زر کی مختلف اقسام کی وضاحت کریں۔
- سوال 11. تجارتی بینک کس طرح کریڈٹ تخلیق کرتے ہیں؟ اس کو ریاضیاتی گوشوارے کے ذریعے واضح کریں۔
- سوال 12. یکسز کے مطابق تخمینی محرک کو تفصیل سے بیان کریں۔
- سوال 13. ادائیگی کے توازن میں عدم توازن کو درست کرنے والی مانیٹری پالیسی پر تبصرہ کریں۔
- سوال 14. کلاسیکی نظریہ مقدار زر پر کی گئی تنقیدات بیان کریں۔